# نقوشِ مہرووفا

## جلد دوم

محمد صدیق ڈار توحیدی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ (سوئم)

سلسلہ عالیہ توحیدیہ

# نقوشِ مہروفا

## جلد دوم

محمد صدیق ڈار توحیدی رحمۃ اللہ علیہ
شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ (سوئم)

سلسلہ عالیہ توحیدیہ
مرکز تعمیرِ ملّت، جی ٹی روڈ، گوجرانوالہ

| | |
|---|---|
| نام کتاب | نقوشِ مہر و وفا ( جلد دوم ) |
| مرتب | شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ محمد یعقوب خان توحیدی |
| اشاعت اوّل | 2025ء |
| تعداد | 300 |
| قیمت | 1000/- |
| صفحات | **406** |
| ناشر | شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ محمد یعقوب خان توحیدی |



ملنے کا پتہ:

مرکز تعمیر ملت، وحید کالونی کوٹ شاہاں

ڈاکخانہ سیکنڈری بورڈ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

**0303-0466321- 0344-9000042**

بسم الله الرحمن الرحيم

# انتساب

بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ

حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

# فہرست

# پیش لفظ

دیدار ذات باری تعالیٰ کا تصور ہی بہت بڑی بات ہے۔ کسی جماعت، سلسلہ یا بزرگ نے دیدار ذات باری تعالیٰ پر اتنے پر اعتماد انداز سے بات بھی نہیں کی۔ یہ بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ کا خاصا ہے کہ انہوں نے نہ صرف خود دیدار ذات باری تعالیٰ کا دعویٰ کیا بلکہ توحیدیہ نام سے اپنے سلسلہ تصوف کی بنیاد رکھی تو اس کا نصب العین ہی دیدار ذات بحت کا قرار دیا۔ یہ کیسا دعویٰ یا نصب العین ہے؟ بلاشک و شبہ بہت بڑا دعویٰ ہے۔ کہاں انسان اور کہاں ذات کبریاء۔ بابا جی انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دیدار ذات باری تعالیٰ کا کہا اور لکھ دیا ہے تو یہ ممکن ہے، ہوگا، ضرور ہوگا۔ جیتے جی اسی زندگی میں مرنے سے پہلے ہونے کی بات ہے تو ذات باری تعالیٰ بالکل اسی طرح ہوگا۔ ہمیں اس پر پورا یقین ہے۔ یہ فی الواقع ایک حقیقت ہے۔ توحیدیہ سلسلہ میں دیدار ذات باری تعالیٰ کے نصب العین پر بیعت لی جاتی ہے۔ ہزاروں لوگ بیعت ہوئے، کئی مراد پا گئے۔ یہ سلسلہ تصوف قائم و دائم ہے۔ افکار و نظریات پوری طرح موجود ہیں۔ جیسے جیسے وقت گزر رہا ہے، سلسلہ توحیدیہ میں فکری و نظریاتی بالیدگی آ رہی ہے۔ ان شاء اللہ وقت کے ساتھ اس میں نکھار آتا جائے گا۔

سلسلہ عالیہ توحیدیہ میں مرید ہونے والا ایک عام سا بندہ پہلے دن سے اسی امید اور یقین سے آگے بڑھتا ہے کہ مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات کا دیدار ان شاء

اللہ ضرور ہوگا۔ تمام توحیدی سالک اسی بات پر ہیں۔ یہ سچ ہے کہ سارا کچھ ہونا اللہ کے فضل سے ہے۔ جس راستہ کے ہم مسافر ہیں اس راستہ میں کسی کچھ بھی نہیں، تمام کے تمام معاملات محض اللہ کے فضل و کرم سے ہیں مگر اس کے باوجود صحیح افکار کے ساتھ عمل شرط ہے۔ مقصد بہت اعلیٰ ہے تو اس کے لئے عمل میں بھی اسی قدر پختگی و ثابت قدمی درکار ہے۔ نیکی و برائی میں سے کچھ بھی چھوٹا یا معمولی نہیں ہے کہ جسے نظر انداز کر دیا جائے۔ ایک ایک کر کے نیکیوں کو اختیار کرتے چلے جانا ہے اور ایک ایک کر کے برائیوں کو چھوڑتے چلے جانا ہے۔ اسی سے وہ اخلاق و کردار اور صفات پیدا ہوں گی جو ذات باری تعالیٰ کے دیدار کے لئے مطلوب و مقصود ہیں۔ ہماری کوشش ہمیں اس معیار پر لانے کے لئے ہونی چاہئے کہ جو ہمیں کو ہر مقصود سے ہمکنار کر دے۔

سالکین توحیدیہ کے لئے افکار و نظریات میں بھی کوئی الجھاؤ نہیں۔ اللہ کے دیدار کی طلب اور اس راہ پر ہیں تو ہمیں اپنے آپ کو اللہ کے رنگ میں رنگنا ہے۔ اللہ کی صفات اپنے اندر پیدا کرنا ہیں۔ بانی سلسلہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صاف لکھا ہے کہ جن باتوں کے کرنے کا حکم ہے ان کو کرنا اور جن سے رکنے کا حکم ہے ان سے رک جانا ہی عین اسلام ہے۔ اخلاق و کردار کی بات ہے تو اخلاق و کردار وہی قابل قبول ہے جو حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے عین مطابق ہوگا، نہ اس سے کم، نہ ہی زیادہ۔ بزرگی کا معیار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ ہے۔ بات ثابت قدمی اور پورے خلوص سے عمل کی ہے۔ پوری یکسوئی سے عملی میدان میں اترنا ہے۔ توحیدیہ تعلیمات سب کی سب اسی بات کی وضاحت و تشریح ہیں۔ بانی سلسلہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتب انہیں باتوں کو آسان ترین انداز سے سامنے لاتی ہیں۔ باباجی محمد صدیق ڈار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی محافل انہیں باتوں کا اعادہ کرتی ہیں، توحیدیہ تعلیمات کی تشریح و وضاحت ہیں۔ زیر نظر کتاب میں ہر محفل اللہ کی بات سے شروع ہو کر اللہ کی بات پر ختم ہوتی ہے۔ ہمارا اول و آخر اللہ ہی ہے۔ اللہ کے

بغیر ہم کیا ہیں؟ ہمارا کیا ہے؟ اللہ کے بغیر نہ ہم کچھ ہیں اور نہ ہی ہمارا کچھ ہے۔ کچھ بھی تو نہیں ہے۔

یہ بات بجا طور پر قابل فخر ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں سلسلہ عالیہ توحیدیہ سے متعارف کرایا، ہمارے قلوب کو اس روحانی سلسلہ کی دعوت کے لئے کھول دیا، الحمد لله، ثم الحمد لله کہ آج ہم اس روحانی سلسلہ سے منسلک ہیں، اس کی تعلیمات پر حتی المقدور عمل پیرا ہیں۔ یہ مقام صد شکر بھی ہے اور مقام صد تحسین بھی۔ اللہ ہمیں استقامت عطا فرمائے، ہمارے حال پر رحم و کرم فرمائے، ہمارے ساتھ اپنے فضل کا معاملہ فرمائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ باباجی محمد صدیق ڈار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے، ہماری اس کاوش کو قبول و مقبول فرمائے، اسے ہمارے لئے صدقہ جاریہ بنائے، سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی تعلیمات کو ہمارے دلوں میں جاگزیں فرمائے اور ہمیں اپنے دیدار کے لئے مطلوب و مقصود مساعی کی توفیق و ہمت عطا فرمائے۔ آمین۔

آخر میں مریدین سلسلہ سید رحمت اللہ شاہ، تنویر احمد اور ماجد محمود توحیدی کے لئے دعا ہے کہ اللہ اس کتاب کی فراہمی میں ان کے خدمات کو قبول فرمائے، سلسلہ عالیہ توحیدیہ میں بیعت ہر بھائی کو بے نظیر و بے مثال روحانی درجات عطا فرمائے، توحیدیہ فیض کو عام فرمائے، سلسلہ عالیہ توحیدیہ کو اپنی مخلوق کی خدمت کے لئے قبول فرمائے۔

آمین یا رب العالمین!

**محمد یعقوب خان توحیدی**

شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ

14 ربیع الثانی 1447ھ

08 اکتوبر 2025ء

# محفل 45

پوچھا گیا کہ تعمیر ملت میں قبلہ انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جگہ ایتھر کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس کی تسخیر ہو جائے تو یہ ہوگا۔ کافی سارے کام لکھے ہیں کہ مادّہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوگا۔ اس حوالے سے انہوں نے کبھی زبانی کوئی بات نہیں کی؟

اس کے جواب میں فرمایا: Theory تو تھی ناں وہ ایتھر ایک میڈیا ہے۔ مادّے کی فائن ترین صورت جو ہے وہ ایتھر ہے۔ اس کے بعد مادہ Condense ہو کر مادّہ بنتا ہے۔ جیسے اب ہوا ہے یہ پندرہ سولہ یا بیس میل تک یہ کرّہ فضا کا، ہوا ہے۔ ادھر بڑی Dense ہے۔ جیسے اوپر جائیں گے یہ تقسیم ہوتی جاتی ہے۔ Pressure اس کا کم ہوتا جاتا ہے، پھر وہ ہے لیکن کسی حد تک ہے۔ Certain حد تک ہے پھر بغیر ہوا کے خلاء ہے۔ لیکن وہ جو ایتھر والی بات ہے اس میں Electronics کی سمجھ لیں کہ اس میں لطیف ترین فضاء Electronically موجود ہے، جس میں Signals بھی جاتے ہیں اور یہ ساری روشنی بھی اس میں Travel کرتی ہے اور چاند سے بھی Transmitor آتے ہیں۔ ایسا ایک وجود ساری کائنات میں پھیلا ہوا ہے جو دکھائی نہیں دیتا لیکن الیکٹرونک فضاء جو ہے وہ موجود ہے۔ ایتھر ہے۔ مادے

کی لطیف ترین حالت ایتھر ہے۔وہ آگے Condense ہو کے الیکٹرون بعد میں بنا ہے۔اب جس کوانہوں نے Quartz کہا ہے۔Quartz سے باہر کے ایٹم سے چھوٹے Electroprotons سے بھی چھوٹے وہ ایسے Particles ہیں۔اس سے بھی لطیف ترین یہ Particles پوری کائنات میں Exist کر رہے ہیں۔اسی سے Signals آتے ہیں،اسی سے Lights آتی ہیں، باہر سے احکامات ایک سیارے سے دوسرے میں اس کے Through آتے ہیں۔یہ موجود ہے۔ہماری Communication بھی جو موبائل پر ہے انہیں کے Through ہوتی ہے۔ یہ شعاعیں ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں بھی اسی کے Through آتی ہیں۔ایک سیارے سے دوسرے سیارے میں بھی وہ جس میڈیم سے گزر کر جاتی ہیں وہ ایتھر ہے۔ایک سیارے سے دوسرے سیارے تک اس میں بھی ایتھر ہے۔یہ ساری کائنات میں Rule کر رہا ہے۔

باباجی عِشاللہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری عِشاللہ) نے لکھا ہے کہ اللہ اپنے کام کرنے والے بندوں کو ایتھر پہ دسترس عطا فرمائے گا۔ جناب محمد یعقوب صاحب نے فرمایا کہ باباجی عِشاللہ کہتے تھے کہ انسان اس پر ریسرچ کر رہا ہے اگر اس پر دسترس ہوگئی تو انسان اِدھر اُدھر آجا سکے گا۔آپ نے بات کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

اس میں لکھا ہے کہ آنا جانا سب آسان ہو جائے گا۔انسان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا آسان ہوگا۔چاند پہ آنا جانا معمول بن جائے گا۔یہ سارا کچھ تو یہ ایتھر پہ دسترس حاصل ہونے کے بعد کہا ہے کہ انسان اتنا Powerful ہو جائے

گا کہ اس کی Range اتنی بڑھ جائے گی۔ ابھی Fax جا سکتی ہے، تصویریں جا سکتی ہیں۔ پہلے تو نہیں جا سکتی تھیں، اب تصویریں بھی جا رہی ہیں۔ Colour نہیں جاتے تھے، اب Colour بھی آ گئے ہیں۔ اب خوشبو کا بھی کہتے ہیں کہ یہ بھی جائے۔ ایک تصویر میں گلاب دکھایا جائے تو خوشبو بھی آئے۔ چنبیلی ہے تو اس کی خوشبو بھی آئے۔ اس میں کچھ Waves ہی ہیں جو آپ کے ناک میں جاتی ہیں۔ گلاب کا پھول اُڑ کے تو نہیں جاتا۔ گلاب سے آخر کیا آپ کے اندر Transmit ہوتا ہے؟ آخر کیا ہے کہ ادھر باغ ہے اور وہاں سے گلاب کے پھول کی خوشبو آتی ہے اور مسلسل آتی رہتی ہے۔ یہ اس کی Transmission ہے۔ کچھ نہ کچھ Waves ہیں جو چلتی ہیں۔ Waves کے ساتھ اس (گلاب) کو بھی بھیج دو کہ دیکھنے والے کو خوشبو بھی آئے۔ یہ بھی جا سکتی ہے۔ اسی طرح سے مادے کو کیوں نہ Transfer کیا جائے۔ قرآن میں وہ ملکہ بلقیس کے تخت والا قصہ موجود ہے، یہ اس کا ثبوت ہے کہ جا سکتا ہے۔ اس نے کہا کہ ابھی جاتا ہوں۔ ایک جن تھا۔

**عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ**[1]۔

جنوں میں بڑا تھا۔ اس نے کہا کہ میں لاتا ہوں۔ آپ کے دربار کے برخواست ہونے سے پہلے لے آؤں گا۔ دوسرے نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا، اس نے کہا ابھی۔ وہ کتاب کونسی ہے جس کا اس کے پاس علم تھا؟ کونسی کتاب کا؟ کہ اس نے کہا ابھی آنکھ جھپکتے ہی لے آتا ہوں۔ اتنی دیر میں تو یہاں سے دکان سے بھی نہیں آ سکتا مگر وہ تخت ہزاروں میل دور تھا اور وہ آ گیا تھا۔ تو وہ کیسے آیا؟ وہ فضاء میں

---

(1) سورۃ النمل 27: آیت 39۔

منتقل ہوا، کسی چیز سے آیا۔اس کو سلیمانؑ نے کہا کہ اس کا نقشہ بدل دو۔ کچھ توڑ پھوڑ کرو اس میں بھلا وہ ملکہ پہچانتی ہے کہ نہیں پہچانتی۔ وہ پیدل آ رہی تھی، یہ اس کے ذریعے سے آ گئے تھے،کوئی اور ذریعہ تو تھا نہیں۔اس سے پوچھا کہ یہ تخت کیسا ہے؟ تمہارا تخت ہے یہ؟ اس نے کہا کہ لگتا تو یہ وہی ہے۔اس نے کہا کہ یہ وہی ہے۔اس نے کہا کہ محل میں آنے سے پہلے ہی ہم آپ کے قائل ہو گئے تھے۔اس کا مطلب ہے کہ Possibility ہے کہ (مادہ ایک جگہ سے دوسری جگہ ) آ سکتا ہے۔معجزات جو ہیں یہ Future کی Possibilities دکھاتے ہیں کہ کیسا ہونا ممکن ہے۔معراج پہ جانا۔یہ علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہا ہے کہ

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفیٰ ﷺ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زدّ میں ہے گردوں

یہ جو Space ہے یہ انسان کی زد میں ہے۔ وہ اس کو Conquer ضرور کریگا۔حضور ﷺ گئے اس کا مطلب ہے کہ یہ Conquareable ہے۔وہ (حضور ﷺ) انسان تھے کہ چلے گئے۔اس کا مطلب ہے کہ ایسا ممکن ہے۔یہ اس (انسان) کی Range میں ہے۔وہ جب آ گئے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ Range میں ہے۔اس کا مطلب ہے کہ

Material can be transferred.

جیسے آج تصویریں اور آوازیں جا رہی ہیں ایسے ہی Material بھی چلا جائے گا۔(حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعہ میں) جن نے کہا، جس نے مرضی کہا۔یہ ہوا، سو ہو سکتا ہے۔

اب یہ Electricity کا Try کر رہے ہیں کہ یہ اتنے بڑے بڑے کھمبے

لگانے پڑتے ہیں، سارے ملک میں لگانے کیلئے بڑا عرصہ لگتا ہے۔ یہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ اُدھر Transmitter لگا ہو، آپ کے ساتھ ایک Areal لگا ہو، اور بجلی کی جو Waves آ رہی ہیں، ایسے آجائیں۔ یہ کھمبوں پر جولائنیں بچھانے کا عرصہ لگ جاتا ہے، یہ شہر بھی گندے ہوتے ہیں کہ تاریں لٹک رہی ہیں۔ Try وہ ان چیزوں پر کر رہے ہیں۔ مادہ تو چلو زیادہ کثیف ہے، یہ ابھی ان چیزوں پر کوشش کر رہے ہیں۔ میں نے پڑھا۔ لکھا تھا کہ تھوڑے سے فاصلے پر وہ بجلی کو Transmit کرنے میں کامیاب بھی ہوگئے ہیں۔

ہمارے پاکستان ایئر فورس باغوں میں بیٹھے Radar Ground لگائے ہوتے ہیں۔ اس میں جو Scanner ہوتا ہے اس میں سے جو Waves جاتی ہیں اور واپس آتی ہیں، ٹکرا کے اس سکرین پر آجاتی ہیں کہ کوئی جہاز آ رہا ہے۔ اس کی جیسے ٹیوب لائیٹ ہے ویسی وہ بغیر کسی Connection کے انٹینا پر لگا دیتے ہیں۔ وہ خود ہی Blow کر جاتی ہے جو انرجی اس میں نکل رہی ہوتی ہے۔ وہ جو جہازوں کو دیکھنے کیلئے Energy نکل رہی ہوتی ہے، اس کی Power سے ہی وہ جل جاتی ہے، کوئی تار نہیں لگاتے، اور نہ ہی کوئی Connection دیتے ہیں۔ ویسے اس ٹیوب لائٹ کو اس کے ساتھ باندھ دیتے ہیں۔ Waves کی جو transmit Energy ہوتی ہے وہ فضا میں پھیلتی ہے اور وہ (ٹیوب لائٹ) اس سے Blow کر جاتی ہے۔ اسی طرح Electricity کے بارے میں انہوں نے کہا کہ کچھ Waves جو ہیں وہ Transmit ہو جائیں اور وہ Catch ہو جائیں۔ بڑا اچھا ہے اگر یہ ہو جائے۔

(بموقع سالانہ دورہ حلقہ توحیدیہ لاہور 2011ء بمقام نشاط کالونی لاہور)

# محفل 46

محفل میں موجود ایک بھائی نے کہا کہ بابا جی! یہ ہے کہ۔آپ نے بات کاٹتے ہوئے پوچھا: آپ Charge ہو جاتے ہیں؟ بھائی نے کہا: جی۔ گاڑی کا دروازہ کھولیں یا ہینڈل پکڑیں تو ایک دم سے جھٹکا لگتا ہے۔آپ فرمانے لگے: اس کا مطلب ہے کہ آپ چارج ہو جاتے ہیں۔ کار شارٹ نہیں مارتی، آپ کار کو شارٹ مار رہے ہیں۔انہیں بھائی نے کہا: جی۔ایک کرنٹ سا لگتا ہے۔اس پر بات چل پڑی۔آپ کو بتایا گیا کہ China کا ایک بلب ہے جو ہاتھ لگائیں تو روشن ہو جاتا ہے۔آپ نے (مزاح کے موڈ میں) کہا کہ یہاں تو پھر زیادہ چلے گا۔ بتایا گیا کہ ایک چھوٹا سا بلب ہے جو بسوں میں بیچتے ہیں۔بعض اوقات یہ بلب جسم سے رگڑیں تو روشن ہو جاتا ہے۔آپ (مزاح کے موڈ میں) فرمانے لگے کہ China کیوں بیچے؟ یہاں تو سب لوگ جاننا چاہتے ہیں کہ لوڈشیڈنگ میں کام آئے۔

اس موضوع پر آپ فرمانے لگے: ہاتھوں کو آپس میں رگڑیں تو انسان میں charge Electricity پیدا ہوتا ہے۔خاص طور پر Magnet وغیرہ۔ اب تو وہ کاٹن کے کپڑے کم ہو گئے ہیں جیسے بندے نے اتارنے تو وہ تڑتڑتڑتڑ ہوتی تھی۔ہم England میں گئے تو وہ نائلون کی نئی نئی بڑی چمکدار شرٹیں ہوتی تھیں۔

ان کو رات کو اتارو تو اس میں سے چنگاریاں نکلتی تھیں۔ یہ چارج ہو جاتی تھیں۔ ان میں Voltage پیدا ہو جاتی ہے اسے Static electricity کہتے ہیں۔ نائلون سے اور بھی پیدا ہوتی ہے۔ بجلی پیدا کرنے کیلئے آپ اسے لکڑی پر رگڑیں تو اس میں چارج پیدا ہو جائے گا۔ اس شرٹ میں تو اور بھی زیادہ (چارج) پیدا ہوتا تھا۔ با قاعدہ وہ اندھیرے میں اسے اتاریں تو اس میں چنگاریاں بھی پیدا ہوتی تھیں اور ان کی آواز بھی آتی تھی کہ بجلی چمکی ہے۔

ویسے بھی یہ Static electricity کا بہت بڑا Subject ہے۔ یہ جو گاڑیوں والے ٹینکر جاتے ہیں، ان میں جو نیچے زمین سے اوپر چھنیں لٹک رہی ہوتی ہیں یہ زمین کو Touch کرتی جاتی ہیں۔ ان کو یہ Instructions ہوتی ہیں کہ یہ ضرور لگائیں تاکہ وہ ٹینکر جو ہیں وہ Earth رہیں۔ ان میں جو پٹرول ہوتا ہے، وہ چلتا ہے، اُچھلتا ہے، تو پوری باڈی میں Electricity اس کی پانی کی سی چھلک سے پیدا ہو جاتی ہے۔ اسے Earth کرنا ضروری ہے ورنہ یہ اندر کہیں Spark کر جائے گی اور یہ ٹینکر ہی اُڑ جائے گا۔ کوئی آدمی ہے، اس نے لوہے کی کوئی چیز Touch کی تو اس پر Spark ہوگا، ہوسکتا ہے کہ آگ لگ جائے۔

جہاز بھی جب پہلے پہلے اُڑیں تو یہ اوپر Generator پہ چل رہے ہوتے ہیں۔ اس کی اپنی لائنیں بھی ہوتی ہیں، سارا سسٹم ہوتا ہے، وہ سارا Earthing سسٹم ہوتا ہے۔ جہاز اور یہ Ship بھی جو ہیں یہ Earthing سسٹم پر چل رہے ہیں۔ ان میں Charge وہیں جمع ہوتا ہے۔ پہلے پہلے جو آدمی اُترا، اس نے جیسے ہی زمین پر ایک پیر رکھا، اسے کرنٹ پڑا۔ وہ Earth ہو گیا اور گر پڑا۔ اس سے پتا چلا کہ

یہ جہاز جب اوپر اڑتا ہے تو یہ پورا چارج ہو جاتا ہے۔ پھر انہوں نے ایک پہیہ جو ہے اس کے ساتھ بھی Tail کے ساتھ ایسے تاریں لگا دیں۔ پہلے Tail والے جہاز ہوتے تھے۔ یہ اس لئے کہ جب جہاز Land کرتا ہے تو یہ تار Run way کے ساتھ Touch کر جاتی تھی اور وہ Earth ہو جاتا تھا۔ بعد میں Materlized ربڑ بنایا۔ ربڑ جس میں اندر سے بجلی جا سکتی ہے۔ اس کو اندر Matel کے Elements لگا کے Manufacture کیا۔ مطلب یہ کہ ان میں ربڑ سے بجلی گزر سکتی ہے۔ Tail بھی جو تھا وہ Materlized ربڑ کا بنایا، جہاز Touch کرے تو وہ Earth ہو جائے۔ تب وہ سسٹم بچا ورنہ اس میں Electricity پیدا ہو جاتی تھی۔ اسی طرح یہ ٹینکرز میں بھی سب میں ہوتی ہے، جس پائپ میں بھی جہاز کا پٹرول اندر Flow ہو رہا ہے تو اس میں Electricity پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کو Banding کہتے ہیں کہ Electrical band ہونا چاہیے۔ راستے میں نائلون کی تاریں وہ جو Connector لگا دیتے ہیں، اس میں اِدھر بھی ایک سرا لگاتے ہیں اور دوسری طرف بھی ایک سرا لگا ہوتا ہے تو وہ وہاں پر Discontinue ہو گئی۔

یہ جو بجلی کھمبوں کے ساتھ لگی ہوتی ہے۔ اس میں اِدھر تار لگی ہوتی ہے اور اُدھر تار لگی ہوتی ہے، اس کو Jumper کہتے ہیں۔ بجلی اس سے جاتی ہے۔ یہ تو کھمبے کے ساتھ بندھی ہوتی ہے۔ بجلی کیلئے وہ Piece لگاتے ہیں، اس میں بھی V-Shift ہوتا ہے۔ اس میں بھی Jumper لگاتے ہیں کہ اس پائپ کے اندر کرنٹ جا رہا ہے۔ اب یہ اوپر اندر ہی ربڑ چڑھا دی ہے (یہ بجلی) اندر ہی Jump کر گئی تو اندر ہی Spark کر جائے گی۔ آگ لگ جائے گی۔ اِدھر وہ ربڑ کا Jumper لگاتے

تھے کہ اس کے نیچے نیچے ایک پٹری اس کے ساتھ Touch کرا کے Jump کرائے جو اگلی تار کے ساتھ Touch ہو۔ ان کو jumper Electrical ہی کہتے ہیں تا کہ اس میں Electricity پیدا بھی ہو تو وہ Jump کر جائے ورنہ وہ Spark کر جائے گی۔ یہ ٹینکر کے نیچے جو چینیں لگی ہوتی ہیں وہ اسی لئے لگی ہوتی ہیں تا کہ یہ Static electricity کو Earth کریں۔ جہاز کے ساتھ، جہاں جہاز کھڑا ہوتا ہے وہاں اور Runway کا Ramp جو بنا ہوتا ہے اس میں ہر جگہ Block بنا ہوتا ہے۔ وہاں فاصلے پر وہ Copper کی ایک خاص جالی بنی ہوئی اندر پانچ پانچ، چھ چھ فٹ تک نیچے وہ ہر جگہ پر لگی ہوتی ہے۔ تھوڑا سا ٹکڑا باہر نکلا ہوا سارے Run way پر ہوتا ہے۔ جہاں بھی پٹرول لینے کیلئے گاڑی آ گئی تو وہ پائپ نکالیں گے۔ اس میں وہ Earthing ریل ہوتی ہے، وہ کھلے گا، وہ Earth پر لگائے گا، جہاں وہ پارک ہو۔ ایک زمین کے ساتھ، دوسری اس کی بوتل کی جہاز کے ساتھ، تیسری جہاز جو ہے وہ Earth کے ساتھ۔ جہاز بھی Earth کے ساتھ۔ گاڑی اس کے ساتھ، جہاز کے ساتھ، اور پائپ جو لگائے گا اس کے ساتھ بھی ایک چٹکی سی لگی ہوگی، پھر وہ جہاز کے ساتھ لگائے گا۔ ٹینک کے ساتھ پھر پٹرول Flow ہوگا کہ کہیں بھی Static electricity جو ہے یہ Spark نہ دے۔ جوتے بھی ان کے ربڑ والے یا وہ جو پٹھانوں کے بنے ہوتے ہیں نیچے سے پرالی والے۔ وہ ایسے بنے ہوتے ہیں کہ آپ کے Shoes جو ہیں وہ Nails والے نہ ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں ان سے Spark پیدا ہو جائے۔ تار بھی بڑی موٹی اور Square آگے Copper کی تا کہ وہ Flame باہر نہ جا سکے۔ یہ عام نہیں ہوتے۔ ایسا نہیں ہے کہ

یہ پٹرول پمپ میں ٹینکر میں ماچس جلا جلا کے دیکھتے ہیں کہ آگے تیل کتنا رہ گیا ہے۔ اس سے تو وہ اُڑ جاتا ہے۔اس (جہاز) میں electricity Static کو سٹاپ کرنے کیلئے یہ سب کیا جاتا ہے۔ جہاں بم وغیرہ ہوتے ہیں وہاں پٹرول اور اس کی Building میں بھی وہ اوپر بجلی کی Earthing کیلئے لگائے جاتے ہیں۔بجلی کی Earthing کیلئے وہ Building بھی earth Statically ہونی چاہیے۔ تاریں باہر نکال کر اوپر لگائی ہوتی ہیں۔ نیچے سے تار کو اوپر سے لے جا کر زمین میں نیچے پانچ، چھ فٹ اس میں کوئلہ اور چونا وغیرہ ڈال دیا جاتا ہے تا کہ نمی رہے۔اس میں اس (بلڈنگ) کو Earth کر دیتے ہیں۔ Lighteing conductor بھی آسمانی بجلی کے لئے ہوتا ہے۔ با قاعدہ بورڈ وغیرہ لگا دیا جاتا ہے کہ اتنی Resistance ہو۔وہ ریکارڈ کر کے لے جاتے ہیں کہ ہم نے اس کو ٹیسٹ کیا ہے تا کہ وہ بم ہیں اور پٹرول Dump ہے۔کہیں اس کو بجلی پڑے اور یہ شارٹ نہ ہو جائے۔وہ (بجلی) فوراً اس میں سے Conduct ہو کے نیچے چلی جائے گی۔یہاں بھی جو اونچی Buildings ہیں ان میں یہ (Lighteing conductor) لگانا چاہیے۔خاص طور پر جو شہر میں اونچی ہیں، ان میں ضرور لگانا چاہیے۔اگر Clouds کبھی نیچے آجائیں تو سب سے اونچی جو Building ہے، اس پہ ہی گریں گے۔ سب سے اونچا جو درخت ہوگا اس پر بجلی گرے گی۔اس لئے کہتے ہیں کہ اگر بجلی گرج چمک رہی ہو تو درختوں کے نیچے پناہ نہ لو۔

اب یہ Electricity جیسے جاتی ہے تو یہ Static بھی ایسے ہی جاتی ہے۔اس کے لئے سارا پروگرام ویسے ہی ہوتا ہے۔اس لئے کہتے ہیں کہ جب تمہیں

بجلی کی کڑک کی آواز آجائے ناں شاہ۔تو سمجھ لو کہ اب یہ تم پرنہیں گرے گی۔اگر آپ نے بجلی کی کڑک سُن لی ہے تو یہ آپ پرنہیں گرے گی۔وہ پہلے ہی گر چکی ہے۔آواز تو بعد میں آتی ہے۔اگر آپ نے کڑک سن لی تو سمجھ لو کہ آپ بچ گئے۔کڑک بعد میں آتی ہے،بجلی پہلے گرتی ہے۔جتنی دور بادل ہو گا اتنی دور سے دیر بعد آواز آئے گی۔چمک پہلے ہی نظر آجائے گی۔اس کا مطلب ہے کہ جو ہونا تھا وہ ہوگیا۔وہ سب چمک میں ہی ہو گیا۔ آواز کی سپیڈ کم ہے، لائٹ کی سپیڈ جو ہے وہ زیادہ ہے۔لائٹ کی سپیڈ 184,282 میل فی سیکنڈ ہے۔آواز کی سپیڈ 760-62 میل فی گھنٹہ ہے۔

یہ جہاز جو Sound barrier کراس کرتے ہیں تو بڑے بڑے دھماکے ہوتے ہیں۔ پتا نہیں کیا ہوگیا،کوئی بم گر گیا، یہ اصل میں Sound barrier کراس کرتے ہیں۔Normal plane تو ایسا نہیں کرتے۔جہاز نے Drive کیا اور Sound سے اس کی سپیڈ زیادہ ہو جائے تو زمین پر زوردار دھماکہ ہوتا ہے جیسے بم گرا ہے۔

محفل میں موجود بھائی نے کہا کہ بابا جی!وہ جو Concord جہاز شروع ہوا تھا،وہ ساؤنڈ سے تیز تھا،لوگوں کے گھروں کی کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹنا شروع ہو گئے تو اسے Ground کر دیا گیا۔اس پر آپ نے فرمایا:ہاں جی وہ چلا تو تھا مگر بعد میں کسی اور وجہ سے Ground کر دیا گیا تھا۔

بھائی جان نے کہا:وہ پائلٹ کبھی کبھی Sound barrier کو توڑتا تھا تو آواز پیدا ہوتی تھی۔

آپ نے فرمایا کہ اس نے توڑنا تو تھا ،جب اس نے Above

sound جاتا ہے تو اس نے توڑنا تو ہے۔اسی طرح Concord تو جہاز کا نام تھا، اور وہ SST تھا۔ Super Sonic Transport۔وہ ہے ہی Super Sonic تو اس نے Sonic کو تو کراس کرنا ہی ہے۔ Take off کر کے اس نے Sonic کو کراس کر ہی جانا ہے۔پھر اس نے امریکہ جانا ہے۔کہتے تھے کہ اگر فرانس سے دس (10) بجے بیٹھیں تو اس پر امریکہ میں نو(9) بجے پہنچتے تھے۔وقت سے ایک گھنٹہ پیچھے۔اُدھر Timing ایسے ہو گی۔یہاں (فرانس میں) دس بجے ہوں گے اور وہاں (امریکہ میں) واقعی نو بجے ہوں گے۔جب وہ Concord ہے ہی Super Sonic تو اس نے Sonic کو تو توڑنا ہی توڑنا ہے۔Take up کرتے ہی توڑے گا۔اس سے جو نزدیک والے Airport جو تھے،ان میں بڑا شور ہوا کہ ہم اسے نہیں اُڑنے دیں گے۔یہ ہماری نیندیں خراب کرے گا،شیشے توڑے گا، اور Vibrations۔اس پر بڑے Protest ہوئے تھے کہ ہم اسے نہیں اڑنے دیں گے۔وہ تو Super sonic ہے،اس نے Barrier تو ہر دفعہ توڑنا ہی ہے۔ ہر دفعہ اس نے 762 کلومیٹر فی گھنٹہ سے اوپر ہی اڑنا ہے۔وہ Super sonic تو تھا ہی مگر اس میں اور کچھ Defects detect ہو گئے تھے۔

جناب محمد یعقوب صاحب نے فرمایا کہ اب اسی کمپنی نے ایک اور جہاز بنا دیا ہے جس میں More than seven hundred passengers at a time سفر کر سکتے ہیں۔اسے وہ چلا رہے ہیں۔ وہ K-30 ہے۔

آپ نے پوچھا کہ چلا رہے ہیں؟ جواب ملا کہ چلا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ خطرناک ہی ہے۔آپ کو بتایا گیا کہ اس (جہاز) میں Swimming

pool بھی ہے۔آپ فرمانے لگے کہ سوئمنگ پول کا جہاز میں کیا کام؟ یہ Ship میں تو چلو ہوسکتا ہے۔اتنی دیر تو وہ وہاں کپڑے اتارنے کی اجازت نہیں دیتے ہوں گے، وہ اتنا High speed ہے کہ پہنچ جائے اُدھر۔اتنے بڑے جہاز میں خدانخواستہ کوئی نقصان ہو گیا تو بہت بڑا ہوگا۔اتنا بڑا Death rate۔جہاز ہے آخر۔کوئی نہ کوئی Fault ہوسکتا ہے۔یہ Man made مشینری ہے۔اس میں کچھ بھی ہوسکتا ہے۔اتنا بڑا نقصان جو ہے وہ بڑا صدمہ ہوگا کہ اتنے بندے مر گئے ہیں۔حالانکہ زمین کے حادثات میں زیادہ لوگ مرتے ہیں لیکن وہ جہاز میں اکٹھے ہوتے ہیں تو بڑا دُکھ ہوتا ہے کہ اتنے (بندے) مر گئے۔سارا سال چلتے رہتے ہیں،کوئی خبر نہیں آتی کہ جہاز کوئی گرا۔وہ ایک بھی گر جائے تو کہتے ہیں کہ لو جی فلاں جہاز گر گیا۔روڈ پر روزانہ ہی مرغیاں ذبح ہوتی رہتی ہیں لیکن اُدھر جہاز میں اکٹھا ہوتا ہے تو کہتے ہیں لو جی ملتان میں گر گیا۔اسلام آباد میں گر گیا۔اکٹھی Deaths جو ہیں، وہ بڑی Tragic ہوتی ہیں کہ سب جل گئے، Bodies کے ہاتھ، پیر کا سرا بھی قابو نہیں آتا۔وہ سارے جذباتی مسائل پیدا ہوجاتے ہیں۔Boxes بند کر کے وہ لے جاتے ہیں کہ لو جی اس کو کھولنا نہیں ہے۔800 افراد کا جہاز اگر خدانخواستہ گر جائے تو اتنا بڑا Tragic بھی برداشت کرنا مشکل ہوگا۔آدمی کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں۔کہیں بھی فلاپ ہوسکتی ہیں۔Safety جو ہے اس کا بڑا دخل ہوتا ہے۔چھوٹی چھوٹی چیزوں سے حادثات ہوجاتے ہیں۔

(یہ باتیں سالانہ دورہ 2011ء کے موقع پر لاہور میں قیام کے دوران نشاط کالونی میں ہوئیں۔اگلی محفل بھی اس کا تسلسل ہی ہے جو الگ محفل کے طور پر شائع ہوئی۔)

# محفل 47

پوچھا گیا کہ جس طرح ہم دیکھ رہے ہیں کہ دنیا میں مال ومتاع کی ایک دوڑ لگی ہوئی ہے۔اس میں کتنی حد تک بندہ زور لگائے یا کتنا زور لگائے؟اس کے بارے میں ہمیں ذرا گائیڈ کریں۔

استفسار فرمایا: پیسہ کمانے کیلئے دوڑ دھوپ؟

سوال پوچھنے والے نے وضاحت کی کہ جی! ایک تو صبح شام پیسے کی دوڑ میں کوشش ہے۔تین تین کاروبار پھیلائے ہوئے ہیں۔معلوم بھی نہیں کہ گھر بار اور بچے بھی کہاں ہیں اور ایک اس میں میانہ روی ہے کہ پانچ چھ گھنٹے کام کیا۔بھلے حلال رزق ہی ہو مگر بندہ اس میں کس قدر تگ و دو کرے؟

فرمایا: میرا خیال ہے کہ اللہ نے ہمیں جو دین دے رکھا ہے یہ بذاتِ خود ہی Balance پیدا کر دیتا ہے۔نمازیں، روزے، اور تلاوت وغیرہ۔سونے کے وقت سو جاؤ اور صبح ٹائم پر اٹھو یعنی رات کو جلدی سو جاؤ اور صبح جلدی اُٹھو۔دوپہر میں بھی قیلولہ کرو۔یہ رات کو جاگنے میں مدد دے گا۔یہ سارا کام اس لئے ہے کہ رات کو جاگیں گے یہ بڑا اچھا، پیارا وقت ہوتا ہے۔

بھائی نے پوچھا کہ جو Working time ہے، اس میں کام کریں؟

آپ نے فرمایا: جو کچھ بھی ہے، اگر نماز کا ٹائم ہو گیا تو آپ الگ چلے گئے اور نماز پڑھی۔ آرام سے، اطمینان سے ظہر پڑھی۔ کھانا کھایا، کھانا نہیں کھاتے تب بھی۔ عصر کی نماز پڑھی اور پھر مغرب کی نماز۔ اگر بندہ صحیح طور سے مسلمان ہو اور یہ سب کچھ کرے تو اس کا ایک Inner temprament بھی میٹر بن جاتا ہے، جو اس کی روحانیت کے متعلق بتاتا ہے کہ کیفیت ٹھیک چل رہی ہے۔ اگر وہ Disturb ہونا شروع ہو جائے، کام میں آپ اس کی Limit کراس کرنا شروع کر دیں تو بھی یہ (میٹر) بتاتا ہے۔

آج امریکہ میں بھی وہ Go Slow تحریک چل رہی ہے کہ ہم تیز ہو گئے ہیں۔ ہماری زندگی میں کمائی اتنی زیادہ ہے کہ اس کمائی کو Enjoy کرنے کے لئے ہمارے پاس ٹائم نہیں رہا۔ میاں بیوی دونوں صبح نکلے، وہ اِدھر چلی گئی، میاں اُدھر چلا گیا۔ رات کو کہیں ملاقات ہوئی۔ پیسے ہیں۔ مکان، ٹی وی ہیں، اور گاڑیاں کھڑی ہیں مگر زندگی کا وہ مزہ نہیں آ رہا۔ دنیوی زندگی کے حساب سے بھی ان کو ایک Judgement ہو جاتی ہے کہ دوڑ زیادہ ہے۔ اس کی Enjoyment کم رہ گئی ہے، تھوڑا Slow چلیں۔ زندگی کو Enjoy بھی کریں۔ اگر گدھوں کی طرح کام کرو گے تو بھلے دوڑو پارکوں میں، سمندروں کے کنارے، اور یہ کرو تو اس میں اُدھر کوئی مزہ ان کو آ نہیں رہا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم اس میں زیادہ تیز ہو گئے ہیں تو اب Go slow۔ اس تحریک کو Change کیا جائے۔ کام تھوڑا آہستہ کیا جائے۔ اتنا دیوانہ وار دوڑنا شروع کر دیا ہے، وہ نہ ہو۔

مسلمان بھی جب رزق کے لئے چلتا رہتا ہے تو اس کے Indicators جو ہیں وہ ٹھیک بتاتے رہتے ہیں کہ صحیح چل رہا ہے۔ وہ (مسلمان) اگر

Unbalance ہو جائے تو پھر اس کے معمولات خراب ہو جاتے ہیں۔نماز بھی رہ گئی۔روزے بھی رہ گئے۔کھانا بھی رہ گیا۔پھر تو گڑبڑ ہی ہوگئی ناں۔قرآن میں ایک بات آئی ہے کہ میرے بندے جو ہیں وہ عُلُوّاً فِی الْأَرْضِ۔ نہیں چلتے۔بڑا بننا۔

**عُلُوّاً فِی الْأَرْضِ** (1)۔

دنیوی اونچائی بلندی میں وہ کوشش نہیں کرتے کہ بلندی ہو جائے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک بندہ محنت کر رہا ہے کہ کسی کے آگے ہاتھ دراز نہ کرنے پڑیں تو یہ بھی دین ہے۔اگر اس لئے کر رہا ہے کہ میرے بال بچے ہیں، میں ان کی اچھی پرورش کروں۔اچھی تعلیم دلاؤں۔اچھے انسان بناؤں۔ان کے لئے محنت کر رہا ہے تو یہ بھی دین ہی ہے۔یہ دنیا نہیں ہے۔یہ دین ہی ہے۔جو یہ کر رہا ہے کہ میرے والدین ہیں، میں ان کی خدمت میں اپنا حصہ ڈالوں تو یہ بھی دین ہی ہے۔

اگر اس لئے کر رہا ہے کہ ایسا مکان بناؤں کہ شہر میں اس جیسا مکان کسی کا بھی نہ ہو تو یہاں سے شیطان کا کام شروع ہوگیا ہے۔یہ اس عُلُوّاً فِی الْأَرْضِ۔ والی بات ہے۔مکان نہیں، اب وہ مکان اونچا ہو جسے لوگ دیکھیں گے کہ یہ کن کی کوٹھی ہے۔صرف یہ بات! فرمایا کہ یہاں سے (شیطان کا کام شروع ہوتا ہے)۔میرا لباس ایسا ہو کہ لوگ دیکھ کر واہ! واہ! کریں۔میری گاڑی ایسی ہو، میں منفرد نظر آؤں، تو یہاں سے دنیا شروع ہو جاتی ہے۔ضرورت کیلئے گاڑی ہے تو ٹھیک ہے۔وہ مسلمان ہے تو اسے آگے کو آگے کا بھی خیال ہے کہ میری دنیا وہ ہے جہاں میں نے جانا ہے۔اس میں وہ امیر آدمی کے پاس پیسے ہیں تو اس نے چھوٹا سا (مکان) بنایا ہے۔اس نے کہا کہ چھوڑ کر جانے کیلئے اتنا ہی کافی ہے۔چلے تو جانا ہے تو پھر اتنا سا

---

(1) سورۃ القصص 28۔آیت 83۔

ہی کافی ہے۔اس میں (ہمیشہ) نہیں رہنا۔بندے کے اندر Internal indicators ہیں وہ اسے بتا دیتے ہیں کہ اب وقت وہ نہیں رہا۔خدا کی یاد نہیں رہی۔وہ صبح کو اُٹھتے تھے،وہ ذکر کرتے تھے،وہ آج نہیں رہے۔

حاضرین میں سے ایک بھائی نے کہا کہ باباجی! میں وہ تاریخ پڑھ رہا تھا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا آپس میں دولت کے بارے میں جھگڑا چل رہا تھا کہ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ) یہ دولت اور سارا کچھ انسان کے پاس ہونا چاہیے۔آگے وہ (حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ) درویش تھے۔وہ کہتے تھے کہ نہیں! سب مال اللہ کا ہوتا ہے اور باقی یہ کچھ بھی نہیں ہے۔آپ نے فرمایا:

انہیں (حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو) اس دیس سے نکال دیا تھا کہ باباجی! ذرا باہر رہا کریں۔وہ بھی ذرا Unbalanced approach ہے۔یہ دنیا کی Progress ہے اسے آپ Stop نہیں کرسکتے۔

It has to move forward.

آپ اسے Back end پر نہیں لگا سکتے۔اس کو صحیح Track پہ رکھنا کہ اس میں بندہ غرق نہ ہوجائے۔دنیا کو ترک کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔اس میں غرق ہونے کی بھی اجازت نہیں ہے۔نہ ترک کیا جائے،نہ غرق ہوا جائے۔باباجی خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دنیا کو چھوڑنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کپڑے نہ پہنیں۔بندہ لنگوٹی باندھ کر بیٹھ جائے اور کھانا نہ کھائے۔لباس بھی پہنے۔کھانا بھی کھائے۔جو رزق اللہ نے دیا ہے اسے لے۔صرف یہ ہے کہ دنیا کا طمع نہ کرے کہ جمع ہو،اور آئے۔نہ طمع کرے،نہ جمع کرے۔طمع بھی نہ کرے،جمع بھی نہ

کرے، جو خود بخود آئے اسے منع نہ کرے۔ اب فقیر (لوگوں کا معاملہ) کہ یہ لو باباجی۔ یہ (فقیر) کہے کہ نہیں جی ہمیں نہیں چاہیے۔ یہ نہیں (کرنا چاہیے)۔ لے لو۔ آگے چلا دو۔ اگر جمع نہیں کرنا تو کسی اور غریب کو دے دو۔ لنگر لگا ہے، چل رہا ہے۔ نہ طمع کرے، نہ جمع کرے، جو آئے اسے منع نہ کرے۔ خدا بھیجتا ہے۔ وہ بندہ نہیں بھیجتا۔ اس کا شکریہ ادا کرو۔ اس کو دعائیں دو۔ لے لو۔ اس کو آنے دو۔ ایسے ہی وہ کرتے تھے۔

اس میں اپنی اپنی Judgement میں تھوڑا بہت غلط تو ہوگا ناں۔ ہر آدمی کہ اس کی Judgement کدھر ہے۔ ابھی آپ نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی بات بتائی۔ وہ اِدھر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میری امت کا حصہ ہے جیسے عیسیٰ علیہ السلام ہیں کہ اوپر وہ اللہ ہے، وہ اس کے گھریالے میں پانی پی لیتے ہیں، اور وہ کہتے ہیں کہ بس یہی کافی ہے۔ دنیا کا مال ہے یہ کیا کرنا ہے۔ وہ بھی درست نہیں۔ ان کا اپنا (فعل) چلو ذاتی طور پر تو ٹھیک ہے کہ انہوں نے ایسے کیا، وہ ٹھیک ہے۔ لیکن Fitness جو ہے وہ Theory کی یا نظریے کی یہ ہوتی ہے کہ اگر ساری دنیا اسے اپنا لے تو دنیا ترقی کرے۔ سارے انسان اپنا لیں اسی Theory کو تو دنیا کی دن رات ترقی ہونی چاہیے۔ وہ ہونا چاہیے۔ اب باباجی (حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ) جو کہتے تھے، وہ کیا جائے تو ساری دنیا بیٹھ جائے گی۔ ایک پیالہ ہی ہوگا کہ اور کچھ نہیں چاہیے۔ دنیا بیٹھ جائے گی۔ دنیا کو ترک کر کے بیٹھ گئے، ترکِ دنیا کر کے بیٹھ گئے اور آپ کی دنیا Collapse ہو کے رہ جائے۔ وہ Theory (نظریہ)۔ Theory کی صداقت یہ ہے کہ ساری دنیا اپنائے تو دنیا Peacefully آگے ترقی کرتی جائے تو وہ ہونی چاہیے۔ اس پر بھی نہیں چل سکتے کہ ایک پیالہ ہی کافی ہے۔ آدمی کو

ہاتھوں میں پانی پیتے دیکھا تو وہ پیالہ بھی توڑ ڈالا کہ ایسے بھی کام چل سکتا ہے۔ یہ بھی توڑ دو۔ یہ بھی ٹھیک نہیں ہے۔

اسباب ہیں، اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں۔ اس کو بہتر کریں، اس کو Improve کریں، اس کو Grow کریں۔ مسلمان یہی کرتے رہے۔ جاوید چوہدری نے وہ ہسپانیہ میں ٹائی کے متعلق بھی لکھا تھا کہ مسلمانوں نے ایجاد کی تھی۔ لباس کی خوبصورتی کیلئے نیچے ٹائی پہنی۔ یہ چھریاں کانٹے مسلمانوں نے بنائے۔ یہ صوفے مسلمانوں نے بنائے۔ اس کا نام دیوان رکھا۔ یہ پہلے تو نہیں تھے وہ ادھر ہسپانیہ میں بنے۔ یہ گھر میں Water supply ہسپانیہ میں آئی۔ فوارے ہر گھر میں لگے ہوئے مسلمانوں نے بنائے۔ یہ نہیں کہ ہر چیز حرام ہے۔

یہ مال ومتاع کی بات ہے جس سے مومن برا سمجھا جاتا ہے۔ مگر وہ (مسلمان) Leader تھے۔ سسٹم وہ ہونا چاہیے کہ جس میں Progress ہو، یہ نہیں کہ فلاپ ہو کے رہ جائے۔ اس کو Practicable بنانا چاہیے۔ ایسے وہ باباجی (حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ) سخت گیر تھے۔ اس لئے انہوں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) نے کہا تھا کہ باباجی آپ رضی اللہ عنہ ذرا (شہر سے) باہر ہی رہیں کہ یہ مثال نہ بن جائے۔

ہمارے باباجی دادا پیر مولانا کریم الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ جو تھے۔ ان کا باباجی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ) نے لکھا ہے کہ وہ دہلی میں رہتے تھے۔ First class ہوٹل میں رہتے تھے۔ جو ملنے والے آتے تھے ان سب کو کھانا بھی خود ہی کھلاتے تھے۔ میں نے (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے) باباجی رحمۃ اللہ علیہ (مولانا کریم الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ) کو دیکھا کہ کسی کی دعوت پر نہیں

جاتے تھے اِدھر گھر میں گاؤں سے باہر چھپر تھے، ان میں رہتے تھے۔ حضرت صاحب (مولانا کریم الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ) ایک ہی کھدر کا جوڑا رکھتے تھے۔ یہ پرانے زمانے کی بات نہیں، اسی زمانے کی بات ہے۔ کھدر کا ایک ہی جوڑا رکھتے تھے۔ جمعہ کو اس کو خود ہی دھوتے تھے اور اسے پہن لیتے تھے۔ چھ مہینے بعد یہ جوڑا کسی غریب کو دے دیتے اور ایک نیا کھدر کا جوڑا بنا لیتے۔ سونا بنانے کا نسخہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا۔ یہ بھی بات ہے۔ ہمارے پاس ہو تو ہم کیا کریں؟ انہوں نے کیا کیا؟ ہمارے دادا پیر تھے۔ اُنہوں نے ہمارے پیر کو دیا تو اِنہوں نے پکڑ کے باہر پھینک دیا۔ میں اس لئے مرید نہیں ہوا تھا کہ مجھے سونا بنانا آ جائے۔ مجھے وہ بتائیں کہ نقد نارائن جی کدھر ہیں؟ وہ اللہ میاں کہاں ہے؟ کسی فقیر سے اس لئے بیعت ہونا کہ پیسے آ جائیں تو فرمایا کہ لعنت ہے۔ اِنہوں (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ) نے پھینک دیا اور اُنہوں (مولانا کریم الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے ہوتے ہوئے پاس بھی رکھا مگر اس کے ساتھ وہ چھپر کے نیچے رہتے اور کھدر کا جوڑا پہنتے تھے۔ یہ اپنی اپنی Requirement ہے کہ آپ کے پاس کیا ہے اور کیا نہیں ہے۔ اس کو اسی میں رکھا کہ فقیرانہ ہی رہے۔

Indicators تو اپنے اپنے ہی ہیں۔ یہ دیکھنا کہ یہ Balance سے Unbalance تو نہیں ہو رہے۔ لیکن یہ ہے کہ خدا نے وہ بنا دیے۔ ہماری Routine سیٹ کر دی کہ نماز ہے، روزہ ہے۔ اچھے لوگوں کا بھی بتا دیا کہ میرے اچھے لوگ جو ہیں وہ بیچ رات کے سجدے اور قیام میں گزارتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی لمبے لمبے قیام کا لکھا ہے کہ پاؤں میں ورم آ جاتا تھا، اتنا لمبا قیام کرتے تھے۔ یہ بتا دیا گیا کہ اچھے لوگ وہ ہیں جن کے یہ اوصاف ہیں۔ آگے بھی ضروری ہے کہ یہ جو

سسٹم ہے کہ اچھے لوگوں کے پاس اُٹھے بیٹھے، اُن کی صفات، ان کی باتیں ان شاء اللہ آپ کو ٹریک پہ رکھیں گی۔ یہ بڑا ضروری ہے۔

بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے کہ مرشد اس لئے بھی ضروری ہے کہ اتنا دنیا میں کسی کے پاس ٹائم نہیں ہے کہ وہ خود قرآن پڑھے، اس میں سے صحیح عقائد Extract کرے، صحیح راستہ Choose کرے، اور اس پر چلے۔ یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ بابا بوڑھا مل جائے، پڑھا پڑھایا ہوا وہ خود بتا دے کہ بیٹا! ایسے چلو۔ باقی یہ جو ہے یہ ایسے ہی ٹھیک ہے۔ یہ (بابا) چلتا ہے اور آپ کو گائیڈ بھی کرتا ہے۔ اس کے لئے علمی طور پر بھی یہ بڑا ضروری ہے۔ باقی آپ جانتے ہیں کہ یہ جو فیض صحبت ہے یہ بھی بہت بڑی چیز ہے۔ اس (مرشد) سے Extract ہوتا ہے۔ Radiations ہوتی ہیں اور بندے اس رنگ میں رنگے جاتے ہیں جس میں پیر آپ کا چل رہا ہو۔ اس لئے بھی ضروری ہے کہ وہ مرشد جو ہیں وہ ٹریک پہ رکھتے ہیں۔ وہ اِدھر سے پرورش پاتی ہے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اچھے خیالات، نیک خیالات، اور دنیا میں ایسے ہو جائے اور ویسے ہو جائے ۔۔۔ وہ (بندہ) سمجھتا ہے کہ میرے خیال ہیں مگر ایسا نہیں ہوتا۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ مرشد کا فیض ہوتا ہے، وہ اندر کام کرتا ہے۔ نیکی کی باتیں اندر اُٹھتی ہیں، نیک جذبات اندر اُٹھتے ہیں، یہ ایسا کر دیں، ویسا کر دیں۔ چلو یہ ہوں یا نہ ہوں مگر اس کی اپنی خواہشات اور جذبات ہیں کہ دنیا میں ایسا ہو جائے۔ امن و امان ہو جائے۔ کوئی لڑائی جھگڑے اور جنگیں نہ ہوں۔ دنیا Peaceful ہو جائے۔ یہ سارا مرشد کے فیض سے اندر پیدا ہوتا ہے۔ اُدھر سے آتا ہے۔ وہ On track اسے رکھتا ہے۔

یہ بڑا پن عُلُوًّا فِی الْأَرْضِ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہاں

سے خرابی ہے۔مشہور ہے کہ ایک آدمی اوپر بالا خانہ بنا رہا تھا تو حضور ﷺ نے دیکھا کہ بالا خانہ کون بنا رہا ہے۔ بتایا گیا کہ فلاں آدمی۔تو آپ ﷺ نے ناگواری کا اظہار فرمایا۔واپس چلے گئے۔تھوڑی دیر بعد وہ آگیا اس نے سلام کیا تو آپ ﷺ نے منہ دوسری طرف کرلیا۔پھر وہ آگیا تو حضور ﷺ نے اُدھر کرلیا۔کسی نے بتایا کہ حضور علیہ السلام اس راستے سے گزرے جہاں تم اوپر بالا خانہ بنا رہے ہو۔اس کو حضور ﷺ نے ناگواری سے دیکھا ہے۔اس وجہ سے میرا خیال ہے کہ تمہاری طرف نہیں دیکھا۔وہ گیا جو تعمیر کر رہا تھا تو اس کو مٹا دیا۔پھر آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اسے گرا دیا ہے۔تو آپ ﷺ نے کہا کہ اچھا کیا ہے۔بالا خانہ بنانا تمہیں اچھا لگتا ہوگا۔تم بنا لیتے تو مدینہ والوں کے دلوں میں ایک ہوس کی آگ پیدا ہو جاتی کہ ہم بھی بنائیں۔جیسے شیخ صاحب نے بنایا ہے، ہم بھی بنائیں۔اسی طرح میرا بھی ایسا ہونا چاہیے۔اتنے لوگوں کا سکون تمہارے وہ ایک چھوٹی سی عمارت سے پیدا ہوگیا ہے۔انسان چاہتا ہے۔گاڑیوں کی، دولت کی Race پیدا ہو جاتی ہے۔اس میں سادگی ہو۔China کی جو اچھی Contribution ہے، انہوں نے سادگی کو رواج دیا۔اپنے Living میں، کھانے میں، لباس میں۔Mao نے خود اسے چلایا۔سب کو ایک ٹوپی پہنا دی، کپڑے خود بھی پہنے، فوجوں کو بھی پہنا دیے۔عورتوں اور مردوں کو بھی بنوا دیے کہ سب یہ پہنیں۔

No make up, No lip stick.

کچھ نہیں۔خوبصورت ہیں، خوبصورت رہیں صبح سویرے ٹھنڈے پانی سے منہ ہاتھ دھو اور ٹھیک ٹھاک ہو سب۔اس (بننے سنورنے کے) ٹریک پر اس

(Mao) نے انہیں چڑھایا ہی نہیں۔ عورتیں بھی بیلٹ باندھ کر آتیں اور اوپر شرٹ پہن لیتیں۔ Display کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کو مقصد ہے تو صرف کام سے۔ مکان Government کو سارے دے دیے کہ Government یہ سب مکان بنا بنا کے آپ کو دیگی۔ کوئی محل اور ڈیزائن کی ضرورت نہیں ہے۔ بیرک ٹائپ فوجیوں والے۔ ہر چیز Standarize۔ کہ یہ تمہارے مکان ہیں۔ ایک جگہ سے پوسٹنگ ختم تو دوسری جگہ جا کے وہاں لے لو۔ ایک گھڑی، ایک سلائی مشین، اور ایک سائیکل۔ صرف یہی تمہاری Private property ہے۔ باقی یہ ٹیبل وغیرہ اِدھر ہی رہنے دو۔ سائیکل پر مشین باندھ لینی ہے اور چلتے بنو۔ اُدھر آگے آپ کو مکان مل جائے گا۔ یہ برتن، کرسیاں سب آگے بھی مل جائیں گے۔ ان ساروں کو اس ٹریک پہ رکھا۔ کار جو ہے میرا خیال ہے کہ پچیس سے تیس سال بعد پہلی کار اُدھر خریدی گئی تو Pakistan times میں اُس کی تصویر آئی کہ پہلی پرائیویٹ کار ہے جو On road چائنہ میں آئی ہے۔ ورنہ سائیکلیں، بسیں۔ سستی اور کثرت کے ساتھ۔ اس (قوم) کو ادھر ہی رکھا اور بابا ماؤ (Mao) جو ہے وہ اپنی قوم کو Atomic power بنا کے مرا۔ وہ پوستیوں کو اُٹھا کے مرا۔

گراں خواب چینی سنبھلنے لگے
ہمالہ کے چشمے اُبلنے لگے

علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہا کہ وہ پوستیوں کی قوم جو ہے وہ بھی اُٹھ بیٹھی ہے۔ ان کو اس (Mao) نے اُٹھایا اور کہاں تک پہنچا دیا۔ یہ Leadership تھی لیکن ان کا ایک ٹریک تھا جس پر ان کو اُٹھایا۔ خود مزدوری کرتا رہا اور سب (کاروبارِ حکومت) اسی میں چلا۔ کوئی Aid نہیں لی اور کہا کہ نہ نہ ہمیں نہیں چاہیے۔ ہم اپنی قوم

کو بھکاری نہیں بنانا چاہتے۔ ہمارے پاس دانے بھی ہیں۔ یہ (کھانے پینے کا سامان) سب کو ملے گا لیکن ہمیں باہر سے نہیں چاہیے۔ (اپنی قوم کو) ادھر ہی رکھا۔ مشینیں بھی نہیں منگائیں۔ جہاں میلوں تک دلدل تھی، اس نے کہا کہ ہمارے پاس اتنی فوج ہے، اتنے انسان ہیں، انسانوں کی فوج ہے تو ہم نے ان کو کیا کرنا ہے۔ وہ انہوں نے میلوں کے میل زمین قابل کاشت بنا دی۔ پہاڑوں کے اوپر Step fieldsبنا دیے۔ جہاں بھی ذرا Plane جگہ ہے، مٹی ڈال دی۔ بس مٹی چاہیے۔ گندم ہے تو وہ اُگ پڑے گی۔ وہاں بھی گندم اُگائی۔ گلدستوں میں بھی گندم لگائی۔ جہاں گھاس اُگانی ہے، وہاں گندم اُگائی کہ یہ بُو، جو کھانی ہے۔ اس (Mao) کے پاس اربوں کی Population تھی، کسی کو باہر سے نہیں منگوایا۔ کسی نے کچھ نہیں کہا۔ اس نے سب کو اسی پر چلایا۔ سب ٹھیک ہو گئے۔ کار اس وقت آئی جب خواہش ہی ختم ہو گئی۔ کیا کرے گا بندہ رشوت لے کر کہ اپنی مرضی سے مکان بھی نہیں بنا سکتا۔ یہ بھی بنا بنایا ملتا ہے۔ لباس بھی وہی ایک ہی جو (حکومت نے) Issue کر دیا ہے، وہی پہننا ہے۔ شادی بھی بس ایک Certificate جمع کرا دو کہ دونوں میاں بیوی ہیں۔ ان کو پرمٹ مل گیا کہ جاؤ تمہاری شادی ہو گئی۔ پیسے وہ کیا کریں گے؟ اس (Mao) نے پیسے کی جو Attraction تھی ان میں وہ ہی ختم کر دی۔ کس سے Compete کرے گا۔ عُـلُـوًّا فِـي الْأَرْضِ۔ (دنیوی اونچائی) کی وہ Field ہی بند کر دی۔ گورنمنٹ کے پاس پیسہ آیا۔ فوج بڑھائی۔ اب بھی دنیا کی فوج کے پانچ سپاہی ہوں تو ایک سپاہی China کا ہے۔ آبادی بھی ہے۔ دنیا میں سب سے بڑی فوج انہیں کی ہے۔ ایک ارب سے اوپر وہ کراس کر گئے ہیں۔ چھ ارب دنیا کی کل آبادی ہو گی، اسی حساب سے وہ (چینی) ہیں۔ بالکل فٹ فاٹ ہیں۔ ٹھیک ٹھاک

ہیں۔ China کو آنکھیں دکھاتے بھی نہیں ہیں۔ان کو بھی خبر ہے کہ یہی ہمارے دشمن ہیں۔ان کا ایک جاسوسی کا جہاز اترا تھا جسے (ان چینیوں نے) پکڑ لیا تھا۔چھوڑا نہیں کہ اسے کھولیں گے، اس کی تلاشی لیں گے، اس کو پھر واپس کریں گے۔اس کو اُڑنے بھی نہیں دینا۔اس جہاز کو Split کر کے کھول کر لے جاؤ۔یہاں سے اُڑنے بھی نہیں دینا، پکڑ لیا اور ساری اپنی شرائط منوائیں۔اس کو Split up کر کے اس میں سے ساری جو Information لینی تھی وہ لے لی اور دے دیا۔اپنی شرائط پر سجدے کرا کے ان کو دیا۔

ان کو پتہ ہے کہ پاکستان ان کی Interest میں ڈیل کرتا ہے۔وہ فارمولا کو مانتے تھے، اس کو مانتے بھی نہیں تھے۔جب پاکستان نے دھماکہ کرایا تو انہیں مشینری بھی مل گئی، Security بھی مل گئی، سارا کچھ مل گیا۔پاکستان نے جو کیا وہ اس کو مانتے بھی تھے۔احسان بھی یاد رکھا۔اب بھی یاد رکھا ہے کہ انہوں نے کیا۔Hanry Kasinger (ہینری کسنجر) یہاں سے ہی گیا تھا۔ Secret mission میں پاکستان نے ان کا ملاپ کرایا تھا کہ بیٹھ کر بات تو کرو، یہ راستہ بھی Open ہو گیا۔وہ یاد رکھتے ہیں کہ پاکستان ہمارا دوست ہے۔

بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ یہ بڑے اچھے لوگ ہیں۔چون بڑا اچھا بندہ ہے۔وہ زندہ تھا۔کہا کہ نہیں نہیں اس کا دل بھی اچھا ہے۔میں اندر کی بات کرتا ہوں۔چون کا بڑا اچھا دل ہے۔بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ادھر ایک ڈیوٹی والا فقیر ہے، ایک صاحب خدمت فقیر ہے، وہ میرے پاس آیا کرتا تھا۔شہید ہو گیا تھا، وہ صاحب ڈیوٹی ہے۔اب میرے پاس اپنے کام کے لئے آتا تھا۔کہنے لگا کہ آپ کوئی کام بتایا کریں۔میں نے کہا کہ تیرے پاس ٹائم ہی کہاں ہے۔ایسی باتیں بابا جی رحمۃ اللہ علیہ

(حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری عِلیہ الرحمہ) کم ہی بتاتے تھے۔ یہ Secret باتیں اور اندر کی باتیں جو چلتی ہیں وہ بتاتے نہیں تھے۔اس نے کہا کوئی کام بتائیں تو میں نے اس سے کہا کہ ہندوستان کو چینیوں سے لڑا دو۔اس نے کہا کہ اچھا جی! ٹھیک ہے لڑا دیں گے۔وہ آتا رہتا تھا۔اس سے کہا کہ وہ تمہیں ایک کام کہا تھا تو اس نے کہا کہ نہیں۔میں کرا رہا ہوں۔ان کو Hypnotize کر رہا ہوں، آپ دیکھنا لڑائی ہو گی۔وہ بھیڑوں بکریوں پر لڑا دیا کہ ہماری بھیڑوں، بکریوں کو وہ لے گئے ہیں۔ باباجی عِلیہ الرحمہ کے پاس آیا تو کہا کہ ہم نے لڑا دیا۔باباجی عِلیہ الرحمہ نے کہا کہ تم تو بڑے کام کے آدمی ہو تم نے اسے لڑا دیا۔اس نے کہا کہ میں ان کو Hypnotize کر رہا ہوں، آپ دیکھنا یہ لڑیں گے۔یہ بھی چلتا ہے،اندر Secret services بڑا کام کرتی ہیں کہ ان کو لڑا دو۔کہنے لگے کہ وہ مسلمان تھا،شہید ہو گیا تو وہاں پر صاحبِ ڈیوٹی ہے۔کہنے لگے کہ بڑا اچھا ہے وہ چون جو ہے۔کہنے لگے کہ نہیں اس کا دل بھی بڑا اچھا ہے۔

اچھے لوگ ہیں جی۔کلمہ پڑھنا اور آخرت کی زندگی کا تو وہ الگ حساب ہے لیکن ادھر بھی لوگ بڑے بڑے اچھے ہوتے ہیں۔دنیا میں اچھائی کے اور نیکی کے اصول ہیں،جن پر چلنے میں دنیا میں عظمت ہے۔

ایک بھائی نے کہا کہ باباجی! جنت کے حقدار کون ہوں گے؟ دل کے اچھے والے یا یہ جو ہیں؟

اس کے جواب میں آپ فرمانے لگے: دل کے اچھے وہ ہیں لیکن ایک ایمان کی بات ہوتی ہے۔ایک آدمی اللہ کو نہیں مانتا، اللہ کے وجود کو نہیں مانتا، مان گیا پھر تو اس نے کلمہ پڑھ لیا۔صرف پہلا پارٹ ایک بندہ اللہ کو نہیں مانتا، آخرت کو بھی نہیں

ماننا۔ اب اس کا الاعمالُ بِالنّیات کے حساب سے دیکھیں کہ وہ جو بھی کام کرتا ہے وہ اللہ کے لئے نہیں کرتا۔ اس کی ان دونوں کے سوا کچھ نیت ہے۔ نہ آخرت ہے اس میں نہ اللہ ہے۔ یہ نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ یہ کہ میرا نام بلند ہو، میرے ملک کا نام بلند ہو، میرے قبیلے کا نام بلند ہو۔ یہیں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ بس یہی بات۔ یہی اس کے اعمال کا جواز ہوتے ہیں۔ اس میں اللہ جو آخرت میں دینے والا ہے اس کا بیج ہی اس نے نہیں بویا۔ دنیا تو آخرت کی کھیتی ہے ناں۔ آخرت کو مانتے ہوئے آج کل جو گندم بو رہے ہیں اس ارادے سے کہ گرمیوں میں اُگے گی۔ یہ یقین ہی نہیں ہے کہ گرمیاں بھی ہوں گی یا نہیں۔ تو پھر کیا فائدہ؟ آج وہ سردیوں میں بیج اس لئے بو رہا ہے کہ یہ اُگے گا۔ اس کو آخرت کا یقین ہے تو مطلب ہے وہ اس مقصد کے لئے بوتا ہے۔ بڑے بڑے درخت جو ہیں وہ برسوں بعد پھل دیتے ہیں۔ اس کے بھی بیج وہ بوتا ہے، پانی دیتا رہتا ہے کہ یہ بڑھے گا تو پھل دے گا۔

ایک جو مانتا نہیں اس کے اعمال اس کے سوا ہیں، اللہ اور آخرت کے علاوہ۔ پھر اس کو ادھر ہی Reward مل جائے گا۔ دنیا کے لئے اس نے کیا تو اللہ یہاں کہتا ہے کہ دنیا میں سارا انعام ملے گا۔ جو بھی اس نے محنت کی، جو بھی اس نے کوشش کی، انسانیت کے لئے اچھا کیا۔ وہ اس کو دنیا میں Reward دیا جائے گا۔ اس دنیا کی خاطر کیا، پورا ملے گا۔ اس میں بالکل بخل نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ یہ اللہ پر Trust اور ایمان ضروری ہے کہ وہ آخرت میں دے گا۔ وہ ہونا چاہیے۔ اگر وہ ہے نہیں تو اس میں گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ ان کیلئے نہیں مسلمانوں کے لئے بھی ہے جیسے حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک بندہ آئے گا وہ یہ کہے گا کہ یا اللہ! میں قاری تھا، میں نے وہ کیا تا کہ تیرے دین کی بلندی ہو۔ اللہ کہے گا کہ تو نے اس لئے کیا کہ میرا نام بڑا ہو، میری

قرأت کا چرچا ہو، مجھے لوگ عالم مانیں کہ یہ بڑا خطیب ہے، خطیب اعظم۔ وہ تمہیں مل گیا ہے۔ اسی طرح مجاہد کہے گا کہ میں نے جہاد اس لئے کیا کہ اسے کہا جائے گا کہ تم نے یہ اس لیے کیا کہ میں مشہور ہو جاؤں تو وہ تمہیں مل گیا۔ جو بھی ایسے ہوں گے ان کو اللہ میاں یہ کہے گا۔ مسلمانوں کو اللہ میاں یہ کہے گا کہ تم نے دنیوی غرض کے لئے یہ کیا تھا۔ وہ تمہیں دنیا میں مل گیا۔ اب یہاں میرے پاس تمہارے لئے کچھ نہیں۔ یہ جو Inside خلوص ہے کہا کہ سب اللہ کے لئے کرے۔ یہ دین جو ہے اس میں سب خالصتاً اللہ کے لئے ہو، اس میں کوئی آمیزش نہ ہو۔ خالص اس کو کہتے ہیں جس میں کوئی آمیزش نہ ہو۔ صرف اللہ کے لئے، اس کی رضا کے لئے کرے۔

بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے حلقے کا بھی لکھا ہے کہ اللہ کے لئے کرو۔ اللہ کی رضا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لئے کام کرو کہ اللہ کی مخلوق جو ہے یہ اللہ کے راستے پہ چل جائے، دوزخ سے بچ جائے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے یہ جنت میں چلی جائے۔ اس نیت سے کرو۔ اس کے علاوہ اگر اپنی بزرگی کا اظہار کوئی ہے، تو یہ ہے، تو فرمایا کہ مت کرو، پھر رہنے دو۔ پھر نہ کرنا اچھا ہے۔ کرنا ہے تو کوئی لالچ نہیں ہے، محض اس لئے کرو کہ اللہ راضی ہو جائے۔ یہ میرے بھائی ہیں، اللہ کے بندے ہیں، ہمیں اس مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے کہ ہم میں وہ بات پیدا ہو جائے۔ ہمیں سمجھ آ جائے، اس کے مطابق چل پڑیں۔ اللہ میاں خوش ہو جائے کہ میرے بندے دنیا صحیح گزار کر آئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے، یہ دنیا ساری ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔ کبھی کبھی سارے انسانوں کے لئے دعا بھی کرتے ہیں، کبھی کبھی دنیا کے لئے کرتے ہیں کہ اللہ سارے انسانوں کو وہ شعور دے دے جس کے لئے ان کو پیدا کیا ہے تاکہ اس میں لگ جائیں اور تیرے پاس کامیاب

ہو کے جائیں۔اندر وہ ہونا چاہیے۔اس درد کے ساتھ کریں۔کام جو ہے وہ محض اللہ کی رضا اوراس کی خوشنودی کے لئے ہو۔ وہ اللہ میاں چاہتا ہے کہ بندے مخلص ہوں۔اخلاص کے ساتھ ہو۔اس میں وہ ہو جاتا ہے۔سارے جتنے بھی ہیں، یہودی ہیں، یا عیسائی، وہ تو چلو اس رب کو مانتے ہیں۔مولوی جو مرضی کہے، بابا جی رحمۃ اللہ علیہ تو ان کو کفار نہیں کہتے تھے۔قرآن بھی ان کو کفار نہیں کہتا۔وہ کفار، مشرک کفار ہیں، وہ جو اللہ اور جنت کو نہیں مانتے۔وہ کفار ہیں۔ان کو اہلِ کتاب اللہ نے کہا ہے۔یہ اہل کتاب ہیں۔ان کے ساتھ اچھی بات کرو۔ان کے ساتھ جھگڑا نہ کرو۔ان سے کہو کہ جو خدا تمہارا ہے وہی ہمارا خدا ہے، ہم اسی خدا کو مانتے ہیں، اس بات پہ آؤ اکٹھے ہو جاؤ۔اللہ کے سوا کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔وہ تو آپ مانتے ہیں۔ہمارے اللہ میاں کو نہیں مانتے، نہ سہی، چلو اس بات پہ تو آتے ہیں کہ دنیا میں وہی نظام نافذ کر دیں جس میں اللہ کا کوئی شریک نہ ہو۔اس کے قوانین جو ہیں، وہ چلیں۔اللہ بھی کہتا ہے کہ ان کو دعوت دو۔اُن کا ذبیحہ تمہارے لئے حلال ہے، تمہارا ذبیحہ ان کے لئے حلال ہے۔تم ان کی عورتوں سے شادی کر سکتے ہو، کرو۔ان (اہلِ کتاب) کو ایک Special status علیحدہ دیا گیا ہے۔

قرآن میں یہ لکھا ہے کہ مشرک عورت سے شادی نہ کرو، خواہ کتنی خوبصورت لگے، کتنا اس کا حسن ہو۔اسی طرح مسلمان عورت جو ہے وہ کسی غیر مسلم سے شادی نہ کرے، خواہ کتنے اچھے ہوں۔وہ تو مشرک ہیں، تمہیں آگ کی طرف بلاتے ہیں، اللہ تمہیں جنت کی طرف بلاتا ہے۔ان کو کہا ہے کہ یہ مشرک ہیں، عیسائی جو ہیں یہ عیسیٰ علیہ السلام کو، ان کی ماں کو خدا مانتے ہیں۔اللہ عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھے گا کہ آپ علیہ السلام نے ان کو حکم دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کی طرح معبود جانو؟

عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ اے اللہ! میں کیسے کہہ سکتا تھا۔شرک کا فتویٰ بھی ہے، کہا کہ ان کے ساتھ شادی نہ کرو، اور ادھر کہا کہ اہلِ کتاب کی عورتوں سے شادی کرلو۔مولانا مودودی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ان کا دین جو ہے، اس کی شرک پہ بنیاد نہیں ہے۔دین توحید پر قائم ہے۔کلمہ توحید سکھاتا ہے۔آخرت کے سارے عقائد جو ہیں، ان کو دیے گئے ہیں۔

ہم بھی ایسے ہی ہیں۔ہمارے کون سے سارے مسلمان توحید پر قائم ہیں۔ قبر پرستی ہوتی ہے، پیر پرستی ہوتی ہے، قبروں کو سجدے ہوتے ہیں، منتیں مانی جاتی ہیں، لیکن دین کی بنیاد جو ہے وہ توحید ہے۔وہ اس پر نہیں قائم یہ علیحدہ بات ہے مگر دین کی بنیاد اس پہ ہے۔اس لئے ان عیسائیوں کا کہا کہ ان کا دین توحید پر قائم ہے۔اس میں کوتاہیاں ہوگئیں، وہ الگ بات ہے مگر اس میں اللہ نے کہا ہے کہ ان کے ساتھ آپ شادی کے رشتے استوار کر سکتے ہیں۔سارا یہ جو آتا ہے کہ گنگا رام نے ہسپتال بنایا، گلاب دیوی نے بنایا، یہ کیا وہ کیا۔ان کا وہ اجر نہیں ملے گا؟ ضرور ملے گا۔جو بھی ذرہ برابر بھی کسی نے نیکی کی، وہ آن ریکارڈ ہے لیکن اس نیکی کی جو Evaluation ہے وہ اس پہ ہوگی کہ کس نیت سے کیا؟ کسی کا عقیدہ کیا ہے؟ یا جیسے وہ اللہ کہتا ہے کہ کسی کا عقیدہ نہیں ہے تو وہ ایسے ہی ہے جیسے پتھر پر مٹی جمی ہو، اور اس پر بیج بو دیا ہو۔اب اندر بنیاد نہیں ہے۔بارش ہوگئی تو سب کچھ رُل گیا۔مٹی بھی گئی، بیج بھی گیا اور ختم ہوگیا۔اللہ کی رحمت برسی تو دونوں ہی رہ گئے۔جو اللہ پہ ایمان رکھتے ہیں۔(ان کی مثال ایسے ہے کہ) جیسے ٹیلا ہو، اس پر باغ ہو۔بارش زیادہ برسے تب بھی پھل لائے، تھوڑی برسے تب بھی مزے ہوں۔تو اس پر یہ معاملہ ہے۔

(بموقع سالانہ دورہ حلقۂ توحیدیہ لاہور 2011ء بمقام نشاط کالونی لاہور)

# محفل 48

آپ نے ایک مریض کے بارے میں بتایا جو دُعا کرانے کے لئے آئے تھے۔اس کے بعد فرمانے لگے: اللہ نے ایسے Delicate سسٹم بنا رکھے ہیں جن کا ہمیں پتا بھی نہیں ہے۔نہ ہی قدر ہے۔جب جانتے نہیں تو قدر کیا ہوگی۔کیا کچھ بنا رکھا ہے۔اس لئے اللہ نے فرمایا کہ اس پر غور کرو کہ خدا نے تمہارے اندر بھی بڑا کچھ نظام بنا رکھا ہے۔اس کی آیات ہیں۔نشانیاں ہیں۔باہر بھی ہیں، اندر بھی ہیں۔غور کرو گے تو نظر آئے گا۔

ایک بھائی نے پوچھا کہ باباجی! کیا جنت سے آگے بھی کوئی مقام ہے؟

آپ نے فرمایا: ہاں جی بڑے ہیں۔جنت سے آگے بھی ہیں۔

باباجی عِشْلِیّہ نے 'چراغ راہ' میں ایک خطبہ میں بھی لکھا ہے اگر آپ نے غور سے پڑھا ہو۔قرآن کی ایک آیت لکھی ہے جس میں لکھا ہے کہ دوزخ جو ہے وہ بری جگہ ہے ٹھہرنے کے لئے، خواہ اس میں ٹھہرنا عارضی ہو یا مستقل ہو۔(إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا [(1)].) جنت کا بھی لکھا ہے کہ اچھی جگہ ہے خواہ اس میں ٹھہرنا عارضی ہو یا مستقل ہو۔(حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا [(2)].) پھر باباجی عِشْلِیّہ نے سوال

---

(1) سورۃ الفرقان 25: آیت 66۔

(2) سورۃ الفرقان 25: آیت 76۔

اُٹھایا کہ دوزخ میں تو ٹھیک ہے عارضی ٹھہرنا کہ جو مسلمان تھے، ان سے غلطیاں ہوئیں، سزا بھگت کے وہ اس سے چلے جائیں گے۔ ان کا ٹھہرنا عارضی ہوا۔ یہ جنت کا جو کہا ہے کہ اچھی جگہ ہے خواہ ٹھہرنا مستقل ہو یا عارضی۔ مستقل تو چلو ٹھیک ہے جنت میں قیام ہے۔ عارضی کا کیا مطلب ہے؟ واپس وہ دوزخ میں تو نہیں آسکتے جو جنت میں چلے گئے تو عارضی کا کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب ہے کہ وہ جنت سے اوپر مقام ہیں یہ جیسے دوزخ والے دوزخ کو کراس کر کے اوپر آگئے ویسے جنت والے بھی جنتوں کو کراس کر کے اوپر کے عوالم میں چلے جائیں گے۔ وہاں جنتیں نہیں ہیں۔ آپ ان کو جنتوں کی روح کہہ سکتے ہیں۔ جیسے بعض دوائیوں میں سے دوا وغیرہ نظر نہیں آتی، صرف پانی نظر آتا ہے، اس کے بارے میں بس یہی ہوتا ہے کہ یہ فلاں دوا سے بنی ہے، اس میں پانی ڈالا تو دس گنا اس کی طاقت بن گئی۔ ایک قطرہ دوا کا ڈال کر پھر دس گنا پانی ڈالا تو اس کی Potency ایک سو (100) ہوگئی۔ جوں جوں لسی بنتی گئی، اس کی طاقت بڑھتی گئی۔ وہ آخر میں تو پانی ہی نظر آتا ہے مگر وہ دوا ہے۔ اس پانی میں دوائی کو اپنا شجرہ نسب یاد ہے کہ میں ایسے ایسے بن کے آئی ہوں۔ نہ تو اس میں Taste ہوتا ہے اور نہ ہی بو ہوتی ہے۔

ایسے وہ لطیف روحیں جو ہیں وہ تھوڑی دیر وہاں جنت میں ٹھہریں گی۔ اللہ کی محبت والی وہ (روحیں) جنتوں کے عوالم کو بھی کراس کر کے اوپر چلی جائیں گی۔ فرمایا کہ جنتیں وہ ملکوت، جبروت، لاہوت تک ہی ہیں۔ اس کے بعد جو عوالم ہیں، ان میں انبیاء اور اعلیٰ قسم کے اولیائے کرام جو ہیں ان کی روحیں رہتی ہیں۔ وہاں وہ کوئی سیب کھانے کو، کوئی کیلا کھانے کو نہیں ہے۔ ان کی فضاؤں میں ہی بلکہ اللہ کے دیدار میں ہی اتنی لذت ہوگی کہ ان کو کسی چیز کے کھانے پینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ بلکہ جنتوں کا بھی کہہ

دیا کہ جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے تو اللہ پوچھے گا کہ کیا خوش ہو؟ وہ کہیں گے کہ بڑی موجیں لگی ہیں۔ اتنی نعمتیں ہیں جو سوچی بھی نہیں تھیں، وہ ملی ہیں۔ اللہ کہے گا کہ اس سے بھی اچھی اگر تمہیں کوئی نعمت دوں تو پھر؟ پوچھیں گے: یا اللہ! اس سے اچھی کیا نعمت ہوگی؟ اللہ فرمائے گا: وہ میرا دیدار ہے۔ پھر اللہ انہیں اپنی جھلک دکھلائے گا۔ وہ مدہوش ہو جائیں گے۔ کئی سال، معلوم نہیں سینکڑوں لکھا ہے یا ہزاروں سال ہے، وہ ایسے پڑے رہیں گے۔ نہ کھانے کی ہوش، نہ پینے کی ہوش، نہ وہ سیبوں کی ہوش۔ کئی سینکڑوں برس وہ خدا کے دیدار کی لذت میں ہی مدہوش رہیں گے۔ وہ کھانا پینا یہ سب بھول جائیں گے۔ پھر ان کو آہستہ آہستہ ہوش آئے گا۔ وہ سنبھل جائیں گے پھر کھائیں گے پئیں گے۔ پھر وہ دیدار جو ہے صبح و شام ہوا کرے گا۔ وہ عادی ہو جائیں گے۔ مگر پہلی جھلک جب ہوگی تو اس کے بعد وہ سالوں بھول جائیں گے۔

اوپر کے جو عوالم ہیں، ان کے بارے میں مولانا ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھا ہے کہ وہ آگے ان میں خشک ٹیلے ہیں اور کستوری کے ٹیلے ہیں وہاں وہ رہیں گے۔ وہاں وہ کھانے پینے کی چیزوں سے مبرا ہوں گے۔ وہ اللہ کو دیکھ کے خوش ہوں گے اور اللہ ان کو دیکھ کے خوش ہوگا۔ اسی میں ساری ان کی غذا ہے اور یہی ان کی غذا ہوگی۔ جیسے فرشتے جو ہیں ان کی غذا بھی اللہ کا نور ہی ہے، اللہ کا ذکر ہے۔ وہ کھاتے پیتے تو نہیں ہیں۔ انسان تو اس سے بھی اعلیٰ ہے۔ اس کو بھی ان کی ضرورت نہیں رہے گی۔ فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جنت جو ہے یہ عارضی ٹھکانہ ان کے لئے ہوگا۔ وہ آگے چلے جائیں گے۔ وہ خدا کی محبت میں ترقی کرتے کرتے آگے بڑھتے جائیں گے۔ جن کے دلوں میں خدا کی محبت والی بات بیٹھ گئی، انہوں نے اس میں یہاں کی زندگی بسر کی، آگے چلے گئے۔ وہاں بھی وہ لگن جو ہے وہ لگی رہے گی۔ وہ وہاں سے بھی اس لگن میں آگے چلے جائیں گے۔ وہ

عالم جو ہیں ان کے بارے میں کہا گیا کہ وہ ایک قسم کی جنتوں کی روحیں ہیں۔ وہ لوگ اس میں چلے جاتے ہیں۔ اعلیٰ عالم۔ وہ اس میں چلے جاتے ہیں۔ وہ ان کے لئے ہوگا۔

اسی لئے قبلہ انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیم کے ساتھ ہی اللہ کا ذکر 'پاس انفاس'، 'نفی اثبات' کا ذکر شروع میں ساتھ ساتھ۔ ساتھ میں درود شریف اتنا۔ سارا کچھ At a time ہی شروع کرا دیا تھا حالانکہ نقشبندیہ میں باقاعدہ وہ **فنا فی الشیخ**، پھر اس کے بعد میں کہیں آگے جا کے اللہ کے نام کا ذکر بعد میں سکھایا جاتا تھا۔ پہلے تیاری کی جاتی تھی کہ باطن صاف ہو جائے۔ درود شریف پڑھو، نوافل پڑھاؤ، شیخ سے محبت کرو۔ یہ ہو جاتی ہے جس کو مل جاتا ہے۔ اس کے پریم میں کچھ عرصہ گزارا جاتا ہے تا کہ جو دیکھی ہوئی صورت ہے اس کے ساتھ اس (مرید) کا پیار پختہ ہو جائے۔ پھر وہ شیخ سے دور رہتا ہے تو پھر بھی وہ اس کی محبت میں رہتا ہے۔ اس کے خیال میں، اس کے تصور میں ڈوبا رہتا ہے۔ صحیح **فنا فی الشیخ** جو ہے اس میں اس کو ہر طرف پیر کی صورت ہی نظر آتی ہے۔ سجدہ کرے تب بھی، نماز پڑھے تب بھی، وہی اس کے ہوش و حواس پہ چھا جاتا ہے۔ پھر اس کا شیخ جو ہے وہ اسے Switch over کرتا ہے اُدھر منتقل کرتا ہے اور اسے رسول اللہ ﷺ کی محبت جو ہے اس سے کہ ایسے ہی رسول اللہ ﷺ بھی انسانی شکل میں تشریف لائے۔ وہ اپنے فیض سے اس (مرید) کو وہاں پہ Connect کرتا ہے۔ اب رسول اللہ ﷺ پہ کثرت سے درود شریف پڑھو، رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پہ چلنے کی کوشش کرو۔ پھر وہ اس کو اس پہ چلاتا ہے۔ کئی برس اس پہ چلا کر پھر کہیں جا کے اسم **اللہ** یا اسم اعظم جو ہے، اللہ کے نام کی تعلیم دی جاتی ہے۔ وہ جنہوں نے کیا ہوتا ہے صرف وہی اجازت دے سکتے ہیں۔ پھر وہ **اللہ اللہ** کرتا ہے اور آگے جاتا ہے۔

باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ بڑا المبا سلیبس ہے۔اگر مرید جو ہے وہ **فنا فی الشیخ** میں ہی مر گیا تو اس کو تو اللہ کا پتا ہی نہیں کہ وہ کیا ہے؟ وہ جنت میں تو چلا جائے گا کیونکہ اللہ کا ذکر کیا ہے، کسی سے کچھ برا نہیں کیا، وہاں (جنت میں) تو وہ پہنچ جائے گا۔ وہ خدا کی نعمتِ دیدار سے، اس کی معرفت اور قرب سے، اور جو اس کی زندگی کا مقصد تھا، وہ تو ابھی اس کا سلیبس شروع بھی نہیں ہوا، اور وہ اگر اسی (**فنا فی الشیخ**) میں ہی چلا گیا، تو فرمایا کہ ہم میں کون ذمہ دار ہوگا؟ اس لئے سب اکٹھا ہی شروع کرا دیا۔ تینوں اپنے اپنے حفظِ مراتب کے ساتھ تینوں بہ یک وقت چلیں۔ وہ اللہ کا ذکر بھی چلے، رسول اللہ ﷺ کی محبت بھی، اور مرشد سے پیار بھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تینوں کا ہی کہا کہ اکٹھے چلیں اور حفظِ مراتب کے ساتھ چلیں۔ یہ سارے کرو۔ پاس انفاس بھی کرو۔ نفی اثبات بھی کرو۔ درود شریف کا بھی کہا کہ ایک ہزار مرتبہ یہ کرو۔ بیٹھ کے کرو۔ باوضو۔ صَلَی اللّٰہُ عَلَیکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ۔ یہ درود شریف بھی پڑھو۔ روزانہ شیخ سے توجہ بھی لو۔ خط بھی لکھو۔ ٹیلی فون کرو۔ اس کے ساتھ رابطہ رہے گا تا کہ وہ تمہیں فیض پہنچاتا رہے۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے خانقاہی سسٹم تو نہیں رکھا۔ ماڈرن ہے۔ کہا کہ نوکری کرو۔ اپنے کام کرو۔ خوب دل جمعی کے ساتھ فرائض منصبی بھی، فرائضِ انسانی بھی، اور اللہ کے فرائض حقوق اللہ بھی سارے صحیح طریقے سے کرو۔ ان میں رہتے ہوئے اللہ کا ذکر کرو، ان میں رہتے ہوئے سب سے بڑھ کر اللہ کو یاد کرو، ان میں رہتے ہوئے وَتَبَتَّل اِلَیہِ تَبتِیلًا۔ سب کو چھوڑ کر اللہ کے ہو جاؤ۔ لیکن رہنا ان کے اندر ہے۔ اِدھر رہتے ہوئے کرنا ہے۔ قلبی طور پہ کرنا ہے۔ ایسے دنیا سے نہیں بھاگنا۔ رہنا اس کے اندر ہی ہے۔ قلبی طور پہ ان کا ہونا یا نہ ہونا آپ پہ کوئی اثر نہ کرے۔ ہر وقت اس (اللہ) کا تصور دل میں رہے۔ یہ سبق دیا۔

تمہارا مرشد کے ساتھ رابطہ رہنا چاہیے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہم دیدار بازی کے قائل نہیں ہیں مرشد کو دو چار مرتبہ زندگی میں دیکھ لینا بس کافی ہے۔ عمل تعلیم پہ کرو۔ جہاں بھی بیٹھے ہو گے ضرور تمہیں حصہ ملے گا بشرطیکہ تعلیم پہ عمل کرو۔ یہ ماڈرن سسٹم ہے۔ وہ خانقاہی نظام نہیں ہے۔ پاس انفاس کرو اور اس طرح کرو۔ اللہ تمہاری راہنمائی کرے گا۔ اللہ تمہارے ساتھ رہے گا۔ خود فرماتا ہے:

**فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ**۔

تم میرا ذکر کرو، میں بھی تمہارا ذکر کروں گا۔

تم ایک دفعہ یاد کرو، میں دس دفعہ یاد کروں گا۔

**أَنَا جَلِيسُ مَنْ ذَكَرَنِي**۔

جو مجھے یاد کرتا ہے، میں اس کا ہم مجلس ہوتا ہوں۔

اس کے پاس بیٹھتا ہوں۔ ہم نشین ہوتا ہوں۔ وہ تو آدمی کے ساتھ ہوتا ہے، وہ جو بھی کرے گا مل جائے گا۔ بندہ ہی غلطیاں، بے وفائیاں کرتا ہے۔ اللہ تو رحیم و کریم ہے۔ ماں جو ہے وہ تو محبت کرتی ہے۔ اولاد خراب کرتی ہے، ماں تو نہیں کرتی۔ وہ تو دل سے چاہتی ہے۔ وہ اللہ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے۔ اتنی محبت ہے۔ بندہ مرد تو ایک ماں کی محبت ہی نہیں سمجھ سکتا، وہ تو اتنا پیار کرتی ہے۔ فرمایا کہ تم کرو، وہ تمہارے ساتھ ہی ہو گا۔ میاں محمد بخش کہتے ہیں:

اُس دا ناں چتارن والا
کے میدان نہ ہردا

اس کا ذکر کرنے والا جہاں مرضی ہو، کسی پیشے سے وابستہ ہو، سپاہی ہو، نوکر ہو، خواہ جہاں مرضی ہو، اللہ کی مدد اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ اللہ اس سے پیار کرتا

ہے۔وہ بھی پیار کرتا ہے،اللہ بھی پیار کرتا ہے۔آپ ایک قدم چلیں، وہ دس قدم چلتا ہے۔آپ ایک دفعہ یاد کریں وہ دس دفعہ یاد کرتا ہے۔اس کو کسی میدان میں وہ ہارنے نہیں دیتا۔اس کی رحمت کا سایہ اس کے ساتھ رہتا ہے۔اس میں چلانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اس پہ چلو۔وہ ذکر بتادیا جاتا ہے۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک حدیث مبارکہ ہے کہ یہ مساجد جو ہیں دنیا میں جن میں نماز پڑھتے ہیں، وہ آسمان سے ایسے دکھائی دیتی ہیں جیسے زمین سے ستارے نظر آتے ہیں۔یہ روشن نور والی جگہ،اس میں ستارے نظر آتے ہیں۔آسمان سے مسجدیں ایسے دکھائی دیتی ہیں۔جہاں بندہ نماز پڑھتا ہے، جہاں ذکر کرتا ہے،وہ زمین بھی ایسے چمکتی ہے۔ بندہ جو پڑھتا ہے یہ اس کے نور سے تو چمکتی ہے۔بندہ بھی چمک رہا ہوتا ہے۔اس کی بھی روشنی جو ہے وہ اللہ کے پاس پہنچتی ہے کہ میرا بندہ مجھے یاد کر رہا ہے۔(فون آ گیا اور بات کا سلسلہ منقطع ہو گیا)۔

اللہ کی یہ بات جو ہوتی ہے، یہ یاددہانی ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے کہ

**اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاۗءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا**[(1)]۔

یہ یاددہانی ہے، کرانی چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کرائی ہے۔ آگے بھی اللہ کے بندے ہر ایک کو جو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آیت بھی ہو تو وہ بھی سناؤ۔

**بَلِّغُوا عَنِّی وَلَو آیَۃً**۔

جس نے مجھ سے ایک آیت بھی سنی ہے وہ بھی آگے پہنچاؤ۔

کیا پتا کہ آپ کے توسل سے وہ جو سننے والا ہے آپ سے بہتر عمل کرے۔ ہم نہ کر سکیں اور وہ کرے۔

(بموقع سالانہ دورہ حلقہ توحیدیہ لاہور 2011ء بمقام نشاط کالونی لاہور)

---

(1) سورۃ الدھر 76: آیت 29۔

# محفل 49

سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی دعوت پر بات کرتے ہوئے فرمایا:

ذکروغیرہ جو بتایا گیا ہے یہ باقاعدگی سے کرنا ہے۔نمازوں کی پابندی میں سستی کا کوئی جواز نہیں ہے۔اللہ والوں کی راہ پہ چلنا ہے تو یہاں سستی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ہر چیز فرسٹ کلاس ہونی چاہیے۔نمازوں کی پابندی،قرآن کریم روزانہ پڑھیں۔تلاوت کے ساتھ۔ترجمہ کے ساتھ۔جتنا بھی ٹائم ہے اس کے مطابق۔لیکن ترجمہ پڑھنا ضروری ہے تاکہ ہمیں پتا چلے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کیا احکام نازل فرمائے ہیں۔وہ ہمیں کیسا دیکھنا چاہتا ہے؟ کون سے کام کرنے ہیں؟ کن سے رُکنا ہے؟ قرآن یہی تعلیم دیتا ہے۔جو کرنے کے کام ہیں ان پہ حتی الوسع عمل کرنا ہے اور جن سے رُکنے کا کہا ہے ان سے رکا جائے،یہی اسلام کی تعلیم ہے۔انسان اسی پہ چلتا جائے۔ساتھ اللہ کا ذکر جو بتایا گیا ہے وہ کرتے رہیں۔انشاءاللہ تعالیٰ دل جو ہے وہ اللہ کی یاد سے Charge رہے گا،زندہ رہے گا۔خدا کے ذکر سے ساری مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔یہ جو اللہ فرماتا ہے کہ جو مجھے یاد کرتا ہے میں بھی اسے یاد کرتا ہوں۔اللہ کے انوار وبرکات کا اس بندے پر نزول ہوتا رہتا ہے وہ جو بھی ہے جو اللہ کا ذکر کرتا ہے۔

کسی سلسلہ میں مرید ہوں تو تمام وہ بزرگ جو بیعت کے سسٹم میں آتے ہیں، تمام کے تمام کی برکات کا نزول انسان پہ ہوتا رہتا ہے جو بھی ان کے سلسلے میں شامل ہو جاتا ہے۔اس (سلسلۂ بیعت) میں آنے کی یہ بڑی برکت ہوتی ہے۔ روزانہ اپنا ذکر طریقے سے جو بتایا گیا ہے ویسے کریں۔بلند آواز سے مناسب ہےتو بلند ورنہ آہستہ،اپنے جو بھی حالات ہوں۔رات کی کسی نماز کے بعد ذکر نفی اثبات، مغرب یا عشاء، فجر یا تہجد۔

پاس انفاس جو ہے یہ ہر وقت کیا جا سکتا ہے، جو بھی ٹائم ملے اس کو ضائع نہ جانے دو۔'جو دم غافل،سو دم کافر'والی بات یاد رکھیں۔کوئی سانس اللہ کی یاد کے بغیر نہ جائے۔اس لئے یہ'پاس انفاس'اس کا نام ہی اسی وجہ سے رکھا ہے۔'پاس انفاس'یعنی سانسوں کا دھیان رکھنا۔دھیان یہ رکھنا ہے کہ اللہ کی یاد کے بغیر نہ آئے، نہ جائے۔ کمال کا ذکر ہے۔یہ تسبیحوں پہ گننے کا نہیں ہے۔سانس کے ساتھ کرو۔ہر سانس جو اندر جائے وہ اللہ کا نام لے کر اندر جائے۔اس میں برکت ہوگی۔انشاءاللہ تعالیٰ بہت جلد انسان کو محسوس ہونے لگتا ہے کہ میں راہِ راست پر ہوں۔یہ صحیح اللہ کا راستہ ہے۔ اللہ کی یاد سے تقویت ہوتی ہے۔اللہ راستوں کو روشن کر دیتا ہے۔بہت اچھے اچھے خواب، اور نیک دعائیں، اور اچھے مقامات مقدسہ کی سیر، بزرگوں کی ارواح سے ملاقات، انبیاء کی ارواح سے ملاقات، اور یہ سارے سیر و سلوک تصوف کے رنگ میں ہوتے ہیں۔جیسے جیسے روح جو ہے یہ دنیوی آلائشوں سے پاک ہوتی جاتی ہے، اللہ کے ذکر سے اس کو جلا ملتی ہے، وہ آئینہ صاف ہو جاتا ہے۔اس میں سب کچھ پھر اسے دکھائی دینے لگتا ہے۔اس کی صفائی کیلئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث بھی ہے کہ

جسم میں ایک ٹکڑا ہے، یہ اگر ٹھیک ہو جائے تو سارا جسم ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اگر یہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ فرمایا وہ 'دل' ہے۔ یہ دل ہی مرکز ہے۔ ویسے بھی انسان کا جسمانی لحاظ سے بھی وہی مرکز ہے۔ دل گیا تو سب کچھ گیا۔ دل چل رہا ہے تو سارا سسٹم صحیح کام کر رہا ہے۔ روحانی طور پر بھی جو روحانی قلب ہے اسے Center کہا گیا ہے۔ وہ وہی ہے۔ وحی کا نزول بھی قلب پہ ہوتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام کا بھی کہا کہ یہ اسی پہ قرآن اتارتا ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب کا بھی کہا کہ یہ قلب پہ لگانی ہے۔ اِلَّا اللّٰہُ خیال کرو کہ اللہ موجود ہے۔

بڑا آسان سا، سادہ سا سلیبس قبلہ انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نوجوان لوگوں کے لئے بنا دیا ہے کہ جو بھی اس سے فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں وہ کر لیں۔ طویل ذکر نہیں ہے۔ نہ راتوں کو جگانا ہے۔ نہ چلّے کاٹنے والا ہے۔ انسان Busy ہو گیا ہے۔ اس کا سلیبس بھی ایسے مختصر باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے بنا دیا ہے۔ ایک تسبیح، دو تسبیح، اس سے زیادہ فرمایا کہ نہ کرو۔ ایک تسبیح بہت ہے۔ دس پندرہ منٹ سے زیادہ نہ کرو۔ فرمایا کہ یہ بیٹری چارجنگ کی طرح ہے۔ یہ جیسے موبائیل کی بیٹری چارجنگ پہ لگا دی، وہ چارج ہو جائے گا۔ یہ بھی Charging کی طرح ہے۔ اصل ذکر فرمایا کہ وہ (پاس انفاس) ہے کہ دن کے اوقات میں کسی وقت بھی انسان اللہ کو بھولے نہیں۔ جس سے پیار ہو جائے تو بندہ نہیں بھولتا تو اللہ کیسے بھول سکتا ہے۔ پیار ہو بھی۔ تو یہ اس (اللہ) کی محبت کی ابتداء ہے۔ اسی لئے اللہ والوں کی ضرورت پڑتی ہے، ان کے فیض صحبت سے خدا کی محبت وہاں (دل میں) پھوٹتی ہے۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

الف اللہ چنبے دی بوٹی
مرشد من وچ لائی ہُو

بوٹی وہ (مرشد) لگا دیتا ہے پھر وہ کہتا ہے کہ اس کو روزانہ گیڑا لگا کر 'نفی اثبات' کا پانی ڈالنا ہے، یہ بوٹی پھر بڑھے گی۔ اگر اسے پانی دو گے تو اس پہ پھل پھول لگ جائیں گے۔

نفی اثبات دا پانی مِلیا
ہر رگے ہر جائی ہُو
اندر بوٹی مُشک مچایا
جان پُھلن تے آئی ہُو
جیوے مرشد کامل باہو
جِس اَوہ بُوٹی لائی ہُو

یہ بڑھ جائے گی۔ اسے پھل پھول لگیں گے۔ اس کی خوشبو سے وہ خدا کی محبت میں مست ہو جائے گا۔ تو پھر وہ مرشد کو دعائیں دیتا ہے کہ اس (مرشد) کے فیضِ صحبت سے یہ (بُوٹی) لگی، اسی کی تعلیم سے اس کو پانی ملا۔ اسی (مرشد) نے اس کی پرورش کی اور یہ بن گیا۔ اللہ کا راستہ جو ہے وہ مرشد ہی دکھانے والا ہوتا ہے۔ ہمیشہ اپنے پیر کی، اپنے مرشد کی عزت کرو، احترام کرو۔ پرانے بزرگوں کی کتابوں میں لکھا ملتا ہے کہ اس (مرشد) کے مصلّے پہ کھڑے ہو کے نماز بھی نہ پڑھو، اِدھر اُدھر پڑھو۔ بلکہ اپنا سایہ بھی اپنے مرشد کے سائے پہ نہ پڑنے دو۔ یہاں تک لکھا ہے۔ ہمارے سلسلے میں تو ایسی باریکیوں میں نہیں پڑا جاتا لیکن ہوتا ایسے ہی ہے کہ اس کو آپ سمجھیں کہ وہ میرا مرشد ہے۔ اس نے مجھے راستہ دکھایا ہے۔

# محفل 50

آپ نے ایک بھائی سے حال احوال پوچھا۔ بھائی نے جواب دیا کہ آپ عجل اللہ کی دعائیں ہیں۔اس جواب کے بعد آپ عجل اللہ فرمانے لگے:

اللہ تعالیٰ خیر و برکت عطا فرمائے۔اللہ تعالیٰ ترقی دے۔ دنیا میں بھی اللہ رزقِ حلال وسعت اور سہولت کے ساتھ دے،اپنے سوا کسی کا محتاج نہ کرے کہ اے اللہ! تیرے سامنے ہاتھ پھیلائے ہیں تو کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے نہ پڑیں۔ہم بھی توحید کو مانتے ہیں۔ اِیَّاکَ نَعبُدُ ہے تو اِیَّاکَ نَستَعِین بھی تو ہے۔مدد بھی آپ ہی سے مانگنی ہے۔سر آپ کے در پہ جھکانا ہے اور کہیں نہیں جھکانا تو مانگنا بھی اسی در سے ہے۔اور جانا بھی ہم نے کہیں نہیں ہے۔دونوں کام: بندگی آپ کی کریں گے تو مدد بھی آپ ہی سے مانگیں گے۔اور کہیں نہیں جانا۔ یہی تعلق ہے ایک بندے کا اور ایک (تعلق) اللہ کی طرف سے ہے۔وہ کسی کا محتاج ہونے بھی نہیں دیتا۔اللہ فرماتا ہے:

**وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ**(1)۔

جو اللہ تعالیٰ پہ بھروسہ رکھتا ہے،اللہ اس کے لئے کافی ہے۔

اس کو کہیں مشکلات میں نہیں پھنساتا۔ ویسے ٹیسٹ ہوتے رہتے ہیں۔ دوستی میں امتحانات آتے ہیں۔وہ تو ضرور ہے۔دنیا میں بھی ٹیسٹ۔دوستی کا پکا پتا تب

(1) سورۃ طلاق 66: آیت 3۔

چلتا ہے جب کوئی Problem آئے، مصیبت آئے۔ ولیمہ کھانے کیلئے تو سارے آجاتے ہیں لیکن جب کہیں پھنسا ہو بندہ تو پھر پکے یار جو ہوتے ہیں وہی ساتھ دیتے ہیں۔ ان کو پھر وہ (بندہ) ساری عمر یاد رکھتا ہے۔ ان کی اولاد بھی یاد رکھتی ہے۔ وہ (اولاد کو) بتا کے جاتے ہیں کہ یہ وہ بندہ ہے جو میرے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ اس (بندے) کے ساتھ دوستی ہوتی ہے۔ اللہ میاں بھی ایسے ہی ہے۔ Test ضرور ہوگا۔ آزمائش ضرور آتی ہیں۔

**وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوفْ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الأَمَوَالِ وَالأنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ**[1]۔

(اور ہم خوف اور فاقہ میں مبتلا کر کے، جان و مال اور پھلوں کے خسارہ میں مبتلا کر کے ضرور تمہاری آزمائش کریں گے۔)

وہ (اللہ) ضرور Test کرے گا۔ تھوڑا بہت دیکھیں گے کہ یہ کیا کرتا ہے۔ اللہ کو تو پتا ہی ہے کہ معاملہ کیسے چل رہا ہے۔ ہمیں بھی تو پتا ہو کہ کتنے نمبر لیے ہیں۔ امتحان ہو تو پتا چلتا ہے کہ کتنے لائق ہیں۔ امتحان ہوتا ہے تو Grading پتا چلتی ہے کہ یہ فرسٹ آتا ہے، یہ سیکنڈ آیا ہے، یہ آخر میں آتا ہے۔ اس کی پانچویں پوزیشن ہے۔ اس کی دسویں پوزیشن ہے۔ ہماری Grading ہو جاتی ہے۔ خدا کو تو پتا ہی ہے کہ ہم نے کیا کرنا ہے، ہمیں خود پتا چل جاتا ہے کہ ہم کتنے پانی میں ہیں۔ جو پاس ہو جاتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ اوپر والے درجوں میں ترقی دے دیتا ہے۔ آرمی میں بھی تو ایسے کرتے ہیں۔ Fitness دیکھتے ہیں کہ یہ Higher class کے لئے Ready ہے تو پھر Promote کر دیتے ہیں۔ فیل تو کوئی کوئی ہوتے ہیں۔

---

(1) سورۃ البقرہ 2: آیت 155۔

امتحان فیل کرنے کیلئے نہیں ہوتے۔امتحان تو اگلے درجے میں Promote کرنے کیلئے ہوتے ہیں۔اللہ بھی ایسے Promote کرتا ہے۔

**وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ. الَّذِيْنَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوْا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ**(1)۔

(اوراے نبی ﷺ! ایسے صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے۔جب انہیں کوئی مصیبت آئے تو فوراً کہہ اُٹھتے ہیں کہ ہم (خود بھی) اللہ تعالیٰ کی مِلک ہیں اوراسی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔)

فرمایا:بشارت دے دے۔ایک طرف امتحان میں ڈالا جارہا ہے،دوسری طرف حکم ہورہا ہے کہ ان کو بشارت دے دے جو ان تکلیفوں کو خوشی سے برداشت کر رہے ہیں کہ یہ ہمارے اللہ کی طرف سے آئی ہیں۔سبحان اللہ۔

جنہاں دُکھاں تے دلبر راضی
اُوہناں تُوں سُکھ وارے
دُکھ قبول محمد بخشا
راضی رہن پیارے

وہ خود امتحان بھیجتا ہے۔اس کے لئے جان بھی حاضر ہے۔یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔ان (بندوں) کے لئے کہا کہ جب مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم بھی اللہ کے ہیں اور ہمارا جو کچھ بھی ہے یہ بھی اللہ کا ہے۔ہم تو کچھ نہیں لے کے آئے۔یہ

---

(1) سورۃ البقرہ2: آیت 156۔

سب تو اسی کا دیا ہوا ہے۔ وہ چاہے لے جائے، جیسے چاہے ٹیسٹ کرے، یہ اسی کا ہے۔ اللہ اسی بات پہ ہی کہتا ہے کہ

**أُولَـٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ** (1)۔

ان لوگوں پہ ہی اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہے۔ یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

اس بات پہ آ جائیں وہ 'تسلیم و رضا' جو لکھا ہے۔ اس کے بعد اگلا Chapter یہی شروع ہوتا ہے۔ 'قطع ماسوئی اللہ' کہ اس پہ چلو۔ محنت کرو۔ کام کرو۔ مگر جو بھی نتائج نکلیں ان پہ دل سے راضی ہو جاؤ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو کچھ کیا ہے وہ ٹھیک کیا ہے۔ ہمارے لئے بہتر ہے۔ کبھی شکوہ نہ کرو۔ کبھی ناراض نہ ہو۔

کسی بیٹی نے ایک Message بھیجا کہ ایک درویش جو کسی مزار پہ بیٹھا ہوا تھا۔ بادشاہ گزرا۔ اس (بادشاہ) نے کہا کہ بابا جی! یہاں کیا کر رہے ہو؟ (درویش نے) کہا کہ میں اللہ کی اور بندوں کی صلح کرا رہا ہوں۔ اس (بادشاہ) نے پوچھا: پھر؟ اس (فقیر) نے کہا کہ اللہ تو مانتا ہے، بندے نہیں مانتے۔ (بادشاہ نے) چند مہینے بعد دیکھا کہ وہ (بزرگ) قبرستان میں بیٹھے رو رہے تھے۔ (بادشاہ نے) پوچھا کہ بابا جی! یہاں کیا ہو رہا ہے؟ (بزرگ نے) فرمایا کہ میں اللہ کی اور بندوں کی صلح کرا رہا ہوں۔ (بادشاہ نے پوچھا) پھر؟ (اس درویش نے کہا کہ) اب بندے تو مانتے ہیں اب اللہ نہیں مانتا۔ قبرستان آ گئے ہیں۔ مر گئے ہیں۔ بندے تو کہتے ہیں، معاف کر دے یا واپس بھیج دے۔ اب بندے مانتے ہیں اور اللہ نہیں مانتا۔

---

(1) سورۃ البقرہ 2: آیت 157۔

دنیا میں ماننے والی بات ہے کہ ہم اس دنیا میں مانیں کہ اللہ نے جو فرمان بھیجا ہے،اس کے رسول ﷺ نے جو پیغام دیا ہے،اس میں کتنی مصیبتیں اور تکلیفیں اٹھائی ہیں اور ہمیں اللہ کا پیغام ملا ہے،اس وقت صلح کرلیں کہ جو آپ فرمائیں گے وہ ہم کریں گے۔ادھر صلح کرلیں تو بس بیڑا پار ہے۔دوستی کرلو،اللہ سے صلح کرلو۔جو اللہ کرتا ہے بہتر ہی کرتا ہے۔اسی میں چین ہی چین،آرام ہی آرام (سکون) ہے۔اسی میں ساری برکتیں ہیں،اسی میں ساری بادشاہی ہے۔دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ دیتا ہے، آخرت میں بھی دیتا ہے۔پوری قوم (یہ صلح) کرے گی تو پوری قوم کو اللہ تعالیٰ اُٹھا دے گا۔دنیا کی حکمرانی عطا فرمادے گا۔

**وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ** (1)۔

((اے مسلمانو!) نہ تم سستی دکھانا اور نہ ہی غمزدہ ہونا اور اگر فی الواقع تم مومن ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔)

تم ہی دنیا پہ غالب رہو گے۔ٹھیک ہو کے چلو۔(ہماری اور اللہ تعالیٰ کی) صلح ہو جائے تو یہ ہو جائے گا۔اُدھر جا کے پھر وہ اللہ نہیں مانتا۔(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) بڑا ٹائم دیا تھا،پیغمبر بھی بھیجے تھے،اپنے پیارے پیارے بندے بھیجے مگر تم نے کیا کیا؟ کسی کو بھی خوش آمدید نہیں کہا۔سورۃ یٰسین میں ہے کہ

**يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ** (2)۔

---

(1) سورۃ آلِ عمران 3: آیت 139۔

(2) سورۃ یٰسین 36: آیت 30۔

افسوس ہے بندوں پہ۔ جب بھی ان کے پاس کوئی بھی پیغمبر آیا
اس کا مذاق ہی اڑایا گیا۔

کسی نے نہیں کہا کہ بسم اللّٰہ! صدقے جائیں کہ آپ آئے ہیں۔ بجائے اس کے کہ یہ کہتے مگر وہ کہتے کہ باپ دادا ہمارے یہ کرتے آئے ہیں۔ آپ نئی باتیں بتاتے ہیں۔ آپ کیسی بات کرتے ہیں؟ (وہ لوگ) سودا کم تولتے ہیں تو یہ (پیغمبر) کہتے ہیں کہ سودا کم نہ تولو۔ وہ (لوگ) کہتے ہیں کہ لو! اپنی تجارت خراب کر لیں۔ کسی نے بھی ان (پیغمبروں) سے صحیح بات نہیں کی۔ وہ اللہ کے سب سے اچھے اور نیک بندے تھے۔ ان کو تو اللہ نے بھیجا۔ ان کو اللہ کا حکم تھا کہ گنہگاروں کو پیغام دیں کہ یہ بچ جائیں، یہ نہ ہو کہ اسی میں یہ اُلجھ جائیں۔ یہ نہ کہیں کہ یہ کیا ہو گیا۔ سورۃ یٰسین میں ہی ہے کہ

(وَنُفِخَ فِی الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ۔ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا ۜ هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ[1]۔)

(اور (پھر دوبارہ) صور پھونکا جائے گا تو اچانک یہ اپنی قبروں سے نکل کر اپنے ربّ کے حضور (پیش ہونے کیلئے) چل پڑیں گے۔ اور حیران ہو کر کہیں گے۔ ہائے! ہماری بدبختی! کس نے ہمیں اپنی خواب گاہوں سے جگا دیا۔ ارے! یہ تو وہی ہے جس کا وعدہ ربّ رحمٰن نے کیا تھا اور پیغمبروں نے بھی اس کے متعلق سچ فرمایا تھا۔)

---

(1) سورۃ یٰسین 36: آیات 51-52۔

جو اللہ کے رسول ﷺ نے کہا وہ سچ ہو گیا۔ قیامت ہو گئی۔ صور پھونکا جائے گا تو وہ قبروں سے اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ حیران ہوں گے کہ یہ تو واقعی وہ ہو گیا۔ اب مان جاؤ تو کوئی اچھا ہی ہوگا ورنہ جانا تو سب نے ہے۔ یہ سب کو پتا ہوتا ہے کہ مرنا ہے۔ یہی اس کا ایمان ہوتا ہے۔ اس کے مطابق ہی زندگی گزارتا ہے۔ فوت ہی ہوتا ہے تو وہاں آگے حضور ﷺ کی حدیث ہے کہ جو مومن ہے اس کیلئے اتنی ہزار حوریں اور فرشتے جنت کے پھولوں کے ہار لئے اس کے استقبال کے لئے آجاتے ہیں کہ یہ ہمارا بندہ دنیا کو چھوڑ کے آرہا ہے۔ اِدھر (دنیا) سے ہی کام شروع ہو جاتا ہے۔ ساروں کی جان اس طرح نہیں نکلتی جیسے فرمایا کہ ایک رومال کانٹوں پر ڈالا ہو۔ یہ تو گنہگاروں کی (روح) اس طرح نکلتی ہے کہ ان کی جڑیں دنیا میں پھنسی ہوتی ہیں۔ جن کی نہیں پھنسی ہوتیں، یہ بال کیوں (آسانی سے) نکل آتا ہے؟ اس کی جڑیں جو کوئی نہیں ہوتیں۔ جہاں مرضی بال ہو، اس کو آرام سے نکال لیتے ہیں۔ جس نے دنیا سے ہی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کر کے وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا کر لیا، سب کچھ چھوڑ کے اللہ کے ہو جاؤ، وہ اِدھر (دنیا میں) بھی ایسے ہی ہوں گے۔ وہ تو ہمہ تن تیار رہتے ہیں کہ کب Call آئے اور ہم لبیک کہیں۔ وہ کہیں آجاؤ تو ہم چلے جائیں۔ ان کو کیسی تکلیف ہونی ہے وہ تو پہلے ہی تیار بیٹھے ہیں۔ سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

تاڑی مار اُڈا نہ باہُو
اساں آپے اُڈن ہارے ہُو

ہم تو تیار ہی بیٹھے ہیں۔ آپ پنجرہ کھولو، ہم گئے اُڑ کے۔ جن کو اپنا چمن یاد ہوتا ہے وہ اندر سے کھولتا رہتا ہے کہ کسی طرح یہ پنجرہ کھل جائے اور میں اُڑ جاؤں۔ جو چُوری پہ لگ جاتا ہے، اسے نکالو تو پھر وہ دوبارہ واپس آتا ہے۔ وہ نہیں جاتا۔ دنیا کی

چوری میں لگ جاتا ہے تو پھر اس کا دل لگ جاتا ہے۔ یہاں دل نہیں لگانا۔ آخرت کو یاد رکھنا ہے کہ وہاں جانا ہے۔ جب کال آئے ہم اُدھر چلے جائیں۔اس میں رہے۔ نیک لوگوں کا کام یہاں سے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ان کو مقام دکھا دیا جاتا ہے۔ مرنے کے بعد بھی انہیں اپنے اپنے مقام پہ ٹھہرایا جاتا ہے۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث مبارکہ ہے۔قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بن جاتی ہے۔ کہیں لکھا ہے کہ کھڑکی کھل جاتی ہے جنت سے ٹھنڈی ہوائیں آنے لگتی ہیں۔ جو دوزخی ہیں ان کیلئے دوزخ کی طرف سے کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔ یہ Waiting کا ٹائم ہے یہ بھی Status کے مطابق ہی دیا ہے۔ ریلوے میں ٹرینوں کی انتظار گاہیں / ویٹنگ روم بھی علیحدہ سے ہوتے ہیں کہ گاڑی اگر گھنٹے بعد آنی ہے تو پھر فرسٹ کلاس جو ہے ان کا فرسٹ کلاس والا کمرہ ہے۔صوفے ہیں، پانی، ٹوٹی، مصلّٰی، نماز، یہ اور وہ۔ چائے وغیرہ پینی ہے تو ویٹر بھی ہیں۔عام کلاس ہے تو کہتے ہیں کہ چلو اُدھر باہر شیڈ کے نیچے۔ باہر وہاں بینچوں پر بیٹھو۔ پیسے جو ہیں وہ تو گاڑی کے لئے دیتے ہیں مگر ویٹنگ کا ٹائم بھی جو ہے وہ اُسی طرح عزت اور احترام سے دیا جاتا ہے۔مرنے کے بعد قیامت تک Waiting کا ٹائم جو ہے یہ بھی Status کے مطابق ہی دیا جاتا ہے۔اپنے اپنے مقامات کے مطابق ہی ان کو ٹھہرایا جاتا ہے۔ یہ مرنے کے ساتھ ہی سارا کچھ مل جاتا ہے۔سورۃ واقعہ میں آتا ہے کہ قیامت کے دن تم تین گروہ ہو جاؤ گے۔

وَكُنتُمْ أَزْوَاجاً ثَلَاثَةً ۔ فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۔ وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ۔ وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ۔ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۔ فِيْ

**جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ۔ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ۔ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْآخِرِیْنَ**(1)۔

(اور تم تین قسم کے گروہ ہو جاؤ گے، پس دائیں بازو والے، کیا کہنا دائیں بازو والوں کی (خوش نصیبی) کا۔ ایک گروہ بائیں ہاتھ والا ہوگا۔ ایک وہ گروہ ہوگا جو سب سے آگے نکل جانے والا ہوگا۔ یہی لوگ ہی مقربین ہیں جو نعمتوں بھری جنتوں میں رہیں گے اور بہت ہونگے پہلوں میں سے اور کم ہونگے پچھلوں میں سے۔)

ایک گروہ داہنے ہاتھ والا ہوگا۔ ایک بائیں ہاتھ والا ہوگا۔ ایک وہ گروہ ہوگا جو سب سے آگے نکل جانے والا ہوگا۔ وہ مقربین کا گروہ ہوگا۔ وہاں کہا کہ دو نہیں ہوں گے، تین گروہ ہوں گے۔ ایک مومنین سے وی۔آئی۔پی (VIP) ہوگا۔ مقربین کا گروہ ہوگا جو سب سے اوپر جائیں گے۔

**ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ۔ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْآخِرِیْنَ**۔

پہلے لوگوں میں زیادہ ہوں گے، بعد والوں میں کم ہوں گے۔

**عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۔ مُّتَّكِئِیْنَ عَلَیْهَا مُتَقٰبِلِیْنَ ۔ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ**(2)۔

وہ لعل ویاقوت سے جڑے تختوں پر تکیہ لگائے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ فرشتے پھریں گے ان کے پاس جام لے لے کر جس سے نہ سر درد ہوگا نہ عقلیں زائل

---

(1) سورۃ الواقعہ 56: آیات 7-14۔

(2) سورۃ الواقعہ 56: آیات 15-17۔

ہوں گی۔اور وہ میوے جن کو وہ پسند کریں گے کہ یہ ہمیں چاہیے۔جنتیوں کا کہا ہے کہ انہیں پرندے ملیں گے۔ بیر ملیں گے بغیر کانٹوں کے مگر مقربین کے لئے کہا ہے کہ وہ جو چاہیں گے وہ ملے گا۔

**وَلَحْمِ طَيْرٍ مِمَّا يَشْتَهُونَ**(1)۔

اوران پرندوں کا گوشت جن کی وہ خواہش کریں گے کہ یہ چاہیے۔ یہ دنیا میں آئے تھے تو انہوں نے اپنی خواہشات اللہ کے نام پہ قربان کر دی تھیں۔اللہ کہے گا کہ آج ہماری باری ہے۔آج تمہاری خواہشات کے مطابق ہم چلیں گے تو جو چاہو گے تمہیں ملے گا۔تو ایسے ہوگا۔اسی طرح سے آگے داہنے ہاتھ والوں کا کہا کہ

**وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ۔ فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ۔ وَطَلْحٍ مَّنضُودٍ ۔ وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ ۔ وَمَاءٍ مَّسْكُوبٍ ۔ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ۔ لَّا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ**(2)۔

(اوردائیں بازو والے۔کیا کہنا دائیں بازو والوں کی خوش نصیبی کا۔اور وہ ایسے باغات میں ہونگے جن میں بیریاں ہونگی بے خار۔اور کیلے ہوں گے تہ بہ تہ اور چھاؤں دور تک پھیلی ہوئی ہوگی۔اور پانی ہر دم رواں دواں اور طرح طرح کے نہ ختم ہونے والے لذیذ پھل بکثرت ہونگے۔)

بیر ہوں گے،، سائے، پانی، اور پھل نہ ختم ہونے والا، وہ اس میں رہیں

---

(1) سورۃ الواقعہ 56: آیت 21۔

(2) سورۃ الواقعہ 56: آیات 27-33۔

گے۔ لیکن مقربین کا جو فرمایا وہ علیحدہ ہے۔ اسی طرح آخر میں موت کا فرمایا کہ جب موت آئے گی۔

**فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ**[1]۔

اس وقت کی بات کرو جب روح نکل کر گلے کے قریب آ جائے گی۔

**وَأَنتُمْ حِينَئِذٍ تَنظُرُونَ۔ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَكِن لَّا تُبْصِرُونَ**[2]۔

اس وقت کی بات کرو جب وہ ادھر آ جاتی ہے۔ ہم تم سے مرنے والے کے زیادہ قریب ہوتے ہیں ہم پاس بیٹھے ہوتے ہو۔ ہم زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ پاس ہوتے ہیں لیکن ہم تمہیں دکھائی نہیں دیتے۔

**فَأَمَّا إِن كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ۔ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّةُ نَعِيمٍ**[3]۔

اگر مرنے والا مقربین میں سے ہے تو خوشبوئیں اور ہواؤں کے جلے اسے آتے ہیں۔ جنت سے پیغام آتے ہیں کہ آ جاؤ۔ اس کی روح خوش ہو جاتی ہے۔ مقربین کا یہ انجام بتایا جا رہا ہے۔

**وَأَمَّا إِن كَانَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ۔ فَسَلَامٌ لَّكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ**[4]۔

---

(1) سورۃ الواقعہ 56: آیت 83۔

(2) سورۃ الواقعہ 56: آیات 83-84۔

(3) سورۃ الواقعہ 56: آیات 88-89۔

(4) سورۃ الواقعہ 56: آیات 90-91۔

داہنے ہاتھ والوں میں سے ہے یعنی عام جنتی ہے تو جنتی روحیں آ کر سلام کرتی ہیں کہ Welcome تم آ جاؤ۔ جنت والی روحیں اس کو سلام کرتی ہیں۔اس کے رشتہ دار، اس کے پیر بھائی، اس کے مرشد، یا جو بھی۔سب کو اعلان ہوتا ہے کہ آج آ رہا ہے۔سارے استقبال کیلئے آتے ہیں۔اسے کہا جاتا ہے کہ داہنے ہاتھ والا وہ آپ کو سلام کہتا ہے۔آپ کا استقبال کرتا ہے۔

**وَأَمَّا إِن كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِينَ الضَّالِّينَ**(1)۔

اگر وہ ان میں سے ہے جنہوں نے جھٹلایا تو

**فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيمٍ. وَتَصْلِيَةُ جَحِيمٍ**(2)۔

اس کی کھولتے پانی سے ضیافت ہوگی۔اور جہنم اس کا ٹھکانہ ہوگا۔

**إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِينِ. فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ**(3)۔

تینوں گروہ جو بتائے، ان تینوں گروہوں کی موت کا منظر آخر میں بتایا۔ مقربین کا کیسے ہوگا، صالحین اور دوسروں کا کیسے ہوگا۔یہ جو موت کا کہتے ہیں کہ ایسے ہے جیسے کپڑا جھاڑی میں سے کھینچا جاتا ہے، بھلا سب کے ساتھ ایک جیسا کیسے ہوسکتا ہے؟ وہ جو کہتے ہیں۔

جیہڑی مکھی قید شہد وِچ ہوئی
کی اُڈسی نال شہبازاں ہُو

---

(1) سورۃ الواقعہ 56: آیت 92۔
(2) سورۃ الواقعہ 56: آیات 93-94۔
(3) سورۃ الواقعہ 56: آیات 95-96۔

جو اللہ کی محبت میں پرواز کرنے والے ہیں وہ یہاں سے اڑ جائیں گے۔ جو دنیا میں پھنس گئے جیسے مکھی شہد میں ڈوبی تو وہ اندر ہی دھنستی جاتی ہے اور وہیں مر جاتی ہے۔ شہد میں پھنس گئی کہ بڑا میٹھا ہے، وہ نہیں نکل سکتی۔ جو اس میں پھنس جاتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ دنیا کی محبت جو ہے، سب برائیوں کی جڑ ہے۔

**حب الدنیا راس کل خطیہ**

اس کا پیار ہی ساری برائیوں کی جڑ ہے۔ رکھو اسے مگر اس سے محبت نہ کرو۔ ہاتھ کے نیچے رکھو اسے۔ بنک میں ہو، پیسہ جیب میں ہو مگر دل میں نہ جائے۔ دل میں جائے تو وہ خرابی کرتا ہے۔ ہمارے مرشد رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے تھے کہ پیسہ نیک لوگوں کے ہاتھ میں ہو گا تو اچھے کاموں پہ خرچ ہو گا، اس سے بھاگنا نہیں چاہیے۔ آدھا دین تو پیسے کی بنیاد پر ہی چلتا ہے۔ روزے تقویٰ مانگتے ہیں، قربانی عید والی قربانی مانگتی ہے۔ زکوۃ پیسہ مانگتی ہے۔ حج، عمرے پیسہ مانگتے ہیں۔ یہ (پیسہ) نہیں ہو گا تو یہ سارے کام کیسے ہوں گے؟ تو پھر صرف نماز ہی رہ جائے گی۔ سارا نظام جو ہے یہ پیسے پہ ہے۔ یہ تو آنا چاہیے۔

**رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الآخِرَۃِ حَسَنَہ**

اللہ دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی۔

جیسے وہ صاحب کی مرضی ہے رکھے۔ راضی برضا رہنا تو فقیر کا، بندے کا شیوہ ہے۔ اس پہ رہے لیکن کام کرے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے کہ تقدیر کو مانو لیکن عمل کے ساتھ۔ بے عملی کے ساتھ نہیں کہ کام نہ کرو اور بیٹھ جاؤ۔ کام ہے، اپنی ڈیوٹی صحیح کرو۔ دکانداری ہے، سروس ہے، نوکری ہے، صحیح دیانت داری سے کام کرو۔ آگے اللہ کی مرضی ہے جیسے رکھے۔ سرکار کا شکوہ کبھی نہ کرو۔

---

(بموقع سالانہ دورہ حلقہ توحیدیہ لاہور 2011ء بمقام نشاط کالونی لاہور)

# محفل 51

لاہور نشاط کالونی میں حلقہ ذکر کے بعد آپ نے فرمایا:

جس نے سگریٹ وغیرہ پینا ہے تو پی لے۔ ایسا نہ ہو کہ یہاں ڈر کے بیٹھے رہو کہ ابھی ذکر ہوا ہے اس لئے اب سگریٹ نہیں پینا۔ جو پیتے ہیں، پئیں۔ ایک بھائی نے کہا کہ میں ذرا باہر چل کے پی لوں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں نہیں ادھر ہی۔ بھائی نے کہا کہ بابا جی! کمرا بند ہے۔ آپ نے کہا کہ چلو جی۔ پھر فرمانے لگے:

بابا جی رحمۃ اللہ علیہ (بانی سلسلہ خواجہ عبدالحکیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ) کہتے تھے کہ پیو۔ جو سگریٹ پیتے ہو۔ پیو۔ لکھا بھی ہے کہ چائے پیو، گپ شپ اڑاؤ۔ ایک دفعہ خان صاحب (عبدالستار خان رحمۃ اللہ علیہ) نے لکھا ہوا تھا کہ مرشد کے سامنے ایسے دوزانو بیٹھو، یہ کرو اور وہ کرو۔ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہوا تھا تو یہ سب کو دیا۔ آگے جو بھائی بیٹھے تھے وہ ڈر گئے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ خدا کے سامنے بیٹھے ہو؟ کھل کے بیٹھو۔ خدا کے سامنے بیٹھے ہو؟ یہ چلا نہیں۔ سگریٹ پانی پیو، چائے پیو، گپ شپ لگاؤ۔ یہ دوست احباب کا حلقہ ہے۔ پیری مریدی کا نہیں ہے۔ دوست احباب ہیں۔ وہ (انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ) ایسے نہیں بیٹھنے دیتے تھے کہ جیسے التحیات میں بیٹھے ہیں، نگاہیں نیچی اور نگاہ بر قدم کہ صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ کہا کہ کھلے ہو کر بیٹھو۔ اس طرح نہیں۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں سگریٹ کے سوٹے بھی لگ رہے ہیں۔

لطیفے بھی سنا رہے ہیں۔قہقہے بھی محفل میں چل رہے ہیں۔ترمذی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے لطیفے سُناتے تھے۔بابا جی رحمۃ اللہ علیہ ان لطیفوں کو Repeat بھی کرتے تھے کہ آج ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سُنایا ہے۔اچھی جو بات لگتی تھی بابا جی بتاتے رہتے تھے۔

ہم کبھی کبھی چکر لگانے سرگودھا سے آجاتے تھے۔ایک دفعہ میں آیا ہوا تھا۔ ناشتہ کیا۔چوہدری نور صاحب تھے، میں تھا، ساتھ ایک اور بھائی تھا۔ناشتہ کر کے اندر چلے گئے کہ میں آتا ہوں۔اخبار آتا تھا۔ہم نے اٹھالیا۔اس پر نور جہاں کی ایک چھوٹی سی تصویر لگی ہوئی تھی۔اس نے شادی کی تھی پتا نہیں تیسری کے چوتھی۔یہ خبر میں نے پڑھی۔میں نے نور صاحب کو کہا کہ یہ قصور کی رہنے والی ہے ناں۔اس وقت گانا تازہ تازہ آیا ہوا تھا کہ جُتی قصوری آوے نہ پوری۔میں نے کہا کہ یہ قصور کی جوتی ہے کہ کسی پیر میں پوری نہیں آتی (اے قصوری جتی کسے پیری پوری نئیں آندی)۔پھر وہ لطیفہ سنایا ۔ترکی میں وہاں ملا نصیرالدین کے لطیفے چلتے ہیں جیسے ہمارے یہاں شیخ چلی کے ہیں۔ مُلا ایک قبر پہ بیٹھا زاروقطار دھاڑیں مار کے رو رہا تھا۔دوست گزرا تو اس نے پوچھا :ملا کیا بات ہے؟ کیوں رو رہا ہے؟ کس کی قبر ہے؟ماں کی ہے؟ بیٹے کی ہے؟ دادے، دادی کی ہے؟ چاچا، چاچی کی ہے؟اس نے سارے رشتے گنوائے۔(ملا) کہتا ہے: نہیں، ان کی نہیں ہے۔اس نے پوچھا: پھر روتے کیوں ہو؟ سارے رشتہ دار پوچھ ڈالے۔یہ ان کی قبر نہیں۔(ملا) کہتا ہے کہ میری بیوی کے پہلے خاوند کی قبر ہے۔اس کی جان کو رو رہا ہوں کہ آپ مر گیا ہے اور مصیبت میرے گلے ڈال گیا ہے۔ (قہقہے)۔آپ مر گیا ہے، اب میں اس کی جان کو رو رہا ہوں۔

اتنی دیر میں بابا جی رحمۃ اللہ علیہ آگئے۔بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے (اخبار) اٹھایا۔آگے نور جہاں کی تصویر تھی۔بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے غور سے دیکھا۔پھر کہنے لگے: جب ہم جوان تھے یہ سالی جوان تھی۔ہم بوڑھے ہوگئے، یہ سالی اب بھی اُسی طرح ہے۔نور صاحب

نے کہا: بابا جی! ابھی ڈار صاحب نے اس کے بارے میں ایک لطیفہ سنایا ہے۔ (بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے) کہا: سُناؤ۔ میں نے سنا دیا۔ بڑے ہنسے۔ (بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا) بڑا اچھا ہے۔ آج کل میں شادیوں کے خلاف بول رہا ہوں۔ یہ لطیفہ بھی سنایا کروں گا۔ آج کل میں شادی کے خلاف ہوں۔ ایک فقیر آدمی کو شادی نہیں کرنی چاہیے۔ مصیبت ہی مصیبت ہے۔ یہ ہوگیا، وہ ہوگیا۔ پالنا بھی مشکل ہے۔ کبھی یہ مشکل ہے، کبھی وہ مشکل ہے۔ اگر اللہ اللہ کرنی ہے تو نہ ہی کرے۔ کہنے لگے: یہ بات بھی اب میں سنایا کروں گا۔

اس وقت گپ شپ لگتی تھی تو خوب رونق لگ جاتی تھی۔ ایک وہ لطیفہ سنایا کرتے تھے جو ''گاڑی سے اُتار دیا'' والا ہے۔ 'فرموداتِ فقیر' میں بھی لکھا ہے۔ ایک سِکھ تھا۔ اس نے گاڑی میں Booking کرائی اور گارڈ سے کہا کہ میرا اسٹیشن آئے تو مجھے اتار دینا۔ میں گالیاں دوں، رئیس آدمی ہوں، مجھے معاف کرنا، جب میرا اسٹیشن آئے مجھے اتار دینا۔ اسٹیشن آیا، گزر گیا۔ گاڑی کتنی آگے چلی گئی تو اس (سکھ) نے گارڈ کو جا کے پکڑ لیا کہ تیری ایسی تیسی۔ میں نے تجھے کہا تھا کہ مجھے اتار دینا۔ میرا لاکھوں کا نقصان ہوگیا۔ میرا کام کاج، کاروبار خراب ہوگیا۔ تم نے مجھے اتارا نہیں۔ وہ سکھ گالیاں دیے جا رہا تھا۔ اسٹیشن پر گاڑی کا عملہ بھی اکٹھا ہوگیا۔ لوکل عملہ بھی آ گیا اور کئی لوگ اکٹھے ہوگئے۔ گارڈ چپ تھا۔ کسی نے کہا کہ عجیب آدمی ہے۔ گالیاں کھائے جا رہا ہے۔ تو کہہ دے کہ یاد نہیں رہا۔ غلطی ہوگئی۔ خواہ مخواہ گالیاں کھائے جا رہا ہے۔ گارڈ نے کہا کہ اِس نے مجھے کیا گالیاں دینی ہیں۔ گالیاں تو وہ دے رہا ہوگا جسے میں دھکے سے وہاں اتار آیا ہوں۔ (قہقہے) وہ کہتا رہا کہ میں نے نہیں اترنا۔ اس نے بڑی گالیاں دیں۔ مگر میں نہیں رکا۔ اسے اتار ہی دیا۔ اس کا بستر اٹھا کے پھینکا اور کہا کہ تمہیں اتار کے ہی جانا ہے۔ اس نے کیا گالیاں دینی ہیں۔ گالیاں تو وہ دے رہا ہو

گا۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ یہ لطیفے سناتے تھے تو بڑا مزا آتا تھا۔ Repeat کر کے سناتے رہتے تھے۔ فقیر کی باتیں لکھی ہوئی ہیں۔ یہ بھی لکھنی چاہئیں کہ ہمارا رنگ کیا ہے؟ ہمارے باباجی (انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کیسے تھے؟ مریدوں کے ساتھ ان کی کیسے گپ شپ ہوتی تھی۔

بزرگ بھائی جمیل مرزا صاحب نے اپنا واقعہ سنایا کہ ایسے ہی ایک دفعہ خوب گپ شپ ہو رہی تھی۔ اس رات باباجی رحمۃ اللہ علیہ جو کہہ رہے تھے ویسا ہوا۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ جو شروع ہوئے تو کہتے گئے۔ مجھے بھی انہوں نے کہا کہ تمہارے ہاں ایک بیٹی ہوگی۔ میرے ہاں بیٹی پیدا ہوئی۔ اسی رات مجھے باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی کہا کہ تمہاری بیٹی ہوگی تم اس کا نام 'عظمیٰ' رکھنا۔ تو میری یہ بیٹی ہوئی جو عظمیٰ ہے۔

ایک اور بھائی نے لطیفہ سنایا۔ باباجی! ایک بوڑھے بندے گئے ڈاکٹر صاحب کے پاس۔ عمر بھی ان کی کوئی اسی (80) پچاسی (85) سال ہوگی۔ ڈاکٹر نے پوچھا کہ کیا تکلیف ہے تو انہوں نے کہا کہ گھٹنے میں درد ہے۔ ڈاکٹر نے گھٹنے چیک کیے اور پوچھا: باباجی! آپ کی عمر کتنی ہے؟ انہوں نے عمر بتائی۔ ان کا ایک گھٹنا درد کرتا تھا اور دوسرا ٹھیک تھا۔ ڈاکٹر نے کہا: باباجی! عمر کے حساب سے یہ گھٹنا دکھنا ہی ہے ناں پھر۔ اس بندے نے کہا: بیٹے میرا یہ گھٹنا بھی پچاسی (85) سال کا ہی ہے۔ (قہقہے)۔

بھائی نے کہا کہ باباجی! میرے لیے دُعا کریں۔ آپ نے فرمایا: اب آئے ناں۔ (قہقہے)۔ (بھائی نے کہا کہ) اللہ مجھے گھر دے دے۔ پہلے آپ نے دعا مانگی تھی میری گاڑی کے لئے تو میں نے گاڑی لے لی ہے۔ اب گھر بھی مل جائے۔ آپ نے کہا کہ یہ تو تم نے الٹی دعا منگوائی۔ سب پہلے گھر مانگتے ہیں پھر گاڑی کا کہتے ہیں۔

(مزاح)۔فرمایا: کرو جی ان کے لئے دعا سب۔

دعا کے دوران جناب محمد جمیل مرزا صاحب نے ایک دعا کے لئے کہا۔وہ بھی دعا ہوگئی۔اسی دوران ہمارے ایک اور بھائی نے بارش کے لئے دعا کا کہا مگر آپ دعا ختم کر چکے تھے۔آپ فرمانے لگے کہ بس کرو یار۔دعا؟ ابھی سردی لگی ہے۔ سارے گھر بھی پہنچ جائیں (مزاح)۔آپ نے (پنجابی میں ایک)لطیفہ سنایا: ایک سکھ نے کہا۔اولڑکے، چار سال کالج میں ہو آئے ہو، کیا پڑھ کے آئے ہو؟ اس (لڑکے) نے آگے جواب دیا کہ بابا جی میں BA پڑھ آیا ہوں۔اس (سکھ بابا) نے کہا؛ دُر فِٹے منہ۔چار سال میں دو ہی حرف انگریزی کے پڑھے ہیں، وہ بھی الٹے۔ اوئے AB ہوتا ہے، تو BA کہتا ہے۔چار سال میں دو ہی حرف پڑھے اور وہ بھی الٹے۔BA پڑھ کے آیا ہے چار سال میں۔

آپ بھی الٹی ترتیب سے چلتے ہیں۔گاڑی پہلے، مکان بعد میں۔چلو جی اچھا ہے، گاڑی کے مطابق گھر ملے گا۔حلقہ ایک ادھر ہوگا۔یہ تو ہونا ہی ہے ایک دن۔ جیسے رسالدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کہتے ہیں ناں کہ چائے تیار پلاؤ گے؟ دعا مانگتے تو اس سے پہلے کہتے کہ چائے تیار پلاؤ گے؟ آگے بندہ کہتا کہ ہاں جی پلاؤں گا تو فرماتے: پتا بھی ہے کہ چائے تیار کیا ہوتی ہے؟ بندہ کہتا: نہیں جی۔فرماتے کہ ایسے ہی کہہ دیا؟ چائے تیار کا مطلب ہے گوشت پکے گا تو ہر قسم کا گوشت اس میں ہوگا۔چاول بھی ہر قسم کے پکیں گے، نمکین، میٹھے، روکھے مصالحے دار۔فروٹ بھی ہر قسم کے ہوں گے۔ سارے فروٹ ہوں گے۔ساری مٹھائیاں ہر قسم کی ہوں گی۔اور ساتھ چائے ہوگی۔ اسے کہتے ہیں چائے تیار۔وہ (رسالدار محمد حنیف خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ) بتاتے تھے کہ ایسے ہوتی ہے چائے تیار۔

مکان کی دعا ہوگئی تھی ۔دوسرے ایک بھائی نے آپ سے پوچھا کہ مٹھائی تو کھا سکتے ہیں ایڈوانس یا نہیں؟ آپ فرمانے لگے کہ کھا سکتے ہیں ۔یہ تو ایڈوانس میں چلتی ہے۔بوریوالہ سے ایک بچے کا خط آیا وہ بھٹی تھا۔میں ان کے پاس گیا ہوا تھا تو اس بچے نے کہا تھا کہ میرے لئے دعا کریں میری BA میں انگریزی پاس نہیں ہو رہی، آخری موقع ہے۔اگر اب بھی پاس نہ ہوا تو سارے مضمون دوبارہ دینے پڑیں گے۔لہر آ گئی ۔میں نے کہا کہ چل بھٹی! تو پاس ہے،مٹھائی ایڈوانس کھلا دے بھائیوں کو،تو پاس ہے۔تو بھائیوں کو مٹھائی کھلا دے۔اس نے کھلا دی۔اسی دوران (آستانہ عالیہ تو حیدیہ پر قابض) شاہد صاحب نے بھی وہاں کا ٹور کیا۔کالج کے لڑکوں کو بلایا۔ اس نے سب کو وعظ کیا اور دعا کی کہ اللہ سب کو امتیازی نمبروں سے پاس کرے۔ رزلٹ آیا تو وہ سارے فیل ہو گئے جو وہاں آئے تھے۔(قہقہے)۔صرف وہ ایک لڑکا پاس ہو گیا۔اسے کہتے ہیں کہ لوجی! چلو ایک لڑکا پاس ہو گیا ہے۔اگر یہ بھی پاس نہ ہوتا تو بڑی شرمساری والی بات تھی۔شکر ہے ایک بندہ پاس ہو گیا ہے۔اس نے کہا: میرا نام نہ لو اس میں۔میرا نام اس دعا میں شامل نہ کرو۔میں نے ڈار صاحب آئے تھے تو ایڈوانس مٹھائی کھلائی تھی وہ اس کی تھی۔اُنہوں نے کہا تھا کہ تم پاس ہو۔میرا اُس دعا سے کام ہوا ہے۔شاہد کی دعا میں شامل ہوتا تو میں نے بھی فیل ہی ہونا تھا۔(قہقہے)

ایڈوانس بھی کبھی کبھی چل جاتی ہے۔باباجی رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ جب بچے گولیاں کھیلتے ہیں تو انہیں اس گولی کا ہاتھ سے نکلنے سے پہلے ہی پتا لگ جاتا ہے جو نشانے پر لگنی ہو کہ یہ نشانے پر لگے گی۔کہا: دعا بھی ایسے ہی ہے۔جب مانگتے ہیں تو پتا لگ جاتا ہے کہ نشانے پہ لگ رہی ہے۔اس لیے ایڈوانس مٹھائی کی بات بھی کی جاسکتی ہے۔اس طرح ایڈوانس میں بھی اکثر کام ہو جاتے ہیں۔

(سالانہ دورہ حلقہ توحیدیہ لاہور 2011ء بمقام ڈیفنس لاہور)

# محفل 52

باباجی عِشْقِ‌اللہِ (بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری عِشْقِ‌اللہِ) اللہ کی بات کرتے تھے۔آس پاس بیٹھنے والوں نے کہا کہ آپ اللہ کی باتیں کرتے ہیں، ہمیں بھی بتائیں کہ فقیر لوگ کیا کرتے ہیں۔ہمیں بھی کوئی ذکر بتائیں۔تو انہوں نے بتا دیا کہ اللہ کا ذکر ایسے ایسے کرنا ہے۔ان میں سے چند ایک نے شروع کر دیا۔اللہ تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ مجھے کوئی یاد کرے تو سہی پھر میں اسے جانے نہیں دیتا۔تم ایک دفعہ بلاؤ اللہ کہتا ہے کہ میں دس دفعہ ذکر کروں گا۔تم ایک قدم چلو میں دس قدم چلوں گا۔غفلت تو ہماری طرف سے ہوتی ہے۔ان پر اللہ نے فضل ورحمت کر دیا، ان کی اندر کی تاریں ہل گئیں۔ذکر کے فضائل اور فوائد ان کو محسوس ہونے لگے تو انہوں نے اصرار کیا کہ آپ ہمیں بیعت کر لیں، یہ تو بڑے مزے کی بات ہے۔باباجی عِشْقِ‌اللہِ نے انکار کر دیا۔وہ اصرار کرتے رہے۔کافی عرصہ انکار اور اصرار چلتا رہا۔پھر باباجی عِشْقِ‌اللہِ نے کہا کہ چلو ہمارے توسل سے اگر ان کی اصلاح ہوتی ہے تو (بیعت) کر لیتے ہیں، اجازت تو ہے ہی۔انہوں نے پھر بیعت کر لیا۔ 1950-51ء میں بیعت شروع کر دی۔پھر وہ بنوں چلے گئے، سروس چھوڑ دی اور پھر آٹھ نو سال بنوں میں رہے۔وہاں سے یہ سلسلہ چل نکلا۔Air force میں ایک دوسرے کے Reference سے بھائی شامل ہوتے گئے۔پھر انہوں نے

(حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے) شروع کیا تو کہا کہ اگر اس کو کرنا ہے تو اسے ایسے کیا جائے کہ تعلیم پرانے لمبے چوڑے وظائف سے پاک رکھی جائے۔ وہ جو ہیں بڑے مشکل تھے، وہ آج کل Practicable نہیں رہے۔ اُس وقت بندوں کے پاس بڑا ٹائم ہوتا تھا۔ دو چار مہینے مزدوری کر کے سارا سال بیٹھ کے کھاتے رہتے تھے۔ نہ دانے ختم ہوتے تھے نہ کام کی ضرورت پڑتی تھی۔ انہوں نے کہا کہ آج کل تو صبح سے رات تک ہر بندہ روزی روٹی میں لگا ہوا ہے۔ ملازم بھی لگا ہوا ہے اور زمیندار بھی اسی میں لگا ہوا ہے۔ ایسا کیا جائے کہ کسی کو شوق ہو تو اس کو سادہ کر دیا جائے تا کہ ہر کوئی تصوف سے فائدہ اٹھا سکے۔

انہوں نے کہا کہ سلسلے تو چل ہی رہے ہیں۔ اگر اس کو چلانا ہے تو تصوف میں جو خرابیاں آگئی ہیں ان کو درست کیا جائے۔ ایک تو ذکر اذکار بالکل مختصر کر دیا۔ تھوڑا سا ذکر رکھا کہ رات کو یہ کرنا ہے۔ مغرب یا عشاء یا فجر رات کی کسی نماز کے بعد پندرہ بیس منٹ لا الٰہ کا ذکر کرو۔ 'نفی اثبات' کا طریقہ بتایا کہ اس طرح کرنا ہے۔ دوسرا ذکر یہ فرمایا: پاس انفاس۔ اس کو بزرگ کہتے ہیں کہ سانسوں کا دھیان رکھا جائے، خیال رکھا جائے کہ ہر سانس اللہ کا ذکر کرتا ہوا اندر جائے اور اللہ کا ذکر کرتا ہوا باہر آئے۔ ہر سانس کے ساتھ اللہ کا ذکر کریں۔ اس کے لئے فرمایا کہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ کوئی خاص وقت چاہیے۔ بے کار وقت میں جب کچھ نہ کر رہے ہوں تو اللہ کا ذکر کریں۔ جب کام کر رہے ہوں، بھول جائیں تو کوئی بات نہیں۔ یعنی جب ذہنی کام نہیں ہو رہا تو چلتے پھرتے کرتے رہیں۔ زبان سے نہیں۔

سلسلہ کی تعلیم میں روایتی لباس اختیار کرنے کا نہیں کہا۔ یہ حلقہ Air force سے چلا۔ ایئر فورس تو ویسے بھی باقی فورسز سے ذرا ماڈرن ہی ہوتا ہے۔ اس

لئے یہ ماڈرن طرز پر بنایا گیا۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے یہ حلقہ داڑھی مونڈوں کے لئے بنایا ہے۔ مولویوں کے لئے نہیں بنایا۔ ان بے چاروں کو ہدایت کی ضرورت نہیں ہے؟ کوئی نزدیک ہی نہیں آنے دیتا۔ نہ مولوی، نہ کوئی اور۔ مولوی کہتا ہے کہ تمہاری شکل ہی مسلمانوں والی نہیں ہے۔ پہلے یہ شکل بناؤ۔ میں نے یہ ان کے لئے بنایا ہے۔ میں خود بھی اسی طبقے سے ہوں۔ میں نے بڑی ٹھوکریں کھا کے حق کو پایا ہے۔ میں ان کے ذہن کو بھی سمجھتا ہوں، روحانی طور پہ بھی اور علمی طور پر بھی ان کی تسلی کر سکتا ہوں۔ میں نے یہ ان کے لئے بنایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے یہ ٹائیاں پہنے ہو، کوٹ پہنے ہو، بس اس کو نماز پڑھاؤ۔ انگریزوں کے لباس میں زیادہ ثواب ہوگا۔

ذکر اذکار بھی مختصر کر دیا کہ یہ چھوٹا سا ذکر ہے۔ نہ رات کو آپ کو جگانا ہے، نہ چلے کٹانا ہیں۔ بس تھوڑا سا ذکر ہے۔ پندرہ بیس منٹ، آدھا گھنٹہ بیٹھ کر لا الـــہ الا اللــہ کرو اس طریقے سے کرو۔ باقی کام کاج کے دوران پاس انفاس کرو۔ اس وقت زیادہ لوگ ایئر فورس کے تھے، جہازوں کے ٹیکنیکل کام تھے، اللــہ اللہ بھی ہوتی رہتی تھی۔ یہ تو بابے نے بڑا اچھا آسان سا نسخہ بتا دیا ہے۔ کافی لوگوں نے آپ کی تعلیم سے، صحبت سے فائدہ اٹھایا۔ مگر کہا کہ بیعت ایسے نہیں کرنی کہ جو آ گیا اسے بیعت کر لیا، کہا کہ ایسے نہیں۔ یہ برکت کے لئے پیری مریدی نہیں ہے۔ یہ بامقصد ہی ہونی چاہیے۔ یہ بھی نہیں ہے کہ ہر ایک کو ضرور ہی بیعت ہونا چاہئے کہ بے مرشد ے ہی مر جائیں گے تو ایسی بات نہیں ہے۔ فرمایا کہ جس کو اس راہ کی طلب ہے، خدا کی جستجو ہے کہ میں بھی اولیاء اللہ کے راستے پہ چلوں۔ ہمیں بھی اللہ کا قرب اور دیدار نصیب ہو۔

قرآن میں بھی سورۃ الواقعہ میں آتا ہے کہ قیامت کے دن تین گروہ ہو جائیں گے:

**وَ كُنتُمْ أَزْوَاجاً ثَلاثَةً. فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ. وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ. وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ. أُوْلَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ** (1)۔

ایک سابقین کا گروہ ہو گا۔ جو آگے نکل گئے وہ مقربین ہوں گے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہاں تین گروہ ہوں گے، دو نہیں ہوں گے۔ جو سابقون میں جانا چاہتا ہے، جو مقربون میں جانا چاہتا ہے۔جس کو ذوق ہے اندر خدا کی محبت کا وہ آئے،ان کے لئے ہے۔فرمایا: بیعت ایسے نہیں کرنی۔ پہلے ذکر سیکھو، کرو، کر کے دیکھو۔اس کے فوائد جو ہیں اور فضائل جو ہیں وہ تمہیں محسوس ہوں پھر بیعت کریں گے،ایسے نہیں کریں گے۔(بیعت) پکا بندہ کرنا ہے۔بابا جی رحمۃ اللہ علیہ تو صاحبِ زبان تھے،مگر پنجابی میں ایک محاورہ ہے کہ' گرو کریے چھن کے پانی پیئے پُن کے'۔دیکھ کے ہی کرنا چاہیے۔وہ فرمایا کرتے تھے کہ لوگ پیر Test کرتے ہیں، میں مرید Test کرتا ہوں کہ اسے واقعی اللہ کی طلب ہے اور یہ واقعی اس راستے پہ سنجیدہ ہے۔ایسے ہی کسی کو بیعت نہیں کیا۔کتاب 'طریقتِ توحیدیہ' میں لکھ دیا۔اس میں اپنا سلیبس بھی لکھ دیا کہ یہ ذکر ہے۔اس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قوانین بھی لکھ دیے کہ بیعت کسی کو چھ مہینے سے پہلے نہیں کرنا۔وہ کر کے دیکھے۔وہ ہمیں دیکھ لے۔ ہم اسے دیکھ لیں۔پھر بیعت ہو گی۔

خلافت بھی کہا کہ یہ باپ کے بعد بیٹا، بیٹے کے بعد پوتا، یہ بھی ٹھیک نہیں ہے۔بزرگی تو اللہ کی دین ہے۔یہ تو نہیں ہے کہ باپ بزرگ ہے تو بیٹا بھی بزرگ ہو۔دنیوی لحاظ سے تو ٹھیک ہے لیکن تصوف میں یہ ٹھیک نہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی

---

(1) سورۃ الواقعہ 56: آیات 7-11۔

لکھ دیا کہ میرے اپنے سلسلہ میں، میں خلافت اپنے خاندان میں کسی کو نہیں دوں گا یعنی کسی بیٹے، بھتیجے، پوتے، نواسے کو۔ جو مریدوں میں اچھا ہے، انہیں میں سے کسی کو بٹھاؤں گا اور آگے بھی ایسے ہی چلائیں گے۔ خلیفہ بھی ایک ہی ہوگا اور وہ ایسے ہوگا۔ بنیادی طور پہ یہ توحید پر قائم ہے کہ مشکل کشا، حاجت روا اللہ کی ذات ہے۔ یہ پیروں کو سجدے، قبروں کو سجدے کہا کہ حرام ہیں۔ سجدہ صرف اللہ کی ذات کو ہے۔ مشکل کشا اسی کی ذات ہے۔ بزرگوں کی دعائیں برحق ہیں۔ ان کی قبولیت کی دعا بھی برحق ہے لیکن اللہ کرتا ہے نہ کہ بندہ۔ وہ (بندہ، پیر یا فقیر) تو دعا ہی کرتا ہے۔ التجاء ہی کرتا ہے۔ اللہ مان لے تو سب کچھ ہو جاتا ہے۔ یہ نہ کہا کرو کہ پیر نے بیٹا دیا۔ پیر نے یہ کیا ہے بلکہ یوں کہو کہ میرے بزرگوں نے دعا کی، اللہ کے ہاں منظوری ہوگئی۔ اللہ نے فضل و رحمت کر دیا۔ ایسا کہو گے تو شرک سے بھی بچ جاؤ گے اور پیر کی بھی عظمت بحال ہی رہے گی کہ ان کی دعا سے ہوا ہے۔ یہ تھوڑی بات ہے کہ اللہ ان کی مان لے؟

تعلیم بھی لکھ دی۔ سجدہ کسی کو نہیں کرنا۔ جھکنے، بیٹھنے، اور اوپر نیچے بیٹھنے کا یہ ہے کہ کرسیاں ہیں تو سب کرسیوں پر بیٹھو۔ نہیں ہیں تو سارے نیچے بیٹھو۔ کھڑا ہونے کی بھی اجازت نہیں دی کہ پیر صاحب آگئے ہیں تو سب کھڑے ہو جاؤ۔ کہا کہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی قیام تعظیمی کے متعلق دو حدیثیں بھی لکھی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ کھڑے نہیں ہونا۔ بس سنبھل کے بیٹھ جاؤ۔ ان کو بیٹھنے کی جگہ دے دو۔ تو یہ ساری اس (تصوف) میں Changes بھی کیں۔ پیار کا اندازہ تو تب ہی ہو سکتا ہے جب ان کے ساتھ تعلق ہو جائے کہ کتنی محبت کرتے ہیں۔ محبت ہر آدمی محسوس کر سکتا تھا۔ ہر آدمی ایسے محسوس کرتا تھا کہ سب سے زیادہ پیار مجھ ہی سے کرتے ہیں۔ کتنی وہ محبت کرتے تھے۔ عالمگیر محبت کی تعلیم

دی۔اسی طرح وہ ذکر مختصر کر دیا۔ساتھ وہ مجاہدے کے طریقے بھی تبدیل کر دیے۔ بزرگان وہ پرانے بھیک منگواتے تھے۔

جد دا مرشد کاسہ دتا
تد دی بے پروائی ہو

وہ دیتے تھے کہ اکڑ پھکو بندے کی نکل جائے۔جھاڑو دو گلیوں میں، نالیاں صاف کرو یہ کرو، وہ کرو۔بابا جی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اب یہ ایسے کام کون کرے گا؟ اس وقت تو کرتے تھے۔یہ پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ان میں کون جھاڑو دے گا؟ ان میں کون اڈے پہ کھڑا ہو کے پانی پلائے گا؟ ہم نے وہ (مجاہدہ) گھر میں ہی رکھ دیا ہے۔اس کے لئے کہیں باہر جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

دو ذکر بتا دیے ہیں۔نفی اثبات کا اور پاس انفاس کا۔وظیفے کے طور پہ درود شریف ایک ہزار مرتبہ روزانہ پڑھو۔مجاہدہ کے لئے دو چیزیں چھوڑ دو، دو اختیار کر لو۔ چھوڑنی ہیں جو کہا کہ غصہ اور نفرت چھوڑ دو۔انہیں صفر پہ لے آؤ کہ انہیں چھوڑ دینا ہے۔سلوک کے دوران اس (غصہ اور نفرت) کی نفی کر دو۔محبت اور صداقت اختیار کر لو۔بلا تخصیص عالمگیر محبت کرو، ہر انسان سے کرو کہ اللہ کی مخلوق ہے، پیاری مخلوق ہے، اشرف المخلوقات ہے، اور مسجودِ ملائکہ ہے۔یہ کرو۔محبت اور صداقت پر عمل کرو۔اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تم سے محبت کرے تو اس کی مخلوق کے ساتھ محبت کرو۔ساتھ ایک مثال بھی لکھی ہے کہ مجنوں تو لیلیٰ کی گلی کے کتے سے بھی پیار کرتا تھا۔تم کیسے محبّ ہو کہ اللہ کی بہترین مخلوق، اشرف المخلوقات، اور اس کی اَن گنت صفات کا مظہر جو ہے اس سے بھی پیار نہیں کرتے۔تم کیسی محبت کے دعوے دار ہو۔اگر چاہتے ہو کہ خدا تم سے پیار و محبت کرے (تو اس کی مخلوق سے محبت کرو)۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ

بھی ہے کہ اللہ کہتا ہے کہ المخلوق عیال اللہ . یہ مخلوق جو ہے یہ میرا کنبہ ہے۔ جو اس کی خدمت اور اس سے پیار کرے گا میں بھی اس سے پیار کروں گا۔ تو اس پہ چلو۔

ایسے مختصر سا سلیبس رکھا ہے۔ 1957ء میں کتاب 'تعمیر ملت' لکھی۔ اس میں اُمت کے زوال کے اسباب لکھے۔ اس وقت کیسے تھے؟ اب کیسے ہو گئے ہیں؟ اسلام کے ساتھ اس دین میں کیا کیا برکات ہیں روحانی، دینی؟ تصوف کا بھی عالمِ روحانی کا Chapter لکھا کہ عالم روحانی کیسا ہے؟ جنت، دوزخ کے طبقات کیسے ہیں؟ کیسے عروج ہوتا ہے؟ انسان جب اللہ اللہ کرتا ہے تو کچھ لوگوں کو اللہ دکھاتا ہے، سیر کراتا ہے تو کس ترتیب کے ساتھ ان کی روح عروج کرتی ہے اور ان طبقات کو دیکھتی ہے۔

اس میں فرقہ واریت اور تفریق کی بات نہیں کرنی۔ مسلمان ہو بس مسلمان ہی رہو۔ مسلمان اللہ نے نام رکھا ہے۔ اس سے زیادہ عزت والا کوئی نام نہیں ہے۔ وہی نام (مسلمان) کہو۔ نماز اللہ کا نام لے کر سب جگہ پڑھو۔ یہ آج اوپر نیچے، چھوٹی چھوٹی باتوں میں جھگڑے ہیں۔ نہ یہ ان (بانی سلسلہ رحمۃ اللہ علیہ) کی کتابوں میں زیر بحث آئی ہیں۔ وہ اس کو نظر انداز کر دیتے تھے۔ انہوں نے بڑا اچھا تیار کیا ہے۔ کافی لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کیا ہے۔ پھر سالانہ اجتماع کیونکہ حلقہ خود بنایا تھا۔ کہیں دو بندے ہیں، کہیں چار بندے ہیں۔ یہ حلقہ ورثے میں نہیں ملا۔ ایئر فورس کے بندے تھے۔ یہ بکھرے ہوئے تھے چھاؤنیوں میں کہیں کہیں۔ ہماری (ایئر فورس میں) وہ آرمی کی طرح اکٹھی Unit نہیں Move کرتی تھی۔ ہماری تو اکیلا اکیلے Posting ہوتی تھی۔ ان کی پشاور ہو گئی، ادھر سے کوئی اور بندہ آ گیا۔ یہ لاہور چلے گئے۔ آپ کی (پوسٹنگ) شورکوٹ ہو گئی۔

اس میں چلو حلقے کی Progress ہوئی لیکن وہ سب Scattered تھے۔ان کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ پیر بھائی کبھی اکٹھے ہوں، بیٹھ کے کوئی پریم کی بات کریں ۔نوشہرہ ورکاں میں ہمارے ایک ایئر فورس کے بھائی تھے۔ ہمارے بھائی جہاں جہاں بھی تھے انہوں نے اپنے گاؤں میں جا کے اپنے دوست احباب سے بھی ذکر کیا۔کوئی اچھی چیز مل جائے تو بندہ ذکر کرتا ہے۔وہ کہتے تھے کہ بڑے اچھے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ ملے ہیں۔ روحانی طور پہ بھی بڑا پیار کرتے ہیں اور بڑا مزا آتا ہے۔وہاں نوشہرہ ورکاں میں بھی کچھ لوگ اللہ والے، ذکر کرنے والے،شوق والے مل گئے۔وہاں بھی حلقہ قائم ہو گیا۔ نوشہرہ ورکاں میں چوہدری جلال دین صاحب جو نمبر دار تھے۔انہوں نے کہا کہ اگر جلسہ کرنا ہے تو یہ ہماری حویلی بڑی کھلی ہے۔ان دنوں یہ راستے، سڑکیں نوشہرہ ورکاں سب کچی جاتی تھیں۔کوئی پکی سڑک نہیں جاتی تھی ۔ وہاں اجتماع کی بنیاد پڑی کہ یہاں سالانہ اجتماع کریں۔کوئی بڑی ٹھاٹھ باٹھ نہیں تھی۔تھوڑے سے بندے تھے کوئی پچاس ساٹھ۔وہاں سالانہ اجتماع کی بنیاد بنی۔سالانہ اجتماع پہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خطبہ بھی دینا شروع کیا۔'چراغِ راہ' کے نام سے وہ چھپوا لیتے۔تقسیم بھی ہو جاتا۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ وہ پڑھتے تھے۔ان کی زندگی کے بعد اس کو کتابی صورت بھی دی گئی۔وہ ایک کتاب بن گئی۔گیارہ خطبات۔وہ بھی روحانیت پہ تھی کیونکہ مریدوں کو خطاب تھا۔ان کی روحانی ترقی کے لئے کہ Method میرا کیا ہے؟ کیسے آپ کو چلنا ہے؟ روحانیت کیا دیتی ہے؟ کیسے آتی ہے؟ کیسے ترقی کرتی ہے؟ کافی اچھی محققانہ باتیں بھی اس میں لکھی ہیں۔'چراغ راہ' کے عنوان سے وہ بھی پرنٹ ہے۔

ایک کتاب وحدت الوجود پر بھی لکھی: حقیقت وحدت الوجود۔وہ بھی چھوٹی سی کتاب ہے۔ایک یہ طریقت توحیدیہ لکھی ہے۔نام بھی سلسلے کا 'توحیدیہ' رکھ دیا۔

ذکراذکار سب کچھ Change ہوگیا تو باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ چلو نام بھی اپنے نام پہ نہیں رکھتے۔اللہ کے نام پر رکھ دیتے ہیں: سلسلہ تو حیدیہ۔

'طریقت تو حیدیہ' میں ذکر نفی اثبات لکھ دیا ہے۔اس لئے میں نے یہ حلقہ بنایا ہے۔یہ ذکر کرنا ہے۔مجاہدہ کے لئے قطع ماسویٰ اللہ کرو۔تسلیم و رضا اختیار کرو۔ اللہ کی محبت میں رہو، اللہ سے صلح کرلو۔ گلے شکوے چھوڑ دو، اس سے پیار کرو۔مخلوق خدا سے بھی پیار کریں۔ذکر روزانہ اپنا بھی کریں۔پاس انفاس بھی کریں۔اس طرح سلسلہ بس بڑا سادہ سا ہی لگا۔حالانکہ مشکل تو ہے ہی لیکن بظاہر سادہ سا ہی لگا کہ یہ زیادہ مشکل نہیں ہے۔ان کی زندگی سے بیعت ہوکر کافی لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔یہ چل رہا ہے۔ہم نے بھی اسی طرح کام کیا۔ یہ مرکز بنالیا جائے تاکہ بھائی آئیں، جائیں، بیٹھیں۔مجلّہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش تھی کہ چلو باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں ہی کچھ Repeat ہوتی جائیں اور کچھ اللہ کی بات لکھ دی جائے۔کیا پتا کہ اللہ کسی کے لئے وسیلہ ہدایت بنادے۔

مختلف جگہوں پہ یہ حلقہ پھیلتا گیا۔جہاں جہاں ایئر فورس کے لوگ تھے انہوں نے آگے جا کے متعارف کرایا۔آگے بھی جن کے حصے اور نصیب میں تھا، مل گیا۔مختصر سی تعلیم تھی، مختصر سا ذکر تھا لیکن بڑا Effective تھا۔باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اور فیض جو تھا وہ بڑا زبردست قسم کا تھا۔کتابیں آپ پڑھیں۔پڑھے لکھے لوگوں کے لئے ہے۔باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی Thoughts جو ہیں وہ سامنے آجاتی ہیں۔

ہم نے اللہ کا نام لے کے مجلّہ بھی شروع کردیا۔کوئی تجربہ نہیں تھا بہر حال شروع کردیا۔فلاح آدمیت کے نام سے کیونکہ ہم کسی فرقہ واریت کے نام کے اس پر مہر نہیں لگانا چاہتے تھے۔رنگ اس کا۔

(بمقام مرکز تعمیر ملت مورخہ یکم جنوری 2012ء بروز اتوار)

# محفل 53

ایک بھائی نے حال احوال کے بعد بارش کی ضرورت پر بات کی تو فرمایا:
بارش کی ضرورت بھی ہے۔ خشک سردی ویسے بھی۔۔۔ دراصل جب ہم بگڑ جاتے ہیں تو پھر سارے موسم Out of time ہوجاتے ہیں۔ ہم اللہ کے ساتھ In time ہوجائیں تو پھر ساری چیزیں ٹائم سے ہی ہوں۔ حدیث میں ایک واقعہ لکھا ہوا ہے کہ ایک صحابی جا رہے تھے تو بادلوں سے آواز آئی کہ آج فلاں بندے کے کھیتوں کو سیراب کرنا ہے اور فلاں جگہ برسنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کمال ہے کہ بادلوں سے آواز آرہی ہے کہ آج برسنا ہے اور فلاں کے کھیتوں کو پانی دینا ہے۔ وہ ساتھ ساتھ بادلوں کے چلتے رہے۔ ایک وادی آ گئی، وہاں بارش ہوئی۔ پانی اکٹھا ہوگیا اور ایک نالے میں چل پڑا۔ وہ (صحابی) بھی اس کے ساتھ چل پڑے کہ کون سا بندہ ہے کہ جس کے لئے اتنا اہتمام ہو رہا ہے، چلتے گئے۔ آگے ایک بندہ کسّی لیے ہوئے کھڑا تھا اور اپنے کھیت کا راستہ پانی کے لئے صاف کر رہا تھا۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ آپ کا نام؟ اس بندے نے کہا کہ یہ میرا نام ہے۔ اس سے پوچھا کہ آپ کیا خاص کام کرتے ہیں؟ (جواب میں اس نے پوچھا کہ) کیوں؟ میں تو کوئی خاص عمل نہیں کرتا۔ عام سا بندہ ہوں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں جی۔ خاص تو یہ ہے کہ میں نے بادلوں سے آواز سنی کہ آج بارش سے فلاں بندے کے کھیتوں کو پانی پہنچانا ہے۔ فلاں وادی پر جا کر برسنا

ہے۔وہ آگے کھلی جگہ ہے۔وہاں یہ(بادل) برسے ہیں۔میں پھر پانی کے رُخ پر آپ کو دیکھنے کے لئے آ گیا ہوں۔اس نے کہا کہ بس عام سابندہ ہوں۔پانچ وقت نماز پڑھتا ہوں۔اللہ کی بندگی کرتا ہوں۔اس میں سے جو میری آمدنی ہوتی ہے اس کے میں تین حصے کر لیتا ہوں،ایک اللہ کے راستے میں دے دیتا ہوں۔اس طرح خرچ کرتا ہوں۔ایک بچوں کے لئے اور ایک زمین پہ Invest کرتا ہوں۔یہ میری Routine ہے اور تو میں کچھ نہیں کرتا۔

ہم لوگ ٹھیک ٹائم پر چلیں تو یہ سب اللہ کے ماتحت ہیں۔یہ موسمیات والے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ(بادلوں والی ہوا) اِدھر سے آتی ہے،اُدھر سے آتی ہے۔وہ آتی تو ہے،بھیجتا کون ہے؟ وہ جو Frontier میں بارشیں ہو گئیں۔ادھر سے بھی آ گئیں، مون سون بھی آ گیا۔فلاں آ گئیں اور خیبر پختونخواہ میں اکٹھی ہو گئیں،ایسے ہی اکٹھی ہو گئیں؟ اللہ کے حکم سے اکٹھی کی گئیں۔اللہ جب چاہتا ہے تب (یہ بادل) برستا ہے۔طوفانِ نوح آیا تو اللہ نے کہا کہ چھوڑ دو۔آسمان سے بھی در کھل گئے۔زمین سے بھی کھل گئے۔سب زمین زیر آب آ گئی۔کشتی نے جودی پہاڑ کی چوٹی پر جا کر Land کیا۔جب حکم ہوا،اللہ نے آسمان کو کہا کہ تھم جا۔زمین کو کہا کہ تو بھی سارا پانی جذب کر لے۔ان کو حکم ہوا۔وہ جو اس کا حکم ہوتا ہے اس کو ہم نہیں دیکھتے۔مون سون جب نہیں آتیں تو پھر کدھر یہ مون سون جاتی ہیں؟ مون سون بھی اللہ کے حکم سے چلتی ہیں۔پوری کائنات اس کے حکم سے چلتی ہے۔ہم ٹھیک ہیں تو سارا کچھ ٹائم پہ ہے۔ہم Out of time ہوئے ہیں تو ساری چیزیں Out of time ہو گئی ہیں۔خدا تعالٰی کے حکم پہ ٹھیک سے چلیں تو ہر چیز ٹائم پہ ہو۔جب ہم چاہیں۔موسم ہوتا ہے ہر چیز کا،ہر چیز موسم پہ ہو،یہ سیلاب اور زلزلے اور یہ سارا کچھ۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کے زمانے میں زلزلہ آیا تو کوڑا لے کے زمین پہ بیٹھ گئے تھے۔ زمین کو مارنے لگے کہ کیوں ہلتی ہے؟ کیا تیری پشت پہ انصاف نہیں ہو رہا؟ یہ اُدھر دیکھتے ہیں۔ کانپے تو تب ناں کہ اُوپر گناہ ہو رہا ہو۔ اس سے پوچھا کہ تجھ پر زلزلہ ہے کیا انصاف نہیں ہو رہا تجھ پہ۔ زمین پہ بھی کوڑے مارے۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد زلزلہ نہیں آیا۔ وہ اپنے حساب سے دیکھتے ہیں کہ کیسا اور کیوں آتی ہیں یہ چیزیں۔ اس طرح ہے یہ نظام۔

رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے۔ جب آپ ﷺ دین کی پیشکش کر رہے تھے، تو اس وقت مکہ والوں کی مخالفت تھی۔ دشمنی تھی اور نہ جانے کیا کچھ تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب تم بھاگ رہے ہو، اس سے انکار کرتے ہو جو کچھ میں لے کے آیا ہوں۔ جب یہ پورا ہو جائے گا تو صنعاء سے ایک عورت زیوروں سے لدی پھندی جائے گی اور عمرہ کرنے اکیلی جائے گی۔ واپس بھی آ جائے گی تو زیر آسمان اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہوگا کہ میں اکیلی جا رہی ہوں۔ زیور ہے یہ کوئی چھین نہ لے۔ ایسا نظام ہوگا۔ کوئی اس کو پوچھے گا بھی نہیں۔ یہ تو جان کی Security ہے اور مال کی بھی ہے۔ دوسرا یہ کہ مالی خوشحالی ایسی ہوگی کہ لوگ پیسے لے کے دینے کے لئے نکلیں گے، زکوٰۃ لینے والا کوئی نہیں ملے گا۔ دین کی Completion اور اس کا رنگ جو ہے وہ اس میں بتایا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ سارے مسجدوں میں بیٹھے ہوں گے۔ سارے کام کریں گے، ان پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں شامل حال ہوں گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وقت تھا کہ ایک عورت اونٹ پر بیٹھی ہوئی آئی۔ شام کا وقت ہو رہا تھا۔ زیورات پہنے ہوئے تھی اور اکیلی آ رہی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو دیکھ کر حیران ہوئے کہ یہ اکیلی سفر کر رہی ہے۔ اس سے پوچھا کہ تو کہاں سے آئی ہے؟ کون ہے؟ تو اس (عورت) نے کہا کہ کیا خلیفہ راشد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو

گیا ہے؟ کیا وہ فوت ہو گئے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ سے کیا پوچھ رہا ہوں، تم کون ہو؟ کہاں سے آ رہی ہو؟ تم مجھے اُلٹا سوال کر رہی ہو کہ عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں؟ اس (عورت) نے کہا یہ اس لئے کہ جب وہ خلیفہ راشد اللہ کا کوئی بندہ حکومت پر قائم رہتا ہے تو پھر وہاں کوئی ظلم وستم نہیں ہوتا۔ میں حج یا عمرہ کر کے آ گئی ہوں۔ وہاں سے کسی نے مجھے یہ نہیں پوچھا کہ تو کون ہے؟ کہاں جانا ہے؟ تم پہلے شخص ہو جس نے مجھے Alert کیا۔ مجھے اس لئے شک ہوا کہ شاید خلیفہ کا سایہ دنیا سے اُٹھ گیا ہے۔ خوش بھی ہوئے۔ پتا بھی تھا کہ حضور علیہ السلام کا یہ فرمان تھا۔ خوش بھی ہوئے کہ اللہ میرے دور میں ہی وہ وقت لایا۔ دوسرا (وقت) بھی آ گیا کہ وہ زکوٰۃ لینے والا بھی۔

ہمارے اِدھر تو ظاہری حساب کتاب لگاتے رہتے ہیں۔ اُدھر یہ اس طرح ہوتا ہے کہ اِدھر اگر کوئی نیک بندہ حکمران ہے تو۔۔۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایات کی روایت میں آتا ہے کہ بادشاہ راستہ بھول گیا۔ اکیلا رہ گیا۔ اسے باغ نظر آیا۔ وہاں اس نے ایک لڑکے سے کہا کہ مجھے پیاس لگی ہے۔ اس (لڑکے) نے ایک انار نچوڑا اور اس کے رَس سے گلاس بھر گیا۔ بادشاہ بڑا خوش ہوا۔ دل میں یہ خیال آیا کہ یہ اتنا اچھا باغ ہے، اتنی اس کی آمدنی ہوتی ہے۔ کتنے اچھے انار ہیں۔ اس باغ پہ ٹیکس نہیں لگا، اس پر ٹیکس لگنا چاہیے تھا۔ لڑکے سے کہا کہ بیٹے ایک اور گلاس لاؤ پیاس نہیں بجھی۔ اس (لڑکے) نے ایک انار نچوڑا۔ گلاس نہیں بھرا۔ پھر دوسرا، اور تین چار انار توڑے تب جا کے یہ گلاس بھرا۔ بادشاہ نے دیکھا کہ یہ کیا بات ہے؟ پہلے تو ایک ہی انار نچوڑا تھا تو گلاس بھر گیا تھا۔ اب تین چار۔۔۔ اس (لڑکے) نے کہا کہ لگتا ہے کہ بادشاہِ ملک کی نیت میں کوئی فرق آ گیا ہے۔ اس کی نیت بدل گئی ہے۔ اسے ملک کی خوشحالی وارے نہیں آتی کہ ٹیکس لگاؤ، برکت ختم ہو گئی ہے۔

(بمقام مرکز تعمیر ملت مورخہ یکم جنوری 2012ء بروز اتوار)

# محفل 54

فون پر آپ کی ایک بھائی سے بات ہوئی ۔بات ختم ہوئی تو آپ نے بتایا کہ فلاں صاحب تھے ۔حاضرین میں موجود ایک بھائی نے گلہ کیا کہ وہ تو کبھی حلقہ ذکر میں نہیں آئے۔آپ نے بتایا کہ وہ کہتے ہیں بیمار ہوں ۔ دو مہینے سے شوگر ہے۔ ہسپتال بھی رہا ہوں۔آپ نے فرمایا؛ اللہ صحت دے۔بہرحال نیا سال ہے، دُعا تو کرنی چاہیے ۔اللہ میاں انہیں تندرستی عطا فرمائے۔سختی کرنی ہے تو وہ صاحب (اللہ میاں ) خود کرے۔آپ لوگ پیار کریں۔ مالک وہ ہے۔وہ ڈنڈے مار سکتا ہے۔ہم کیوں ماریں؟ خود Soft ہے۔وہ نہیں مارتا اور ہم ماریں۔

بھائی نے کہا؛پوچھو حلقہ میں نہیں آئے تو وہ کہتے ہیں کہ ٹائم نہیں ملا ۔آپ نے فرمایا: ٹائم نہیں ملا، صحیح بات تو ہے۔بھائی جان نے کہا: اب (ٹائم) مل گیا ہے۔ اب بستر پر سویا ہے۔آپ نے فرمایا: ہاں وہ تو مل جاتا ہے۔سائیں تو بستر پر باندھ کے مارتے ہیں ۔اللہ میاں نے سختی کرنی ہے تو وہ خود کرے۔وہ خود کہتا ہے کہ اگر ہم چاہیں تو ساری دنیا مسلمان ہو جائے۔ایسی نشانی اتاریں کہ تمام سر سجود ہو جائیں۔ آپ یہ فکر نہ کریں کہ یہ کیوں نہیں آتے۔آپ پہنچا دیں بس۔آپ سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ یہ ایمان کیوں نہیں لایا۔بس یہ اللہ کی بات ہوتی رہنی چاہیے۔دعا خیر کریں ان کے لئے کہ اللہ بہتری کرے۔صحت دے۔

باباجی رحمۃ اللہ علیہ (بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ) ذکر اذکار کے بارے میں یہی بات کرتے تھے کہ جس سے کہو ذکر کرو، وہ تو کہتے ہیں کہ نماز کا ٹائم نہیں ہے۔ ذکر تو اس سے زائد بات ہے۔ جسے کہو، کہتے ہیں کہ ٹائم نہیں ہے۔ ایک بچی نے Message بھیجا، آپ کو سنا رہا ہوں۔ ایک بادشاہ بازار سے گزرا۔ اس نے فقیر کو دیکھا کہ بیٹھا ہے۔ بادشاہ جانتا تھا۔ کہنے لگا کہ سائیں بابا! آج یہاں بیٹھے ہو بازار میں کیا کر رہے ہو؟ فقیر نے کہا: میں، بادشاہ سلامت اللہ کی اور بندوں کی صلح کرا رہا ہوں۔ بادشاہ نے کہا: پھر؟ فقیر نے جواب دیا: اللہ تو مانتا ہے، بندے نہیں مانتے۔ بندے صلح نہیں کرتے۔ اللہ تو کہتا ہے کہ کرلو صلح۔ جو میں کہتا ہوں وہ کرو ٹھیک ہو جاؤ گے۔ دنیا بھی بہتر اور آخرت بھی بہتر ہو جائے گی لیکن بندے نہیں مانتے۔ صلح کرلو ٹھیک ہو جائے گا مگر بندے نہیں مانتے۔ پھر مہینے بعد دیکھا کہ وہ سائیں قبرستان بیٹھا ہے۔ بادشاہ گزرا، پوچھا: سائیں بابا! یہاں کیا ہو رہا ہے؟ جواب ملا: بندوں کی اور اللہ کی صلح کرا رہا ہوں۔ (بادشاہ نے پوچھا) پھر؟ فقیر نے کہا: بندے تو اب مانتے ہیں، اللہ میاں نہیں مانتا۔ اب قبرستان آ گئے ہیں۔ بندے تو مانتے ہیں مگر اب اللہ میاں نہیں مانتا۔ ہمیں یہاں ہی مان جانا چاہیے جو اللہ کہتا ہے۔ اللہ اپنے پیغمبر اور رسول بھیجتا ہے۔ صلح کے لئے بھیجتا ہے کہ صلح کرلو۔ اللہ کو اپنا آقا مان لو۔ اور اس کے حکم کے مطابق زندگی بسر کرو۔ دنیا بھی بہترین، آخرت بھی بہترین۔ کامیاب ہو جاؤ گے۔

**ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ**
**لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ** [1]۔

(فساد ظاہر ہو گیا خشکی اور تری میں ان برائیوں سے جو لوگوں

---

(1) سورۃ الروم 30: آیت 41۔

کے ہاتھوں نے کمائیں تا کہ انہیں ان کے بعض کرتوتوں کا مزہ
چکھائے، شاید کہ وہ باز آ جائیں۔)

اپنی مرضی سے چلو گے تو پھر فساد ہی ہوگا۔ جنگیں لگیں گی اور پھر لگی ہی رہیں گی۔ مٹیں گی نہیں۔ یہاں یہ (انسان) نہیں مانتا، وہاں وہ (اللہ) نہیں مانتا کہ بڑا کچھ کیا۔ رسول اپنے سوہنے سوہنے پیارے پیارے بندے جو تھے سب سے اچھے وہ بھیجے۔ تم ان سے Mistreat ہی کرتے رہے۔ مارتے رہے۔ تکلیفیں پہنچاتے رہے بلکہ قتل بھی کرتے رہے۔

**وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّنَ بِغَيْرِ حَقٍّ**(1)۔

تمہاری خاطر ہی یہ بھیجے کہ اللہ کا پیغام تمہیں پہنچ جائے۔ حقیقت سے تمہیں آشنائی ہو جائے۔ یہ دنیا کی حقیقت کیا ہے؟ اصل زندگی اس کے بعد ہے۔ تم نے ان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ سب سے پیارے انسانوں کو تکلیفوں میں تمہاری خاطر ڈالا کہ یہ نہ ہو کہ کہیں پتا نہیں۔ وہاں وہ نہیں مانتا۔ وہاں تو بندے کہتے ہیں کہ اللہ ہمیں واپس جانے دے۔ اب ہم صحیح کام کریں گے۔ اللہ کہتا ہے کہ جھوٹ بولتے ہیں، اگر بھیجا تو پھر وہی کریں گے۔ پہلے بھی اس نے عہد لے کر بھیجا تھا۔ **اَلَسْتُ بِرَبِّكُم**. کہ آقا و مالک میں ہی ہوں۔ ساروں نے کہا کہ ہاں جی آپ ہی ہیں۔ یہاں آ کر مکر گئے۔ وہ پھر نہیں مانتا۔ وہ تو کہتا ہے کہ میں جانتا ہوں یہ پھر وہی کریں گے۔ چلو جی! اس نے بنایا ہے یہ چل رہا ہے۔ آپ سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ ایمان کیوں نہیں لائے؟ آپ سے صرف یہی پوچھا جائے گا کہ آپ بتا دیں۔

بابا جی رحمۃ اللہ علیہ بھی کہتے تھے کہ لوگ کہتے ہیں ٹائم نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم آپ سے ٹائم نہیں مانگتے۔ جو ٹائم ضائع چلا جاتا ہے۔ جس میں آپ کچھ نہیں کر

---

(1) سورۃ آلِ عمران 3: آیت 21۔

رہے ہوتے۔اس میں اللہ اللہ کرلیا کرو۔بس اسی سے کام بن جائے گا۔ہم نے آپ کو چلے نہیں کرانے۔آپ کو راتوں کو جگانا نہیں ہے۔نہ قبرستان میں کھڑا کرنا ہے۔نہ نہر میں کھڑا کرنا ہے۔تھوڑا سا ذکر کرو۔پندرہ بیس منٹ۔آدھا گھنٹہ اور اپنے گدے پر ایئر کنڈیشنڈ میں سو جاؤ۔باقی ٹائم چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے جب کوئی کام نہیں کر رہے تو اللہ اللہ کرو۔سویرے اُٹھ کر دہی لینے چلے بازار، راستے میں آپ کیا کر رہے ہوتے ہیں؟ دہی کی دکان تک جاتے اور آتے میں آپ اور تو کچھ نہیں کر رہے ہوتے۔تو یہ کرو۔جو سانس اندر جائے اس سے اللہ کرو اور جو باہر نکلے اس سے اللہ کرو۔اللہ اللہ کرتے جاؤ۔اور اللہ اللہ کرتے آؤ۔مسجد جاتے ہو، اللہ اللہ کرتے جاؤ۔ڈیوٹی پر جانا ہے۔کار یا سائیکل جس پر بھی جاتے ہو۔راستے میں تو کچھ نہیں کر رہے ہوتے۔اللہ اللہ کرو۔دکان کھولی ہے، جھاڑو دے رہے ہو تو اللہ اللہ کرو۔کوئی گاہک نہیں آیا تو بیٹھ کے اللہ اللہ کرو۔گاہک آگیا اور آپ بھول گئے تو کوئی بات نہیں لیکن وہ بھولنے دے گا ہی نہیں۔ **فاذکرونی اذکرکم**. میں بھی یاد کروں گا تو وہ بھولنے نہیں دیتا۔

گوجر خان کے پروفیسر احمد رفیق اختر بڑے اچھے لیکچر بھی دیتے ہیں، بزرگ آدمی ہیں۔ان کی کتاب ایک پڑھی تو اس میں بڑا اچھا جملہ انہوں نے لکھا کہ اگر آپ واقعی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں اور واقعی آپ کی Priority ہے۔یہ نہیں کہ باتوں ہی باتوں میں۔واقعی اگر یہ آپ کی Priority ہے تو اس نے کہا کہ اس مشکل بھری دنیا میں میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ سب سے آسان کام یہی ہے۔اللہ کو پانا یہی سب سے آسان کام ہے۔

باباجی رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ لوگ کہتے ہیں ٹائم نہیں ہے، ہم کہتے ہیں کہ ہم ٹائم نہیں مانگتے۔جو ٹائم ضائع چلا جاتا ہے۔جس میں کچھ نہیں کر رہے، اس میں اللہ

اللہ کرلو۔اسی سے کام ہو جائے گا۔جو فالتو ٹائم ہے اسی میں کرو اللہ اللہ ، ٹھیک ہو جائے گا۔بھگت کبیر کا دوہا ہے:

کبیرا فقیری سیکھنی ہے پنہارن سے سیکھ

عورتیں جو پانی بھرنے جاتی ہیں دریاؤں سے، چشموں سے تو انہوں نے اوپر گاگریں دو دو تین تین رکھی ہوتی ہیں۔ان کو ایک دوسرے کے اوپر رکھا ہوتا ہے۔ ہاتھ سے نہیں پکڑا ہوتا۔ایسے ہی چلتی ہیں۔یہ اللہ اللہ کرنے والی بات کیسے ہوتی ہے؟ کہتے ہیں:

فقیری سیکھنی ہے پنہارن سے سیکھ
بات کرے سکھیوں سے مگر دھیان گاگر کے بیچ

سہیلیوں سے باتیں کر رہی ہوتی ہیں۔مذاق کر رہی ہوتی ہیں مگر دھیان گاگر میں ہی ہوتا ہے۔میاں محمد بخش بھی کہتے ہیں:

جیہڑیاں بھر کے ٹُریاں تے پیر رکھن ڈر ڈر کے

جو پانی بھر لیتی ہیں وہ ڈر ڈر کے پیر رکھتی ہیں کہ یہ گر نہ جائے۔وہ کہتے ہیں کہ ان سے سیکھو۔

بات کرے سکھیوں سے مگر دھیان گھاگر کے بیچ

وہاں سے خیال نہیں ٹوٹنے دیتیں۔وہ پانی کی خاطر یہ کر سکتی ہیں تو اللہ کی خاطر یہ نہیں کر سکتا کہ دھیان تیرا اللہ کی طرف رہے۔باتیں بھی کرو مگر دھیان اللہ کی طرف۔سودا بھی بیچو، دھیان اللہ کی طرف۔گاڑی چلا رہے ہو، کار چلا رہے ہو، گھاس کاٹ رہے ہو، جو مرضی کر رہے ہو، دھیان رکھ سکتی ہے تو تم نہیں رکھ سکتے؟ خیال کرو اللہ آپ کے ساتھ ہے۔بلکہ وہ ساتھ ہے اس حقیقت کو آپ نے Recognize کرنا ہے۔وہ جو شہ رگ سے قریب ہے۔وہ تو ہے ہی، آپ بھی سمجھیں اس کو کہ وہ

قریب ہے۔کہا کہ اس سے سیکھ لو کہ

بات کرے سکھیوں سے مگر دھیان گھا گر کے بیچ

وہ پانی کی خاطر یہ کر سکتی ہے تو آپ کیوں نہیں کر سکتے؟ اللہ کا حکم ہے:

**فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَاماً وَقُعُوداً وَعَلَى جُنُوبِكُمْ فَإِذَا اطْمَأْنَنتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَاباً مَّوْقُوتاً**(1)۔

اللہ کا ذکر کرو۔کھڑے بھی، بیٹھے بھی۔پہلو پہ لیٹے ہوئے بھی کرو۔اللہ کا حکم ہے تو فرض ہو گیا۔یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ فرض ہے۔نہیں کرتے تو پھر کیا ہو گا۔مگر یہ تو ہے ناں کہ ان رحمتوں سے، برکتوں سے جن کو اللہ نے مخصوص کر رکھا ہے اپنے ذکر کرنے والوں سے۔سورۃ الاحزاب میں ہے:

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْراً كَثِيراً**(2)۔

کثرت سے اللہ کا ذکر کرو۔حدیث میں ہے کہ اتنا کرو کہ لوگ مجنوں کہیں کہ ہر وقت بابا اللہ ہی اللہ کہتا ہے۔حکم ہے کہ اس کو کثرت سے یاد کرو۔اس کی برکات آدمی خود ہی محسوس کرے گا۔اس پروفیسر (احمد رفیق اختر) نے لکھا ہے کہ یہ سب سے آسان کام ہے جس کام کے لئے تمہیں پیدا کیا ہے وہ بندہ دعا کرے۔ تمہیں پیدا ہی اپنی محبت کے لئے کیا ہے۔پیدا ہی اسی لئے کیا ہے کہ

**وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ**(3)۔

وہ چاہتا ہے کہ میرا بندہ بن جائے اور یہ آپ مانگیں اللہ سے کہ اے اللہ! میں تجھ سے محبت مانگتا ہوں۔وہ اس کو دھتکار دے گا؟ وہ اس کو کیسے دھتکارے

(1) سورۃ النساء 4: آیت 103۔
(2) سورۃ الاحزاب 33: آیت 41۔
(3) سورۃ الذاریات 51: آیت 56۔

گا؟ اس کو کیسے نامنظور فرمائے گا؟ جس کے لئے پیدا کیا ہے، وہی بندہ مانگ رہا ہے۔اس کو خالی نہیں موڑتا۔اس (پروفیسر احمد رفیق اختر) نے کہا کہ میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ سب سے آسان کام یہی ہے۔اگر تم واقعی Serious ہو اس کام میں کہ مجھے اللہ کی محبت چاہیے۔جس کام کے لئے اللہ نے بنایا کہ یہ بندہ کرے اور بندہ وہ التجا کرے،اس کے لئے ضرور اللہ کوئی نہ کوئی سبب بنا دے گا۔

حاضرین میں سے ایک بھائی نے کہا: اللہ نے تسلی دی ہے کہ اس کے ذکر سے دلوں کو چین ملتا ہے۔آپ نے فرمایا: ہاں جی، بالکل۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ۔ بلکہ خبر دار کیا کہ اس کے سوا کہیں ملے گا نہیں۔اسی سے ہی حاصل ہوگا۔اسی سے ملے گا۔ دیکھوناں۔گھر جو ہے جس کے لئے بنایا۔کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا گھر ہے۔میاں محمد بخش بھی کہتا ہے:

ڈھا دے جو کچھ ڈھیندا ــ

جس کے لئے یہ گھر بنایا ہے وہ جب تک اس میں نہیں آئے گا، اسے کیسے چین آئے گا؟ اس میں غلط لوگوں کو ٹھونسو گے تو اس نے بے چین ہی ہونا ہے۔جب وہ آئے گا گھر والا تب ہی اسے چین آئے گا۔اسی کے آنے سے ہی یہ ٹھیک ہوگا۔

بابا جی رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے تھے کہ سب سے پہلا کام جو ہو گا وہ اطمینانِ قلب ہے۔سب سے پہلی بات جو اللہ کے ذکر سے ہوگی وہ اطمینانِ قلب ہے،جس کے پیچھے دنیا، فلاسفر یہ سب مارے مارے پھر رہے ہیں کہ یہ کیسے ملے۔کوئی سر اان کے قابو نہیں آتا۔اس کے لئے کچھ بھی ضرورت نہیں۔مسلمان کے لئے اللہ کے قرب ولقاء کے لئے کسی مال و دولت کی ضرورت نہیں۔آپ کے خلوص اور پیار کی صرف ضرورت ہے۔اسی میں بہتری ہے۔

(بمقام مرکز تعمیر ملت مورخہ یکم جنوری 2012ء بروز اتوار)

# محفل 55

حاضرین میں سے کسی بھائی نے کہا کہ باباجی ! اس کی ذرا تشریح فرمائیں ۔یہ جو آتا ہے کہ اے نبی ﷺ! ان لوگوں کے ذمہ تیری کوئی چیز نہیں جنہوں نے اپنے صبح و شام، اپنے آپ کو اللہ کی یاد میں وقف کر رکھا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ آیت اصل کیا ہے؟ وہ بتائیں! بھائی نے کہا کہ مجھے صرف ترجمہ ہی آتا ہے کہ وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں وقف ہو گئے، ان کے سلسلہ میں فرمایا کہ اے نبی ﷺ! تمہارے ذمہ کچھ نہیں۔

آپ نے فرمایا: جو خدا کی محبت میں Devote ہی ہو گئے ان کے لئے یہ ہوسکتا ہے۔ کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو شریعت کی پابندیوں سے باہر نکل جاتے ہیں۔ یہ ان کے لئے ہوسکتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ میں شاید اس کا کچھ جواب آتا ہے۔

اللہ نے جب خلیل اللہ بنالیا تو انہوں نے پوچھا: یااللہ! کوئی اور بھی بندہ اس دنیا میں ہے جو تجھے بہت پیارا ہو۔ فرمایا کہ ہاں! ہے۔ پوچھا کہ کہاں ہے؟ فرمایا کہ فلاں فلاں جگہ جنگل میں بیٹھا ہے۔ پوچھا کہ مجھے اجازت ہے کہ میں اس کو دیکھ آؤں؟ فرمایا: چلو۔ (حضرت ابراہیم علیہ السلام) چلے گئے۔ اس بتائے ہوئے پتے پر ڈھونڈ لیا۔ جنگل تھا۔ وہ گھاس میں چوکڑی مارے ہوئے بیٹھا ہوا تھا۔ آنکھیں بند کی ہوئی ہیں۔

اِدھر اُدھر گھاس اُگی ہوئی ہے اور درمیان میں وہ (بندہ) بیٹھا ہے۔ جا کر بیٹھ گئے۔ اللہ سے کہا کہ اے اللہ! ان کو اجازت دے کہ یہ مجھ سے بات بھی کریں۔ انہوں نے آنکھیں کھولیں۔ انہوں نے (حضرت ابراہیم علیہ السلام نے) سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ آؤ بھئی کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ میں شہر سے آیا ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ آپ اِدھر باہر بیٹھے ہیں، اجازت دیں تو میں آپ کیلئے ایک جھونپڑی بنا دوں۔ آپ یہاں بیٹھے ہیں۔ بارش ہوتی ہوگی۔ ہوا ٹھنڈی لگتی ہوگی، دھوپ بھی لگتی ہوگی۔ آپ کے اوپر ایک چھوٹی سی جھونپڑی نہ بنا دوں؟ انہوں نے کہا: نہیں! ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ دھوپ، آندھی، بارش، اور ہم ایک ہی کنبہ ہیں۔ ہمارا سائیں ایک ہی ہے۔ ہم سارے کنبہ ہیں۔ ہم ایک دوسرے کو تنگ نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا: ہمیں ان کی ضرورت نہیں۔ (ابراہیم علیہ السلام نے کہا) اور کوئی خدمت آپ کے دل میں کوئی خواہش ہو، میں آپ کے لئے کیا کر سکتا ہوں؟ آپ کی کوئی اور خواہش؟ انہوں نے کہا کہ ہاں ایک دن آسمانوں پر اعلان ہو رہا تھا کہ ایک ابراہیم نامی بندہ ہے اس کو اللہ نے خلیل بنا لیا ہے۔ بڑی بات ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ دوستی یاری کسی اپنے ہم جنس سے ہی کرتا ہے۔ اللہ نے بندے کو اپنا خلیل بنا لیا ہے۔ مجھے بڑا شوق ہے کہ اس کو میں دیکھوں۔ اس خلیل کو دیکھنے کا مجھے بڑا شوق ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں ہی ہوں۔ میں ہی ابراہیم علیہ السلام ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اچھا، اچھا! یہ تو اللہ کا بڑا اکرم ہوا کہ آپ خود ہی مجھے ملنے کے لئے آ گئے۔ اللہ کی باتیں کرتے رہے۔ مل کر بڑا مزہ آیا۔ میرے دل میں یہ بڑی خواہش تھی۔ تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اجازت ہے؟ ہم چلیں؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں نہیں۔ کھانے کا ٹائم ہونے والا ہے ہم آپ کو کھانا کھلائیں گے۔ کھانا کھا کے پھر جانا۔ کھانا وہاں کہاں؟ نہ چولہا، نہ چوکا، نہ دوری، نہ ڈنڈا، نہ آٹا، نہ دانہ، یہاں کہاں سے روٹی لائیں

گے آپ؟ انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے اللہ! تو بادشاہ ہے۔ تجھ سے پوچھنے کہنے والا بھی کوئی نہیں۔ جسے چاہتا ہے خلیل بنا دیتا ہے۔ کچھ کہہ بھی نہیں سکتا۔ تیرا خلیل روٹی واسطے دوری ڈنڈے کے چکر میں پڑا ہے کہ دوری ڈنڈا ہوگا، نمک مرچ ہوں گے تو تب روٹی ملے گی۔ تیرا خلیل ابھی انہیں چکروں سے بھی نہیں نکلا۔ اس نے کہا کہ میاں برخوردار نہ دوری ہے نہ ڈنڈا۔ نہ چکی ہے نہ آٹا۔ لیکن تینوں ٹائم روٹی آتی ہے۔

اس کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام نے اللہ سے وہ بات کی کہ اے اللہ! اچھا بندہ ملایا ہے۔ اس نے میری خلیل صفت کو پکڑ کر زیرو کر دیا ہے۔ کہ اللہ میاں تو خلیل بنالیتا ہے اور وہ ابھی دوری ڈنڈے کے چکر میں پڑا ہے۔ اچھا بھیجا ہے بندے کے پاس۔ (اللہ نے فرمایا) ابراہیم علیہ السلام! دل ہلکا نہ کر۔ وہ اور ہیں۔ تیرا کام اور ہے۔ ان کا کوئی Follower نہیں۔ نہ ان کی امت ہے اور نہ کسی نے اس کو Follow کرنا ہے۔ وہ لوگ سارے اسباب ترک کر کے اس میں چلے گئے۔ ہم نے بھی ان کے لئے اسباب ترک کر دیے۔ ان کو Follow کرنے والا کوئی نہیں۔ آپ علیہ السلام کے پیچھے امتیں چلیں گی۔ انسانیت ساری آپ علیہ السلام کو Follow کرے گی۔ آپ علیہ السلام 'امام الناس' ہیں۔ آپ علیہ السلام کو ہی امام بنایا ہے۔ آپ علیہ السلام کا مقام یہ ہے۔ یہ آپ علیہ السلام کا ہے۔ وہ اسباب چھوڑ گئے تو ہم نے بھی ان کے لئے چھوڑ دیے، ترک کر دیے۔ تو وہ ایسے ادھر چلے جاتے ہیں۔

وہ ان کی نمازیں ہی ہوتی ہیں لیکن شریعت کے اندر جو ہے اس کے ساتھ نمازیں بھی ہیں۔ ذکر بھی کثرت سے ہے۔ وہ ویسے ہی کرنا ہے۔ جو بہترین عبادت کی فارم ہے، وہ نماز ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ یہ مومن کی معراج ہے۔ اس کا قیام، رکوع و سجود کرنا۔ ساری کائنات ایسے ہی کھڑی ہے۔ کوئی قیام میں ہے۔ کوئی رکوع میں

ہے۔کوئی سجود میں ہے، اور کوئی تسبیح کر رہی ہے۔مومن کی نماز جو ہے وہ سب کو Cover کرتی ہے۔سب پہ حاوی ہے۔وہ قیام بھی کرتا ہے۔وہ رکوع بھی کرتا ہے بلکہ انسانوں میں بھی حضور ﷺ نے فرمایا کہ رکوع صرف مجھے دیا گیا ہے۔کسی امت کی نماز میں رکوع نہیں ہے، یہ مجھے دیا گیا ہے۔نمازیں وہ بھی پڑھتے تھے لیکن وہ جو **الیوم اکملت لکم دینکم** (1)۔وہ دین مکمل یہاں آ کے ہوا ہے۔یہ نمازیں۔ یہ اخلاق۔**انک لعلی خلق عظیم** (2)۔آپ ﷺ خلق عظیم پہ آئے تو امت بھی خلق عظیم پر ہو گی۔حامل خلق عظیم یہ ہو گی۔جب استاد ہی خلق عظیم پہ فائز نہ ہو تو امت کیسے خلق عظیم پہ پہنچے گی؟ حضور ﷺ ہی خلق عظیم پر فائز ہوئے اور آپ ﷺ نے ہی یہ تعلیم دینی تھی۔انبیاء اس لئے خواہش کرتے رہے کہ یا اللہ! ہم بھی اس امت میں آئیں جب دین کی تکمیل ہو جائے گی۔اس وقت تو Partial ہوتا تھا۔وہ اس میں آنے کی خواہش کرتے تھے کہ ہم بھی اس میں آئیں۔پیغمبر پیغمبر ہوتا ہے۔امتی امتی ہوتا ہے۔لیکن پھر بھی ان کی خواہش تھی کہ دین کی وہ بہار کمال دیکھیں جس میں سب کچھ پورا ہو جائے گا۔

حاضرین میں سے ایک مہمان بھائی نے آپ سے کہا کہ یہ جو آپ بیان کر رہے ہیں یہ بھی تو ویسے ہی ہے جیسے وحی کی باتیں ہیں۔آپ اللہ کے نبی ﷺ کی باتیں بتا رہے ہیں۔جیسے اللہ کا نبی پہنچاتا ہے ویسے اس کے بندے بھی لوگوں تک پہنچا دیتے ہیں۔ان کے بھی درجے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ ہاں جی ان کے لئے بھی بڑا ہے۔ہمارا درجہ تو سب کا

---

(1) سورۃ المائدہ 5: آیت 3۔

(2) سورۃ القلم 28: آیت 4۔

ہے ہی ۔علامہ کہتا ہے کہ

دنیا میں بھی میزان، قیامت میں بھی میزان

وہ رسول ﷺ جو ہیں وہ اس دنیا میں بھی میزان اور قیامت میں بھی میزان ۔یہاں بھی ہماری Measurement ان سے ہی ہوتی ہے۔ ہم کیا کرتے ہیں؟ان (رسول اللہ ﷺ) سے بڑھ کے کیا ہے تو وہ بھی رد کر دیا جائے گا۔تھوڑا ہوا تب بھی رد کر دیا جائے گا ۔ان کے برابر وہی مقبول ہے، جہاں وہ ہیں ۔ اس سے اوپر نیچے ہمارے کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ۔ہماری Measurement ساری یہی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کو کہاں تک اپنا سکے ہیں ۔ ہمارا معیار وہی ہے ۔اس سے زیادہ نہیں ہے۔اس میں ہمارا دنیا میں بھی میزان ہے ۔

فوجیوں کی وردی ہوتی ہے تو وہ دے دیتے ہیں کہ یہ Pattern لے لیں جی ۔ایسی وردی ہوگی ۔اس وردی میں سلائی بھی بیان ہوتی ہے کہ ایک انچ میں اتنے ٹانکے ہوں گے۔اس کے مطابق ہی لگنے چاہئیں ۔ جیب اتنے فاصلے پہ لگی ہوگی ۔اتنی اونچی لگی ہوگی ۔ جو Pattern دیتے ہیں سارا Uniform اس کے مطابق بنایا جاتا ہے۔وہ (رسول اللہ ﷺ) Pattern ہیں ۔وہ نمونہ ہیں ۔اس کے مطابق ہی ہمارا سب کچھ ہوگا۔وہ مکمل بھی ہیں ۔ **اکملت لکم دینکم** یہ ان پر پورا ہوگیا ۔جو چل رہا تھا وہ یہاں آ کر پورا ہوگیا ۔ **علی خلق عظیم** پر بھی آپ ﷺ پہنچ گئے ۔آپ ﷺ نے ہی خلق عظیم سکھانا ہے ۔جو پیغمبر خلق عظیم پہ نہیں تھا اس کی امت میں خلق عظیم کیسے پیدا ہو سکتا تھا؟ آپ ﷺ کی امت میں ہی خلق عظیم والے پیدا ہوں گے ۔کوئی ایک ہی کیوں نہ ہو ۔چند ہی کیوں نہ ہوں ۔لیکن آپ ﷺ کی امت میں سے ہوں گے ۔آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ میری امت کے اصحاب

ایسے ہیں جیسے بنی اسرائیل کے انبیاء ہیں۔وہ درجات اوران کی ہمت۔

ہمارے ہاں تو جو کچھ بھی ہے وہ سب رسول اللہ ﷺ کی امانت ہے۔ روحانیت ہے تو سب نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی امانت ہے۔روحانیت آپ ﷺ کا عطیہ ہے جو سینہ بہ سینہ چلتا ہے اور مرشد سے ہی ملتا ہے۔اور کہیں سے ملتا بھی نہیں۔ایسے نہیں آئے گا کہیں سے۔یہ علم وہاں سے ملا ہے۔یہ جذب جو ہے۔اندر یہ جو Magnatism ہے۔وہ اندر جو خدا کے لئے پیار کی آس ہے،وہ مرشد کے سینہ ہی سے ملتی ہے۔ویسے نہیں وہ ملتی۔ویسے وہ خشک ہی رہے گی۔وہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ابتداء ہی وہاں سے کرتے ہیں:

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما

اے طبیب جملہ علّت ہائے ما

میری ساری بیماریوں کا صرف تو ہی حل ہے کہ عشق تو ہی آ جا تو سارا کام ہو جائے۔سارے کام ٹھیک تب ہی ہو سکتے ہیں۔اس کے بغیر نہیں ہو سکتے۔وہ خدا کے ساتھ پیار،وہ والہانہ محبت،اور ساری بات آئے گی تو بات بنے گی۔

ایک بھائی نے اپنے ساتھ آنے والے مہمان کا تعارف کرایا اور بتایا کہ میں نے ان سے کہا ہے کہ ذکر پر آجایا کریں۔آپ نے فرمایا: ہاں جی! اس سے اچھی کوئی بات نہیں۔رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ جنت کے باغوں میں جایا کرو تو خوب چرا کرو۔پوچھا گیا کہ یارسول اللہ ﷺ! جنت کے باغ کون سے ہیں؟ فرمایا: ذکر کے حلقے۔جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہ جنت کے باغ ہیں،وہاں خوب سیری حاصل کیا کرو۔ وہاں اللہ کے نور کا اور پیار کا سیلاب آجاتا ہے۔ان میں خوب جا کے کھل کے ذکر کرو اور خوب سیر ہو کے آؤ۔ڈھونڈو جہاں بھی ذکر ہوتا ہے جیسے فرشتے پہنچتے ہیں۔جہاں بھی

اللہ کا ذکر ہو وہاں وہ کشش سے پہنچ جاتے ہیں۔ جن کے دل میں اللہ کا پیار ہوتا ہے وہ اللہ کے ذکر سے اسی طرح محبت کرتے ہیں۔ جہاں بھی ہو پہنچ جاتے ہیں۔ دلوں کی حیات اسی سے ہے۔ یہ زندگی ہے۔ روح کی غذا یہ ہے نہ کہ موسیقی کہ ڈھول کو غذا بنالیا جائے۔ اصل روح کی غذا یہ اللہ کا ذکر ہے۔ خود بھی کرو۔ ذکر کی محفلیں بھی Attend کرو۔ وہاں سے غذا ملے گی۔ یہ جاگ اُٹھے گا۔ سفر شروع ہو جائے گا۔ جیسے یہ ہے:

'الف' الـــــلّـــــہ چمبے دی بُوٹی

مرشد من وچ لائی ہُو

وہ چمبے کی بوٹی مرشد دل میں لگا دیتا ہے پھر یہ ہے کہ اس کو پانی دینا ہے۔

نفی اثبات دا پانی ملیا

اب روز ایک گیڑا لگاتے ہیں۔ لَا اِلٰه اِلَّا اللّٰهُ کا۔ اب روزانہ سے پانی لگانا ہے۔ اسی سے ہی اس کی پرورش ہوگی۔

اندر بُوٹی مُشک مچایا

جان پھلّن نوں آئی ہُو

وہ اللہ کے پیار کی بُوٹی لگا دیتا ہے تو اسی سے اللہ کی رحمت سے، اللہ والوں کی صحبت سے، اس کی حرارت سے یہ بڑھتی ہے جیسے سورج کا ہے کہ نباتاتی حیات اس پر Depend کرتی ہے۔ روحانی دنیا کا حضور ﷺ کو بھی فرمایا کہ آپ ﷺ سورج ہیں۔

**وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا**(1)۔

آپ ﷺ کو ہم نے روشن سورج بنا کر بھیجا ہے۔

(بمقام مرکز تعمیر ملت مورخہ یکم جنوری 2012ء بروز اتوار)

---

(1) سورۃ الاحزاب 33: آیت 46۔

# محفل 56

**الحمدللّٰہ! الحمد للّٰہ ربّ العالمین۔ الصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا و مولانا محمد سید المرسلین و رحمۃ للعالمین۔ السلام علینا و علیٰ عباد اللّٰہ الصالحین۔ اما بعد قال اللّٰہ تعالیٰ فی قرآن الحکیم ۔ اعوذ باللّٰہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ ۔ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُواْ مِن قَبْلُ لَفِي ضَلالٍ مُّبِيْنٍ ۔ صدقاللّٰہ العظیم۔**

برادرانِ کرام! آج ہم بنی نوعِ انسان کے سردار، انبیائے کرام کے سالار، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دنیا میں ظہور کی خوشی منانے کے لئے یہاں مل بیٹھے ہیں۔ انسانی تاریخ میں اس دن سے بڑھ کر روز سعید بھلا اور کون سا ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پورا عالمِ اسلام عید میلاد کی خوشیاں منانے کے لئے آپ کے ساتھ شریک ہے۔ اس میں مرد، عورتیں، جوان، بوڑھے، بچے سبھی شامل ہیں۔ اس میں علمائے

کرام ہی نہیں بلکہ ان کی قیادت میں تمام مسلمان بہ حسبِ توفیق حصہ لیتے ہیں۔ جگہ جگہ سیرت پاک کی محفلیں، نعتیہ مشاعرے، اور حمد و نعت کی محفلیں منعقد کی جاتی ہیں۔ مساجد کو جہاں رنگا رنگ روشنیوں سے سجا کر تذکرہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفلیں ربیع الاوّل کے پورے مہینے میں جاری رہتی ہیں۔ گھر گھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (آپ نے حکم دیا: بلند آواز سے درود شریف پڑھا کریں۔ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آئے تو بلند آواز سے **صلی اللہ علیہ وسلم** پڑھا کریں)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ مبارک کے ایصالِ ثواب کی نیت سے قرآن خوانی کے ساتھ ساتھ مٹھائیاں اور اعلیٰ سے اعلیٰ کھانے بھی تقسیم کیے جاتے ہیں۔ یہ سب کچھ درست ہے اور اہلِ ایمان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو محبت پیوست ہے، یہ ایک بیش بہا دولت ہے، نعمت ہے۔ یہ تمام باتیں اس کا صرف جزوی اظہار ہیں۔ **الحمد للّٰہ عید السعید** کا یہ دن ہر سال نئی آب و تاب لیے ہوئے آتا ہے۔ اس کی تقریبات کے رنگ ڈھنگ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کرنے والوں کے جوش و خروش میں اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے اور یہ بڑھتا ہی چلا جائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جنہیں رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے ان کی رحمت سے دنیا کا کوئی گوشہ محروم نہیں رہے گا اور ایک وقت ایسا ضرور آئے گا جب سارا عالم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے سایہ میں پناہ لینے پر مجبور ہو جائے گا اور پوری انسانیت اس دن کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے پکار اُٹھے گی کہ

حلقہ دوراں میں ہے یہ دن زیرِ نگیں
تشریف لائے آج کے دن رحمۃ للعالمین

اب ہمیں ذرا سنجیدگی کے ساتھ اس امر پر بھی غور کرنا چاہیے کہ کیا حضور نبی

کریم ﷺ کی بعثت کا یہی مقصد تھا؟ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں آپ ﷺ کے منصب رسالت کے بارے میں کیا حقائق بیان کیے گئے ہیں اور کیا ہم ذاتی اور قومی اعتبار سے اس کردار کے حامل ہیں جو مرد مومن کے شایانِ شان ہے؟ ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ مجھے اسی لئے بھیجا گیا ہے کہ بہترین اخلاق کو کمال عطا ہو۔اس خطبہ کے شروع میں سورۃ التوبہ کی جو آیت تلاوت کی گئی ہے ذرا اس کا مفہوم ملاحظہ فرمایئے۔یہ اس طرح ہے:

اے بنی نوع انسان! تم ہی میں سے تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ آیا ہے وہ تمہاری بھلائی اور بہتری کے لئے اتنے حساس ہیں کہ تمہیں نقصان پہنچانے والی ہر چیز ان پر گراں گزرتی ہے۔پوری انسانیت پر خواہ کوئی بھی چیز مادی ہو، معاشرتی ہو جو بھی چیز تمہیں نقصان پہنچاتی ہے وہ ان پر گراں گزرتی ہے اور تمہاری نفع والی ہر چیز کے لئے وہ حرص وطمع رکھتے ہیں۔اور اہل ایمان پر تو خصوصی طور پر شفیق اور مہربان ہیں۔وہ تو عوام الناس کے لیے ہے لیکن اہل ایمان جو ہیں ان کے لئے خصوصی طور پر **رئوف الرحیم** کے الفاظ آئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں، شفیق اور مہربان ہیں تاکہ ان کے قلوب کو انوار محبت سے، انوارِ نبوت سے جگمگا دیں جس سے انہیں مقصود حیات کا شعور حاصل ہو جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے قرب کے حصول کے لئے محو پرواز ہو جائے۔یہ ہیں **لَقَدْ جَآئَکُمْ رَسُوْل** کے معنی۔اس آیت کے تناظر میں دیکھئے کہ کیا ہماری زندگی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت اور برکت سے معمور ہیں؟ اگر نہیں ہیں تو اس کا مطلب اس کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا کہ ہم نے صرف سطحی محبت کو حقیقی محبت سمجھ لیا ہے۔محبت کا مقصود ہی یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنے معبود کی صفات کے رنگ میں رنگا جائے۔اس کی صفات کو اپنے اندر سمونا چاہتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ

**تَخلِقُوا بِاخلَاقِ اللّٰہِ۔**

اللہ سے محبت کی جائے کہ سب سے زیادہ محبت اللہ ہی سے کرنی چاہیے۔

سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی بیعت میں یہ شرط ہے کہ سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ سے کروں گا ۔اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ سے۔اس کو بڑھاتے رہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ سے محبت کرتے رہو۔اللہ کی راہ پر چلنے سے اخلاق بھی اچھا ہوگا۔اللہ کی عادتیں آ ئیں گی۔

**تَخلِقُوا بِاخلَاقِ اللّٰہِ۔**

اپنے اندر اللہ جیسے اخلاق پیدا کرو۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

**صِبغَةَ اللّٰہِ۔**

اللہ کا رنگ۔

**صِبغَةَ اللّٰہِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبغَةً۔**

اللہ کے رنگ سے اچھا اور کس کا رنگ ہوسکتا ہے۔اور یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

**وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ۔**

اور ہم اسی کی بندگی کرتے ہیں۔اسی کے سامنے سر جھکاتے ہیں یعنی بہترین رنگ کے لئے یہ ضروری ہے کہ

**اَشَدُّ حُبُّ اللّٰہِ۔**

والی شدید محبت اور خلوص کے ساتھ اللہ کی بندگی کی جائے۔اس محبت کے ساتھ۔

**اٰمَنُوا اَشَدُّ حُبًّ لِلّٰہِ۔**

سب سے زیادہ محبت مومنوں کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ۔خلوص کے ساتھ اللہ کی بندگی کی جائے۔

دوسری آیت جو بیان کی گئی ہے سورۃ آلِ عمران کی ہے۔یہ اور ایسی آیت قرآن میں چار مرتبہ آئی ہے۔جس میں اللہ تعالیٰ کی آیات بیان کرنے اور دلوں کا تزکیہ یعنی صفائی کرنے اور کتاب وحکمت کی تعلیم کو مقاصدِ رسالت میں بیان کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ اس لئے آئے کہ

**يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ**(1)۔

اس میں **وَيُزَكِّيهِمْ** کا مطلب ہے کہ مانجھنا۔جو گرد و غبار ہے تو اس کو مانجھا جاتا ہے کہ اس کی اصلیت ظاہر ہو جاتی ہے۔اس کو تزکیہ کہتے ہیں۔اس آئینے میں بھی ہمیں اپنی حالت کا مشاہدہ کرنا چاہیے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے اس احسانِ عظیم جسے اللہ میاں نے ہم پر فرمایا ہے،اس احسانِ عظیم سے کہاں تک اپنی زندگی کو بدل کر اللہ تعالیٰ کی رضا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشنودی حاصل کی ہے۔اس مقدس مشن اور اعلیٰ ترین منصب کے حصول کے لئے انسانیت کو ایک عملی نمونہ اور ماڈل کی ضرورت تھی جسے دیکھ کر اور جس کے اتباع کی برکت سے ہر انسان اللہ تعالیٰ کی محبت کے رنگ میں رنگا جائے اور دارین میں سرخرو ہو جائے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو حکم فرمایا:

**قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ**(2)۔

---

(1) سورۃ البقرہ 2: آیت 129؛ سورۃ البقرہ 2: آیت 151؛ سورۃ آلِ عمران 3: آیت 164؛ سورۃ الجمعہ 62: آیت 2۔

(2) سورۃ آلِ عمران 3: آیت 31۔

اے میرے حبیب! آپ ﷺ سب کو بتا دیں۔اعلان کر دیں۔اگر تم اللہ کی محبت کے طلب گار ہو،تمہیں اللہ کی محبت چاہیے،تو ماڈل میں ہوں۔میرا اتباع کرو۔اس کے بغیر نہیں ہے۔ایک ہی راستہ ہے۔

**فَاتَّبِعُونِیْ۔ فَاتَّبِعُونِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔**

اللہ تم سے پیار کرے گا۔محبت کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ محبوب بھی ہمارے ساتھ پیار کرے۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری اتباع میں چلو گے تو خدا تم سے پیار کرے گا۔کیونکہ سب سے بلند مقام عبدیت ہے اور حضور نبی کریم ﷺ ہی اس مقام پر فائز ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا:

**اَنَا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔**

کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔اس لئے گزشتہ اُمتوں کی طرح میری شان میں غلو نہ کرنا۔تم مجھے عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ہی کہنا۔کلمہ شہادت میں پڑھتے ہیں:

**اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔**

اس لئے عبدیت میں کمال حاصل کر کے اللہ کے رنگ کے حصول کی تمنا ہو تو پھر اس کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں کہ عَبْدُہٗ کا اتباع کیا جائے۔علامہ کہتا ہے:

عبد دیگر عبدہٗ چیزے دیگر ایں سراپا انتظار

**عبد** اور ہوتا ہے اور **عبدہٗ** یعنی اس کا بندہ اور ہوتا ہے۔عبدہٗ اور ہے۔یہ اسی کا بندہ ہے۔ہم تو حرص وہوا کے بھی بندے ہیں۔دل میں خواہشات کے بھی بندے ہیں۔اللہ والوں کے بھی بندے ہیں۔ہمارے دل کی کیا بات ہے۔ہمارے دلوں میں اور بھی بڑے ہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا: عبدہٗ اور ہوتا ہے۔

وہ اسی کا بندہ ہوتا ہے۔فرمایا کہ راستہ یہی ہے کہ **عبدہٗ** کا اتباع کریں۔یہ بات بھی یاد رکھیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے رنگ کے لئے اللہ سے شدید محبت شرط ہے اسی طرح **عبدہٗ** سے۔حقیقی اتباع کے لئے اللہ تعالیٰ کے بعد **عبدہٗ** کی محبت کو جزو ایمان بنانا پڑتا ہے۔یہی دین سکھاتا ہے۔یہ دین اسی پر لگاتا ہے:

مغزِ قرآں، روحِ ایماں، جانِ دیں
ھست حُبِ رحمۃ للعالمین

یہ سارا دین، سارا کچھ یہی پڑھاتا ہے کہ حضور ﷺ کی محبت دل میں پیدا کرو۔اللہ نے کہا کہ میرے رسول ﷺ کی اطاعت ہی میری اطاعت ہے۔میں تو تمہارے پاس نہیں آیا کوئی حکم لے کر انہوں نے ہی بتایا۔یہ تمہیں راستہ بتائیں گے۔یہ تمہیں میرے آستانے تک پہنچائیں گے۔ان سے محبت کرو گے تو تمہیں فیض ملے گا۔

محبت کی ایک چنگاری سے ہی دل سراپا نور بن جاتا ہے۔انسان کے اندازِ فکر اور طرزِ حیات میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔اسی لئے عید میلاد کی پرنور مجالس میں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور حضور سیدنا محمد الرسول اللہ ﷺ پر درود وسلام کی برکات سے جو سوز وگداز پیدا ہوتا ہے ہمیں چاہیے کہ اس سے اپنے اخلاق وکردار کو اپنے آقا علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ کے سانچے میں ڈھالنے کا کام لیں تاکہ ہمیں پھر سے قرونِ اولیٰ والا مقام حاصل ہو جائے۔اسلام میں تمام عقائد اور عبادات کا مقصد انسان کے اخلاق او رکردار کو بدلنا ہے۔جیسے کہ علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی
آج کیا ہے؟ فقط اک مسئلہ علم کلام

روشن اس ضو سے اگر ظلمتِ کردار نہ ہو
خود مسلماں سے ہے پوشیدہ مسلماں کا مقام

کلمہ پڑھنے والا بھی نہیں سمجھ سکتا اس کا مقام کہ لاالٰہ الا اللہ جو پڑھا ہے یہ کتنی بڑی بات ہے۔علامہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

یہ تو اپنی جان قربان کرنے والی بات ہے کہ آج سے میری خواہشات، میرے ارادے،سب بندہو گئے ہیں۔یہ اللہ کے تحت کردیے ہیں۔

**اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔**

تیری ہی بندگی کریں گے۔تیرے ہی حکم پر چلیں گے۔یہ شہادت اپنا سب کچھ چھوڑ کے شہید ہونے والی بات نہیں ہے۔بیعت کا مطلب ہے: بیچ دینا۔مرشد نے بیعت لے لی تو یہ بیعت اللہ سے عہد ہے کہ میں ان کو گواہ بنا کے، میں انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو گواہ بنا کر اللہ سے عہد کرتا ہوں۔بیعت بابا جی رحمۃ اللہ علیہ سے کی ہے، عہد اللہ سے کیا ہے۔(عہد) ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ہم تو سرکاری گواہ ہوں گے کہ جو عہد کیا اسے پورا کیا۔ہم کچھ نہیں کہیں گے لیکن جس کے ساتھ عہد کیا ہے وہ ضرور پوچھے گا۔مسلمانی یہ ہے۔علامہ یہ بھی کہتا ہے:

چو می گویم مسلمانم بلرزم

جب میں کہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو میں لرز جاتا ہوں، کانپ جاتا ہوں۔

کہ دانم مشکلات لا الٰـــــــــــہ را

مجھے لا الــہ کی مشکلات کا پتا ہے۔اس کے معنی کیا ہیں۔کہاں تک جانا پڑتا ہے۔کدھر آدمی کو پہنچنا پڑتا ہے۔ مجھے لا الــہ کے معنوں کا پتا ہے۔ میں کہتا ہوں مسلمان ہوں تو میں لرز جاتا ہوں۔

کہ دانم مشکلات لا الــــــــــــہ را

لا الــہ کتنا مشکل مقام ہے۔وہ کلمہ طیبہ جو صرف زبان سے ادا ہو، محبت اور التفات کے وہ دعوے جو گلے سے اوپر ہی اوپر ہوں اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں ہوتے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہماری صورتوں اور اموال کو نہیں، ہمارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔

**يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِن قُلُوبُهُمْ**(1)۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

زبانی کلمہ ہر کوئی پڑھدا
دل دا پڑھدا کوئی ہُو

زبانی زبانی سارے پڑھ لیتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا کہ اے میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان لوگوں کے بارے میں غمگین نہ ہوں جو کفر میں دوڑ دوڑ کر دیکھتے ہیں۔ بظاہر دعوے مسلمانی کے ہیں مگر وہی کفر مقام ہے۔دوڑ دوڑ کر دیکھتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے صرف زبان سے دعویٰ کیا کہ ہم ایمان لائے لیکن ان کے دل ایمان نہیں لائے۔ان کا یہی حال ہوگا۔ان کی آپ فکر نہ کریں۔آئے دن

(1) سورۃ المائدہ 5: آیت 41۔

زبانی دعوے والے چھلانگیں لگا کے جدھر موقع ملا چھوڑ چھاڑ کے اپنے مفادات کے لئے چلے جاتے ہیں۔ یہ سورۃ المائدہ کی آیت تھی۔ پھر سورۃ العنکبوت کے شروع میں یہ فرمایا گیا کہ:

**أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ** (1)۔

کیا لوگوں نے یہ گمان کرلیا ہے کہ وہ صرف اس بات پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ انہوں نے یہ کہہ دیا ہے کہ ہم ایمان لائے۔ اور کیا ان کو آزمایا نہیں جائے گا؟ ہر ایک کو آزمایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی سورۃ البقرہ (2) میں فرمایا:

**وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوفْ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الأَمْوَالِ وَالأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ**۔

یہ سارے ٹیسٹ اس نے تمہارے لئے رکھے ہیں۔ تمہارے ایمان کا ٹیسٹ ہوگا پھر اللہ کی دوستی ملے گی۔ پھر ولایت میں تمہیں داخلہ ملے گا۔ فرمایا:

**وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ**۔

یہ ٹیسٹ دیے اور آیت پوری نہیں ہونے دی اور فرمایا:

**وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ ۔ الَّذِيْنَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُواْ إِنَّا لِلّهِ وَإِنَّـا إِلَيْهِ رَاجِعونَ**۔

ان کو بشارت دے دی۔

ایسے بندوں کو۔ یہ سارے جو مرضی ٹیسٹ ہوتے رہیں وہ یہی کہتے ہیں:

---

(1) سورۃ العنکبوت 29: آیت 2۔

(2) سورۃ البقرۃ 2: آیت 155۔

**إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ.**

وہ یہی کہتے ہیں کہ ہم بھی اللہ کے ہیں اور یہ مال و متاع بھی اسی کا دیا ہوا ہے۔ ہمارا نہیں ہے۔ اصل مالک وہی ہے۔ ہماری جان کا بھی اور ہمارے اعمال کا بھی۔ سورۃ التوبہ[1] میں بھی ارشاد ہوا ہے:

**إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ.**

اللہ نے مومنوں سے ان کے مال اور جانیں خرید لی ہیں جنت کے بدلے۔ جنت لینی ہے تو مال اور جان ہمارے حوالے کر دو۔ وہ ہے مسلمانی۔

**أُولَـٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ[2].**

وہی جو ٹیسٹوں میں سے گزرتے ہیں انہیں پر اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔

**أُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ.**

یہی ہدایت یافتہ ہیں۔ جن کی یہ سوچ بن جاتی ہے ان پر اللہ کا کرم ہوتا ہے۔ یہی ہدایت ہے جو روز مانگتے ہیں:

**اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ. صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ[3].**

---

(1) سورۃ التوبہ 9: آیت 111۔
(2) سورۃ البقرہ 2: آیت 157۔
(3) سورۃ الفاتحہ 1: آیات 6-7۔

یہ انعام اور انہیں پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں جو اس میں ثابت قدم رہتے ہیں اور خوشی سے برداشت کرتے ہیں۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صبر یہ ہے کہ خوشی سے برداشت کرنا۔ رو، دھو کے تو ساری دنیا صبر کر جاتی ہے۔ ہم صبر نہیں کریں گے تو اور کیا کریں گے۔ یہ صبر نہیں ہے۔ صبر وہ ہے جو خوشی خوشی کرے کہ میرے مولا کا شکر ہے۔ ہمیں آج پیغام آیا ہے۔ اس نے یاد کیا ہے کہ آؤ تمہارا امتحان لیتے ہیں اگلی کلاس میں۔ امتحان پروموشن کے لئے ہوتے ہیں۔ امتحان ترقی دینے کے لئے ہوتے ہیں۔

برادرانِ کرام! آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ انسان کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی محبت والی زندگی کی راہ پر چلتے ہوئے اس کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنا ہے۔ تمام پیغمبروں نے یہی بات اپنی قوموں کو بتائی۔ قرآن کریم کا مطالعہ کریں تو ہر صفحہ پر اس مقصودِ حیات کی تفصیل درج ہے تاکہ انسان حیات ارضی اور شیطان کے فریب میں پھنس کر اللہ اور آخرت سے دور نہ ہٹ جائے، اسے بھلا نہ دے۔ اس منزل مقصود کو پانے کے لئے لمبی کہانیاں کریں گے تو پوری نہیں ہوں گی۔ سارا قرآن اسی تعلیم سے بھرا ہوا ہے۔ علامہ نے کہا ہے:

مقام خویش اگر خواہی دریں دہر
بحق دل بند و راہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رو

(اے مسلمان! اگر تجھے دنیا میں اپنی جگہ بنانی ہے تو
اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں بسا لو اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی
اطاعت کرو۔)

یہ تو بت خانہ ہے۔ ہر طرف بت پھیلے ہوئے ہیں۔ جس میں پھنس جاؤ گے

وہی تمہارا خدا ہے۔قرآن میں ہے:

**أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ**[1]۔

اے میرے پیغمبر ﷺ! تم نے اس کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔باہر کی تو بات بعد میں رہی کہ اس پر آئے اور وہ کرے۔اپنے اندر اس نے خدا بنا رکھا ہے۔یہ اس کی خواہش ہے۔اسی پہ چلتا ہے۔اللہ کے حکم پر نہیں چلتا۔اس کی جو خواہش ہے اس پر چلتا ہے۔یہ تو بت خانہ ہے۔اردگرد۔اندر بھی تمہارے۔باہر بھی بت بنے ہوئے ہیں۔اپنا مقام چاہیے، اپنی ترقی چاہیے تو

مقام خویش اگر خواہی دریں دہر

اس بت خانہ میں، جہان فانی کے صنم خانہ میں اگر اپنے حقیقی مقام کی طلب ہے تو 'بحق دل بند' دل کو اللہ کی طرف باندھ دے، اس سے رابطہ کر لے۔'و راہ مصطفیٰ ﷺ رو'۔اور راہِ مصطفیٰ ﷺ پر چل۔

مقام خویش اگر خواہی دریں دہر
بحق دل بند و راہِ مصطفیٰ ﷺ رو

اس جہانِ فانی کے صنم خانے میں تجھے اگر اپنے حقیقی مقام کی طلب ہے تو اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے وقف کردے اور حضور نبی کریم ﷺ کا اتباع اختیار کر۔یہی کامیابی کا راز ہے۔

**وَآخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ**۔

(بیادِ عید میلاد النبی ﷺ ماہ فروری 2012ء بمقام مرکز تعمیر ملت گوجرانوالہ)

---

(1) سورۃ الفرقان 25۔آیت 43۔

# محفل 57

جب اللہ تعالیٰ کی کسی قوم کو اُبھارنے کی مرضی ہوتی ہے، تو میرا خیال ہے کہ وہ ان کو ڈھال دیتا ہے کہ اس لیڈر کی بات مان لو۔ میرا خیال ہے کہ پھر ہی وہ چل پڑتے ہیں، ویسے یہ نہیں ہوتا۔ جیسے چین والوں نے ماؤ (Mao) کی مان لی تو وہ ان کے لئے پیغمبر ہے۔ اُس نے پوستیوں کی اس قوم کو اُٹھا کے دنیا کی Big Power بنا دیا۔ اب ساری دنیا ان سے ڈر رہی ہے کہ اتنی بڑی Economic power اور Military power ہو گئی ہے۔ انہوں نے Leader مان لیا اور چل پڑے۔

میرا خیال ہے کہ ایسا ہی ہے یہ بھی۔ مولانا مودودی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بڑا کام کیا ہے۔ بڑے اچھے ذہین انسان تھے۔ انہوں نے Work کیا۔ دنیا میں ان کا لٹریچر چلا۔ ان کی باتوں سے اور ان کی تعلیم سے اسلامی تحریکوں نے جنم لیا۔ سیاست میں مولوی کو انہوں نے ہی داخل کیا، لیکن یہ قوم مانی نہیں۔ وہ بے چارے مایوس ہو کے ہی گئے۔ ان کا Last interview بھی آیا کہ میں مایوس ہو گیا ہوں۔ وہ کام نہیں ہوا جو میں چاہتا تھا۔ جماعت بھی بڑی اچھی بنائی۔ بڑے اچھے Organized، فرسٹ کلاس، سارے لوگ بڑے Active بھی تھے۔ سسٹم بھی بڑا اچھا تھا۔ صحیح Qualification کے بعد ان کی ممبر شپ بنتی تھی۔ اسلام کے مطابق ہی بنتی تھی لیکن وہ جو قومی سطح پہ ان کا جو Image تھا یا ان کی Popularity تھی وہ نہیں بن سکی

کہ نہیں جی ووٹ چوہدریوں کو دینا ہے۔ اسلامی جماعت اچھی ہے مگر وہ ہوا نہیں۔

اسی طرح میرا خیال ہے کہ باباجی رحمۃ اللہ علیہ بھی آئے۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بڑی اچھی باتیں کیں، تعلیم دی۔ بڑی اچھی بات تھی۔ اللہ تعالیٰ سے امیدیں بھی تھیں۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ شاید چھوٹا منہ بڑی بات ہو! ہوسکتا ہے کہ یہ سہرا سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے سَر ہی رہے کہ ہم ہی اس قوم کی رہنمائی کریں۔ ہماری تعلیم سے ہی یہ قوم اُٹھ بیٹھے اور جاگ جائے۔ عین ممکن ہے۔ چلو With the passage of Time امید تو رکھ سکتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ وہ کرے۔ لیکن وہ اس طرح Quickly ہوا نہیں۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق روایت میں آتا ہے کہ آپ علیہ السلام کو بنی اسرائیل نے نہیں مانا تھا وہ جو بستی تھی وہ جو حوارین کہلاتے ہیں۔ حواری دھوبی کو کہتے ہیں۔ یہ دریا کے کنارے دھوبیوں کی بستی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق آتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ

**من انصاری الی اللّٰہ۔**

کون ہے میرا؟ جو اللہ کے لئے میری مدد کرے۔

اللہ کہتا ہے کہ ہم نے وحی ڈالی ان کے دل میں کہ ایمان لائیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ علیہ السلام کے ساتھ ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ پہلے بندوبست کر دیتا ہے۔ چلو اور کوئی نہیں مانتا تو تم ہی ایمان لے آؤ۔ وہ ان کی بات مان کے کہنے لگے کہ ہم آپ علیہ السلام کا ساتھ دیں گے۔ تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ بھی کچھ تار ہلاتا ہے کہ اس کے پیچھے چلو، تب ہی وہ چلتے ہیں ورنہ نوح علیہ السلام اس طرح کرتے رہے۔ تھوڑے سے لوگ ہی ایمان لائے۔ کہیں تیس (30) لکھا ہے، کہیں ستر (70) لکھا ہے۔ اللہ نے بھی کہہ دیا ہے کہ اب اس کے بعد کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ جو ایمان لے آئے ہیں بس یہی ہیں اب اور کوئی

نہیں لائے گا۔یہی ہیں تو بس ادھر ہی Book ہو کے رہے۔

اب یہ مولانا مشرقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بڑا کام کیا ہے۔اگر علامہ عنایت اللہ مشرقی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں پڑھیں (مخاطب سے دریافت فرمایا کہ کوئی پڑھی ہے؟ جواب نفی میں ملا۔) ان میں بھی بڑا جوش تھا، بڑی شخصیت تھے۔ان کی International fame تھی۔ان کی کتابوں کا وہ 'تذکرہ' جو لکھی تو دنیا میں اس کی بڑی دھوم مچی۔وہ زبردست Mathematician تھا۔میں نے اس کی ایک تقریر بھی سُنی، راولپنڈی میں وہ آیا ہوا تھا۔اس کا ایک جلسہ تھا۔اس نے کہا کہ Mathematics اور Space کے Problem اب بھی میرے پاس حل کرانے کے لئے آتے ہیں۔کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو حساب نہیں آتا۔اس کے متعلق کہتے ہیں کہ میٹرک کا یا پتا نہیں کون سا امتحان دیا تھا جس میں دس میں سے سات سوال حل کرنے تھے،اور ہدایت میں لکھا تھا کہ کوئی سے سات سوال حل کریں۔اس نے دس ہی حل کر دیے اور اس نے کہا کہ کوئی سے سات سوال دیکھ لیں۔سارے صحیح کیے۔ دنیا کا Top mathematician تھا۔اس کی کتاب کا بڑا تذکرہ ہوا۔کہنے لگے کہ اس کو ہم Nobel prize کے لئے Recommend کریں مگر اس کا یورپین زبان میں ترجمہ ہونا چاہیے۔اس پر علامہ مشرقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے تمہارے لئے نہیں لکھی اور نہ ہی اس لئے لکھی ہے کہ جس زبان کو دنیا کے اتنے کروڑ آدمی پڑھتے ہیں اور آپ نے اس کو نوبل پرائز کی لسٹ میں نہیں رکھا تو میرا قصور نہیں ہے۔میں اس لئے اس کو Translate نہیں کراتا۔ظاہر ہے کہ اتنا بڑا عالم تھا۔وسعت بھی تھی۔وہ کلمہ،مونچھوں، داڑھیوں،اور پگڑیوں پہ تو نہیں پرکھتا تھا ایمان کو۔Principles پہ ساری دنیا کے حقائق کو وہ ماننا چاہتا تھا۔اس کے ماننے والے اب

بھی اس کا کلمہ پڑھتے ہیں۔کبھی کوئی مل جائے ناں خاکسار تو کہتے ہیں کہ وہی تھا۔

راولپنڈی میں اس کا جلسہ تھا۔لیاقت باغ جو کمپنی باغ تھا، جہاں بے نظیر شہید ہوئی اور لیاقت علی بھی شہید ہوا ہے،اسی میں وہ آیا اور اس کا کیمپ لگا ہوا تھا۔پریڈ ہوتی۔پہلے بگل بجتا۔پھر نماز ہوتی۔سارے تیار ہو کے آتے۔ Semi-military organization تھی۔وردی وہ خاکی پہنتے تھے۔شیڈ وغیرہ یا وہ شلوار قمیض وہ خاکی پہنتے تھے جس پر شولڈر لگے ہوتے تھے۔بیلچہ ان کا Weapon تھا۔اس بیلچے پہ پریڈ ہوتی تھی۔انہیں بیلچہ پارٹی بھی کہتے تھے۔چونکہ ادھر گوروں کے ٹائم میں رائفل تو نہیں رکھ سکتے تھے۔انہوں نے کہا کہ بیلچے پہ تو پابندی نہیں ہے؟ تو ان انگریزوں نے کہا کہ نہیں۔تو انہوں نے بیلچہ لیا۔یہی ہماری تلوار ہے۔یہی ہمارا ہتھیار ہے۔اس سے ہم لڑیں گے بھی۔اس کے اور بھی بڑے فائدے ہیں۔پریڈ بھی ہوتی تھی اس بیلچے کے ساتھ اسے پکڑنے کے لئے نیچے ایک ہینڈل بھی بنا ہوتا ہے۔اس پر وہ پانی بھی گرم ہو سکتا ہے۔چائے بھی بن سکتی ہے۔الٹا کر کے روٹی بھی پکتی ہے۔بڑے قصیدے لکھے ہوتے تھے۔انہوں نے بیلچہ پارٹی بنائی۔ہر آدمی بیلچے سے کام کرتا تھا۔ان کی خاکی یونیفارم تھی۔مولانا عنایت اللہ خود بھی اندر ہی چلتا تھا۔بڑی پوزیشن میں چلتا تھا۔ وہاں بات ہوئی Hot line پر تو اس نے سزا دی۔اس میں انہوں نے Trained کیا۔اس Equation پہ۔عالم بھی بڑا اچھا تھا۔بڑی Organization ہوئی پھر پاکستان بنا۔اس نے کیمپ لگایا کہ اتنے بندے اکٹھے ہو جائیں تو میں ہندوستان پہ حملہ کر دوں گا۔ہندوستان ہمارا ہے۔ان کا کیسے ہے؟ یہ ہندوؤں کا کیسے ہو گیا؟ مالک تو ہم تھے۔ہم سے انگریزوں نے لیا تھا تو ہمیں ہی واپس دینا چاہیے تھا تو میں ہندوستان کو فتح کر سکتا ہوں۔اتنا آنا لے کر میدان میں آ جاؤ۔گورنمنٹ نے بھی مخالفت کی۔وہ

اکٹھے بھی نہیں ہوئے۔نہ ان کی فوج بنی ۔اس کے اشتہار بھی لکھے ہوتے تھے کہ میں اگر غالب نہ آیا تو میری قبر پہ پیشاب کرنا ۔اگر میں نے ہندوستان کو فتح نہ کیا تو میری قبر پہ پیشاب کرنا۔ہوا نہیں ۔مطلب اللہ سے منظوری نہیں ہوئی ۔

منظوری تو پہلے اُدھر سے ہوتی ہے۔وہاں سے Tick ہوتی ہے پھر آگے کام چلتے ہیں۔شاید ابھی ہماری نہ منظوری ہو۔یہ اللہ میاں کہتا ہے بار بار کہ تم کام نہیں کرو گے تو میں کسی دوسری قوم کو اُٹھا دوں گا۔ہوسکتا ہے کہ اب یہ China ہی ہو۔ میں تو سوچ رہا ہوں کہ کوئی بندہ Chinese سکھا کے بھیجا جائے ۔تو حید یہ مشن کا کوئی بندہ بھیجا جائے China میں ۔

(مخاطب سے فرمایا کہ ) آپ کا بھی سُنا ہے کہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی بندہ دیں میں اس کی Language کا بندوبست کر دیتا ہوں (مسکرائے )۔مخاطب نے جواب دیا کہ بابا جان! یونیورسٹی میں Languages تو ہو رہی ہیں ۔اس پر آپ نے فرمایا کہ اب کوئی بندہ بھی ملے ناں جو Missionary type ہو۔جو Devote کردے اپنی life کو،مجاہد ہو اور وہاں جا کے کام کرے۔یہ Investment ہے، وہ بڑی اچھی قوم ہے۔وہ ویسے بھی بڑے Plain ہیں ۔Simple hearted ہیں۔ They are not cunning people. ہماری طرح نہیں ہیں ۔They are very simple. کام کرنے والے اور پیار کا جواب پیار سے دینے والے، ہماری نیکیوں کو انہوں نے اب تک نہیں بھلایا۔ہم نے کیا کیا تھا؟ کچھ خاص تو نہیں کیا تھا وہ اب بھی کہتے ہیں کہ ہم پاکستان کے ساتھ ہیں۔یہ ہمارا دوست ہے ۔

بابا جی رحمۃ اللہ علیہ بھی کہتے تھے کہ یہ چون ماؤ جو ہے یہ بڑا اچھا ہے۔یہ ہے۔وہ ہے۔کسی نے کہا کہ ہاں جی بڑا اچھا ہے تو کہتے کہ نہیں! اس کا دل بڑا اچھا ہے۔چینی

ویسے بھی اچھے لوگ ہیں۔ Center میں بڑی تعداد ہے مسلمانوں کی تو ابھی ان کا Base کوئی نہیں ہے۔ وہ Christian بھی نہیں ہیں۔ مخاطب نے کہا کہ بابا جان! نوے (90) فیصد لوگوں کا کوئی مذہب نہیں ہے، آٹھ (8) فیصد بدھ ہیں، باقی دو (2) فیصد میں سارے ملے جلے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مطلب ہے کہ وہاں پر ابھی Investment کا Chance ہے۔ کسی دوسرے مذہب پہ ہوں تو وہاں عصبیت پیدا ہو جاتی ہے کہ ہم نہیں جی ہم ہندو ہیں۔ ہم کیوں جائیں؟ ڈاکٹر ذاکر نائیک کی تقریریں سنتے ہیں، تالیاں بجاتے ہیں، اور اُٹھ کے چلے جاتے ہیں۔ مسلمان تو کوئی نہیں ہوئے۔ وہ نقطے پہ Appreciate کرتے ہیں کہ واہ Very good۔ سارے بیٹھتے ہیں اس پہ لیکن اندر والی بات جو ہے اس پہ نہیں آتا کوئی۔ اس کو Touch کرنے والا مصالحہ بھی ہونا چاہیے۔ جو اس پر Knock کرے کہ Inside جاگ جائے۔ وہ ذاکر نائیک ہے۔ اس کے نقطے بڑے اچھے ہیں۔ تقریریں اور کتابیں ایک دو ادھر ہمارے پاس بھی آئی تھیں۔

(کتابوں کی بات چلی۔ آپ فرمانے لگے) 'رحمۃ للعالمین' کتاب ہے وہ قاری یا قاضی منصور سلمان پوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں یا ایسے ہی کچھ نام تھا۔ وہ بھی بڑی Authentic ہے۔ اس میں انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی تاریخ نو (9) ربیع الاوّل لکھی ہے کہ وہ اس تاریخ کو سوموار بنتا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ تقویم کے اعتبار سے سوموار وہ نو (9) ہی بنتا ہے۔ بارہ (12) نہیں ہے۔ مصر میں کسی نے یہ کہا تو انہوں نے اسے لکھا ہے۔ چلو یہ تو ضمنی بات ہے کہ مسلمان اتفاق کر لیں کہ نو (9) ہے یا بارہ (12) ہے، یہ تو کوئی بات نہیں۔ بات یہ ہے کہ ٹھیک طریقے سے منائیں۔ میں نے یہ کتاب پہلے بھی پڑھی تھی۔ ابھی آئی ہے تو تینوں جلدیں اکٹھی ہیں،

اب یہ ایک ہی جلد میں ہیں۔ یہ دوسری جو سیرت النبی ﷺ (لائبریری میں موجود شاید مولانا شبلی نعمانی ﷺ کی کتاب کی طرف اشارہ ہے) تو سات آٹھ جلدوں میں ہے۔ یہ بڑی اچھی ہے، اس میں بڑا Material ہے۔ 'زیرو پوائنٹ' بھی آئی تھی، چھٹی جلد تھی۔ یہ بھی بڑی اچھی ہے۔ آپ نے مخاطب سے پوچھا: پڑھی ہے یہ؟ مخاطب نے جواب دیا کہ نہیں بابا جان! یہ بھی نہیں پڑھی۔ فرمایا کہ پڑھنا۔ یہ بھی بڑی اچھی ہے۔ جاوید چوہدری بڑی اچھی باتیں کرتا ہے۔ آج کل ایکسپریس میں آ گیا ہے۔ پہلے نوائے وقت میں تھا۔ کالم بڑے اچھے لکھتا ہے۔

موضوع کی طرف بات آئی۔ فرمانے لگے کہ اب یہ بات کہ فلاں بندہ ایسے بن گیا، ویسے بن گیا۔ وہ ایک ہی بنا۔ اب ہمارا کیوں نہیں بن سکتا۔ وہ کسی ملک کا ایک بڑا بن گیا۔ وہ سارا ملک کیوں نہیں بن گیا؟ وہ ایک بندہ بنا۔ جس کو اللہ چاہتا تھا وہ بنا۔ یہاں بھی کئی ہیں۔ ایدھی۔ دیکھو! ایدھی ہمارا ہی بندہ ہے۔ یہ حکیم سعید۔ یہ سب ہمارے تھے۔ یہ ایسے کیسے آئے؟ ٹوٹے ہوئے بوٹ پہنے۔ بستر بھی کرائے پر۔ میز بھی کرائے پر لے کر شروع کیا۔ اب وہ built Empire کر کے گئے ہیں۔ دنیا میں نام ہے۔ یہ تو ہوتا رہتا ہے۔ وہ اللہ میاں جس کو اٹھانا چاہتا ہے اس کا ہوتا ہے۔ اب یہ تو نہیں ہے کہ سارا ملک ہی ایسا ہی ہو جائے۔ اوپر وہ جو نمبر ون چیز ہے وہ اللہ ہے۔ اس کی منظوری ہو تو وہ بندہ اُٹھتا ہے۔ اُس کی منظوری ہو تو بات اِس کے کان میں پڑ جاتی ہے۔ وہ اسے پکڑ لیتا ہے۔ ویسے نہیں ہوتا۔ یہ اللہ کا Element جو ہے وہ نمبر ون ہے۔ سب سے اوپر وہ ہے۔ وہ جب چاہتا ہے تو ایسا ہوتا ہے۔

'تلاشِ حق' بھی بڑی زبردست کتاب ہے۔ چھوٹی سی ہے مگر بڑی زبردست ہے۔ یہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا بتاتی ہے کہ ان کا Travel کیسے ہوا۔

change Mind کیسے ہوا؟ وہ Mind ایسے ہی نہیں پہلے وہ Change ہوا پھر وہ وہاں سے چلے۔ فلاسفر بھی بنے، عالم بھی بن گئے، پھر اندر جھانکا تو معلوم ہوا کہ کچھ نہیں ہے۔ وہ بغداد کا مدرسہ نظامیہ جو تھا وہاں سے چل پڑے۔ اس کے وہ چانسلر تھے۔ بادشاہ بھی آ کے بیٹھتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب اندر دیکھا تو اندھیرا ہی تھا۔ مزا نہیں آیا۔ وہاں سے بھاگنے کو جی چاہا تو وہ جانے نہیں دیتے تھے۔ وہ زبان بند ہوگئی۔ پھر سارا کچھ چھوڑ کے بھاگ گئے۔ پھر بنا وہ کام جو چاہیے تھا۔ ذکر کرتے رہے، فکر کرتے رہے، اور سفر کیا۔ وہ بڑی اچھی زبردست کتاب ہے۔ ایسے ہی میں کہیں شہر گیا ہوا تھا کتابیں دیکھتے دیکھتے مل گئی، بڑی پسند آئی۔

باقی وہ قصے، وہ شریعت کے معاملات، اور عقائد وہ اپنی جگہ پر ہیں لیکن وہ Internal سفر جو ہے کہ وہ کیسے ہوا، کیسے کیسے چلا، کہیں تسلی ہوئی نہیں ہے۔ پھر تصوف کے بارے میں انہوں نے کہا کہ یہی حضور ﷺ کا طریقہ ہے۔ یہی اصل طریقہ ہے۔ اس پہ آ کے ان کا اطمینان ہوا۔ واپس آ کے یہ 'کیمیائے سعادت' اور 'بدایة النهایه' بڑی کتابوں کا کام ہے، یہ لکھیں۔ 'احیاء العلوم فی الدین' وہ لکھی۔ بڑا زبردست Mind تھا۔ Logically بات کی۔

آپ نے اپنے مخاطب سے پوچھا کہ آپ نے 'کیمیائے سعادت' تو پڑھی ہو گی اور یہ شاہ ولی اللہ کی کتاب 'حجة البالغه' دونوں بڑی زبردست کتابیں ہیں۔ ان میں سے کچھ مجلّہ میں بھی پرنٹ ہوتی رہیں۔ ایک پہلی گم ہوگئی، پھر یہ کہیں سے دوسری منگوائی ہے۔ اچھی مل گئی۔ وہ 'سیرت النبی ﷺ' بھی بڑی اچھی تھی، وہ ایسے ہی دو تین کاپیاں آئی تھیں۔ کوئی نہ کوئی تو ہمارے پاس درج ہوگی۔ ممتاز مفتی کی 'لبیک' میں بڑا اچھا انہوں نے لکھا کہ قدرت اللہ شہاب کے ہاں اولاد نہیں تھی۔ اس مفتی نے لکھا ہے

کہ ایک ایڈووکیٹ نے اس کو خط لکھا۔قدرت اللہ شہاب کوڈاکٹر نے کہا تھا کہ اولاد نہیں ہوسکتی۔خط میں وہ ایڈووکیٹ کہتا ہے کہ میں تہجد گزار ہوں، یہ ہوں، اور وہ ہوں۔اتنے برسوں سے میں نے ۔۔۔میری آپ سے ملاقات نہیں ہوئی مگر مجھے لگتا تھا کہ آپ اچھے آدمی ہیں تو میں نے آپ (قدرت اللہ شہاب) کے لئے دعا کی۔میں نے کہا کہ اللہ میاں! اسے اولاد دے تو میری دعا قبول ہوگئی۔اللہ میاں نے منظوری دے دی۔بچہ میری گود میں ڈالا گیا کہ لے یہ اس کا بچہ ہے۔اس کو بتادو تو اس نے بتادیا کہ تمہارے ہاں بیٹا ہوگا۔بچہ اللہ نے عطا کیا۔یہ ویسے غائبانہ ہی ہے۔جانتا نہیں ہوں۔ویسے دل میں آیا کہ بڑے اچھے بندے ہیں تو اللہ میاں اولاد دے دے تو میری دعا قبول ہوگئی۔ اس قدرت اللہ شہاب کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ایک ہی بیٹا تھا۔شاید ثاقب نام تھا۔ایسے معاملات بھی چلتے ہیں۔ڈاکٹروں نے جو مرضی کہا ہوا ہے کہ تمہیں نہیں ہونا لیکن ہو گیا۔اسی طرح ہمارے یہ ترمذی صاحب جو ہیں ان کے ہاں بھی وہی ایک بیٹا ہوا۔ پیدل آرہا ہے۔(ترمذی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں شادی کے پچیس سال بعد بیٹے کی پیدائش والے واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو کتاب 'فرموداتِ فقیر' میں لکھا ہوا ہے۔)

کسی کا فون آیا تو فون پر بات کے دوران آپ نے میاں بیوی کے جھگڑے اور رنجش اور صلح کے حوالے سے کچھ باتیں کیں: اچھی بات پہ خوش ہی ہونا چاہئے۔اللہ بھی کہتا ہے کہ والصلح خیر۔یہ میاں بیوی میں تو اللہ میاں بہت ہی Interested ہے کہ یہ جھگڑے دور ہونے چاہئیں۔اللہ میاں نے کہا ہے کہ اگر میاں بیوی میں لڑائی ہوجائے تو ایک بندہ ادھر سے لیں ایک ادھر سے لیں، مصالحت کرانے کی کوشش کریں، اللہ صلح کرادے گا۔ویسے بھی ایک حدیث ہے کہ

**البغض الحلال عند الله الطلاق۔**

ایک حلال اور جائز کام جس کو اللہ بالکل پسند نہیں کرتا وہ طلاق ہے۔ حلال ہے لیکن اللہ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ ہے وہ طلاق ہے۔ اللہ پسند نہیں کرتا اس کو کہ اللہ کے نام پہ، اللہ کے رسول ﷺ کے نام پہ ایک معاہدہ اور عہد لوگوں کو اکٹھا کر کے علی الاعلان کیا جائے اور پھر اس کو ایسے راہ چلتے توڑ دیا جائے، یہ اللہ کو پسند نہیں ہے۔ اس پہ بڑی بات آئی ہے۔ صلح صفائی کے لئے بھی قرآن میں کہا کہ مصالحت ایسے کرو، کوئی نہ کوئی Term ایسی طے کرلو کہ تمہیں خرچہ دیں گے یا جو مرضی ہے مگر اسے رہنا چاہئے۔ اسے ٹوٹنا نہیں چاہئے۔ مرد کو بھی کہا کہ کہ اگر عورت کا اخلاق اچھا نہیں ہے تو اس کے باوجود اس سے اچھا سلوک کرے۔ بڑا اچھا عمل یہی ہے، اس سے اچھا عمل اور کوئی نہیں ہے۔ روزے رکھنے سے اور نمازیں پڑھنے سے بھی یہ اچھا ہے۔ اس کی بد اخلاقی کے باوجود، بد زبانی کے باوجود بھی اس سے محبت کرے۔ یہ بڑے اچھے کام ہیں۔ گرمی سردی بھی ہونی چاہئے۔ میاں بیوی میں سے جب ایک گرم ہو تو دوسرے کو خاموش رہنا چاہیے ورنہ لڑائی بڑھ جاتی ہے۔

وہ ایک بندہ تھا گورا۔ اس کی بڑی اچھی صحت تھی۔ بوڑھا ہو گیا کوئی ستر (70) سال کا۔ لال سُرخ رنگ، بڑا Healthy۔ اس سے کسی نے پوچھا کہ بابا جی! آپ کی صحت کا کیا راز ہے؟ کہتا ہے کہ ہم نے شادی کی تھی تو ہم نے عہد کیا تھا کہ جب ایک ساتھی لڑائی لڑے تو دوسرا خاموش ہو جائے اور باہر تازہ ہوا میں چلا جائے، سیر وغیرہ کرے لیکن آگے سے جواب نہ دے۔ پوچھنے والا کہتا ہے کہ پھر؟ وہ گورا کہتا ہے کہ میں زیادہ تر تازہ ہوا میں رہا ہوں۔ اس لئے میری صحت اچھی ہے۔ وہ لڑتی رہی اور میں باہر نکل جاتا۔ ایک لڑ رہا ہے تو دوسرے کو ذرا Patience دکھانا چاہیے کہ چلو کوئی بات نہیں آج یہ لڑ رہا ہے تو کر ہی لے تھوڑا بہت۔

(ماہ فروری 2012ء بمقام مرکز تعمیر ملت گوجرانوالہ)

# محفل 58

ایک بزرگ بھائی کی بات چلی کہ ان کا خیال ہے کہ وہ دعوتی سرگرمیوں میں متحرک نہیں ہیں اس لئے قبلہ شیخ سلسلہ ان سے ناراض ہیں۔ اس پر فرمایا:

ان سے بات ہوئی تھی کہ ذرا Actively part لیں، یہ علیحدہ ہو کے بیٹھنے والی بات نہیں ہے۔ اس Topic پہ ان سے بات ذرا ہوئی ہے کہ آپ Actively ذرا آگے آئیں کیونکہ جس مقصد کے لئے حلقہ بنایا گیا ہے وہ یہ نہیں ہے کہ آپ میں اتنی بزرگی آجائے اور آپ ایک طرف بیٹھ جائیں۔ چپکے سے بیٹھ جائیں، اظہار بھی نہ کریں، کوئی کام بھی نہ ہو کہ ریا کاری نہ ہو جائے۔ میں نے بتایا کہ ریا کاری لوگوں کے دیکھنے سے نہیں ہوتی۔ ریا کاری آپ کے دکھلانے سے ہوتی ہے۔ آپ کی نیت سے ہوتی ہے۔ یہ نہیں ہے کہ آپ نماز پڑھ رہے، لوگ دیکھیں گے تو ریا کاری ہو جائے گی۔ مسلمانوں کی تو نماز ہی ایسی ہے جس کو سارے دیکھتے ہیں۔ ہندؤں کا بند مندروں میں ہوتا ہے، عیسائیوں کا بھی کلیسا میں ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی کھلی کھلی مسجدیں ہوتی ہیں، باہر لوگ نماز پڑھ رہے ہیں، باہر صحن میں صفیں بندھی ہیں اور لوگ نماز پڑھ رہے ہیں۔ عید کی نماز ویسے ہی حکم ہے کہ باہر جا

کے پڑھو،میدان میں پڑھو۔

ریا کاری دیکھنے سے نہیں ہوتی، دکھلانے سے ہوتی ہے۔ یہ کہ آپ مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں تو لمبے لمبے سجدے کریں،لوگوں کو یہ دکھائیں کہ یہ بڑا نمازی آدمی ہے۔دکھلاوا آپ کی نیت سے ہوتا ہے، دیکھنے سے نہیں ہوتا۔آپ یہ دل میں نہ کریں کہ میں بزرگی کے لئے کر رہا ہوں۔کسی آدمی کو اللہ اللہ اس لئے سکھا رہا ہوں کہ اس سے میں فائدہ اٹھاؤں گا۔یہ ہی کرنا ہے تو پھر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آپ پھر نہ ہی کریں۔اپنی بزرگی کا احساس ہو یا اس میں کوئی غرض ہے کہ اس سے وہ حاصل ہو تو پھر آپ نہ کریں۔محض اللہ کی رضا اور رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی کے لئے کام کرنا ہے۔حضور ﷺ کی امت کا یہ ایک انسان ہے، یہ فلاح کے راستے پہ چلے، دو جہاں میں کامیاب ہو جائے۔جس مقصد کے لئے اسے پیدا کیا ہے وہ حاصل ہو جائے۔بس یہ اس کے سوا اور کوئی نہیں ہونا چاہئے۔بس وہ دل میں ہو۔تو اس کے لئے کرنا ہے۔

بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حلقہ اسی لئے بنایا ہے۔پیری مریدی کے لئے نہیں بنایا۔بابا جی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: میں انسٹرکٹر بنا رہا ہوں، میں نے اصلاح کی تحریک کے لئے یہ بنایا ہے۔ہر آدمی اہل ذکر بن جائے،آگے وہ کام کرے۔یہ جو بیٹھ جانے والی بات ہے تو پھر یہ Condemned (غیر تسلی بخش) ہو جاتا ہے۔کیونکہ یہ اس لئے بنایا نہیں گیا اس لئے وہ روحانیت جو ہے وہ خراب ہو جائے گی۔جو بھی ایسے بیٹھ جائے گا اس کا کام ٹھیک نہیں رہے گا۔یہ بات ذہن سے نکال دیں کہ مجھے خادم حلقہ لگا

دیا ہے تو میں کروں گا تو یہ Show of ہو جائے گا۔ میں لوگوں کو اکٹھا کر کے ذکر کی بات کروں گا تو یہ دکھاوا ہو جائے گا۔ آپ کو یہ کرنا ہے۔ آپ اس کو ذرا Activley کریں۔ یہ بات ان کو کہہ دی تھی۔

یہ ناراض ہونے والی بات جو ہے ایسا نہیں ہے۔ ہم تو اس دفعہ جب وہاں گئے تھے تو ان کے ہاں ٹھہرے تھے۔ وہ تو بڑے اچھے بھائی ہیں، ان کو ذرا Active ہونے کے لئے میں نے کہا تھا کہ آپ ذرا Aggressive ہو کے کام کریں۔ کوئی سیٹ سنبھالیں، خادم حلقہ یا یہ ذکر اذکار، جو بھی آتے ہیں ان کو لگائیں۔ ذکر پر لگائیں اور ان کو آگے چلائیں۔ خیال کرنا پڑتا ہے۔ یہ ایسے تو نہیں ہو جاتا کہ آپ کہہ دیں تو ہو جائے، مسلسل محنت کرنی پڑتی ہے۔ آگے اللہ کا Factor ہے، جس کا منظور ہو گا، وہی آئے گا۔ آپ جتنا مرضی کوشش کریں۔ خدا جس کو دینا ہوتا ہے اسی کو لاتا ہے۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم تو ہر ایک کو Pipe لگاتے ہیں کہ اس کو جائے لیکن وہ Valve اس کے کنٹرول میں ہے۔ کس کو دینا ہے، کس کو نہیں دینا، کس کو کتنا زیادہ دینا ہے، کس کو کم دینا ہے، یہ اس کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ وہ نہیں دینا چاہتا تو کہتا ہے کہ آپ سے یہ نہیں پوچھا جائے گا، آپ کا یہ ہے کہ آپ پہنچا دیں بس۔ آپ سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ یہ ایمان کیوں نہیں لائے؟ آپ سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ یہ جہنم میں کیوں گئے؟ آپ پہنچا دیں بس۔ اس کے لئے اُنہیں کہا تھا کہ یہ Actively کرنا چاہئے، ہمارا کام بڑا اہم ہے۔ یہ بڑا Important ہے اور اس کی ضرورت بھی ہے۔

# محفل 59

**اَلرَّحْمٰنُ ۔عَلَّمَ الْقُرْآنَ۔**

رحمان۔جس نے قرآن سکھایا۔

**خَلَقَ الْاِنْسَانَ۔**

انسان کو پیدا کیا۔

**عَلَّمَهُ الْبَیَانَ۔**

انسان کو بیان سکھایا۔قرآن کے لغوی معنی  بار بار پڑھی جانے والی۔قرآن کواس حیثیت سے لیں۔جو بار بار پڑھی جانے والی چیز ہے۔وہ سکھائی پہلے۔بار بار Repeat ہونے والی چیز جو ہے وہ پہلے سکھائی۔

**اَلرَّحْمٰنُ ۔عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۔**

جو Repeat ہونے والا ہے سب کچھ وہ سکھایا۔

**خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۔**

جو ایک بات کو Repeat کرتے رہتے ہیں۔پھر انسان کو پیدا کیا۔

**عَلَّمَهُ الْبَیَانَ۔**

اس کو اس بار بار پڑھی جانے والی چیز کی Explanation کرنا سکھایا۔

اس بات کی تفسیر و تشریح کرنے کے لئے اس کو بنایا۔

قرآن کی ایک آیت ہے:

**اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن۔**

مفسرین اس پر پوری کتاب لکھتے ہیں کہ یہ کیا ہے۔ یہ جو ہر انسان کو دیا۔ جیسے ابوالکلام آزاد کی وہ 'اُم الکتاب' ہے۔ وہ کاتبِ تفسیر ہے۔ وہی Master piece ہے۔ باقی تفسیر میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔ (آپ نے دریافت کیا) کیوں جی! یہ پڑھی ہے؟ جواب ملا کہ نام ہی سنا ہے۔ فرمانے لگے: 'ترجمان القرآن' ان کی تفسیر کا نام ہے۔ 'اُم الکتاب' علیحدہ کتاب ہے۔ اسے پڑھنے سے پتا چلتا ہے ابوالکلام کے بارے میں کہ یہ ایسے تھے۔

قرآن سے مطلب وہ ہے کہ یہ کوئی دوسرا ہی ہوگا جو بار بار پڑھی جانے والی تسبیحات جو اللہ کہتا ہے کہ

**یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَمَا فِی الْأَرْضِ**[1]۔

ہر چیز تسبیح بیان کرتی ہے۔ پرندے بھی، چرند بھی، پتھر ہر چیز سارے اپنے اپنے شعور کے مطابق اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔ وہ تو Repeat ہی کرتے رہتے ہیں۔ کوا کاں کاں ہی کرتا رہتا ہے۔ کیا پڑھتا ہے وہ اللہ ہی جانتا ہے کہ اسے کیا سکھایا ہے۔ لیکن وہ ایک ہی بات ہے جسے وہ Repeat کرتا رہتا ہے۔ چڑیا اور دیگر پرندے جو ہیں ان کو اپنا اپنا جادے دیا گیا ہے۔ وہ یہی پڑھتے رہتے ہیں۔ یہاں Repetition ہے۔ بار بار تسبیح ہے۔ تب بھی ایک ایک جملہ دے دیا گیا ہے۔ Alphabetic نہیں تو ان کو یہ دے دیے گئے ہیں۔

انسان کو پیدا کیا تو اس کو بیان سکھایا۔ اس کی Explanation وہ کرے گا۔ ایک ایک لفظ اس کو سکھایا گیا ہے۔ ایک ایک حرف پہ وہ Books لکھے گا۔

---

(1) سورۃ التغابن 64۔ آیت 1۔

بولے گا۔ تفاسیر پتہ نہیں کتنی لکھی گئی ہیں۔ جیسے جیسے انسان کی سمجھ بہتر ہوتی چلی جائے گی، یہ آگے چلتی رہیں گی۔ نیا زمانہ آئے گا تو یہ انسان کہے گا کہ یہ پرانی تفسیریں صحیح نہیں کہہ رہیں۔ یہ نئی تفسیر کی ضرورت ہے۔ چونکہ انسان کا علم Change ہو جاتا ہے پھر وہ اسی حساب سے سوچتا ہے کہ یہ پرانی تفسیریں صحیح نہیں لکھی گئیں۔ مطلب یہ کہ اس ڈاکٹر بوکائلے (Dr. Maurice Bucaille) جس نے 'بائیبل، قرآن اور سائنس' لکھی، اس نے عربی بھی پڑھی، سکالر بنا، اور ساری جدید وقدیم تفسیریں پڑھیں۔ اس نے جب یہ سورۃ علق پڑھی تو اسی 'علق' پہ ہی اڑ گیا۔

**اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ. خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ.**

عَـلَـق میں ہمارا لکھا ہوا تھا کہیں کہ خون کی بوٹی، کہیں لوتھڑا، کہیں کچھ اور۔ اس نے کہا کہ یہ سارے غلط ہیں۔ چونکہ انسان کی تخلیق میں Actual practice جو ہے اس میں خون کی پھٹکی آتی ہی نہیں ہے۔ اس میں یہ نہیں آتی لیکن اللہ نے جو لکھا ہے وہ ٹھیک لکھا ہے۔ لفظ عَـلَـق جو لکھا ہے وہ درست لکھا ہے لیکن مفسروں نے اس کی حقیقت کو نہیں پایا اور نہ ہی کسی نے درست لکھا ہے۔ اس نے لکھا کہ عَـلَق کا مطلب ہے چمٹ جانا، تعلق کسی سے قائم ہو جانا، چمٹ جانے والی چیز۔ اس کو وہ کہا ہے۔

**خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ.**

عَـلَـق سے بنا ہوا ہے۔ جیسے بھڑیں چھتا بناتی ہیں۔ پہلے بھڑیں ایک نقطہ لگاتی ہیں۔ وہ چمٹ جاتا ہے۔ پھر اس کو Knit up کر کے وہ آگے بنتی جاتی ہیں اور وہ Build up ہوتا ہے۔ Expand کرتا ہے۔ انہوں نے بھی ایسا کیا۔ عَـلَـق اس نے کہا کہ یہ قرآن کا لفظ درست ہے لیکن تعبیریں ساری غلط ہیں۔ یہ عَلَق کا لفظ ٹھیک ہے اور اس کا Translation یہ صحیح ہے۔ یہ سٹیج اس میں آتی ہے۔

اب آگے یہ بھی لکھا ہے کہ اللہ نے Balance پیدا کیا ہے۔ میزان۔ پرانے بزرگ کہتے تھے کہ اللہ نے ترازو اتارا۔ ترازو نہیں۔ اتفاق سے Balance کا مطلب بھی ترازو ہے۔ ترازو کو بھی Balance ہی کہتے ہیں۔ ترازو خواہ وہ سپرنگ والی ہو یا زنجیر والی، اس کو بھی Balance ہی کہتے ہیں۔ وہ بزرگ کہتے ہیں کہ ترازو اتاری۔ اللہ نے زمین اور آسمان پیدا کیے اور Balance پیدا کیا۔ اب وہ اپنی اپنی جگہ پر اپنے اپنے مداروں پہ چل رہے ہیں۔ چاند جو زمین کے گرد چل رہا ہے، ادھر یہ زمین کی کشش ہے یہ اس کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ دوسری طرف Centrifugal force ہوتی ہے۔ جو ان چیزوں کو جو زمین کے گرد گھوم رہی ہیں، انہیں مرکز سے باہر لے جانا چاہتی ہے۔ مرکز گریز قوت اس کا Translation کرتے ہیں۔ باغوں والے ایک سرکل میں پتھر پھینکتے ہیں کہ یہ گیا پتھر۔ آپ اسے گھماتے ہیں وہ دور جانا چاہتا ہے، جیسے چھٹتا ہے تو وہ گیا پتھر۔ دائرے میں آپ گولیاں گھمائیں، جو نکل جائے گی وہ ایسے باہر جائے گی جو چیز چل رہی ہوتی ہے وہ مرکز سے دور جانا چاہتی ہے۔ اب اس کو ایسا Balance کیا ہوا ہے کہ مرکز گریز قوت وہ اور ادھر سے Gravity درمیان میں اس کے Balance کر دیا ہے۔ نہ یہ اُدھر جا سکتی ہے کہ Centrifugal force اسے زمین سے دور ہٹا کے لے جائے نہ یہ کہ زمین کی Gravity اسے اپنی طرف کھینچ لے کہ اس کے ساتھ ٹکرا جائے۔ سارے سیارے جتنے بھی گھوم رہے ہیں ساروں کو ایسے کیا ہے۔ Balance کر دیا ہے۔

یہ جو Bullet train چلتی ہے اس کا کہتے ہیں کہ اس کے پہیے پٹڑی سے اوپر رہتے ہیں، یہ پٹڑی کو Touch نہیں کرتے۔ ایک بھائی نے کہا کہ وہاں Magnet لگا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: جو کچھ بھی ہو، وہ کون سا Magnet ہے

جو گاڑی کو اوپر اُٹھاتا ہے۔ Whatever they do یہ پٹڑی سے اوپر چلتی ہے۔ پٹڑی ضروری ہے مگر وہ پٹڑی سے اوپر چلتی ہے۔ Friction جس سے ختم ہو، وہ کرتے ہیں۔ پانی کا گلاس بھر کے رکھ دیں۔ مجال ہے کہ پانی کا ایک قطرہ گرے۔ اتنی Smooth وہ چلتی ہے۔ ورنہ اور بھی Instrument بنائے جو Space میں استعمال کرتے ہیں۔ اب پنکھے بھی وہ بنا دیے جن میں شافٹ جو ہے وہ درمیان میں Touch نہیں کرتی۔ اب آپ پنکھے کو گھما جائیں، کل آئیں، وہ چل رہا ہوگا۔ ہاتھ سے گھما کے جائیں، آپ آئیں گے تو وہ تب بھی چل رہا ہوگا۔ اس پنکھے کو روکنے والی صرف ہوا ہی ہے، اس کی اپنی Friction نہیں ہے۔

اللہ نے تو کہا ہے کہ بیلنس (Balance) اتارا، اس کا خیال رکھنا ہے۔

**لَا تُخۡسِرُوا الۡمِيۡزَانَ۔**

اس کو کمی بیشی نہیں کرنی۔ اگلی دو آیات ہیں:

**اَلَّا تَطۡغَوۡا فِی الۡمِيۡزَانِ۔ وَاَقِيۡمُوا الۡوَزۡنَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا تُخۡسِرُوا الۡمِيۡزَانَ**[1]۔

وزن کو صحیح رکھنا اور بیلنس خراب نہیں کرنا۔ یہ انسانوں کو کہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ بیلنس خراب کر سکے گا۔ اس کے ہاتھ میں بات آجائے گی۔ یہ بیلنس خراب کرے گا اور پھر گڑبڑ ہو جائے گی۔ کوئی چیز فضا میں ایسے لٹکی ہو۔ اس میں ذرا بھی آپ خلل ڈالیں گے تو اس کے اثرات سامنے آئیں گے۔

**اَلشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ۔ وَالنَّجۡمُ وَالشَّجَرُ يَسۡجُدٰنِ۔ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الۡمِيۡزَانَ**[2]۔

---

(1) سورۃ الرحمٰن 55: آیات 8-9۔
(2) سورۃ الرحمٰن 55: آیات 5-7۔

وہ چاند، سورج، ستارے، سیارے سب وہاں چل رہے ہیں۔ ایک میزان قائم کردیا ہے۔ سب اپنے اپنے مداروں میں چل رہے ہیں۔

**لَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ۔**

تم نے نظام میں گڑبڑ نہیں کرنی۔ یہ جو بیلنس ہے اسے خراب نہیں کرنا۔

**وَأَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ۔**

اب یہ خراب کر سکے گا۔ یہ جو راکٹ ہم پھینک رہے ہیں۔ یہ چاند پہ چلے جاتے ہیں۔ اب اس چاند کا وزن زیادہ ہو گا تو یہ بیلنس تو خراب ہو گا۔ یہ زمین پر بھی آ سکتا ہے۔ یا ادھر زمین پہ وزن کم ہو گیا تو Gravitational force اسے باہر لے جا سکتی ہے۔ یہ مٹی، پتھر اکھاڑ کے جو لے آتے ہیں۔ ایسے جو کانٹے پر لگا ہوا وزن ہو، اس میں اگر ایک کاغذ بھی رکھیں گے تو وہ بتائے گا کہ بیلنس خراب ہو گیا ہے۔ خدا نے تو کہا کہ اس کو بیلنس ہی رکھنا ہے۔ اس میں کمی بیشی نہیں کرنی۔ کمی بیشی کا مطلب ہے کہ نہ کوئی چیز ادھر سے نکالیں اور نہ ہی کوئی چیز ڈالیں۔ ٹیسٹ کے لئے جو Material بھی چاند پر بھیجا وہ اُدھر ہی رہ گیا۔ تصویریں بھیج دیں، خود اُدھر رہ گیا۔ یہ مٹی، پتھر اُکھاڑ کے یہاں لے آئے تو وزن کم ہو گیا۔ اللہ نے تو یہ کہا کہ بچ کے رہنا، اس کو چھیڑنا نہیں۔ Balance کیا ہوا ہے۔

جو اس انسان نے کام نہیں کرنا، وہی کرتا ہے۔ کہا ہے کہ اس درخت کے قریب نہ جانا، جنت میں رہو گے۔ کھاؤ، پیو، موج کرو۔ اس نے اسے ہی کھانا ہے۔ اسی وقت خواہش پیدا ہو گئی کہ اس کو کیوں نہیں کھانا؟ میں تو اسی لئے عرض کیا کرتا ہوں کہ آدم علیہ السلام کو پیدا ہی اس لئے کیا۔ فرشتے، غلطی نہ کرنے والی مخلوق تو تھی۔ ایسی مخلوق پیدا کرنی تھی جو غلطیاں، کوتاہیاں کرے، اور وہ معافی مانگے۔ اسے اللہ نے

اپنی صفات کے اظہار کے لئے پیدا کیا کہ جب میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں مجھے Recognition ملے کہ میں کیا ہوں تو انسان کو پیدا کیا۔ خلق کو پیدا کیا اور سب سے بعد میں انسان پیدا ہوا۔ اللہ کے رحم و کرم اور اس کی بخشش کا کب اظہار ہو جب کوئی گناہ کرنے والا ہو ہی نہ۔ معافی نامہ کے ساتھ۔ ایک حدیث بھی ہے جو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور جس میں تھا کہ اگر سارے انسان اچھے ہو جائیں، کوئی گناہ نہ کرے، سارے نیک ہو جائیں، تو اللہ مخلوق کو مٹا دے گا، پھر نئی مخلوق پیدا کرے گا جس میں لوگ گناہ بھی کریں۔ اس حکمت کو سمجھیں کہ جو گناہ کرے اور معافیاں مانگے کہ میں بخشوں اور میں معاف کروں تو اس کی صفات کا کیسے پتا چلے گا اگر یہ نہ ہوں۔ اسی لئے ضروری تھا۔ میں کہتا ہوں کہ آدم علیہ السلام Fail نہیں ہوئے تھے۔ آدم علیہ السلام پاس ہو گئے کیونکہ ایسا بنایا تھا کہ یہ گڑ بڑ کرے گا، معافی مانگے گا تو وہی بنایا۔ وہ پاس ہو گئے کہ میں تو کروں گا۔ کہا کہ جاؤ زمین پہ۔ زمین کے لئے بنایا تھا ناں، جب وہ غلطی کر لی تو کہا کہ پاس ہو گیا کہ جائیں اب زمین پر اتر جائیں۔ فرمایا کہ تمہارا کچھ دیر تک وہاں ٹھکانا ہے۔ میری ہدایت وہاں آتی رہے گی۔ جو مان لیں گے، صحیح رہیں گے، جنت میں پھر مل جائیں گے۔ بلکہ وہ علامہ کہتے ہیں:

تیرے ہُنر میں جچتے نہیں بخشے ہوئے فردوس
نظر میں جنت تری پنہاں ہے ترے خونِ جگر میں

محنت کروں، کام کروں، جنت As reward مجھے ملے پھر ٹھیک ہے۔

وگرنہ یہ اچھا نہیں ہے۔ جیسے یہ بچے ہیں۔ بچے کو کسی محل میں بٹھا دیں تو اس کو مزہ نہیں آئے گا۔

(خواتین ڈے مورخہ 4 مارچ 2012ء بروز اتوار بمقام مرکز تعمیر ملت گوجرانوالہ)

# محفل 60

ایک بھائی نے کہا کہ بابا جی! یہ جو دولت کی فراوانی ہے، یہ بڑی خرابیاں پیدا کرتی ہے۔اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ فرمانے لگے:

اللہ کا شکر کریں جن کو اللہ نے ان سنہری چیزوں سے نہیں آزمایا۔غربت میں تو اللہ یاد آتا ہی ہے،اس میں اللہ بھی بھول جاتا ہے۔۔ہے تو ٹھیک یہ۔کسی میگزین یا مجلّہ میں ایک کیس تھا کہ کسی نے زمین کے تنازعہ پر بھائی کو مارا، بھتیجوں کو مارا۔یہ کیا، وہ کیا۔زمین کے بارے میں ایسا ہی ہوتا ہے ناں۔جج نے پھر سزا لکھی۔زمین جو تھی وہ بھی مقتول کے ورثاء ۔۔۔اس میں آگے لکھا تھا کہ وہ لوگ اچھے ہیں جو اپنی اولاد کے لئے زمینیں نہیں چھوڑ کے جاتے۔یہ لڑلڑ کے مرجاتے ہیں۔بھتیجوں کو ماردو، زمین ہمارے قبضے میں آجائے۔لڑکیاں ہیں تو ان کی شادی نہیں کرتے کہ زمین باہر نہ چلی جائے۔قرآن سے شادی۔ایسے کام ادھر لوگ جو کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ قرآن سے تیرا نکاح ہوگیا ہے، بس اب تیرا نکاح نہیں ہوسکتا۔ساری عمر ادھر ہی بیٹھنا ہے۔ایسی ایسی باتیں نکالی ہوئی ہیں۔یہ دولت ہی ہے جو لے کر بیٹھ جاتی ہے۔

**أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ** (1)۔

تمہیں زیادہ ہونے کی ہوس نے گمراہ کر دیا ہے۔اور زیادہ۔اور زیادہ

---

(1) سورۃ التکاثر 102: آیت 1۔

تکاثر ۔اسی چکر میں آدمی پڑا رہتا ہے۔سارے کام،سارے اخلاقیات،سب کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔خونخوار درندہ بن جاتا ہے۔مارو۔زمین جو ہے، یہ پیسہ جو ہے وہ قابو آجائے۔رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں انہوں نے کبھی زکوۃ نہیں دی۔نہ وہ اکٹھا ہوا سال بھر اتنا سونا اور چاندی کہ سال بھر اکٹھا رہے۔جو آتا تقسیم کرتے۔مسجد سے ادھر ہی آتا اور تقسیم ہو جاتا۔علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے کہ

مردِ درویش کا سرمایہ ہے آزادی و مرگ
ہے کسی اور کی خاطر یہ نصابِ زر و سیم

فقیر آزادہی ہوتا ہےاور پھر مر جاتا ہے۔یہ نصاب زر و سیم ہمارے لئے نہیں ہے۔جو ہے بانٹ دو۔اسی کا دیا ہوا ہے۔اس میں سے دے دو۔

کوئی چیز بھی خلاء میں قائم نہیں ہو سکتی۔اعلیٰ جذبات یا محبت۔کوئی چیز وہ اندر ہوگی تو اس کے اثرات سے کوئی چیز آپ قربان کر سکتے ہیں یا جو اس سے اعلیٰ جذبہ مل جائے۔خدا کی محبت ملے گی تو ماسوا اللہ سے دل غنی ہو گا، ورنہ نہیں ہو سکتا۔ علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہا:

نہ ڈھونڈ اس چیز کو تہذیبِ حاضر کی تجلی میں
کہ پایا میں نے استغناء میں معراجِ مسلمانی

وہ جو پیار والی بات ہے، دل والی بات،اس میں مت ڈھونڈ۔اس میں وہ نہیں ملے گی۔

**وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔**

اللہ نے کہا کہ آپ کا کام پہنچا دینا ہے۔بتا دیں۔آگے آپ کو داروغہ بنا کر نہیں بھیجا۔خود کرے گا۔اسے عقل، سمجھ والا بنایا ہے۔درخت کو کھا سکتا ہے، کام والی طرف خود چلا جاتا ہےاور یہ بھی تو ہے کہ میرا خدا ہے میں نے اس کا کہا ماننا ہے۔

علم کی بنیاد تو یہاں سے شروع ہوتی ہے کہ اپنے آپ کو جانو کہ میں کون ہوں ؟ کہاں سے آیا ہوں؟ مجھے کیسے بنایا ہے؟ آگے ایٹم کی سائنس اور کیا کچھ بنانے کی بات ہے، اپنا نہیں پتا کہ میں کیا ہوں؟ اسی لئے وہ حدیث تو نہیں، قول ہے کسی کا کہ

**مَن عَرَفَه نفسه فَقَد عَرَفَه رَبَّه۔**

جس نے اپنے آپ کو جان لیا، پہچان لیا۔ میں کیا ہوں؟ کس لئے بنایا گیا ہوں؟ کیوں بھیجا گیا ہوں؟ وہ اللہ کو بھی پہچان لے گا۔ پہلے اگر یہی نہیں پتا کہ میں کیا ہوں اور کس لئے آیا ہوں، باقی سائنس اور علوم جو ہیں، ان کا کیا کرے گا؟

آپ نے بھائیوں کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو پیار کیا اور اپنا واقعہ سنایا:

میں خالد ڈار صاحب کے پاس گیا ہوا تھا۔ وہاں سامنے ہی ان کے ایک پڑوسی گجرات سے ہیں۔ ان کا آپس میں کافی آنا جانا ہو گیا ہے۔ ان کی ایک چھوٹی سی بچی ہے جو وہاں ہمارے بچوں کے ساتھ ہی کھیلتی رہتی ہے۔ میں گیا تو اسے کہا کہ سنائیں ذرا کچھ۔ درود شریف پڑھیں۔ اس نے اپنی توتلی زبان سے **اللھم صلی علیٰ سیدنا محمد**۔ بڑی سُر سے سنایا۔ اس کا نام رکھا 'قاف'۔ اسے کہا کہ نعت بھی سناؤ۔ اس نے بڑی اچھی سُر سے سنائی۔

لگیاں نے موجاں ہن لائی رکھیں سوہنیاں

(توتلی زبان میں)

یہ مسلمانوں کی خوش نصیبی ہے کہ پیدا ہوتے ہی ہمارے کانوں میں سب سے پہلی آواز اللہ کی ڈالتے ہیں۔ **اللہ**۔ اللہ۔ اذان کی آواز دیتے ہیں کہ پہلی آواز **اللہ** کی جائے۔ پھر جب بولنے لگتے ہیں تو حکم ہے کہ بچے کو **اللہ** سکھاؤ۔ بات کرنی شروع کرے تو اس کو یہ سکھاؤ: **اللہ**۔ بات کرے تو کلمہ سکھاؤ: **لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ**۔ اس کے ساتھ ساتھ چلنا ہے۔ اس کے ساتھ اس کا تعلق قائم ہو جائے

اور قائم رہے۔سورۃ الجمعہ میں یہود کے متعلق آتا ہے کہ

**مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا**(1)۔

ان کی مثال ایسی ہے جن کو تورات دی گئی تو وہ اس کو سنبھال نہ سکے۔ان کو اٹھوایا گیا مگر انہوں نے اٹھائی نہیں۔

**كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا**(1)۔

یہ ان گدھوں کی طرح ہیں جن پر کتابیں لدی ہوئی ہیں۔

اب کتاب تو ہے جی ہمارے پاس لیکن کسی گدھے سے جتنی مرضی آپ حکمت کی باتیں کریں مگر وہ گدھا ہے، گدھا ہی رہے گا، جب وہ ان سے فائدہ نہیں اٹھا رہا۔ اللہ کی عظیم ترین نعمت قرآن پاک کی کتاب مسلمانوں کے گھر میں پڑی ہے۔پوری دنیا کی کوئی قوم کہہ نہیں سکتی کہ ہمارے پاس Original کتاب ہے۔یا کوئی انسان چاہتا ہے کہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا چاہے تو کیسے کرے، سوائے اس کے کوئی نہیں۔اور کوئی راہنمائی والی کتاب نہیں۔راہنمائی والی کتاب یہی Book ہے۔اب یہ ہماری قسمت یا بدقسمتی ہے کہ اب ہم اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں یا نہیں اٹھاتے۔اللہ نے کبھی کہا کہ یہ اسی لئے بھیجی تاکہ تمہارے لئے اور تمہاری قوم کے لئے اس میں ہدایت ہے اور تم سے سوال کیا جائے گا۔یہ بھیجی ہے۔اللہ نے بھیجی ہے۔سرکار نے بھیجی ہے۔آپ عمل نہیں کریں گے تو پوچھا جائے گا۔کیا کیا تھا اس کے ساتھ؟

یہاں تو مولویوں کا جس طرف مرضی رجحان چل پڑتا ہے۔جو بخشانے والے آتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے سب کو جنت میں لے کر جانا ہے یہاں جو مرضی کرتے رہیں۔قرآن میں یہی لکھا ہے کہ میرا رسول جو ہے وہ خود کہے گا کہ یا اللہ! یہ ہے میری قوم جنہوں نے تیرے قرآن کو پسِ پشت ڈال دیا۔اگر FIR ہی انہوں

(1) سورۃ الجمعہ 62: آیت 5۔

نے جمع کرا دی تو پھر کہاں بخشش ہو گی؟ پھر کہاں شفاعت ہو گی؟ شفاعت صرف ان کے لئے ہے جن کی نسبت ان کے ساتھ ہے۔ یہ ہے میری قوم جنہوں نے قرآن کو پسِ پشت ڈال دیا تھا۔ کہیں گے کہ امت تو میری ہے۔ امت تو آپ ﷺ ہی کی ہے اور کہا کہ انہوں نے یہ کیا ہے۔ جو اللہ کی طرف سے آئے وہ بھی یہ کہتے تھے کہ میرے آنے کے بعد لوگ دوزخ میں جائیں تو بڑے افسوس کی بات ہے۔ حضور رحمۃ للعالمین ﷺ آئے۔ ساری دنیا کے لئے رحمت بن کر آئے، جن کی امت میں آنے کے لئے انبیاء خواہش کرتے تھے کہ ہم اس وقت میں آئیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں آیا ہوں تو اب یہ پھر دوزخ میں جائیں تو یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ افسوس تو ہے ہی۔ رحمۃ للعالمین ﷺ کو افسوس تو ہو گا ہی۔ کیوں گئے؟ اتنی سادہ بات۔ کوئی بوجھ نہیں۔ کوئی مشکل نہیں پیدا کی۔ سزاءً کوئی چیز حرام نہیں کی۔ دو چار چیزیں ہیں۔ باقی سب کھاؤ، موج کرو۔ نہ کام کاج چھوڑنے کو کہا۔ نہ پہاڑوں میں بیٹھنے کو، رہبانیت کو کہا کوئی ضرورت نہیں۔ بادشاہ کا اپنا نظام ہے۔

حضور ﷺ بھی پریشان ہوتے تھے۔ کہا کہ آپ ﷺ کیوں پریشان ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ مت جان گھلائیں۔ اگر ہم چاہیں تو ایسی نشانی اتاریں کہ سب سربسجود ہو جائیں لیکن ان کے لئے ہم نے نہیں کرنا۔ آپ ﷺ کا کام پہنچا دینا ہے۔ ادھر آ جائیں گے سارے تو ہم دیکھ لیں گے۔ پہنچا دینا آپ ﷺ کا کام ہے۔ عَلَیکَ البَلاغ، عَلَینَا الحِسَاب۔

آپ ﷺ کا کام پہنچا دینا ہے۔ حساب ہم نے کرنا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ آپ ﷺ فکر نہ کریں۔ آپ ﷺ سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ یہ ایمان کیوں نہیں لائے؟ آپ ﷺ سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ یہ جہنم میں کیوں گئے؟ آپ ﷺ بتا دیں کہ یہ ہے۔ یہ زندگی ہے، اس کے بعد دوسری زندگی ہے۔

جن کو زیادہ یقین تھا انہوں نے اس کے ساتھ دل ہی نہیں لگایا۔انہیں پتا ہے کہ یہ چھوڑ جانا ہے۔یہ مکان صبح خالی کر دینا ہے۔کون کہے گا کہ فلاں چیز لاؤ اور فلاں چیز لاؤ۔ انہوں نے اس کو Decorate نہیں کیا۔

ایک امیر مسلمان تھا۔اس نے چھوٹا سا مکان بنایا۔بڑی دولت تھی ۔کسی نے کہا کہ بڑا پیسہ ہے، آپ نے یہ چھوٹا سا مکان بنایا ہے۔کہا کہ چھوڑ کے جانے کے لئے یہی کافی ہے۔جسے چھوڑ ہی دینا ہے اس کے لئے یہی کافی ہے۔بڑے بڑے بنا کر کیا کرنا ہے؟ سب کو پتا ہے کہ چھوڑ جانا ہے لیکن آگے والی بات جو ہے وہ پیدا ہو تو بات ہے۔سب کو پتا ہے کہ باپ دادا سب چلے گئے۔موت آنی ہے۔چھوڑ کر چلے جانا ہے لیکن ساتھ اس کی کشش ہے۔اس میں ساری صلاحیتیں جو ہیں، سارا زور، ساری عقل و فہم اسی میں لگا دیتے ہیں۔سورۃ الکہف میں آیا ہے:

**قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا**(1)۔

ہم بتائیں آپ کو سب سے زیادہ خسارہ اٹھانے والے کون ہیں؟ اللہ فرماتا ہے:

**هَلْ نُنَبِّئُكُمْ**۔ ہم آپ کو خبر دیں؟

**بِالْأَخْسَرِينَ**۔ کون سے لوگ ہوں گے؟ یہ کہ انہوں نے ساری اہلیت اس دنیا میں ہی صرف کر دی۔اسی میں لگا دی۔وہاں کچھ بھی نہیں ملے گا۔سارا زور لگایا جو بھی کرے گا اسے دیں گے۔دنیا کے معاملے میں ہم نے بخل نہیں کیا۔ان کو دنیا دے دی۔وہاں کچھ بھی نہیں ہو گا۔کوئی چیز نہیں ہو گی۔سب سے زیادہ خسارہ اٹھانے والے وہ لوگ ہیں۔

**الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا**(2)۔

---

(1) سورۃ الکہف 18: آیت 103۔
(2) سورۃ الکہف 18۔آیت 104۔

اپنی ساری سعی ۔ ساری کوشش حیاتِ دنیوی کے لئے صرف کر دی۔ اللہ کی آیات پر آخرت پر یقین نہیں کیا۔ وہ اس کو مانتے ہی نہیں۔ سورۃ الکہف کی آیت 105 میں فرمایا:

**أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ**

**أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا۔**

قیامت کے دن ان کے لئے ہم میزان بھی قائم نہیں کریں گے۔ کیسی میزان؟ بندے کے سب کام ادھر ہی چلے گئے۔ اعمال کیسے؟ خدا کو اور آخرت کو مانتا ہی نہیں ہے۔ اس کے اعمال صالح کہاں سے پیدا ہوں گے؟ ان کے لئے کہا کہ میزان بھی قائم نہیں کریں گے۔ بات بھی نہیں کریں گے۔ آمنا سامنا بھی نہیں ہوگا۔ لے جاؤ۔ باہر سے باہر ہی لے جاؤ۔ وہ پیغام تو سارے ہو گئے ناں جی۔ اللہ نے دے دیے۔ وہاں بھی عہدِ الست لے لیا۔ میں تمہارا رب ہوں۔ اللہ نے سارے انتظام کر دیے۔

کسی نے ایک Message بھیجا۔ ایک بادشاہ تھا۔ وہ گزرا تو فقیر بازار میں بیٹھا تھا۔ اس نے کہا کہ سائیں بابا! یہاں بازار میں کیوں بیٹھے ہیں؟ (فقیر نے کہا) میں یہاں کوشش کر رہا ہوں کہ اللہ کی اور بندوں کی صلح کرا دوں۔ کوشش کر رہا ہوں۔ (بادشاہ نے کہا) پھر ہوا کوئی کام؟ (فقیر نے کہا) نہیں جی۔ وہ اللہ تو مانتا ہے۔ بندے نہیں مانتے۔ اللہ تو کہتا ہے کہ میرے ساتھ صلح کر لیں۔ بندے نہیں مانتے۔ انہوں نے اپنی مرضی کرنی ہے۔ دنیا کے بازار میں بندے نہیں مانتے۔ اللہ تو مانتا ہے کہ ٹھیک ہو جائیں مجھ سے صلح کر لیں، جو میں کہتا ہوں وہ کر لیں لیکن بندے نہیں مانتے۔ مہینے دو بعد دیکھا کہ قبرستان میں بیٹھے رو رہے ہیں۔ بادشاہ گزرا (اور پوچھا) آج ادھر ڈیرہ لگایا ہے؟ (فقیر کہنے لگا) میں اللہ میاں کی اور بندوں کی صلح کرا رہا ہوں۔ (بادشاہ

نے کہا) پھر؟ (فقیر نے جواب دیا) اب بندے تو مانتے ہیں مگر اللہ میاں نہیں مانتا۔

تمہیں بھیجا۔ نبی بھیجے، پیغمبر بھیجے، اور نیک بندے بھی رسول اللہ ﷺ کے بعد پیچھے آتے گئے۔ حق کی بات بتاتے رہے۔ پیغام تجھے پہنچاتے رہے۔ کتاب بھیجی، محفوظ کر دی۔ ہم نے اس کی حفاظت کا ذمہ لے لیا۔ اس میں کوئی گڑبڑ نہیں ہوگی۔ پرانی کتابیں تحریف ہو گئیں۔ وہ Change ہو گئیں۔ سب کچھ بدل گیا۔ نہ اللہ نے کسی کی حفاظت کا ذمہ لیا تھا، نہ ہی قائم رہیں۔ اس کا

**إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ**(1)۔

کہہ دیا کہ ہم نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ جو مرضی کرتے رہو، کوئی ایک حرف ادھر اُدھر اور کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی۔ بالکل سیدھی سیدھی جیسے نازل ہوئی تھی ویسے آ گئی ہے۔ انگریزوں نے، فرانسیسیوں نے بڑا کام کیا، ہزاروں ڈالر خرچ کیے، ساری دنیا جہان سے قرآن اکٹھے کیے کہ کہیں کوئی ان کی کتاب میں فرق مل جائے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہماری کتاب وہ ہے، کوشش کرو کہ اس میں کوئی فرق مل جائے۔ ساری دنیا سے انہوں نے قرآن کے جدید و قدیم سارے نسخے اکٹھے کیے۔ سالوں لگے لیکن کوئی فرق ملا نہیں۔ جو پرانے نسخے بغیر زیر زبر کے لکھے ہوئے ہیں، وہ بھی لیے پرانے جو کبھی پڑھے بھی نہیں جاتے۔ کسی چیز کی کمی بیشی بالکل نہیں۔ بند کر دیا ادارہ۔

وہ پیغام پہنچا دیا۔ آگے پیغام پہنچانے والے بھی پہنچا دیے۔ بات بھی ہوتی رہتی ہے۔ شیطان تو چپکے چپکے وار کرتا ہے۔ اللہ کی آواز تو میناروں سے بلند سپیکروں سے ہوتی ہے۔ اس (اللہ) کی سنتے نہیں، جو چپکے چپکے اندر سے مارتا ہے، اس کی سنتے

(1) سورۃ الحجر 15: آیت 9۔

ہیں۔ بلند میناروں سے ہو رہی ہے، اس کی نہیں سنتے۔ اس فقیر نے بھی کہا کہ اب بندے تو مانتے ہیں، اب اللہ نہیں مانتا۔ کام تو ادھر کا ہے، ادھر ہی صلح ہو جائے، جو اللہ نے کہا ہے کہ میرے بندے ہیں اسی طرح کریں اور وہ سب ٹھیک ہو جائے۔

بس جی اللہ کا اپنا نظام ہے۔ جنہوں نے کام کرنا ہے وہ کرتے رہیں بس۔ جن کی لگی ہے ڈیوٹی پہنچانے کی وہ پہنچاتے رہیں گے۔ جو آنا نہیں چاہتے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بھی لکھا ہے کہ جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم درمیان میں ایک چھپا ہوا نظر نہ آنے والا پردہ حائل کر دیتے ہیں کہ یہ جائے ہی نہ۔ ہم خود ہی درمیان میں پردہ حائل کر دیتے ہیں۔ کانوں میں آواز تو آتی ہے، قرآن کا وہ پیغام اور نورانی باتیں نہیں جاتیں۔ ہم خود ہی پردہ حائل کر دیتے ہیں۔ اب وہ پردہ اللہ میاں حائل کرے تو کون سنائے پھر؟ اللہ نے کہا ہے کہ آپ کی طرح سنتے ہیں لیکن آپ بہروں کو سنا نہیں سکتے۔ روحانی طور پر وہ بہرے ہیں۔ ویسے وہ کان ٹھیک ہیں۔ اسی طرح آپ ان کو راستہ نہیں دکھا سکتے، جو اندھے ہیں۔ آپ کی طرف بڑے غور سے دیکھ رہے ہوتے ہیں، روحانی طور پر اندھے ہیں۔ آپ اندھوں کو راستہ نہیں دکھا سکتے۔

اللہ کے اپنے نظام ہیں۔ ان کی Categorization ہوئی ہے۔ کون بہرے ہیں۔ کون گونگے ہیں۔ کون اندھے ہیں۔ آپ جو مرضی کرتے رہیں مگر وہ ایسے ہی ہیں۔ وہ ادھر ہی رہیں گے۔ نوح علیہ السلام سے کہہ دیا کہ بس اب۔ نو سو سال سے جو ایمان لے آئے ہیں بس یہی ہیں۔ اب اور کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ قوم کا ایک شہر تھا۔ کچھ نہ کچھ ہزاروں میں تعداد تو ہو گی مگر کہہ دیا کہ بس یہی ہیں۔ اور نہیں ایمان لائیں گے۔ آخر میں انہوں نے بھی کہہ دیا تھا۔ انہوں نے بھی دعا مانگ لی تھی کہ اے اللہ! روئے زمین پر کوئی کافر باقی نہ رہے۔

**وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّاراً**(1)۔

اتنا لمبا وعظ کیا۔نوسو سال، ساڑھے نوسو سال۔پھر انہوں نے بھی کہہ دیا کہ زمین پر کوئی کافر باقی نہ رہے۔ان کو کسی کو چھوڑنا نہیں۔اگر آپ نے چھوڑ دیا تو ان کی اولاد جو ہے وہ بھی ایسی ہوگی۔بچے بھی بھیڑیے ہوں گے۔

**إِنَّكَ إِن تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِراً كَفَّاراً**(2)۔

یہ ایمان آگے بھی جاتا ہے۔بے ایمانی بھی آگے جاتی ہے۔کہا کہ چھوڑ دیا تو ان کی اولاد بھی ایسی ہوگی۔یہ بھی آگے جاتی ہے۔بندہ صاحب ایمان ہے تو اللہ بچوں کو بھی ایمان عطا فرما دیتا ہے۔بروں کا بھی ایسا معاملہ ہوتا ہے۔آج کل بیماریاں ساری ڈاکٹر بھی چیک کرتے ہیں کہ ہاں جی! تمہارے باپ، دادا میں سے کسی کو خاندانی تکلیف ہے؟ یہ سارا کچھ ورثے میں جاتا ہے۔یہ بیماریاں جیسے یہ ٹی بی جو ہے۔

کرنے والے کرتے رہیں گے۔پیغام پہنچاتے رہیں گے۔آگے اللہ نے کہا کہ دوزخ کو بھرنا ہے تو یہ بات ہو کے رہنی ہے۔اُدھر پوچھے گا اللہ میاں کہ بھر گئی ہے؟ وعدہ کیا ہے تو پوچھے گا وہاں کہ Full ہوگئی ہے؟ دوزخ کہے گی کہ ابھی اور بھی ہیں تو لے آؤ، جگہ بڑی۔دوزخ کہے گی کہ ابھی بڑی جگہ ہے۔لے آئیں اور بھی زیادہ ہیں تو لے آئیں۔وہ مالک ہے جی، جیسا اس نے چاہا نظام کو بنایا ہے۔یہ سب کچھ کیا۔جب Choice دے دیا تو اختلاف تو ہونا ہی ہونا تھا۔یہ تو ہوگا ہی۔

(خواتین ڈے مورخہ 4 مارچ 2012ء بروز اتوار بمقام مرکز تعمیر ملت گوجرانوالہ)

---

(1) سورۃ النوح 71: آیت 26۔
(2) سورۃ النوح 71: آیت 27۔

# محفل 61

سورۃ البقرہ 2: آیات 257-256 کا وعظ فرما رہے تھے:

**لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔**

دین میں کوئی زور زبردستی نہیں۔

**قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ۔**

نیکی اور بدی الگ الگ کردی گئی ہیں۔

**وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا۔**

جو شیطان کی پیروی نہ کرے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے مضبوط راہ تھام لی۔

**وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔**

اور اللہ سنتا ہے اور جاننے والا ہے۔

**اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ آمَنُوا۔**

اللہ مؤمنوں کا ولی ہے۔ جو ایمان لاتے ہیں، ان کا دوست ہے، حمایتی ہے۔ جو مرضی ترجمہ کرلیں۔ اللہ اکیلا ہے۔ ان کا ولی ہے۔

**يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّوُرِ.**

ان کواندھیروں سے نکال کے اُجالے کی طرف لے جاتا ہے۔

**وَالَّذِيْنَ كَفَرُوا أَوْلِيَآؤُهُمُ الطَّاغُوت.**

جنہوں نے کفر کیاان کے دوست ہیں۔ولی کی جمع۔

**أَوْلِيَآؤُهُمُ الطَّاغُوت.**

ولی کی جمع اولیاء۔شیطانی گروہ جو ہیں سارے کے سارے وہ سب ان کے دوست ہیں۔

**يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَات.**

وہ روشنی سے لے کرانہیں اندھیرے میں لے جاتے ہیں۔

**أُوْلَـئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُونَ.**

وہی آگ میں جانے والے ہیں اور ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

مطلب ہے کہ وہ گروہ ہیں جو کام کرتے ہیں۔حضور ﷺ نے بھی فرمایا۔جو عامل لوگ ہیں ان کے پاس جنات آتے ہیں، جو اپنے یاروں کو ایک سچی اور چار جھوٹی بنا کے بتا جاتے ہیں۔وہ بتاتے ہیں کہ ایسے ہو گیا۔گول مول باتیں کر جاتے ہیں۔ان میں ایک سچی بھی ہو جائے، باقی جھوٹی ہوتی ہیں۔وہ ان کو بتاتے ہیں۔

ادھر یہ نہیں ہے کہ کام ہوتے ہیں یا نہیں ہوتے۔کام نہیں ہوتے کا مطلب ہے کہ آپ نے نہیں مانا۔سورۃ فصلت (1) میں ہے:

**وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ.**

---

(1) سورۃ فصلت 41: آیات 41-37۔

اللہ کی بہت بڑی نشانیاں ہیں۔ یہ رات اور دن، سورج اور چاند بہت بڑی نشانیاں ہیں۔

**وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ۔**

لیکن ان کو سجدہ نہیں کرنا۔ سورج بہت بڑی نشانی ہے جس سے کائنات کا نظام قائم ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ حیات اس سے قائم ہے۔ وہ اللہ کی بہت بڑی نشانی ہے۔ لیکن کہا کہ

**لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ۔**

سجدہ ان کو نہیں کرنا۔

**وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ۔**

اس اللہ کو سجدہ کرنا ہے جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ بے شک یہ بہت بڑی نشانیاں ہیں مگر سجدہ ان کو نہیں کرنا۔

**إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ۔**

اگر تم اللہ ہی کی بندگی کرتے ہو تو سجدہ کسی کو نہیں کرنا۔ یہ بہت بڑی نشانیاں ہیں لیکن سجدہ اللہ کو کرو جس نے ان کو پیدا کیا۔ اس کا مطلب ہے کہ جو مخلوق ہے وہ معبود نہیں۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آتا ہے کہ وہ سیر کرنے کے لئے گھوڑے پہ باہر کہیں کھلی جگہ گئے۔ وہ جا رہے تھے، سیدھا راستہ تھا۔ اس وقت راستے کچے ہوتے تھے۔ اس پہ جا رہے تھے کہ گھوڑا ایک طرف Right Left جانے کے لئے لگام کاٹے۔ انہوں نے اسے سیدھا کیا مگر پھر وہ ادھر زور لگائے۔ انہوں

نے کہا کہ چلو ! پتا نہیں اللہ کی کیا حکمت ہے، چلو جانے دو کہاں جاتا ہے۔ وہ ایک طرف راستہ چھوڑ کے گھوڑا چل پڑا۔ وہاں کوئی اجاڑ جگہ تھی یا کوئی درخت تھے۔ وہاں پہ جاتے ہوئے ایک درویش بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بڑے اللہ والے تھے۔ انہوں نے دیکھ لیا کہ یہ کسی مقام پہ پھنسا ہوا ہے۔ یہ کسی جگہ پھنس گیا ہے اور آگے جانے کی جگہ نہیں مل رہی۔ وہ اتر گئے۔ اس کو جگایا، اس سے بات چیت کی۔ اسے سمجھایا کہ یہ ایسے ہے، جہاں تم ہو اس سے آگے چلو وہ ہے۔ یہ تو درمیان کا راستہ ہے جہاں تم بیٹھے ہو، تو وہ پھر چلے گئے۔ انہوں کہا کہ مجھے جانتے ہو؟ کہا کہ میں جنیدؒ ہوں ادھر ہی رہتا ہوں، پھر کبھی کوئی مسئلہ ہو تو ہمارے ساتھ رابطہ رکھنا۔ اس درویش نے کہا کہ میں کسی جنید کو نہیں جانتا۔ جو جنید کو پکڑ کے اب لایا ہے، وہ پھر بھی لے آئے گا۔

تو یہ ہیں وہ اسباب۔ چلو شکریہ کہہ دینا جائز ہے کہ جی بہت مہربانی۔ شکریہ۔ جزاک اللہ۔ دعا خیر کر دینا وہ اچھی بات ہے لیکن فاعل حقیقی اللہ کو ہی سمجھنا ہے۔ اس نے چاہا تو تمہارا گھوڑا ادھر مڑ جاتا ہے۔ تمہیں پتا بھی نہیں ہے، کھینچ کے لے آیا۔ اس درویش نے کہا ہو گا کہ اللہ میاں کوئی بندہ بھیج تو بھیج دیا۔ (اس درویش نے کہا کہ) جو اب لے آیا ہے وہ پھر بھی لے آئے گا۔ وہ اس اللہ کو ہی مانتے ہیں۔ اللہ سارے اسباب بنا دیتا ہے۔ انہوں نے صاف کہا کہ میں نہیں جانتا کسی جنید رحمۃ اللہ علیہ کو جو اب لے آیا ہے وہ پھر بھی پکڑ کے لے آئے گا۔ یہ ہے کہ بات اس اللہ پر رکھیں تو یہ سارے رزق کے معاملات، یہ دنیا، یہ سارے، باباجی رحمۃ اللہ علیہ بھی کہتے تھے کہ اس کی مرضی سے ہوتے ہیں۔ پہلے جو ہوئے ہیں وہ بھی اس کی مرضی سے تھے۔ آگے بھی اسی کی مرضی سے ہوں گے۔ اس میں تمہارے فکر کرنے والی کیا بات ہے۔ خوش رہا کرو۔ جو

اللہ کرتا ہے، راضی رہا کرو۔ کوئی جیسا بھی ہو کوئی بات نہیں۔

## ضمنی باتیں:

فرمایا: یہ اللہ اللہ کرتے رہو۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ بھی کہتے تھے کہ مرشد کا کام ہے تمہارا تعلق بنا دینا۔ وہ (اللہ) بھی کہتا ہے کہ تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا۔ تم ایک دفعہ یاد کرو، میں دس دفعہ یاد کروں گا۔ کہتے تھے کہ ہم تو دوائی نہیں دیتے، ہم تو نسخہ دیتے ہیں۔ کرو خود بھی اپنے لئے بھی دعا کرو، لوگوں کے لئے بھی کرو۔ تمہیں Connection دے دیا۔ اب کرو باتیں اللہ سے۔ اپنے لئے بھی کرو، لوگوں کے لئے بھی کرو۔ وہ بڑا زبردست کام تھا ورنہ بندہ ساری عمر کرتا رہے، پڑھتا رہے، پھر بھی بات وہ تعلق والی محسوس نہیں ہوتی۔ اس سے یہ ہے کہ آدمی کو پتا چل جاتا ہے۔

فرمایا: آپ لوگ گپ شپ کریں، اندر کوئی دو چار Ladies آئی ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک دو تو نئی بیعت ہونے والی بھی ہیں۔ ان کو میں نے کہا کہ اجتماع گزر جائے تو پھر آپ کو بیعت کریں گے۔ اب فارغ ہوں تو کہا کہ اتوار کو آجاؤ، اب وہ آئی ہیں حساب کتاب تو مردوں، عورتوں سب کا اکیلا اکیلے ہونا ہے۔ وہاں تو فیملی ساتھ نہیں جانی۔ ان سے بھی وہی پوچھ ہونی ہے۔ جو فرض بندوں پر ہیں، عورتوں پر بھی وہ ہیں۔

**وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيراً وَالذَّاكِرَاتِ**(1)۔

سب کے لئے ہے۔ چلو ٹھیک ہے، سب کی اصلاح ہو جائے۔ سب کو کرنا چاہئے۔

---

(1) سورۃ الاحزاب 33: آیت 35۔

# محفل 62

انسان کے کردار پر بات ہو رہی تھی۔ آپ فرمانے لگے کہ باباجی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ) کے ٹائم میں ادھر کسی کتاب میں Reference بھی تھا۔ ایک تو انہوں نے یہ بتایا کہ ادھر اذان ہونے والی تھی، مجھے ایک بیگ چاہیے تھا۔ میں ایک دکان میں گیا۔ پسند بھی آ گیا۔ اور وہ Rate بھی ٹھیک ہی تھا۔ میں نے کہا کہ لے لیتا ہوں۔ اتنی دیر میں اذان ہو گئی۔ عصر کی تھی۔ اس دکاندار نے کہا کہ چلو دکان سے باہر آؤ، میں بعد میں آ کے کرتا ہوں۔

Shut it down.

میں نے کہا کہ یہ پیسے تو لے لو۔ کہا کہ نہیں۔

**خلاص۔ بعد از صلوٰۃ۔**

نماز کے بعد۔

میں نے کہا کہ میں ریٹ طے نہیں کر رہا، یہ پیسے لے لو۔ کہتا ہے کہ ناں۔ آپ ادھر بیگ رکھ دیں۔ میں نے کہا کہ یار! میں نے بھی نماز پڑھنی ہے۔ اس نے کہا کہ پڑھنی ہے یا نہیں پڑھنی بہرحال سودا نماز کے بعد ہو گا۔ اللہ اکبر ہو گیا ہے تو بس اللہ اکبر۔ وہی بڑا ہے۔ یہ بیگ پڑا ہے، میں نے دکان بند کرنی ہے۔

اس کی داڑھی نہیں تھی۔ جوان آدمی تھا۔ داڑھی مونڈی ہوئی تھی۔ اس نے نہیں دیا۔ کہتا ہے نماز کے بعد۔ میں آیا نماز کے بعد۔ وہ پیسے جو اس کے نصیب میں تھے اس کو دیے۔ اس کو بھی اتنا یقین تھا کہ اس کو ملیں گے۔ میں نے کہا کہ میں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھنی ہے مگر اس نے کہا کہ پڑھنی ہے تو پڑھ لیں اچھی بات ہے مگر بیگ بعد میں ملے گا۔ ابھی نہیں مل سکتا۔ نماز پڑھ کے آئے تو پھر ملا۔

تو یہ Character کی بات کر رہا تھا کہ ایسے ایسے اب بھی لوگ ہیں۔ ایک بتا رہا تھا کہ مدینہ شریف میں یہ پڑھاتے رہے۔ وہاں دفتر کا چپڑاسی تھا۔ کوئی کام اس کو کہا اس نے کیا نہیں۔ کام کے لئے وہ عربی اتنے اچھے نہیں ہیں۔ عربی لوگ بیٹھنے کے بڑے ماہر ہیں۔ بیٹھیں گے، گپیں لگائیں گے، قہوہ چلے گا۔ اس چپڑاسی کو کام کہا اس نے نہیں کیا تو کہتے ہیں: میں نے اس کو بلا لیا۔ اس کی ٹھکائی کی کہ تم حرام خوری کرتے ہو۔ چائے پیتے ہو، قہوہ پیتے ہو، کام نہیں کرنا۔ اس نے کہا:

**واللّٰہ انا صائم۔**

ملک صاحب کہتے ہیں کہ میں نے پھر چڑھائی کر دی۔ میں نے اس کو کہا کہ تم کام چور لوگ ہو۔ کبھی ترقی نہیں کر پاؤ گے۔ یہ اور وہ۔ اس نے کہا:

**واللّٰہ انا صائم۔**

دو تین دفعہ اس نے یہی کہا۔ میں نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ میں اس کو کیا کہتا ہوں اور یہ آگے سے مجھے کیا کہتا ہے۔ پھر اس نے وہی کہا:

**واللّٰہ انا صائم۔**

پھر مجھے نبی پاک ﷺ کی حدیث یاد آئی۔ہم نے تو پڑھی تو ہے مگر ہم نے نہ کبھی اس کا عملی مظاہرہ کیا ہے، نہ کبھی دیکھا ہے۔وہ یہ کہہ رہا ہے کہ 'میرا روزہ ہے۔' (حدیث مبارکہ میں ہے کہ) آپ کہہ دیں کہ میرا روزہ ہے۔لڑائی لڑو، گالیاں دو، جو مرضی کرو۔

**واللہ اَنا صائم۔**

میرا آج روزہ ہے۔میں تجھے جواب نہیں دے سکتا۔وہ کہتے ہیں کہ پھر مجھے پتا چلا کہ یہ مجھے کیا کہہ رہا ہے۔وہ حدیث مجھے سمجھ آئی۔ہم تو کہتے ہی نہیں۔ہم نے پڑھا ہے سبق سکھانے کے لئے، پڑھانے کے لئے۔نہ ہم نے خود کہا ہے اور نہ ہی کبھی ہم میں سے کسی نے کہا ہے کہ میرا روزہ ہے۔میاں تو گالی دے جو مرضی کرے میں۔۔۔پھر میں نے اس سے معافی مانگی اور معذرت کی۔

وہ عموماً پیر وار کا روزہ رکھتے ہیں کیونکہ نبی پاک ﷺ رکھا کرتے تھے کہ میری پیدائش کا دن ہے۔اب بھی وہ وہاں پیر کا روزہ رکھتے ہیں۔اسی لئے دو تین بار اس نے کہا کہ میرا روزہ ہے تو انہیں یاد آیا کہ یہ کہتا کیا ہے تو پھر انہیں یہ حدیث یاد آ گئی کہ جو لڑائی لڑے، جھگڑا کرے تو کہہ دو کہ میرا روزہ ہے۔مطلب یہ کہ عملی طور پر اس کا سبق ہے کہ اس کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ آدمی Learn کرتا ہے کہ واقعی ایسا کیا جا سکتا ہے۔یہ آپ کریں تو بڑی بہادری کا کام ہے۔

میں نے انہیں کہا کہ ایسے ہی کوئی اقوال لکھا کریں جن سے لوگوں کے دل پہ Strike ہو۔یہ آیتیں تو انہوں نے سنی ہیں کہ روزے تم پہ فرض کیے گئے ہیں جیسے پہلی قوموں پر فرض کیے گئے تھے۔یہ بھی حضور ﷺ کی حدیث ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جن کو روزے سے سوائے بھوک پیاس کے اور کچھ نہیں ملے گا اور

راتوں کو جاگنے سے اور نمازیں پڑھنے سے سوائے جاگنے کے انہیں کچھ حاصل نہیں ہو گا۔اس کے اندر روح جو اس کی ہے اس میں سے کچھ نہیں ملے گا۔وہ بات بتائی جائے کہ یہ ہمیں کرنا ہے۔

(آپ نے مخاطب سے کہا کہ) یہ آپ کریں۔ پرانے بزرگوں نے وہ چالیس حدیثیں اکٹھی کر کے لکھی ہیں ایسی آپ بھی لکھ دیں کوئی حدیثیں کتابوں سے نکال کے چالیس حدیثیں۔چھپوا دیں۔ایسی بہت سی حدیثیں ہیں کہ جو یہ کام کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔وہ مسلمانی سے ہی نکال دیا حضور ﷺ نے کہ وہ مسلمانی میں ہی نہیں ہے۔جس نے دھوکا بازی کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

**مَن غَشَّ فَلَیسَ مِنَّا۔**

جس نے ہیرا پھیری کی، کاروبار میں ڈڑا مارا، دو نمبر مال بیچا۔وہ گیا۔

**مَن غَشَّ فَلَیسَ مِنَّا۔**

جس نے دھوکا بازی کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔وہ امت میں سے ہی نہیں ہے، چھوڑو باقی باتیں۔وہ اس امت میں سے نہیں ہے۔جو چھوٹوں سے شفقت نہیں کرتا، بڑوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔اب ایسی باتیں جو اتنی سخت ہیں چلو (باقی باتوں کا) کوئی حساب کتاب ہوگا، کوئی Grading up and down ہو گی لیکن وہ ہم میں سے ہے ہی نہیں یہ تو بڑی سخت بات ہے۔وہ میری امت میں سے نہیں ہے۔جس نے ہم پہ ہتھیار اٹھایا۔

**من حمل علینا السلاح فلیس منا۔**

جس نے ہتھیار اٹھایا ہم پر وہ ہم میں سے نہیں ہے۔کسی مومن پہ ہتھیار نہیں اٹھانا۔ادھر پٹھان کہتا ہے کہ جس میں غیرت نہیں ہے اس میں ایمان نہیں ہے۔

غیرت کا مطلب کیا ہے؟ کاٹ دو؟ اُدھر یہ تر بیت بھی چلتی ہے۔ اِدھر یہ حکم ہے۔
حضور ﷺ کے حکم پر یہ ہے اور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے اِدھر بیعت بھی رکھی۔

مومن وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسری مخلوق محفوظ رہے۔ نہ اس کی زبان سے کسی کا دل دُکھے، نہ اس کے ہاتھ سے کسی کو تکلیف پہنچے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ (بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ) نے بیعت میں یہ شامل کر دیا ہے۔'اپنے کسی قول، فعل یا حرکت سے کسی انسان کو، مسلمان نہیں کہا، کسی انسان کو دکھ، رنج یا تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔'ایسی بات ہی نہیں کروں گا کہ کسی کو تکلیف پہنچے۔ اچھے طریقے سے بات کی جا سکتی ہے۔

(آپ نے مخاطب سے کہا کہ) ایسے کر لیں ناں۔ ایک مجموعہ بنا کے Striking قسم کی۔ تمہیں کہہ رہا ہوں۔ یہاں بخاری شریف کا سیٹ ہمارے پاس پڑا ہے یہ لے لیں۔ ایسی حدیثیں اکٹھی کر کے لکھ دیں۔ ایسی خاص خاص باتیں جن میں ایسا ہے کہ ہم میں سے ہے ہی نہیں وہ جو ایسا کرے گا۔

یہ بھی لکھا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان جو ہے وہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ باقی گناہ ہو سکتے ہیں۔ چوری کرے، زنا بھی اس سے سر زد ہو جائے۔ یہ بھی ہو جائے، وہ بھی ہو جائے لیکن جھوٹ فرمایا: یہ نہیں ہو سکتا۔ جھوٹ میں کوئی جذبات کا پہلو نہیں ہے۔ یہ Planned ہے۔ Plan کر کے بولنا ہے۔ اس میں کوئی جذباتی قدم نہیں ہوتا۔

ایک بھائی نے 'فضائل اعمال' کا حوالہ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں اس میں بھی بہت ساری ہیں مگر نہیں۔ ایسی باتیں جن پہ Gravity زیادہ ہے کہ وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔ اس کی زیادہ ضرورت ہے کہ مسلمانی سے ہی حضور ﷺ نے نکال

دیا ہے کہ آپ مسلمان ہی نہیں ہیں۔باقی تو چلو آپ اس کے اندر رہیں تو اعمال ایک طبقہ Majority وہی ہوگی جن کے اعمال تو لے جائیں گے۔میزان میں چڑھیں گے۔ایک وہ ہیں جو اچھے ہیں۔بالکل بغیر حساب کے جنت میں چلے جائیں گے۔ ایک وہ جو ٹوٹل انسان دوزخ میں چلے جائیں گے۔باقی جو حساب کتاب ہو اس میں تو رہیں کم از کم۔امت میں تو رہیں کہ اہلِ ایمان ہیں۔ان کا حساب کتاب ہوگا۔ان کے اعمال تولے جائیں گے۔دیکھیں گے کہ وہ کس طرف جاتے ہیں۔لیکن جن کو نبی کریم ﷺ نے فرمادیں کہ وہ ہم میں سے ہیں ہی نہیں، ان کا کیا بنے گا؟ ایسی باتیں کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا۔

کل ایک فیملی آئی۔ان کو پانی پلا رہے تھے۔انہوں نے کہا کہ ہم نوکھر سے آئے ہیں۔ہم گاڑی پر ہیں۔ہم نے کہا کہ گاڑی اندر لے آؤ۔دولڑ کے اترے تو وہ واقف نہیں تھے لیکن مائی صاحبہ ہماری بہن بنی ہوئی تھیں۔مائی کورائی۔وہ ہے ناں بُڈھا گورائیہ۔ذات ہے جٹوں کی گورائیہ۔وہ گورائی تھیں۔اس کے میاں ٹیچر تھے۔ہیڈ ماسٹر تھے۔ایم اے، بی ٹی کیا تھا۔مائی بالکل ان پڑھ تھی مگر تھی بڑی درویش قسم کی۔تسبیح ہاتھ میں۔ہر وقت اللہ کی باتیں۔میاں محمد بخش کے شعر اور میاں باہو رحمۃ اللہ علیہ کے شعر۔ہر وقت یہی کرتی رہتی تھی۔وہاں نوکھر دکان میں بھی آ کر بیٹھی رہتی گھنٹہ گھنٹہ۔گھر میں بھی آتی۔جب بھی آتی تو گھر سے ہو کر جاتی۔بچوں سے بھی سب سے بڑا پیار تھا۔وہاں بیٹھ کے اس نے دو چار شعر سُنا کر ہی آنا ہوتا تھا۔جب تک نوکھر رہے، ان کی شادیوں میں بھی ہم جاتے رہے۔ان کے بیٹوں کی شادیاں ہوئیں۔بیٹے تو ہم سے اتنے Familiar نہیں تھے۔میاں بھی اس کا اچھا تھا۔وہ سکول میں ہیڈ ماسٹر تھے۔ان کے والد صاحب کا بھی ہمارے والد صاحب کے

ساتھ دوستانہ تھا۔ ان کے بیٹے کہیں قتل میں ملوث ہو گئے۔ ایک باہر چلا گیا تھا وہ دوسرے کو بھی لے گئے۔ وہ باہر ہی رہے لیکن وہ کہتی کہ میں نے اللہ میاں سے معافی مانگی ہے۔ میں نے کہا ہے کہ اللہ میاں معاف کر دے۔ اگر مجھے کہا کہ گواہی دے دو تو میں نے دے دینی ہے کہ اس نے قتل کیا ہے۔ کہتی ہے کہ میں نے گواہی دے دینی ہے۔ کہتے کہ تو کیسی ماں ہے؟ کہتی: اللہ کا حکم ہے کہ گواہی اپنی ذات کے خلاف بھی ہو تب بھی دو۔ بیٹا ہے تو کیا ہوا؟ میں نے دے دینی ہے۔ اس نے اللہ سے دعائیں کیں، انہوں نے مجھے وہاں بلایا۔ دوسرا بیٹا بھی چلا گیا۔ انہوں نے حج بھی کرائے دو (2) مجھے۔

دولڑ کے گاڑی سے نکلے اور پیچھے سے وہ بھی نکل آئی۔ ہم نے کہا کہ آج ہماری بہن آگئی ہے۔ ان کو بٹھایا۔ پانی پلایا۔ کافی دیر پھر بیٹھنا پڑا۔ وہ جانے کے لئے تیار تھے ان کا کوئی مقدمہ تھا۔ آج کل خالد وہاں لگا ہے 'قلعہ کالروالہ'۔ واہنڈو سے آگے ہے قلعہ کالروالہ، سیالکوٹ میں ہی آتا ہے۔ سیالکوٹ کا تھانہ ہے وہ واہنڈو کے ساتھ کہیں لگتا ہے۔ وہاں خالد تعینات ہے۔ وہ لڑکا جو آیا تھا وہ باجی کا داماد تھا۔ وہ وہاں کا تھا۔ ان کا کہیں زمیندارے میں چچا کے ساتھ زمین بانٹنے کا تنازعہ تھا۔ وہ بیٹی جو ہماری وہاں بیاہی تھی اسے پتا چلا کہ خالد ڈار یہاں لگا ہوا ہے تو اس نے کہا کہ خالد ڈار تو میرا بھائی ہے۔ اس نے اپنے میاں کو بتایا۔ میاں خود بھی ٹریفک پولیس میں یہاں لاہور ہے۔ بہر حال ان کا رابطہ ہو گیا۔ خالد نے کہا کہ کوئی بات نہیں یہ میری باجی ہیں۔ کوئی بات نہیں ٹھیک کریں گے۔ انہیں تسلی دی کہ ٹھیک ہو جائے گا کوئی فکر والی بات نہیں۔ اس لئے وہ لڑکا بھی ساتھ آیا اور ایک نواسہ بھی۔ یہ نوکھر سے ملنے آئے۔ وہ یہاں بیٹھے اور اپنی باتیں سناتے رہے۔ وہ

بیٹا پہلی دفعہ یہاں آیا تھا، اسے ہزار روپے کی سلامی بھی مل گئی۔ یہ میرا پوتا ہے۔ باجی نے بہت کہا کہ رہنے دیں، تھوڑے دیں۔ نہیں نہیں۔ میرے پاس اللہ کے دیئے ہوئے بڑے پیسے ہیں۔ میرے دو بیٹے باہر ہیں، ماسٹر کی پنشن ہے۔ میاں ایم اے، بی ٹی تھا، یہ اسے ماسٹر ہی کہتی ہے۔ میاں کو ماسٹر ہی کہتی تھی۔ ماسٹر کی پنشن ہے میرے پاس باہر سے بھی پیسے آتے ہیں۔ خالد سے کہتی ہے کہ میں تیرے ابو کی بارات میں بھی گئی تھی۔ خوب پیار تھا اس نے کہا تھا کہ چل میری باجی یہ کار تیری ہے، مجھے (بارات میں) میں ساتھ بٹھا کے لے گئے تھے۔ ہمارا اتنا پیار تھا تو آج ان کی سلامی بنتی تھی، لے لی۔ خالد کو فون کیا تو اس نے کہا کہ کوئی بات نہیں اباجی۔ آ گئی ہیں باجی۔ انہیں پتا چل گیا ہے تو انہوں نے مل لیا۔ میں نے کہا کہ خالد غلط کام نہیں کرتا۔ صحیح کرے گا۔ وہ تھانہ ہی بہت برا ہے۔ جرائم پیشہ لوگوں کا علاقہ ہے۔ سادہ سے تھانے دار کے قابو میں تو وہ ویسے ہی نہیں آتا۔ کافی بڑا تھانہ ہے۔ وہاں دریائی علاقہ ہے تو کافی چیزیں دیکھنی پڑتی ہیں۔ اس لئے وہاں کوئی تگڑا تھانیدار ہی چاہئے۔

ہم لیبیا تھے تو ہمارے ساتھ ایک بھائی تھے۔ وہ ماموں کانجن کے رہنے والے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ وہاں ایک بابا تھا۔ اس کے بیٹوں نے ایک بندہ قتل کر دیا۔ اُنہوں نے ان کا بندہ مارا تھا تو انہوں نے اُن کا بندہ مار دیا۔ ان کا بندہ جب مرا تھا تو اس قتل میں کوئی گواہی نہیں تھی۔ کوئی خاص سزا نہ ہوئی۔ اِنہوں نے بھی پھر بندہ مار دیا۔ ان کے خلاف بھی کوئی خاص گواہیاں نہیں تھیں۔ سزا کسی کو نہیں ملتی تھی۔ وہ جو مدعی پارٹی تھی انہوں نے جج سے کہا کہ چلو جی ہمارا کیس تو اس طرح لگتا ہے ہم مدعا علیہ پارٹی کے باپ کی گواہی ڈالتے ہیں۔ ان کی پارٹی سے جوان کا باپ کہہ دے اس پر

فیصلہ ہو جائے۔ جج نے ان کے باپ کو بلالیا۔

اس (ان کے باپ) نے کہا کہ اس کیس میں میری گواہی بنتی تو نہیں ہے۔ انہوں نے مجھے کیوں ڈالنا تھا اس مقدمہ میں کیونکہ مقدمہ میرے بیٹوں پر ہے۔ مگر آپ نے بلالیا ہے تو میں اب سچ بولوں گا۔ نہ میں نے اِن (اپنے بیٹوں) کی قبروں میں جانا ہے اور نہ میں نے اُن (مخالف پارٹی) کی قبروں میں جانا ہے۔ فیصلہ جو مرضی ہوگا، ٹھیک ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ انہوں نے ہمارا بندہ مارا ہے۔ ساری دنیا کو پتا ہے کہ مارا ہے۔ عدالت کو پتا ہو یا نہ ہو مگر باہر ساری دنیا کو پتا ہے کہ انہوں نے ہی مارا ہے۔ ان کو کوئی سزا نہیں ہوئی۔ عدالت نے بری کر کے چھوڑ دیا۔ میرے بیٹوں نے اس کا بدلہ لیا ہے۔ عدالت یہ کرتی۔ مگر نہیں کیا تو انہوں نے یہ کرنا تھا۔ بندہ مارا ہے۔ حق سچ مارا ہے مگر اُس قتل میں مارا ہے بندہ۔ اب آپ جو مرضی فیصلہ کر دیں۔ جج کو Support تو چاہیے ہوتی ہے، ویسے ہی تو فیصلہ نہیں کر دیتا بے شک پتا ہی ہو۔ جج نے بے شک آپ بھی دیکھا ہو۔ سامنے قتل ہو، جب تک اس کی سپورٹ کرنے کے لئے Suppliment نہ ہو اس وقت تک فیصلہ نہیں کرتا۔ وہ جو بھی ہوا مگر باپ نے گواہی دے دی اپنے بیٹوں کے خلاف کہ حق سچ میرے بیٹوں نے بندے کو مارا ہے۔ اُنہوں نے ہمارا بندہ مارا تھا تو اِنہوں نے اُن کا بندہ مار دیا ہے۔ اب آپ جو مرضی کریں۔ بڑے بڑے نیک لوگ ہیں۔

'اردو ڈائجسٹ' آتا تھا اور ایک 'حکایت' آتا تھا۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ) بھی پڑھتے تھے حکایت۔ ایک اردو ڈائجسٹ ہے اور ایک حکایت ہے۔ اس کا بانی جو تھا وہ بھی ایئر فورس کا تھا۔ سارجنٹ عنایت اللہ نام تھا شاید۔ اب اس کا بیٹا ہے۔ پتا نہیں اس کا کیا نام ہے۔ عنایت اللہ پہلے 'سیارہ'

میں تھا۔ پینسٹھ (65) کی جنگ ہوئی تو اس نے جنگی وقائع نگاری بڑی زبردست کی۔ وہ فوج کا آدمی تھا۔ اس کا بڑا نام ہوا۔ اس نے کتابیں بھی لکھیں۔ 'پاک فضائیہ کے شاہین' اور 'بی آر بی بہتی رہے گی'۔ دونوں کو President award ملا۔ پھر اس نے اپنا ڈائجسٹ نکالا اور اس کا نام حکایت رکھا۔ جب سے شروع ہوا ہم اس کو پڑھتے تھے۔ لیبیا میں بھی منگوا کے پڑھتے رہے۔ اس میں ایک زبردست کہانی آئی تھی۔

کراچی سے ایک بندہ مال بیچ کر آیا تھا۔ اس نے پیسے بیوپاری کو دیے۔ جیب کاٹنے والے وہاں بیٹھے رہتے ہیں۔ چلتے پھرتے رہتے ہیں کہ کس کو پیسے ملے؟ کون کدھر جا رہا ہے؟ چند ہزار روپے تھے اس بیوپاری نے باندھے۔ ایک جیب کترا پیچھے لگ گیا۔ کراچی سے بیٹھا۔ گاڑی میں بیٹھ کر اس نے ٹکٹ لیا۔ جیب کترے نے بھی اسی اسٹیشن کا ٹکٹ لے لیا۔ انہوں نے ساتھ ہی چلنا تھا۔ شکار اس کا طے ہو گیا۔ یہ Mark ہو گیا۔ وہ اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

اس بندے کی پیچھے عورت تھی جس کی کسی سے دوستی تھی۔ یہ وہاں اپنا مال کراچی منڈی مال لے کر گیا۔ پروگرام یہ تھا کہ اس بیوپاری نے آجانا ہے۔ پروگرام کے مطابق رات یا شام والی گاڑی آنی ہے اور اس نے لیٹ آجانا ہے۔ انہوں نے پروگرام بنایا کہ اس نے رات کو آنا ہے۔ کسی کو پتا نہیں کہ آیا ہے کہ نہیں۔ ہم اس کو مار دیں۔ جب آئے تو اسے ماردیں۔ اسٹیشن سے ہٹ کر ساتھ کہیں ایک ڈیڑھ میل کے فاصلے پر گاؤں تھا۔ انہوں نے آگے یہ پروگرام بنالیا۔

یہاں جیب کترا چل پڑا پیچھے پیچھے لیکن ریلوے میں کہیں موقع بنا نہیں۔ آگے وہ (جیب کترے) بندہ بیچ بھی چھوڑتے ہیں کہ اس نے سندھ تک جانا ہے۔

آگے لاہور جانے والی پارٹی ہے۔ اسے اطلاع کر دیتے ہیں کہ بندے کے پاس اتنے پیسے ہیں۔ یہ اپنی فیس لے کر بندہ Handover کر دیتے ہیں۔ اب وہ بندہ وہاں آ بیٹھا۔ راستے میں وہ اکٹھے بیٹھے رہے۔ بات چیت ہوتی رہی اور اسے پتا چلا کہ اس نے فلاں گاؤں جانا ہے۔ وہ چل پڑا۔ وہ جیب کترا بھی تھوڑا فاصلہ رکھ کے چل پڑا۔ پیدل جانا تھا۔ چلتے گئے۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ بیوی نے ہی دروازہ کھولا اور یہ اندر چلا گیا۔ چھوٹی چھوٹی دیوار تھی۔ وہ جیب کترا بھی دیوار پھلانگ کر اندر چلا گیا۔ وہاں صحن میں ہی جانور باندھنے کا ایک چھوٹا سا کمرا تھا، یہ اس کے پیچھے چھپ گیا۔ جس وقت وہ بیوپاری اندر چلا گیا، اس نے قمیص اتاری اور ٹانگ دی۔ پھر وہ دروازہ دوبارہ کھٹکھٹایا تو وہ بندہ جو اس بیوپاری کی بیوی کا تعلق دار تھا، وہ اندر آیا۔ مرنے مرانے والی میٹنگ بعد میں ہوئی۔ یہ بندہ اس عورت کا دوست تھا۔ اس عورت نے کہا کہ وہ آ گیا ہے، تم گھنٹے دو بعد آنا، وہ سو جائے گا، تم دروازہ کھٹکھٹانا، میں کھول دوں گی۔ یہ باتیں کر رہے تھے اور وہاں ساتھ ہی وہ جیب کترا چھپا بیٹھا تھا۔ اس نے ساری بات چیت سن لی۔ اس نے کہا کہ یہاں تو اور ہی ڈراما بن گیا ہے۔ میں تو اس کی جیب کاٹنے کو آیا تھا، یہ دوسرا تو اس کی جان لینے کو آیا بیٹھا ہے۔ اس جیب کترے نے کہا کہ یہ ظلم ہے۔ یہ بے وفا عورت جو ہے یہ اس کو مروانے لگی ہے۔ اس کا ضمیر جاگ گیا کہ نہیں جی یہ میں نے نہیں ہونے دینا۔ جیب کترے جو ہیں یہ چاقو وغیرہ نہیں رکھتے۔ ان کا صاف ستھرا ہاتھ کی صفائی کا کام ہوتا ہے۔ اندر اس نے اندھیرے میں ہاتھ ڈالا کہ کوئی ڈنڈا ملے۔ وہاں اسے ایک کلہ ملا جو بھینسوں کے لئے ٹھکا ہوا تھا۔ جٹ لوگ بڑے مضبوط کلے لگاتے ہیں مگر اس نے زور لگا کر اسے توڑ لیا۔ کافی موٹا

Weapon تھا جو اس کے ہاتھ آ گیا ۔اس نے کہا کہ چلو اللہ خیر کرے ۔وہ جو اندر تھا اسے تو نیند ہی نہ آئے ۔وہ کہاں سوتا تھا۔اس جیب کترے کا پروگرام یہ تھا کہ وہ سو جائے اور میں پیسے لے کر نکل جاؤں ۔

کوئی دو گھنٹے بعد وہ دوسرا اس عورت کا دوست آ گیا ۔اُس نے دروازے پر ٹک ٹک ماری اور اس عورت نے اندر سے دروازہ کھولا کہ یہ سو گیا ہے ۔یہ اندر گئے اور اندر دروازے کے پاس یہ جیب کترا کھڑا تھا ۔اس نے ضرب ماری الا اللہ ۔ پار ہو گیا ۔وہ دیوار پھلانگ کر اپنے اڈے پر واپس بھاگ گیا ۔اس عورت نے شور ڈالا کہ بندہ مر گیا ہے، بندہ مر گیا ہے ۔لوگ آ گئے ۔پولیس بھی آ گئی ۔اسے آ کے پکڑ لیا ۔ مقدمہ چلا ۔اس بیوپاری سے پوچھا کہ کس نے مارا ہے؟ اس نے کہا کہ جی میں نے مارا ہے ۔وہ ایسے ایسے یہاں آیا اور میں نے مار دیا ۔اس بندے کے خلاف اس کی بیوی کی گواہی تھی ۔بیوی کے سامنے تو یار مر گیا ہے ۔اس نے تو شور کیا کہ بندہ مر گیا ہے اور اس نے مارا ہے ۔وہ جیل چلا گیا ۔

وہ جیب کترا جو تھا وہ عدالتی کاروائی دیکھنے اور گواہیاں سننے آتا رہا کہ کیس کہاں تک پہنچا ہے؟ یہی کوئی چھ مہینے سال کیس چلا ۔ جب دیکھا کہ یہ پھنس گیا ہے ۔یہ نہیں بچتا ۔ یہاں تو اکیلی بیوی کی گواہی ہے اور وہ اس کے خلاف ہے کہ اس نے ہی مارا ہے ۔اس کو سزائے موت ہو جانی ہے ۔ایک دن وہ جیب کترا پھر عدالت آ گیا کہ جناب عالی! میں نے بھی اس کیس میں کچھ بات چیت کرنی ہے ۔اس جیب کترے نے داڑھی رکھ لی، ٹھیک ٹھاک حلیہ بنا لیا ۔سارے برے کام چھوڑ دیے ۔ اب داڑھی رکھ لی، حاجی صاحب بن گیا ۔اس نے تسبیح پکڑی اور آ گیا کہ میں نے بھی اس کیس میں کوئی بات کرنی ہے ۔جج نے کہا کہ کر ۔

یہ سچا واقعہ ہے۔اس نے سارا واقعہ سنایا کہ فلاں تاریخ کو ایک بیوپاری آیا۔ اس نے مال بیچا۔اس کے پاس پیسے تھے،ایک جیب کترا اس کے پیچھے لگ گیا۔ساری کہانی اس نے جیب کترے پر ڈالی کہ بندہ وہ مار گیا اور بھاگ گیا۔الزام اس عورت نے اپنے شوہر پر لگا دیا۔جیب کترا تو چھلانگ مار کے چلا گیا،رات کا ٹائم تھا۔مقدمہ چلا تو پھندا پھر اس غریب کے گلے میں آ گیا ہے جس واسطے جیب کترے نے مار ابھی،قربانی بھی دی،اور اسے بچانے کے لئے سب کچھ کیا۔پھر اس جیب کترے کا ضمیر جاگ گیا کہ یہ کام ٹھیک نہیں ہے۔اس جیب کترے نے کہا کہ میں تو عمر گزار بیٹھا ہوں،کوئی بات نہیں مجھے سزائے موت ہو جائے پرواہ نہیں۔وہ جیب کترا میں ہوں جو پیچھے گیا اور جس نے کاروائی کی۔بات انہیں سمجھ آ گئی۔اس کیس میں وہ عورت پھنس گئی۔اس جیب کترے کو بھی کچھ سزا ہوئی۔ججوں کی اپنی Judgement تھی کہ اس نے کہانی صحیح سنائی ہے۔

ایسے ایسے کئی عجیب وغریب کیس پڑھے جاتے ہیں۔ہمارے وہاں گاؤں میں میری برادری کا ہی ایک گجرات کے قریب رہنے والا تھا۔وہ بدمعاش قسم کا تھا۔ اس نے کوئی قتل بھی کیا۔کیس چلا۔قتل ثابت نہ ہو سکا اور وہ بری ہو گیا۔قتل کا کوئی اور کیس تھا تو پولیس والوں نے اسے بھی ڈال دیا۔ایسے ہی ڈال دیا۔جس کیس میں وہ ملزم تھا اس میں بری ہو گیا اور جس کیس میں یہ ملوث نہیں تھا،اس میں سزائے موت ہو گیا۔گجرات سے وہ چھوڑ کر یہاں نوکھر آ گئے تھے مگر جس کیس میں یہ ملوث نہیں تھا اس میں اس کو پھر بھی سزائے موت ہو گئی۔اس نے کہا کہ نہیں، مجھے اس کیس میں سزائے موت نہیں ہوئی۔ مجھے اُس پرانے کیس میں سزائے موت ہوئی ہے،اس قتل میں ہوئی ہے جو میں نے مارا تھا۔

# محفل 63

صبح منیر لودھی صاحب کا فون آیا، میں ناشتہ کر رہا تھا۔ روتے چلے جا رہے تھے۔ میں نے کہا کہ خیر ہے کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کل اسلام آباد میں اپنے ادارے کا افتتاح کیا۔ یہاں اپنی یونیورسٹی کی برانچ بنا رہے ہیں۔ کل ٹی وی پر خبریں لگائیں تو آگے وہ ڈاکٹر قدیر خاں آ رہا تھا۔ ان کی صدارت میں افتتاح ہو رہا تھا۔ یہ بچہ یہاں بیٹھا ہوا تھا، میں نے اسے دکھایا۔ منیر لودھی صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ فون پر وہ اسے یاد کر کے رو رہے تھے کہ مجھے صحیح مردِ مومن ملا ہے۔ صحیح ولی کامل سے میری ملاقات ہوئی ہے۔ میں نے کہا کہ اچھا ہے تمہیں مل گیا ہے، وہ صحیح بندہ ہے ڈاکٹر قدیر خان۔ اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ اس نے تمہیں ایٹم بم بنا دیا، تم نے اسے جیل ڈال دیا۔ انڈیا کو عبدالکلام نے بنا دیا، وہ پہلے پاکستان سے ہو کر گیا تھا۔ ڈیڑھ سال یہاں پھرتا رہا، کسی نے پوچھا نہیں۔ اس نے انڈیا کو جا کر بنا دیا۔ انہوں نے اسے President بنا دیا۔ اس کے خلاف الزامات لگا کر پرویز مشرف نے معافیاں منگوائیں۔ پرویز مشرف نے کہا تھا کہ دیکھو اس نے پیسے کے لالچ میں یہ کیا ہے۔

وہ (منیر احمد لودھی صاحب) کہتے ہیں کہ میں اس (قدیر خان) سے کل سے ملا ہوں تو میری اب تک یہ حالت ہے۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہو جائے گی، کوئی

بات نہیں۔ وہ بندہ بھی دُکھی ہے بے چارہ۔ یہ تو صحیح بندے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دیے ہیں۔ جیسے باباجی رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ اقبال جو ہے یہ انڈین مسلمانوں کے لئے اللہ کا تحفہ ہے۔ یہ بھی جو ہے یہ اللہ کا تحفہ ہے۔ ایسے لوگ اللہ میاں عطا کر دیتا ہے۔ بات یہ ہے کہ آپ نے بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ نہ اُس کے ساتھ کیا ہے اور نہ اِس کے ساتھ کیا ہے۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو بھی نواب گوپال سے تحفہ ملا تھا۔ حیدر آباد دکن سے بھیجا تو اس نے واپس کر دیا۔ اس نے کہا کہ میں تو خدا سے بھی نہیں لیتا کہ یہ میری خدائی کی زکوۃ ہے، اسے رکھو۔ آپ نے بھی ان (قدیر خان) سے ایسے ہی کیا ہے۔

یہ جو اچھے لوگ ہیں، یہ اللہ میاں کے خاص لوگ ہی تھے، جب اللہ میاں کسی قوم کو آگے کرنا چاہتا ہے تو اس کو دے دیتا ہے۔ اب وہ ثمر مند مبارک کب سے لگا ہے۔ گھوڑے پر بھاگا پھر رہا تھا پاور پلانٹس پر کہ بجلی پیدا کرنی ہے، بڑی Latest تکنیک آ گئی ہے۔ اس نے بڑی خوش آئند قسم کی تجاویز دی تھیں، مگر اس کی سب باتیں بند کر دیں۔ پراجیکٹ موجود ہے مگر اس کو پیسے نہیں دے رہے۔ آگے دوسرے ٹکرا جاتے ہیں جو کہتے ہیں کہ نہ کرو، اس طرح ٹھیک ہے، بھوکے مرو۔ بجلی نہ ہو، یا جو ایسے پروجیکٹ ہوتے ہیں، وہ نہ ہوں۔

ایک بھائی نے دوسرے ایٹمی سائنسدان کا نام لے کر کہا کہ وہ کہتا ہے کہ عبدالقدیر خان نے کچھ نہیں کیا، یہ سارا ڈراما ہے۔ عبدالقدیر خان کہتا ہے کہ وہ نالائق ہے۔ ان کی آپس میں بات ہی نہیں ملتی۔ پتا نہیں کون ٹھیک ہے؟ اس بات پر آپ نے فرمایا: نہیں نہیں۔ ایک بندہ تو نہیں بناتا۔ بنایا تو سب نے مل کے ہے۔ اس نے بھی بڑا کام کیا ہے۔ بڑے کام تھے کرنے والے۔ ایٹم بم بنانا ایک بندے کا کام تو نہیں

ہے۔کہتے ہیں کہ Weapon create کرنے پر لانا ان کا کام تھا۔انہوں نے High speed centrifuge بنائے۔بڑی High speed پر اسے چلانا پڑتا ہے۔بڑی ٹیم ہوتی ہے،سب مل کر کام کرتے ہیں۔

بھائی نے کہا کہ Atomic reactor کے ماہر یہ بشیر الدین محمود ہی تھے۔آپ نے فرمایا:

اس نے وہ چشمہ والا پروجیکٹ کہتا ہے کہ میں نے ہی کیا ہے۔مجھے انہوں نے باہر نکالا۔میں نے اللہ کے رحم وکرم سے پاکستان انڈسٹری کا سارا جائزہ لیا کہ یہاں تو بہت کچھ بن سکتا ہے۔ہمارے پاس بڑے Potentials ہیں اگر ہم انہیں استعمال کریں۔کوئی بھی فیکٹری ہو اسے Site پر ڈیزائن کیا جاتا ہے۔جہازوں کی بھی جو فیکٹری ہو اسے Site پر ڈیزائن کیا جاتا ہے۔انجن جو ہے یہ کسی فیکٹری سے لیں گے کہ اس پاور کا ہمیں انجن چاہئے۔Generators اور Starters جو ہیں یہ سب مشہور کمپنیاں بناتی ہیں ۔ ٹائر جو ہیں یہ Dunlop والے بناتے ہیں، پیراشوٹ sheet Injection کی Mark and Baker مشہور ہے Worldwide ان کی سب جہازوں کو لگی ہیں۔آگے چلنا ہے تو یہ سیٹ جو ہیں یہ بھی Mark & Baker والے بناتے ہیں۔ان کے جو اپنے F-16 تھے،ان میں وہ اپنی ہی سیٹ لگاتے تھے۔وہ ناکام تھیں۔ان سے کہا کہ یہ Mark & Baker والی کرا دیں تو فیل ہو گئے۔ان کے بعد جو اپنے بنائے ان میں وہ Mark & Baker کی لگائیں۔ظاہر ہے کہ یہ سب Expertise سے ہوتا ہے۔سارا کچھ اسی طرح چلتا ہے۔وہ سارا Site پر Feed ہوتا ہے۔ہر فیلڈ میں لوگ اپنا کام کرتے ہیں۔Radiator والے جو ہیں انہوں نے Radiator ہی بنانے ہیں۔

انہوں نے یہی بنانے ہیں۔ یہ تمہیں بنادیں گے۔ یہ باقی سب اسی طرح چلتا ہے۔

وہ سارے کام Site پر کرتے ہیں۔ یہ سیٹیں لگانی ہیں جہاز کی تو یہ جو سیٹیں بنانے والا ہے وہ تمہیں سیٹیں لگا دے گا۔ پیچھے سے تو پہلے Chassis آتی ہے۔ آگے انجن اور پیچھے ڈنڈا لگا ہوتا ہے۔ اب اس نے آگے چلنا ہے۔ بس بنانی ہے تو بس بنا لو۔ ٹرک بنانا ہے تو ٹرک بنا لو۔ یہ ان کو دے دیں تو یہ آپ کو بنا دیتے ہیں کہ اتنا پیسہ لگے گا۔ وہ ڈیزائن کرتے ہیں۔

Air Force جو ہے اس میں بھی ایسے ہی گورنمنٹ جب مانگتی ہے کہ ہمیں 2020ء کے بعد ایسا جہاز چاہئے، ہم نے اس لئے بنانا ہے۔ اتنی Speed ہو۔ اتنے بم، اتنے راکٹ، اتنا سامان Carry کر سکے اتنی اس کی Speed ہو۔ وہ اپنی Requirement دے دیتے ہیں۔ مختلف کمپنیز آگے جن کے جہاز بنے ہوئے ہیں، وہ Proto-type جہاز بناتی ہیں۔ Proto-type مطلب کہ Single بنے گا۔ ایک ہی ہے۔ اس کے سانچے اور ڈھانچے نہیں بنیں گے۔ صرف ایک بنتا ہے جو مشینوں پر رگڑ رگڑ کر اس کو بنا دیں گے۔ انجن کس پاور کا فٹ کریں گے کہ اس پاور کا انجن ٹھیک ہے، وہ لگا دیں گے۔ باقی جو بھی ہے، ان کو ایئر فورس نے اپنی Instruction دی ہے، اس کے مطابق وہ لگا دیں گے لیکن یہ ایک ہی جہاز بنے گا۔ ان کے پاس Research and development ہر فیکٹری کی اپنی ہوتی ہے۔ لاکھوں کروڑوں ڈالر انہوں نے اس پہ لگا رکھے ہوتے ہیں۔ ہر چیز ریسرچ کر کے وہ بنا کے دیتے ہیں۔ وہ انجن والے انجن بنا کے دے دیں گے کہ اتنی پاور کا ہو۔ اس کے نئے ڈیزائن جو ہیں Structure کے کہ اتنی Height پہ جا سکے، یہ سب کچھ۔ وہ ساری Companies اپنا اپنا جہاز بنائیں گی۔ اب وہ ایئر فورس کو دے

دیں گے کہ یہ بن گیا ہے جہاز۔ اسے ٹیسٹ کر لیں۔ اب وہ ہر ایک کے جہاز کو ٹیسٹ کریں گے۔ جوان کے Instructor نے Approve کر لیا وہ تو سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں بناتے ہیں کہ یہ جہاز Approve ہو گیا ہے۔ 2030ء تک یہ ہے۔ وہ سینکڑوں جہازوں کا آرڈر دے دیتے ہیں۔ اس جہاز اور اس کمپنی کی مشہوری ہو جاتی ہے۔ وہ Research and development پر جو کروڑوں ڈالر لگاتے ہیں وہ سارے Recover ہو جاتے ہیں۔ دوسرے جہاز ان میں سے اگر کوئی اچھا ہے تو وہ کمپنی بنا لے گی کہ چلو یہ باہر بھیج دیں گے۔ اپنے جہاز جن کی منظوری ہوئی ہے وہ کسی کو نہیں دے سکتے۔ اس کے علاوہ جو جہاز ہوں گے وہ ایکسپورٹ کرنے کے لئے ہوں گے، یہ بھی گورنمنٹ کی منظوری سے ہوگی۔ وہ اپنا جہاز جو ہے وہ کسی کو نہیں دیں گے۔ جیسے F-16 جو تھا، وہ بہت کم ملکوں کو دیا تھا۔ ایسے وہ جہاز بنائے جاتے ہیں۔

ایسا نہیں ہوتا کہ فیکٹری سارا کچھ خود بنائے۔ ان میں ہر چیز جو ہے Specific equipment بنانے والی Feeder industry جو ہے وہ پہلے ہونی چاہیے۔ اب پاکستان میں گاڑی بنانی ہے تو یہ کیوں نہیں بن رہی۔ اس لئے کہ اس کو پہلے وہ Develop کرنی پڑے گی۔ کوئی بندہ جس نے گاڑی بنانی ہے وہ آگے تو Fitting والے بندے لگا لیتے ہیں۔ وہ Chassis اور وہ انجن صحیح ہونا چاہیے۔ کوئی انجن والی کمپنی ہو جو اس خاص ورائٹی کا انجن بنائے، اور آگے بناتی رہے۔ آگے کوئی مسئلہ نہیں ہوتا۔ فوجی ٹرک ہے تو آپ ان کو Requirement دیں آگے وہ آپ کو بنا دیں گے۔

آگے گورنمنٹ کی پالیسی Long range ہو کہ یہ کیسے بنانا ہے، تو یہ

چلے۔ایک دفعہ یہ Nissan جیپ بنا رہے تھے کہ یہ پاکستان کے سارے علاقوں میں کامیابی سے چلی ہے، بڑی کامیاب ہوئی ہے۔پتا نہیں پھر اس کا کیا ہوا چل رہی ہے کہ نہیں چل رہی لیکن اس کا سب کچھ پاکستان میں ہی بنا تھا۔باہر سے کچھ نہیں لیا تھا۔ادھر لاہور سے ہی انہوں نے سارے Industrialists اکٹھے کئے اور کہا کہ ہم نے یہ بنانا ہے۔آپ بتائیں کہ اس میں کیا کرنا ہے۔انہوں نے سب کچھ بنا دیا۔ لاہور میں وہ غلام حسین پسٹن والے۔ان کا نام ہی یہ تھا، وہ پسٹن والے تھے۔وہ پسٹن بناتے تھے جس سائز کا بھی چاہیے۔پہلے انہوں نے ریلوے کے بنائے،اس کے ماہر تھے۔ایسے ہی وہ سارے جو تھے اس کا انجن انہوں نے بنا دیا۔

ادھر کراچی میں ایک ہمارا شاگرد تھا، وہ مٹی کے تیل والے لیمپ بناتے تھے۔ان کی شیشے کی کمپنی ہے۔وہ اس میں بڑے ماہر تھے۔وہ بڑا اچھا اور Intellegent لڑکا تھا۔میں یہاں چھٹی آیا ہوا تھا۔ اس کا دادا اس سے بڑا پیار کرتا تھا۔اس نے اپنے دادا کو میرے بارے میں لکھا کہ میرے بڑے اچھے استاد ہیں، مجھ سے بڑا پیار کرتے ہیں۔اس نے مجھ سے کہا کہ میرے دادا جی ہیں ان سے مل کر آنا وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔میں چھٹی پر آیا تھا تو چلا گیا۔باباجی رحمۃ اللہ علیہ حیات تھے۔باباجی رحمۃ اللہ علیہ علی صاحب کی جو فرم تھی Modern comforts الفلاح بلڈنگ، میرا خیال ہے ابھی ادھر بھی، ادھر آکر بیٹھا کرتے تھے۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ دن کو ادھر ہی دُکان پر آجاتے تھے۔کہتے تھے کہ میں کیا وہاں اکیلا بیٹھا رہوں گلبرگ میں وہاں نہ کوئی آتا ہے نہ جاتا ہے۔سویرے علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ انہیں ساتھ بٹھا کر لے آتے تھے۔باہر کرسی ڈال دیتے تھے اور وہ وہاں بیٹھ جاتے تھے۔میرے شاگرد نے کہا کہ میرا بھائی وہاں سے آکر آپ کو لے جائے گا تو آپ

وہاں چلے جایئے گا۔ وہ مجھے لے گئے۔ ان کا دادا ملا، بڑا خوش ہوا اور کہتا ہے کہ میرا پوتا آپ کی بڑی تعریف کرتا ہے۔ دوسرے کمرے میں ان کی رہائش تھی اور اوپر فیکٹری تھی۔ انہوں نے بتایا کہ یہ لیمپ ہم بناتے ہیں۔ یہ ڈبے لے کر پالش کر کے ان سے ہی بناتے ہیں۔ ڈائیاں رکھی ہیں۔ شیشہ کی چمنی کاٹ کے بن جاتی ہے۔ نیچے ڈبہ بنا ہوا ہے، اس میں ریت بھر کے اس کا Weight کر لیتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ جیپ میں Carbonator کے ساتھ جو Air filter ہوتے تھے، آرمی والوں نے جیپ بنانے کے لئے بلایا تو ہم نے کہا کہ یہ ہم آپ کو بنا دیں گے۔ یہ Air filter انہوں نے بنایا۔ انہوں نے مجھے ایک Filter دکھایا جو ان کے پاس رکھا ہوا تھا اور بتایا کہ یہ امریکہ کا بنا ہوا ہے۔ دوسرا انہوں نے دکھایا کہ یہ ہمارا ہے۔ آپ اسے دیکھ کر بتا دیں اگر اس کی شکل میں یا اس کی کوالٹی میں کوئی فرق ہے۔ یہ Rough ہے یا اس کی بناوٹ میں کوئی گڑبڑ ہے۔ حالانکہ ان کا کام مختلف تھا۔ انہوں نے لیمپ بھی دیے اور یہ بھی کر کے دیا۔

انہوں نے رات مجھے اپنے پاس رکھا۔ دال چاول کھلائے۔ صبح سبز چائے اور ساتھ وہ کُلچے دیے اور کہا کہ ہم بھی کشمیری ہیں۔ ہم تو اب برائے نام ہی کشمیری رہ گئے ہیں، وہ قریب کے کشمیری تھے۔ انہوں نے ہمیں مسور کی دال رات کو چاول کے ساتھ دیے، پوچھا کہ آپ بھی یہ رات کو کھاتے ہیں؟ میں نے کہا کہ جی رات کو چاول ہی کھائے جاتے ہیں۔ مسور کی دال کے ساتھ گوشت وہاں کھایا تھا۔ ہمارے ہاں یہاں گوشت اور ماش کی دال کا بڑا Combination تھا۔ ویسے ہی پکا لیتے تھے۔ دال چاول کے لئے نہیں۔ انہوں نے مسور کی دال ڈلوائی۔ مسور کی دال ویسے ہی بڑی زبردست ہوتی ہے، گوشت میں ڈال کر اور بھی زبردست ہو گئی۔ ہم

نے یہاں ان (اہل خانہ) کو یہ نسخہ بتایا اور یہاں یہ فرمائش پر چل رہی ہے۔ مسور کی دال ویسے پکی ہو تو خالد صاحب بھی صبح کہتے ہیں کہ امی چاول ہیں؟ انہوں نے سویرے کھانے ہیں۔

اُنہوں نے کہا کہ آرمی کا یہ کام ہم کرتے ہیں۔ وہ جوان پڑھ مستری ہیں، وہ یہ کام خوب کر لیتے ہیں۔ میرے بیٹھے ہوئے ہی وہاں آرمی کا ایک میجر آیا۔ ایسے ہی اس سے بات شروع ہوگئی۔ صدر ایوب خان جو ہے وہ ہر مہینے خطاب کرتا تھا کہ میرے عزیز ہم وطنو! اس نے کہا کہ گوجرانوالہ ایسا شہر ہے کہ میرا خیال ہے کہ آپ دنیا کا کوئی آئیٹم وہاں لے جائیں، ان کو بتا دیں کہ ہمیں اتنا یہ چاہئے۔ وہ نہ آپ سے اس کی ڈرائنگ مانگیں گے، نہ اس کی Specification مانگیں گے، کوئی چیز نہیں مانگیں گے۔ ان کو دکھا دیں کہ یہ پرزہ ہے، یہ چاہئے، تو وہ آپ کو بنا دیں گے وہ آپ سے کوئی Specification یا ڈرائنگ کا مطالبہ نہیں کریں گے۔ وہ سیدھی سی وہ چیز بنا کے آپ کو دے دیں گے۔ ان میں اتنا Confidence ہے۔ یہ قوم بڑی زبردست ہے۔ ایک دفعہ افواہیں بڑی چل پڑیں کہ ایوب بڑا بیمار ہو گیا ہے، وہ بوڑھا ہے، اسے فالج ہو گیا، بس Unfit ہو گیا ہے، یہ مرا اور اب گیا، یہ گیا۔ وہ (ایوب خان) کہتا کہ میری قوم بڑی زبردست ہے۔ یہ افواہیں بنانے میں کمال کرتی ہے۔ اگر یہ کسی Technical line پر چل پڑی تو یہ وہاں بھی کمال کرے گی۔

وہ (ایوب خان) بڑا اچھا تھا۔ ہماری قوم قدر نہیں کرتی۔ اب اسے یاد کرتے ہیں۔ اب بھی ٹرکوں کے پیچھے اس کی تصویریں لگی ہوتی ہیں اور لکھا ہوتا ہے کہ تیری یاد آئی تیرے جانے کے بعد۔ بڑا اچھا تھا، اس نے بڑا کام کیا۔ یہ سارے

ڈیم اس کے زمانے میں بنے۔سارے یہ گندم کے بیج تک اس کے زمانے میں تیار ہونے لگے۔گندم کے ڈھیر لگ گئے۔یہ اسی کے زمانے میں ہوا۔اس کے دور میں فوجیں بھی دنیا میں اچھی مانی گئیں۔امریکہ کے پاس ٹھیک ہے طاقت ہے،ایٹم ہے مگر 65ء کی جنگ میں ہم نے انڈیا کا بھرکس نکال کے رکھ دیا۔وہ جوان بھی تگڑا تھا۔ شیر جوان۔ان دنوں بی ڈی کے تحت الیکشن ہوئے۔یہ جو بی ڈی ممبر ہوتے ہیں یہ بی ڈی ممبر پھر صدر کا انتخاب کرتے تھے۔Indirect الیکشن تھا۔وہ بی ڈی کھڑا کرتے اور یہ بی ڈی والے اس کو منتخب کرتے۔پتا نہیں ساٹھ ہزار یا باسٹھ ہزار بی ڈی ممبر تھا۔وہ آگے صدر تک خود منتخب کرتے۔آپ کا کام صرف یہ تھا کہ آپ بی ڈی ممبر تک کوئی اچھا بندہ منتخب کریں۔یہ جب پہلی دفعہ ہوئے تو بڑے لوگ مخالف تھے۔فاطمہ جناح کو اپوزیشن میں سب نے اس کے خلاف کھڑا کیا۔کہ چلو ماں ہے یہ قوم کی تو لوگ کچھ تو عزت کریں گے۔ماں کو مروانے لگے تھے۔ماں کو کھڑا کر دیا۔وہ قائد اعظم کی بہن تھیں،سارے بڑی عزت کرتے تھے لیکن انہوں نے سیاسی طور پر اسے کھڑا کیا کہ شاید اس کا کوئی Advantage ہوگا۔لیکن وہ بے چاری اس قابل تو نہیں تھی۔باباجی رحمۃ اللہ علیہ بھی بڑے خلاف تھے اس فاطمہ جناح کے کہ اس کو کیا پتا ہے؟ سالی کو۔باباجی رحمۃ اللہ علیہ کہتے کہ اس کو کہو کہ آیت الکرسی سنا دے۔اگر وہ سُنا دے تو سارے اس کو ووٹ دے دو۔اس کو پتا ہی نہیں نہ دین کا نہ دنیا کا۔اس کے پیچھے پڑے ہیں خواہ مخواہ۔

لاہور میں ان کا جلسہ تھا۔یہاں ڈائریکٹ خطاب کرنا تھا فاطمہ جناح نے بھی اور ایوب خان نے بھی۔وہاں لاہور یہ سارے بی ڈی ممبر گئے ہوئے تھے۔جلسہ تھا۔میں یہاں گھر تھا یا لاہور کہیں بس میں بیٹھے تھے۔ایک کوئی حافظ آباد کا ممبر تھا۔

اس نے تُرّے والی پگ باندھی ہوئی ۔جھنڈے کوئی اِدھر اور کوئی اُدھر کہ پتا چلے۔کسی نے چھیڑ دیا ساتھ بیٹھے ہی ۔چوہدری صاحب کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا کہ او جی! ہم بی ڈی ممبر ہیں، لاہور گئے تھے،صدر ایوب صاحب نے بلایا تھا۔وہاں جلسہ تھا۔مائی بوڑھی فاطمہ نے کوئی تقریر شکر یر کی۔خدا جانتا ہے کوئی حرف نہیں پلے پڑا،اس نے کیا بولا ہے۔پھر ایوب خاں آیا۔سوہنا جوان ہے بڑا۔بلے ماں کے تیرے۔ایک شیر جوان ہے۔اس نے کہا کہ یہ جو لال خطرے کا نشان یہ فاطمہ کی جو ہے۔یہ سبز جھنڈا ہے، یہ میرا ہے یہ مسلم لیگ کا نشان ہے،تم کس کو ووٹ دو گے؟ کہتا ہے کہ پہلے تو ہمارا خیال ہی تھا کہ یہ مائی کو ووٹ دیں کہ قائداعظم کی بہن ہے۔مگر وہاں جا کر اپنا دل نہیں مانا۔یہ بوڑھی ہے،اس کی قبر میں ٹانگیں ہیں،اس نے کل مر جانا ہے۔اور وہ واقعی مر گئی۔اس نے کہا کہ یہ بوڑھی ہے،قبر میں ٹانگیں ہیں،اس نے کل مر جانا ہے، پھر ہم اور ڈھونڈتے پھریں گے۔یہ چلی اور وہ چلی، وہاں جا کے اپنا موڈ بدل گیا۔ لوگوں نے بڑا کہا مگر اس نے کہا کہ ناں جی ناں۔بات ہی کوئی نہیں۔سوہنا جوان دیکھ کے دل خوش ہوا ہے۔

اس کا رنگ واقعی ایسا تھا جیسے گلاب ہوتا ہے۔ہم ڈیوٹی کرتے رہتے تھے۔ VIP جہاز پر کافی دفعہ ڈیوٹی کی ہے۔بھٹو نیا نیا آیا،ہم وہاں چکلالہ تھے تو یہ یہاں آیا۔صدر کا بھی ایک دفعہ پروگرام بنا تو ہم وہاں رسالپور تھے ۔ ہمیں وہاں President کو Receive کرنے کے لئے لگایا گیا۔ہمارے بھی وہاں سوٹ تیار کرا کے خاص رکھے ہوتے تھے۔بتایا جاتا تھا کہ یہاں تک کارپٹ بچھا ہے تو جہاز کو یہاں آنا چاہیے۔اس سے آگے پیچھے نہ ہو۔ان کا Arrangement ہوتا ہے۔وہاں ماسٹری کرنی پڑتی ہے۔ جہاز کو اشارہ دینا پڑتا ہے، چلنا اور Move

کرنا۔ ہمارا ایک ماسٹر پلان ہوتا تھا۔ اس (صدر) نے وہاں جانا تھا۔ کوئی فنکشن تھا شاید۔ پٹھان بابے آئے ہوئے تھے سارے، چادریں کندھوں پر لٹکائی ہوئی۔ وہ وہاں آیا تو اسے ہم نے Receive کیا۔ وہ سب سے پشتو بولے اور ساتھ خانوں کو تھپکی دی، یہ بڑا اچھا رہا۔

جب جنگ 65ء کی چھڑ گئی تو باباجی عِشْلِیہ نے کہا کہ اب بتاؤ۔ جب ایوب نے کلمہ پڑھتے ہوئے ریڈیو پر تقریر کی کہ دشمن کو پتہ نہیں ہے اس نے کس قوم کو للکارا ہے تو باباجی عِشْلِیہ نے کلمہ پڑھتے ہوئے نعرہ مارا:

**لا الٰہ الا اللہ۔**

باباجی عِشْلِیہ نے کہا کہ ساری قوم کو اس نے توجہ دے کے Hypnotize کر دیا، پوری قوم کھڑی ہوگئی۔ یہ ہے Mass توجہ۔ پوری قوم نکل آئی، جنگ کا تو خیال ہی نہیں تھا کہ جنگ ہو رہی ہے۔ لاہوری وہاں بیٹھ کر جیسے پتنگ بازی کرتے ہیں۔ ایسے جنگ میں حکومت اپیلیں کرتی ہے کہ خدا کے لئے آپ نیچے بیٹھیں، اوپر فائرنگ ہوتی ہے۔ جہازوں کے پیچھے لگ کے کوئی Accident ہو سکتا ہے۔ کوئی نہیں سنتا۔ بارڈر کی طرف جا رہے ہیں۔ روٹیاں پکائیں، ڈنڈے پکڑے کہ ہمیں جانے دو۔ کہا جاتا کہ آپ کی ضرورت نہیں ہے، ضرورت ہوئی تو آپ کو بلا لیں گے لیکن نہیں جی۔ مائیوں نے روٹیاں پکائیں، پراٹھے پکائے کہ ہمارے فوجیوں کو پہنچاؤ۔ باباجی عِشْلِیہ نے کہا کہ مائی ہوتی تو اب وہ کدھر جاتی؟ وہ یہ باتیں کر سکتی تھی؟ کہ وہ فرنٹ پر اپنے مجاہدوں کے پاس جائے اور ان کو حوصلہ دے کر آئے۔ وہ بڑا ہمارا President جنرل آیا ہے ادھر۔ اس نے جان لڑا دی ہے۔ باباجی عِشْلِیہ تو خلاف تھے (فاطمہ جناح کے) کہ وہ گھر میں برتن ہی توڑ دیتی ہے۔ اُٹھا کے مارے کہ وہ گئے

سارے۔اتنی برداشت ہے اُس میں۔

جب Agitation شروع ہوئی ایوب کے خلاف تو سردار عبدالقیوم خاں اس کے پاس گئے باباجی رحمۃ اللہ علیہ گلبرگ میں تھے۔ ہمارے ایک بھائی تھے شریف صاحب۔انشورنس میں ہوتے تھے۔

General Insurance of Pakistan.

یہ کمپنی تھی،اس میں یہ کام کرتے تھے۔وہ سردار صاحب کی پارٹی کے تھے۔ وہ ان کو لے کے گئے۔حلقہ میں تو کم ہی آتے تھے مگر باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس وہ سردار عبدالقیوم صاحب کو لے آئے کہ چلو تمہاری باباجی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کراتے ہیں۔ میں بھی اتفاق سے وہاں گیا ہوا تھا۔وہ آئے۔ان کو بتایا گیا کہ وہ سردار صاحب آگئے ہیں۔باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے حال احوال پوچھا کہ جی اچھا ہے۔ان کو Coffee پلائی۔ انہوں نے سیاسی باتیں شروع کردیں کہ انڈیا، پاکستان کا اور یہ کشمیر کا کیا بنے گا؟ باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:انڈیا کبھی بھی آپ کو یہ پلیٹ میں رکھ کے نہیں دے گا۔جب بھی لینا ہے،لڑ کے ہی لینا ہے،یاد رکھنا۔اس دن جلسہ تھا۔انہوں (سردار عبدالقیوم صاحب) نے جلسے میں جاتے ہی Statement یہی دی کہ کشمیر پلیٹ میں رکھ کر کبھی نہیں ملے گا۔جیسے کہتے ہیں کہ قراردادِ مذمت سے نہیں، ہندو کی مرمت سے ہو گا۔اس کی مرمت کرو گے،تب وہ مانے گا۔

دوسرا ایوب کا کہا کہ یہ اب مصیبت ہے۔باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ٹھیک ہے اس نے بڑے اچھے کام کیے ہیں۔نیک نیت تھا مگر یہ تھوڑا ہے کہ ہمارے سر پہ سوار ہو جائے۔اسے چھوڑ دینا چاہئے۔نہیں چھوڑے گا تو اس کو کوئی گولی مار دے گا۔اس کو Shoot کردے گا کوئی۔اچھے کام کیے ہیں،باباجی رحمۃ اللہ علیہ بڑے خوش تھے۔مر گیا تو

پھر بھی کہنے لگے کہ بہت خوش ہے، جنت میں مزے کر رہا ہے۔ وہ مجیب دوزخ میں ہے۔ فلاں بھی دوزخ میں ہے۔ ایوب جنت میں ہے، بڑے مزے کر رہا ہے۔ نیک نیتی سے کام کیا ہے۔ کہنے لگے کہ اس کو چھوڑ دینا چاہئے۔ اب یہ تھوڑا ہے کہ ہمارے سر پہ سوار ہو جائے۔ اب وہ جو حسنی مبارک کا آیا تھا کہ اس کو عمر قید ہو گئی ہے۔ چالیس سال نوکری اور اب یہ عمر قید برابر برابر ہی ہے۔ چالیس سال تھوڑا جینا ہے۔ چالیس سال حکمرانی کی ہے، اس نے دس سال بھی نہیں جینا۔ جیل میں ڈال دیا جلدی مر جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ ہاں اب اتنے سال حکمرانی کی ہے تو اب دوسرا بندہ بھی تو ہو۔ یہ ہے دنیا، انسان کو خیال رکھنا ہے کہ اللہ کی گرفت کسی وقت بھی پکڑ سکتی ہے۔ کوئی سوچ بھی سکتا ہے کہ وہ اتنا Powerful اور کوئی مجھے یہ بھی کر سکتا ہے۔ اس بات کو وہ حکمران نہیں سمجھتے۔

خلافت ارض کی بھی تفسیر ہم نے پتا نہیں کر کر کے کیا کچھ کر دی ہے۔ صفحوں کے صفحے، کتابوں کی کتابیں کالی کر دیں کہ خلیفۃ الارض جی بڑی زبردست چیز ہے۔ اس کو یہ کیا ہے وہ کیا ہے۔ خواہ مخواہ ہی۔ وہ اللہ نے آپ کا ایک زبردست قسم کا Test بنایا ہے اور آپ کے لئے آزمائش ہے کہ دیکھیں تم کیا کرتے ہو؟ سب جگہ سے ہم نے قرآن پاک کی جو آیات اکٹھی کر دی ہیں۔ اس سے مفہوم بڑا Clear ہو جاتا ہے کہ معاملہ ہے کیا۔ ہم نے اپنی رائے نہیں دی۔ ہم نے کون سی اپنی رائے دی ہے۔ ہم نے تفسیر بالرائے نہیں بلکہ تفسیر قرآن بالقرآن کی ہے۔

قرآن خلیفہ کی کیا Explanation کرتا ہے کہ خلیفہ کیا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ آئے تھے، تب بھی یہ حال تھا، اب تم آئے ہو تب بھی یہ حال ہے۔ یہ نہیں کیا کہ اگلے ہفتے فرعون کو ڈبو دیا۔ پتا نہیں کتنے سال لیے۔ یہ تو ہمارا حساب ہوتا

ہے، اتنی جلدی تو کام نہیں ہوتے۔ لکھا ہے کہیں شاید کہ چالیس سال صحرا میں پھرتے رہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم فکر مت کرو، اللہ پہ بھروسہ رکھو۔ اس سے مدد چاہو، نماز شروع کرو اور صبر سے Patience دکھاؤ۔ ہوسکتا ہے کہ اللہ تمہارے ساتھ تمہارے دشمن کو ختم کردے اور پھر تمہیں اختیار دے دے اور دیکھے کہ تم کیا کرتے ہو۔

**جعلکم خلفاء الارض۔**

تمہیں زمین کے خلیفے بنا کے دیکھے کہ تم کیا کرتے ہو۔ اب یہ نور نبوت جو آپ دیکھ رہے ہیں یہ عین ممکن ہے کہ یہ ویسا ہی ہوجائے اور ویسا ہی ہوا۔ ایک قوم جو غربت میں پسی ہوئی ہے غلامی میں پھنسی ہے، وہ سوچ سکتی ہے کہ ہم میں سے ملک کے حکمران بن جائیں گے؟ کبھی نہیں۔ ان میں یہ Spirit ختم ہوگئی تھی جو ظلم و ستم تھے ان پہ وہ کیا۔ بچوں کو اور Male کو ختم کردیتا اور Ladies کو زندہ رکھتا۔ کچھ چلو بچ بھی جاتے ہوں گے لیکن مقصد یہی تھا کہ ان کی Population بڑھے نہیں۔ وہ سارے ختم ہوگئے۔ وہ بیچارے بڑے Pressed تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کا میرا خیال ہے کہ کوئی اور زیادہ مشن بھی نہیں تھا۔ بس یہی کہتے رہے کہ انہیں مجھے دے دو، ان کو میں ساتھ لے جاؤں۔ ان کی اصلاح کی بات تو کم ہی ہوئی۔ یہ کہا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اللہ نے بھی کہا کہ تم اس سے ذرا نرمی سے بات کرنا، ہوسکتا ہے کہ اس کو ہدایت مل جائے۔ لیکن یہ ہے کہ زیادہ مسئلہ یا مطالبہ یہی تھا کہ ان کو چھوڑ دو، میں ان کو یہاں سے لے جاتا ہوں۔ وہ اس کو بھی نہیں جانے دیتے تھے۔ وہ ان کے غلام تھے۔ اگر وہ (موسیٰ علیہ السلام) ان کو لے جائیں گے تو یہ نالیاں کون صاف کرے گا؟ کام یہ جو چھوٹے ہیں، یہ کون کرے گا؟

(مورخہ 3 جون 2012ء بروز اتوار بمقام مرکز تعمیر ملت گوجرانوالہ)

# محفل 64

نیا نیا بجٹ پیش ہوا تھا۔آپ نے دریافت فرمایا کہ بجٹ میں کوئی اچھی بات سنی ہے؟ بھائی نے جواب دیا: نہیں باباجی ۔اچھی کیا ہونی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہاں اسمبلی میں تو بڑی لڑائی جھگڑا دکھا رہے تھے۔ بھائی نے کہا: ہر بجٹ کا یہی حال ہوتا ہے۔بس بیس فیصد تنخواہیں بڑھا دیں،سرکاری ملازمین کی موجیں ہیں۔بڑا اچھا ہوگیا ہے کہ پینشن بیس فیصد بڑھ گئی ہے۔میں نے کہا کہ سب سرکاری ملازم تھوڑی ہیں،کچھ ریلیف ہمیں بھی ہو۔

آپ نے فرمایا: آپ نے دودھ مہنگا کردیا ہے۔کوئی بات نہیں،ہمیں کونسا فرق پڑ گیا۔امی تیری کہتی ہیں کہ دودھ پہلے دو کلو ہے،اب کم کردیتی ہوں۔میں نے کہا کہ ناں۔تین کلو کرو۔تمہیں پیسے ہم نے دینے ہیں،ہم پیسے دیں گے،گرمی ہے، اب ہی تو دودھ، دہی کی ضرورت ہے۔دودھ کی،لسّی کی اب زیادہ ضرورت ہے، گھٹانے کی کیا بات ہے۔جو ایک پاؤ دودھ پیتا ہے وہ بھی بیچارہ گھٹا دے۔میں نے کہا کہ پیسے ہم تمہیں دیں گے،پہلے (Pension) دس Percent بڑھتی تھی،اب یہ ان کا آخری بجٹ ہے، جاتے جاتے کوئی نہ کوئی نیکی کما کے جا رہے ہیں۔انہوں نے شاید گیارہ پرسینٹ Recommend کی تھی۔ان (محکمہ والوں) سے کہا ہوگا ناں

کہ تم گیارہ کرو، ہم کہیں گے کہ لو یہ کیا بات ہے۔ ہمارے پیارے پیارے فوجی، پیارے پیارے سپاہی ہیں، ہم بیس (20) فیصد بڑھائیں گے۔

بھائی نے کہا کہ سب کی بڑھ گئی ہے، ان سب کو مٹھائی پڑ گئی ہے۔ آپ کہنے لگے کہ مٹھائیاں تم کھاؤ، بس Bill دینے کے لئے تیار رہو۔ مٹھائی ہم کھلا دیں گے، ہمیں کوئی مہنگی نہیں، باقی تم تیار رہو ذرا۔ دل ذرا مضبوط رکھو۔ جو یہ بجلی کا ریٹ شاید ایک روپیہ اور بڑھا دیا ہے۔ پیٹرول اور تیل بھی سستا کر رہے ہیں۔ وہ جو پچھلے دس دس روپے بڑھائے ہیں، ان میں سے ایک روپیہ گھٹا دیں گے۔

بیس فیصد بڑا اضافہ ہے۔ وہ لوگوں سے تبصرے کرار ہے تھے، جو کہہ رہے تھے کہ ہمیں یہ دس پرسینٹ، بیس پرسینٹ بڑھنے کا کیا فائدہ ہے؟ فلاں چیز بڑھ گئی ہے، فلاں چیز بڑھ گئی ہے۔ اب یہ ہے ناں کہ جس کی تنخواہ زیادہ ہے، جس کی پچاس ہزار ہے یا چالیس ہزار روپیہ مہینے کی تنخواہ ہے۔ اس کو بیس فیصد بڑھاؤ گے تو اس کا آٹھ ہزار روپیہ بڑھ گیا۔ اس کا کیا ہے جیسا مرضی تم ریٹ بڑھاتے رہو۔ ایک فیملی کے خرچے میں آٹھ ہزار روپیہ نہیں بڑھا۔ جو بڑھا ہے خرچہ وہ سپاہی کا بھی اتنا ہی بڑھا ہے۔ اس کو ڈبل کرلو زیادہ سے زیادہ لیکن Percentage کے حساب سے وہ بیچارے جو Low pay والے ہیں، ان کو کیا بچتا ہے؟

مہنگائی کا جب Increment دینا ہے تو آپ اس کی دو Catagories صرف کرلیں آپ دیکھ لیں کہ کس کو اس لحاظ سے کتنا پیسہ دینا ہے۔ اس کو آپ Manage کریں کہ وہ کلاس جس کی Already لاکھ لاکھ روپے تنخواہ ہے، ان سے کہہ دیں کہ کوئی نہیں بڑھانی تمہاری تنخواہ۔ نوکری چھوڑ دو اگر نہیں چاہیے۔ جن کی لاکھ لاکھ اور دو دو لاکھ روپے تنخواہ ہے، انہیں مہنگائی کیا کہتی ہے؟ باقی جو ہیں ان کو ایسے دیں،

بجائے اس کے کہ کسی کی دوسو روپے بڑھی ہے، چار سو بڑھی ہے، پانچ سو بڑھی ہے، ان کی ہزار، دو ہزار بڑھاؤ۔ وہ چھلانگیں لگائے گا۔ اگر کرنا ہی ہے تو دو Catagories کرلو۔ مثلاً Rank میں صوبیدار ہیں جو Lower rank ہیں آپ کے Rank کرنل تک ہیں، ان کو ایک کردو۔ آگے والے جو ہیں، ان کی ڈبل کردو۔ ان کے اور بھی بڑے خرچے ہیں۔ یہ ہے، وہ ہے۔ تو ان کی ڈبل کر دو۔ جہاں سے مرضی کہ اس Rank سے ان کو ڈبل ملے گا۔ ان کو ہزار ملے گا، ان کو دو ہزار ملے گا، کوئی بات نہیں۔ اب یہ ہے کہ ان کو آٹھ ہزار ملے گا اور جس کی بے چارے کی تنخواہ جو ہے دس ہزار ہے یا آٹھ ہزار ہے، جو مزدور ہے اس کو آپ نے کیا دیا ہے؟

حاضرین میں ایک بھائی جو لوئر سکیل میں گورنمنٹ ملازم تھے، ان سے ایک بھائی نے پوچھا کہ آپ کی کتنی تنخواہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ سترہ ہزار روپے۔ ان سے کہا کہ آپ کی تین ساڑھے تین ہزار بڑھ جائے گی۔ بیس فیصد کا مطلب ہے پانچواں حصہ۔ بھائی نے مزاح کے موڈ میں کہا کہ ان کے دفتر جاؤ تو یہ کہتے ہیں کہ ہم کن کے پاس جائیں، نقدی دے دو۔ یہ ہمیں کہتے ہیں کہ چائے پلاؤ۔ اگر ان سے کہیں کہ دکان دور ہے تو کہتے ہیں کہ نقدی دے دو۔ آپ نے کہا کہ نہیں۔ وہ تو دفتر ہے۔ دفتری زبان ہے ہماری۔ کیوں جی؟ (قہقہے)۔

آپ نے لطیفہ سُنایا: ایک کھتری ڈوبتا جا رہا تھا۔ اس کو کہا کہ ہاتھ دے۔ ہاتھ دے۔ میں تجھے باہر نکالوں۔ کسی نے سُنا تو کہا کہ اس کو یہ نہ کہو کہ ہاتھ دے۔ اس سے کہو کہ ہاتھ لے (قہقہے)۔ اس سے ہاتھ دینے والی بات نہیں کرنی۔ اس نے ہاتھ باہر نہیں کرنا۔ اس سے کہو کہ ہاتھ لے۔ پکڑ لے۔ فرمایا: یہ تو دفتری زبان ہے کہ جو آئے، دے کے جائے۔

آپ نے فرمایا: یہ تنخواہ دار طبقہ جو ہے اس کا پھر بھی Compensate ہو جاتا ہے، لیکن یہ طریقے سے کرنی چاہئے۔ وہ (امیر لوگ زیادہ تنخواہ والے) تو کہتے ہیں کہ اللہ کرے ایسا ہی رہے ہر سال۔ جس کی تنخواہ چالیس ہزار روپیہ ہے، اس کا آٹھ ہزار بڑھ گیا۔ جس کی ساٹھ ہزار روپیہ ہے اس کو بارہ ہزار روپیہ ملتا ہے، بڑھ گیا ہے۔ یہاں دال مہنگی ہوئی ہے۔ وہ دال کھاتے ہی نہیں ہیں، ویسے بھی ایسی فیملی کو کیا فرق پڑتا ہے؟ فیملی کا خرچہ جو ہے اس کے مطابق اضافی کرو۔ چلو اس کا معیار کچھ زیادہ ہو گا تھوڑا سا زیادہ کر دو تا کہ Lower class جو ہے اس سے Gap گھٹ جائے۔ Gap وہ گھٹ جائے گا آہستہ آہستہ۔ مطلب یہ ہے کہ حکومت کو بجٹ میں Amount دینی چاہئے کہ Per family یہ دے دو۔ دو Catagories کر لو۔ زیادہ سے زیادہ چلو تین کر لو جس کی بہت زیادہ ہے اس کو کہو کہ کوئی نہیں بڑھنی، جو بھی اس تنخواہ پر پہنچے گا اس کی کوئی Incriment نہیں ہو گی۔ جو Low ہیں ان کی دو تین Catagories کر کے ان کو دو۔ جو Lower ہیں وہ اتنے اونچے اور اس Gap میں Close up ہو جائیں۔ اس طرح تو ساری عمر ہی یہی رہے گا، یہی بڑی خرابی ہے جو Percentage پر کرتے ہیں کہ اتنی Percentage increase ہے۔

What is percentage? بڑا Simple سا حساب کتاب ہے۔ ایک Normal family جن کی زیادہ تنخواہ ہوتی ہے، ان کی Families بھی چھوٹی ہوتی ہیں۔ ان کے تو بچے دو ہی اچھے۔ ہمارے تو بارہ بارہ اور چودہ چودہ بچے ہیں۔ Lower class میں ماشاءاللہ زیادہ زیادہ بچے ہوتے ہیں۔ ان کی Families بھی زیادہ ہیں، ان کا تھوڑا تھوڑا Increase ہوتا ہے۔ فیملی کا حساب

لگاؤناں کہ ہر فیملی کو کتنا زیادہ Pay کرنا پڑے گا۔ جتنا پیسہ آپ (حکومت) نے خرچ کرنا ہے، اس سے زیادہ خرچ نہ کریں۔ یہ حساب لگائیں کہ اس میں سے ہم نے اتنا کروڑ یا اتنا ارب ہم نے Increase میں دینا ہے، اسی میں Adjust کرو۔ Easy solution ہے۔

ایک بھائی نے کہا کہ Bureaucracy (افسر شاہی) ان کو جو پڑھا دیتی ہے ویسے کر دیتے ہیں۔ یہ سیاستدان اتنے نالائق ہیں کہ خود انہیں کچھ پتا ہی نہیں چلتا۔ اس پر آپ نے فرمایا:

کہتے ہیں کہ جو مشکل کام ہو وہ کسی نا کارہ بندے کو دے دو۔ اس سے کہو کہ اس کا حل کر۔ وہ اس کا کوئی نہ کوئی Short cut ڈھونڈے گا۔ وہ کوشش کرے گا کہ کوئی ایسا کام ہو جائے جس سے یہ جلدی ہو جائے۔ وہ کوئی نہ کوئی Short cut ڈھونڈ ہی لے گا۔ اس (بجٹ) میں بھی ایسا ہی چاہیے جو اس کو Short cut کرے۔ Complicated matter کو Simplify کر دے۔ یہ کام جو ہو رہے ہیں، اس میں Specialists جو ہیں They are converting simple matter to a complicated matter. ان کا طریقہ یہ ہے اور وہ نا کارہ بندہ simple Simple کر دیتا ہے۔

اتنا ہی پیسہ جو انہوں نے نکالنا ہے، اتنا ہی نکالیں۔ اس کی Equatably distribution ہو۔ Lower rank والے جو ہیں ان کو ملنے والے نو ہزار، یا سترہ ہزار روپے میں پانچ پانچ ہزار روپے سب کی بڑھا دو، ٹھیک ہے۔ اس سے اوپر کی کوئی آٹھ ہزار کرو، اس سے اوپر کی کوئی دس ہزار کر دو، لیکن پیسے اتنے ہی رہیں۔ نیچے والے جو ہیں یہ زیادہ خوشحال ہو جائیں گے۔ ان سے Close ہو جائیں گے۔ ساتھ

ہی یہ گریڈ کا معاملہ ہے۔ China میں گریڈ کی صرف تین Catagories رکھی گئی ہیں۔ ہر Cadre میں تین گریڈ ہوتے ہیں۔ ہمارے پچیس پچیس اور چھبیس چھبیس گریڈ ہیں۔ گریڈ کو نہیں ہم بندوں کو ناپتے ہیں کہ کس گریڈ میں کتنے بندے ہیں۔ As a cadre انہوں نے تین رکھے ہیں۔ Highly-skilled, Semi-skilled and Non-skilled ان میں Non-skilled وہ ہیں جو مزدوری کرتے ہیں۔ یہ وہ کلاس ہے۔ Semi-skilled میں Technicians ہیں۔ ڈاکٹروں کے ساتھ جو کمپاؤڈر جو ہیں وہ اس میں شامل ہیں۔ باقی سب جو ہیں وہ Highly-skilled ہیں جن میں ڈاکٹر، انجینئر، اور So called سارے جو Specialists جو ہیں وہ اس میں شامل ہیں۔ ان میں کیڈر بس یہ تین ہی ہیں۔ ان میں تنخواہ کا Ratio جو ہے وہ ایک اور دس (10:1) کا تھا۔ ماؤ کی کتاب میں ہم نے پڑھا ہے کہ سارے چائنہ میں ملازمین کی تنخواہ میں یہی ایک اور دس کی Ratio چلتی ہے۔ جو President ہے وہ سب سے اعلیٰ ہے، اس کی دس ہے تو Labour یا مزدور کی ایک ہے۔ یہ بڑھے گی تو وہ بڑھے گی۔ اس کو اگر دس ہزار ملتی ہے تو اس کو لاکھ ملے گی، یہ بڑھے گی تو اس کی بھی بڑھے گی۔ اسی Ratio کے ساتھ بڑھے گی۔ بڑا اچھا تھا۔ وہ صحیح اور Simplified تھا۔ وہاں تنخواہ میں 10:1 کی Ratio تھی، یہاں تنخواہیں سن سن کے بندہ حیران و پریشان ہو جاتا ہے۔

بھائی نے اکبر بادشاہ کے دور کی بات چلائی کہ انہوں نے حکومت میں سارے چوٹی کے بندے اکٹھے کیے تھے۔ اس پر آپ فرمانے لگے:

سارے کام ان کے دیکھیں، ان کا سارا فنِ تعمیر دیکھیں، سب کچھ انہوں نے ماربل سے بنایا ہے۔ جو کچھ بھی بنایا۔ وہ لوگ جسے کہتے ہیں Talent hunt وہ

Talent hunt کرتے تھے۔کون بندہ ماہر ہے،اس کو وہ لے آئے۔گانے والا
کون ہے سب سے اچھا؟ تان سین۔اس کو وہ لے آئے۔وہ ایسے دیپ رکھ کے
گاتے تھے کہ چراغ جل اُٹھتے تھے۔وہ برکھا کہ جس سے بارش برس پڑتی تھی۔ان
باتوں والوں میں اب بھی یہ Violin بجا کے گلاس ولاس توڑنے والے تو کئی ہیں۔

بھائی نے کہا کہ یہ تان سین غوث بخش گوالیاری کا مرید تھا۔قبر بھی اس کی ان
کے پیروں میں ہے۔ بڑے ماہر تھے وہ تعمیرات میں کہ شاہی مسجد میں بھی
Ventilation کا ایسا سسٹم ہے کہ وہاں پنکھا کوئی نہیں ہے مگر ہوا ایسے لگتی ہے جیسے
AC چلا ہوا ہو۔آپ فرمانے لگے کہ سندھ میں بھی ایک ایسی مسجد ہے جس میں کوئی
لاؤڈ سپیکر نہیں ہے مگر آواز ساری مسجد میں آخر تک جاتی ہے۔ایسے ہی پانی گرم کرنے
کا نظام ہے کہ ایک دیا جلا رکھتے ہیں اور ساری مسجد کا پانی گرم آتا ہے۔اسی طرح سے
ایک دیا جلا ہو تو ساری مسجد میں روشنی رہتی ہے۔کیا سسٹم بنا دیے ہیں۔یہ بھی ایسی
جادوئی چیزیں اکٹھی کر رکھی تھیں۔ایسے ایسے لوگ اکٹھے کیے ہوئے تھے جو اس ملک
کے ہیرے تھے۔انہیں بادشاہ کے دربار میں لے گئے۔آگے ظاہر ہے وہاں جو
چھوٹے نواب تھے وہ بھی اپنے اپنے علاقے سے ایسے لوگ اکٹھے کرتے تھے۔ان
کے ہاں بھی ایسا ہی نظام تھا، وہ لوگ بھی ایسے ہنر مند لوگوں کو اپنے دربار میں لے
آتے ہیں۔ایسے پہلوان بھی چلتے تھے۔وہ کمال کے لوگ دیکھ رکھتے تھے،ان کا خرچ
اُٹھاتے تھے،سب کو پتا ہوتا تھا کہ یہ درباری پہلوان ہے جو اس کو ہرائے گا وہ درباری
بن جائے گا۔ جو بھی کمال کا بندہ ہوتا وہ اس کو اپنے پاس رکھ لیتے تھے۔ان کو
Support کرتے تھے۔اب یہ کن کو سپورٹ کرتے ہیں؟ وہ سارے لوگ جو تھے،
ان میں ہر طرح کا بڑا ذوق تھا، سارے ان پڑھ تھے مگر ذوق خوب تھا۔ہمارے

آفتاب خان صاحب جو ہیں یہ ان کے علاقے کے تھے۔ کلانور (Kalanour)۔ کلانور میں اب بھی وہ جگہ زیارت گاہ بنی ہوئی ہے، جہاں وہ بیٹھتے تھے۔ وہ علاقہ ان خان صاحب کا تھا۔

ایک بھائی نے مغلیہ دور میں محکمہ مالیات کی تعریف کی تو فرمایا: ان کے ہاں سسٹم تھے۔ جادو کی باتیں نہیں تھیں۔ سارے سسٹم بنے ہوئے تھے۔ ساری زمینیں حکومت کی تھیں۔ ان سے آگے دس ہزاریے مقرر ہوتے تھے، کاشت کے لئے ان کو زمینیں ملی ہوتی تھیں، ان سے گورنمنٹ لیتی تھی۔ دس ہزاریے اور پانچ ہزاریے، یہ سب گورنمنٹ کی زمین کاشت کرتے تھے۔ گورنمنٹ کی زمین جو تھی یہ گوروں نے آ کر تقسیم کی۔

بھائی نے کہا کہ شیر شاہ سوری نے بھی یہ زمینیں تقسیم کیں یہ مرلے اور بیگھے اس کے دور میں بنے۔ اس نے صرف پانچ سال حکومت کی تھی۔ اس پر فرمایا: شیر شاہ سوری نے یہ جرنیلی سڑک بنوائی تھی۔ یہ اس کے زمانے کی بنی ہوئی ہے۔ اس پر تھوڑے تھوڑے فاصلے سے سرائے ہوتے تھے۔ کنویں بنوائے اور ٹھہرنے کا سامان اور یہ ہر چیز بنائی۔ اب یہ اتنا بڑا پروجیکٹ ہے، اتنی لمبی شاہراہ بہت تھوڑے عرصے میں بنوائی۔ یہ بھی بڑا زبردست آدمی تھا۔ یہ گورنمنٹ سے Privatization جو زمین کی ہے اس کے بارے میں علامہ نے بھی کہا ہے کہ:

کون مٹی کون پہاڑ، اے مٹی مٹی بیچ
تیری نہیں میری نہیں، میری نہیں تیری نہیں

تو کوئی اللہ ہے، تو نے کیسے زمین قبضے میں دی ہے؟ زمین اللہ کی ہے۔ یہ ایسے ہی ہونا چاہئے۔ یہ اس کو دے دو جو اس کو بوتا ہے، وہ اس میں سے باقی گورنمنٹ

کو دے۔ جب نہیں بوتا تو اس کے قبضے سے ختم۔ ایک سال نہیں بوتا تو تمہارے قبضے سے ختم ہو جائے گی۔ باقی زمین بھی جو پڑی ہے وہ ساری ایسے ہی دے دو۔ جو آباد کرنا چاہتا ہے تو اس سے کہہ دو کہ ٹھیک ہے یہ کرو۔

بھائی نے کہا کہ غیر منقولہ جائیداد کا اسلام میں تو کوئی Concept نہیں ہے۔ جہاں تم کاشت کرتے ہو وہ تمہاری جگہ ہے۔ اس پر فرمایا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس زمین پر جو پیدا ہو گا وہ اجتماعی طور پر خزانے میں جمع ہو گا، پوری قوم پہ خرچ ہو گا۔ یہ نہیں کہ جس نے سارا ملک فتح کیا وہ اس کا ہو گیا۔ وہ اس پہ آ گئے تھے۔ دیکھو جی! یہ ساری سوچیں جو ہیں آہستہ آہستہ انسان میں Develop ہوئیں، اس کے Welfare کا انسان کو پتا چلا۔ یہ جو زکوٰۃ کا Concept اللہ نے دیا ہے، یہ زبردست ہے۔ کسی ملک میں بھی ہو وہاں کوئی بھی بھوکا نہیں رہ سکتا۔ ایک آدمی کروڑوں پتی ہے، وہ چالیس سال میں ساری دولت قوم کو دے دیتا ہے۔ ڈھائی پرسینٹ ہر سال دیتا ہے، چالیس سال میں یہ ساری Turn over کر کے ملک کے پاس چلی جاتی ہے۔ اور کماتا ہے تو اچھا ہے۔ اس کو پتا ہے کہ کم ہو رہی ہے، اگر نہیں کماؤں گا تو ختم ہو جائے گی۔ اس کو Motivation ہے کمانے کی مگر وہ ہر سال اتنا ہی دیتا ہے۔ بزرگ کہتے بھی ہیں کہ جتنا صدقہ اور خیرات اس ملک پاکستان میں دیا جاتا ہے، اتنا کہیں نہیں دیا جاتا۔ ادھر درباروں پہ جاؤ تو لاہور کے سارے محلے روٹی یہاں سے کھاتے ہیں۔ غریب بھی، مسکین بھی، جس کو طلب ہے، وہاں پہ بیٹھ گیا، وہیں سے ملتا ہے، یہاں سے کھاتے ہیں۔ محلے والے بھی کافی اس پر انحصار کرتے ہیں۔ زکوٰۃ دیکھو، حکومت الگ کاٹتی ہے لیکن پرائیویٹ جو دولت ہے، جو چھپا ہوا سرمایہ ہے اس پہ نہیں۔ گورنمنٹ اس پہ لیتی ہے جو گائے

، بھیڑوں، اور اونٹوں پر نصاب ہے۔ آپ کے گھروں میں تلاشی نہیں کی جاتی کہ کتنا سونا ہے۔ لوگ خود دیتے ہیں۔ اس کو واقعی خود دینا چاہیے۔

آپ سے پوچھا گیا کہ منقولہ جائیداد تو وراثت چڑھ جاتی ہے۔ اسلام میں غیر منقولہ جائیداد کا کیا تصور ہے؟ علما تو اس کو اکٹھا کر دیتے ہیں کہ جو منقولہ کا حکم ہے وہی غیر منقولہ کا ہے۔ عورتوں کو بھی زمین نہیں دیتے کہ یہ ختم ہو جائے گی۔ ہم نے پیچھے سے بھی نہیں لی۔ ہم بھی نہیں دیں گے۔

آپ نے فرمایا کہ اب جو چل رہا ہے اس میں تو کہتے ہیں کہ بیٹیوں کو بھی ایسے حصہ دو جیسے قرآن نے بتایا ہے۔ زمین کا بھی ایسے ہی کرو۔ یہ تو گورنمنٹ کا کام ہے کہ اس کو Force کرے کہ اگر کسی سے ختم ہوتی ہے تو ختم ہو جائے۔ یہی تو ہمارا Ultimate motive ہے کہ ختم ہو جائے۔ یہ جو بہنوں سے لکھوا لیتے ہیں کہ میں نے بھائی کو زمین دی۔ وہ کہتے ہیں کہ زمین دینی ہے تو دے ورنہ یہاں داخل نہیں ہونا۔ تیرا واسطہ اس گھر سے ختم ہو گیا، تو نے یہاں نہیں آنا۔ ان کے علاقے میں زمینیں آتی ہیں، لوگ دیتے ہیں۔ بانٹتے ہیں۔ لیکن وہ جو ہے بانٹنا تو یہ بانٹا جائے۔ یہ جو ہے لکھوا لینا کہ لکھ کے دے تو یہ نہیں ہونا چاہیے۔ کوئی لکھ کے نہیں دے سکتی۔ یہ قانون بن جائے کہ زمین اس کے نام ہی Transfer ہو گی، اس کے نام سے واپس نہیں آ سکتی۔ وہ اس کی ملکیت ہو گی۔ وہ پیچھے جو مرضی کرے لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ میں نے اپنا حق بھائی کو دے دیا یا بھائیوں کو دے دیا۔ میں نے ساری لکھ کے دے دی، یہ اس کو قابل قبول نہیں ہونا چاہیے۔ گورنمنٹ وہ قانون بنائے کہ ان کو زبردستی ٹرانسفر کی جائے۔

(مورخہ 3 جون 2012ء بروز اتوار بمقام مرکز تعمیر ملت گوجرانوالہ)

# محفل 65

باباجی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ) نے 1971ء میں کہا تھا کہ اگر پاکستان بیس، پچیس سال اور نکال گیا تو پھر اس کو کوئی نہیں ہلا سکتا۔ پاکستان ان بیس، پچیس سال میں ایٹمی پاور بن گیا۔ یہ بڑی زبردست بات ہے۔ 1998ء میں کلنٹن امریکہ کا صدر تھا تو اس نے بڑا زور لگایا کہ پاکستان ایٹمی دھماکے نہ کرے۔ حالانکہ یہ سب کو پتا تھا کہ پاکستان اب اس گروپ میں ہے۔ اس کو ٹیسٹ کی ضرورت بھی نہیں تھی، وہ یہ بھی چاہتے تھے کہ یہ دھماکہ نہ کرے۔ ہم یہ نہ کریں اس نے بڑا کہا کہ ہم مدد دیں گے۔ یہ کریں گے، وہ کریں گے۔ نوائے وقت کے اداریے میں لکھا تھا کہ اگر تم نے دھماکہ نہ کیا تو قوم تمہارا دھماکہ کر دے گی۔ یہ بات انہوں نے نواز شریف کو مخاطب کر کے لکھی۔

وہ جو مرضی زور لگا تا رہا، انہیں پتا لگ گیا کہ یہ ایٹمی دھماکہ ضرور کریں گے۔ ان کے تو کیمرے اوپر چل رہے ہیں۔ وہ ان کو Satellite سے چلا رہے ہیں۔ ان کے لئے تو یہ بات ہی کوئی نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ تمہاری جامع مسجد میں بلکہ ہر مسجد میں جہاں جہاں جماعت ہوتی ہے، وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اس مسجد میں کتنے آدمی آئے ہیں، کتنوں نے ٹوپیاں پہنی ہیں اور کتنے ننگے سر ہیں۔

اسلام آباد میں آج نیا کمرا بنا ہے۔ اوپر جو ان کے Satellites ہیں ان

کے لئے ہماری یہ چیزیں کوئی Secret نہیں ہیں۔صرف Plans آپ کے Secret ہو سکتے ہیں کہ ہمارے پلان کیا ہیں۔ ہمارے پاس ہے کیا وہ سب پکھان کو معلوم ہے۔جہاں سارا کچھ جا رہا تھا، وہ ضلع چاغی ٹرانسپورٹ ہو رہا تھا، ان کو پتا تھا کہ دھماکہ ہو رہا ہے۔ پاکستان کی Air Force سو فیصد الرٹ تھی۔ یہ لوگ اس وقت تیار تھے، ان کو پتا تھا کہ اس وقت وہ کوئی شرارت ادھر انڈیا یا کسی سے بھی کرا سکتے ہیں۔ پاکستان ایئر فورس والے بالکل تیار تھے کہ جو سامنے آئے گا اسے اُڑا کے رکھ دیں گے۔

ایک دفعہ انڈیا کہوٹہ پہ حملہ کرنے کے لئے بالکل تیار تھا۔ سری نگر میں اسرائیل کے طیارے آئے ہوئے تھے۔اس میں اسرائیل بڑا اسپیشل ہے۔عراق کا تو آپ کو پتا ہے کہ انہوں نے اس کا ایٹمی پاور پلانٹ اُڑایا تھا۔ وہ ان کفار کا بچہ ہے کہ بڑا تیز طرار ہے۔ ہمارے حمید گل نے کہا تھا کہ میں نے ان عربوں سے کہا تھا کہ صرف پانچ ارب روپے دے دو، ہم اسرائیل کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیتے ہیں۔اس نے کہا میں اب بھی کہتا ہوں کہ ہم اسے صفحۂ ہستی سے مٹا دیں گے۔اس نے کہا کہ نتیجہ جو بھگتنا ہو گا وہ ہم بھگت لیں گے، مگر وہ نہیں مانے۔اس نے کہا ہے کہ میں نے Suggession دی تھی۔اخبار میں لکھا ہے۔ جب اسرائیل کے طیارے اتر گئے تو آدھی رات کو اُٹھ کر انہوں نے Indian embassy سے ان کے سفیر کو اُٹھا لیا۔اسے لے آئے اور کہا کہ یہ بات سُن لو، یہ تصویر ہے اور یہ طیارے سری نگر میں کھڑے ہیں۔ہم نے پانچ منٹ نہیں لگانے اور دہلی کو اُڑا کر رکھ دینا ہے۔ہم نے اسے خاک بنا دینا ہے۔ہم نے ادھر منہ کر دیا ہے۔ہم اس دہلی کو تو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں گے اور اس اسرائیل کو بھی ہم بتا دیں گے کہ یہ کیا ہے؟ اسے بھی ہم بتا دیں گے کہ یہ عراق نہیں ہے۔ ہماری طرف منہ کر کے تو دیکھے۔اسی وقت انڈیا کو لائن مل گئی اور یہ سب وہاں سے ہی وداع کر دیے،

واپس چلے گئے۔ یہ تو ایسے تھے۔حمید گل نے کہا کہ ہم نے کہا کہ ہم اس کو صفحۂ ہستی سے مٹادیں گے یہ دنیا میں کسی کی نہیں مانتا۔اس کا کسی نے کیا بگاڑلیا ہے؟ انڈیا کشمیر کے مسئلہ پر کسی کی نہیں مانتا تو اس کا کسی نے کیا بگاڑلیا ہے؟ اس پر ہم بھی اڑ جائیں گے کہ مٹادیا، کرلو، جو کچھ کرنا ہے۔مدعی تو مر گیا، تم کسی کے ماے لگتے ہو؟ مدعی تو ہے ہی کوئی نہیں تو تم کیا کہتے ہو؟ ہاں جی اڑ جاؤ اور کوئی بات نہیں۔دنیا Power کی زبان سمجھتی ہے۔تم آپ ہی اگر بیٹھ جاؤ تو پھر کوئی بات نہیں۔

جب بمبئی کا کیس ہوا تو انہوں نے کہا کہ کمانڈو آئے اور ہم پر حملہ کر دیا، ہماری Integrity خراب کر دی، جو کچھ بھی انہوں نے شور مچایا، آپ کو پتا ہے کہ فوجیں ساری بیٹھی رہیں۔مشرف بھی بڑا تگڑا تھا، اس نے کہا کہ کوئی بات نہیں بیٹھے رہیں، ہم نے بھی کوئی چوڑیاں نہیں پہن رکھیں۔فوج بٹھائی ہے تو بیٹھے رہیں۔وہ بیٹھے ہیں تو ہم بھی بیٹھے ہیں، کوئی بات نہیں وہاں تو ایمرجنسی Declare ہوگئی تھی، یہاں کوئی ایمرجنسی Declare نہیں ہوئی تھی۔نہ ہی اس مشرف نے شور مچایا کہ ہندوستان کی فوجیں آگئی ہیں۔وہ انگریز ہمیں ڈراتے رہے کہ ہندوستان نے فوجیں لاکھڑی کی ہیں، وہ تمہیں مٹادیں گے۔اس نے کہا کہ اپنا کام کرو ہم ان سے نمٹ لیں گے۔وہ ڈرتے رہے، یہ جنرل تگڑا تھا۔حمید گل کا بھی یہی بیان آیا کہ جب سے پاکستان بنا ہے، اس کو اکھنڈ بھارت کا بڑا شوق ہے۔اکھنڈ بھارت بنانا ہے کہ اکٹھا ایک ہی بھارت ہو۔اس نے کہا کہ ان کو بڑا شوق ہے اور میرا خیال ہے کہ بڑا اچھا موقع ہے یہ بمبئی کا کیس بھی ابھی تازہ تازہ ہوا ہے، تو یہ اپنا چاؤ اتار ہی لے، ابھی اتارے۔میرے ساتھ بھی ڈیڑھ لاکھ میرا فوجی ہے، سپاہی جو فوج سے ریٹائر ہوا ہے، پنشن پر ہے، میں نے ان سب سے کہہ دیا ہے کہ آپ بھی ورزش شروع کر دیں، میں نے بھی شروع کر دی ہے، یہ اپنا چاؤ اتار ہی لے۔ساتھ ہی اس نے کہا کہ انڈیا کی ماں

مر جائے، ہماری طرف آنکھ اٹھا کے نہیں دیکھ سکتا۔انہیں معلوم ہے کہ ہم نے Store room میں کیا کچھ رکھا ہے۔ان کے لئے کیا مال تیار کر رکھا ہے۔ہماری قوم کو آپ بھی کچھ نہیں پتا، ہم نے ان کو بھی نہیں بتایا کہ ہم نے کیا کچھ بنایا ہے لیکن ان کو خبر پہنچا دی ہے۔ان کو پتا ہے کہ ہم نے سٹور میں کیا کچھ ان کے لئے تیار کر رکھا ہے۔اس کی ماں مر جائے اگر ہماری ہوا کو بھی دیکھے۔

تیسرے دن اس ثمر مبارک مند (ایٹمی سائنسدان) کو ٹی وی پر بلا لیا۔اس نے میزائل اور بم پر سوالات کے جوابات دیے۔اس سے پوچھا گیا کہ سنا ہے کہ پاکستان کی میزائل انڈیا اور دوسرے سب سے بھی بہت کامیاب ہیں۔اس نے کہا کہ ہم اس ایٹمی دوڑ میں بعد میں جو شامل ہوئے ہیں، لوگوں نے تو پہلے سب بنایا تھا، ہم بعد میں جو آئے ہیں ہماری ٹیکنالوجی Latest ہی ہوتی ہے۔ ہماری ہر چیز Modern ہے، اچھی ہے۔ہم Latest ہیں، وہ تو اس میدان میں پرانے ہیں۔

کل پرسوں ہی ایک غتف۔9 میزائل فائر کیا گیا ہے۔ان انڈیا والوں نے ایک میزائل فائر کی تو ادھر انہوں نے بھی کی ہے۔کہا کہ ہم نے پہلے ہی تیار کی ہوئی تھی۔انڈیا نے فائر کیا تو انہوں نے بھی فائر کر دیا کہ ایک مرتبہ Moral boost کرنے کے لئے چلاؤ۔

اس سے کہا کہ آپ کی میزائیل Superior ہے؟ تو اس ثمر مبارک نے کہا کہ ہاں بہت Superior ہے، بہت سے ملکوں سے اعلیٰ ہے، دنیا ہماری ٹیکنالوجی کو مان گئی ہے۔اس سے پوچھا گیا کہ اس کی Accuracy کیا ہے؟ جو گیارہ سو میل یا کلومیٹر تک جاتی ہے تو وہ نشانہ کس حد تک ٹھیک لگاتی ہے؟ اس نے کہا کہ اس کی Accuracy range جو ہے وہ ایک میٹر ہے۔اگر ادھر نہیں گرے گی تو ایک میٹر اُدھر جا گرے گی۔ایسا نہیں ہے کہ یہاں ماری اور کئی کلومیٹر دور جا گرے

گی،ایسا نہیں ہے۔اس کی ایک میٹر کی رینج ہے۔ایک میٹر کی Accuracy ہے۔ اس نے کہا کہ اگر ہم چاہیں کہ ہماری میزائل ہندوستان کی پارلیمنٹ کی Building کی فلاں کھڑکی سے داخل ہو تو یہ اُسی کھڑکی سے ہی جائے گی۔ ایک Responsibleبندہ ٹی وی پر بیٹھ کر یہ انٹرویو دے رہا ہے۔وہ بات کررہا ہے،وہ (ہندوستان والے) تو اسی وقت رام رام کرنے لگ جاتے ہیں۔یہ مسلمان ہی ہے جو چل رہا ہے کہ آندھی آئے،طوفان آئے،خواہ کچھ ہو جائے،اس نے چلنا ہے۔ایسے بیان جو ہیں یہ دو چار تگڑے تگڑے بندوں کو دینے چاہئیں۔

اس ضیاء الحق کی بھی کرکٹ ڈپلومیسی مشہور ہے ناں کہ وہ انہیں بتا آیا تھا کہ اتنے بم نے بنا لئے ہیں۔ان دنوں انڈیا نے سندھ کے ایریا میں ایک بہت بڑی Exercise شروع کی تھی۔ان کا خیال تھا کہ سندھ کو پاکستان سے کاٹ دیں۔ اس کو یہ ساتھ ساتھ Monitor کر رہے تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ Cricket diplomacy مشہور ہے۔کرکٹ کا میچ ہو رہا تھا،صدر نے کہا کہ مجھے بھی شوق ہے۔یہ وہاں بغیر Invitation کے چلا گیا۔وہاں اس راجیو گاندھی نے تو آنا ہی تھا۔یہ گیا تو اسے پروٹوکول تو دینا ہی تھا،وہ Receive کرنے کیلئے آیا۔یہ وہاں اسے بازو سے پکڑ کر ایک طرف لے گیا اور کہا کہ کتنے ایٹم بم بنائے ہیں؟ وہ کیا بتاتا؟ اس نے کہا کہ ہمیں پتا ہے کہ اتنے تم نے بنائے ہیں اور اتنے ہمارے پاس بھی تیار ہیں،یہ یاد رکھنا۔یہ کرکٹ میچ دیکھ آیا۔یہ کرکٹ میچ دیکھ آیا اور وہ فوجی مشق ختم ہوگئی۔ اُن کا Problem تھا کہ اس سندھ کو Cut کر دیتے ہیں۔

ایک دفعہ انڈیا کے صحافی کلدیپ نائیر کا ڈاکٹر عبدالقدیر کے ساتھ انٹرویو کرایا گیا۔اس کو ڈاکٹر قدیر کے گھر لے گئے اور اس نے ڈاکٹر قدیر سے سوالات کیے۔ڈاکٹر قدیر نے کہا کہ ہاں ہم نے ایٹم بم بنا ہی لیا ہے۔وہ جب واپس انڈیا گیا تو

اس نے دھوم مچا دی۔انڈیا کے اخبارات نے اسے بہت اُٹھایا کہ کلدیپ نائیر ڈاکٹر قدیر کا انٹرویو کر آیا ہے۔اِدھر ڈاکٹر قدیر کے خلاف بھی یہ بات شروع ہوگئی کہ ایک ہندو صحافی کو ڈاکٹر قدیر کے پاس کون لے آیا؟ اِن کی اپنی سکیم تھی کہ اُس کو لے آؤ اور یہ اس کے کان میں یہ بات ڈال دے۔اسے بتائے۔انہوں نے تاثر غلطی کا دیا مگر سارا کچھ ڈراما تھا کہ ان کو لے آؤ اور بتادو کہ ہم نے ایٹم بم بنا لئے ہیں۔کلدیپ کو لے آئے اور Plan کر کے قدیر خان کا انٹرویو کرا دیا۔کلدیپ نے بھی شور مچایا کہ جیسے پاکستان ہمارے ہاتھ سے نکل گیا ہے۔بہت ساری چیزیں ہیں جو یہ خود بھی کرتے ہیں۔وہاں پہنچانے کے لئے انتظام کرتے ہیں کہ یہ خبر وہاں پہنچ جائے۔اور ان کو پتا چل جائے۔اچھا ہوتا ہے، دونوں بچ جاتے ہیں۔بجائے اس کے کہ غلط فہمی میں دونوں ہی مارے جائیں،ان کو پہنچا دیتے ہیں کہ یہ ہمارا کام ہے،ہم نے یہ بنا لیا ہے۔کئی نئے چھوٹے موٹے گھوڑے،اور کئی چیزیں Invent کی ہیں، جو ہم نے آپ ہی بنائی ہیں۔Local model ہیں۔وہ نہیں آ سکتے،انہیں پتا ہے کہ ہمارے پاس کیا ہے؟ ویسے وہ شور مچاتے رہتے ہیں۔وہ یہ سب کچھ ان امریکیوں کو دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کا تاثر دینے کیلئے کرتے رہتے ہیں،وہ بھی کہنے لگتے ہیں کہ ہاں جی! بڑا Great ملک ہے۔وہ امریکی بھی Population کے حساب سے Deal کرتے ہیں۔جب بھی میدان میں Test کرنے کا موقع آئے تو پھر اُنہیں پتا چلے کہ یہ کیا ہیں؟ وہ امریکی انہیں China کے خلاف کھڑا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔یہ انڈیا والے پہلے بھی چین کے خلاف لڑائی میں پتلونیں چھوڑ کر بھاگے تھے،کوئی بھیڑوں اور بکریوں کا جھگڑا تھا۔وہ چینی آئے تو یہ بھاگ آئے۔ان کا کوئی شہر بھی اُن کے قابو آیا تھا۔

(مورخہ 3 جون 2012ء بروز اتوار بمقام مرکز تعمیر ملت گوجرانوالہ)

# محفل 66

مہمان آئے: آپ نے ان سے تعارف کرایا کہ یہ لاہور سے آتے ہیں۔ جب گوجرانوالہ آئے اور مجھے کہا کہ میں نے آنا ہے۔ میں نے کہا کہ آجاؤ۔اب یہ رحمت اللہ شاہ ہیں جو پی ایچ ڈی کے لئے سویڈن کا پروگرام بنارہے ہیں۔ پہلے ملائیشیا ایم فل کے لئے گئے تھے۔اب چائنہ کا بھی ویزہ لگوایا ہے۔ان کا چائنہ کا خیال نہیں تھا۔اب سویڈن کا ویزہ اپلائی کیا ہے۔اچھا ہے، چلو یورپین ممالک میں معیار اچھے ہیں۔ چلو پی ایچ ڈی کر آئیں گے تو اچھا ہے۔ Qualification ہے۔علم کے بارے میں نبی پاک ﷺ کا حکم ہے کہ علم جو ہے وہ حاصل کرو۔

**من المهد الى اللحد**

گود سے گور تک پڑھنا چاہیے۔

باباجی عِشِیہ فرماتے تھے کہ یہ علم تو ساتھ جاتا ہے۔ یہ تو آپ کی Personality کا حصہ ہے۔کتابیں جہاں مرضی جائیں۔ڈاکٹر ہے تو وہ ڈاکٹر ہی ہے۔ وہ اندر ڈاکٹر بن گیا ہے۔سویڈن جو بھی آپ پڑھیں گے، وہ آپ کی Personality کا حصہ ہے۔وہ ساتھ جائے گا۔وہ ادھر نہیں رہ جاتا۔آپ کی Personality کو Improve کرتا ہے۔علم کا مقصد ہی یہ ہے۔

جناب عبدالرشید ساہی صاحب ملاقات کے دوران آپ کو پنکھا جھلنے لگے تو

آپ نے منع فرمایا کہ مجھے نہیں ضرورت، بس ٹھیک ہے ایسے ہی۔ آپ خود لیں۔ وہ بھائی فرمانے لگے کہ بابا جی! زمینداروں کو ویسے بھی کم گرمی لگتی ہے، یہ گرمی میں کام کاج کرتے رہتے ہیں۔ آپ فرمانے لگے کہ یہ گرمی اللہ کی طرف سے ہے تو ایسے ہی ٹھیک ہے۔ میں نے خود بھی کبھی پنکھا نہیں جھلا، میں ایسے ہی گزارا کرتا ہوں، جو بھی ہو، جو مرضی ہو جائے۔ جامعہ اشرفیہ لاہور کے بانی مولانا حسن محمد امرتسری تھے، یہ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے خلیفہ تھے۔ انہوں نے ادھر آکے مدرسہ بنایا، پھیل گیا، بڑی دنیا آئی۔ انٹرنیشنل ہے، باہر سے بھی لوگ آتے ہیں۔ ان مولانا حسن محمد کو ٹانگ میں کچھ مرض ہو گیا۔ حکیموں، طبیبوں، ڈاکٹروں سب نے علاج کیا مگر کہا کہ نہیں اب ٹانگ کاٹنا پڑے گی ورنہ یہ مرض پھیل جائے گا۔ یہ سب نے کہہ دیا۔ ٹائم سیٹ ہوا کہ فلاں دن Operation ہوگا، ان کو وہاں اپریشن کے لئے مرید لے گئے۔ ڈاکٹر اور حکیم جو تھے، انہوں نے کہا کہ لاؤ ان کو Anesthesia کا ٹیکہ لگائیں، تا کہ ٹانگ سو جائے، یہ بیہوش ہو جائیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں، میں نے ٹیکہ نہیں لگوانا۔ یہاں سوئی چُبھ جائے تو وہ نہیں برداشت ہوتی، یہاں ٹانگ کاٹنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو مرضی کرنی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جب ٹیکہ لگائیں گے تو میں بے ہوش ہو جاؤں گا؟ انہیں کہا گیا کہ ہاں۔ انہوں نے کہا کہ میرا تعلق اللہ سے ٹوٹ جائے گا؟ بتایا گیا: ہاں۔ کہنے لگے کہ میں ایک سیکنڈ کے لئے نہیں چاہتا کہ میرا تعلق اللہ سے ٹوٹے۔ میں یہ ایک سیکنڈ کے لئے بھی وہاں سے نہیں توڑنا چاہتا۔ تم اپنا کام کرو، میں اپنا کام کروں گا۔ وہ اشفاق احمد زاویے میں لکھتے ہیں کہ یہ میڈیکل ہسٹری کا کیس ہے کہ انہوں نے اس طرح کرایا۔

وہ وہاں گئے، منہ پر رومال لیا اور ایک طرف منہ کر کے لیٹ گئے کہ آپ اپنا کام کریں۔ انہوں نے جیسے مرضی ہے کاٹا۔ آری سے ہی کاٹا تاں جیسی بھی تھی۔ مشینی

تھی یا جیسی تھی، کاٹی گئی ہڈی۔ وہ ٹانکے لگائے اور سب کچھ بند کیا انہوں نے جو کرنا تھا، کرلیا۔ جب سب کچھ کرلیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی پوچھا کہ ہاں جی میاں، کام ہوگیا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں جی ہوگیا۔ انہوں نے کہا کہ مہربانی، آپ سب کو زحمت دی، سیدھے اُٹھ بیٹھے۔

یہ ہے نفی۔ انہوں نے کہا کہ میں ایک سیکنڈ کے لئے نہیں چاہتا کہ میرا دماغ سے رابطہ ٹوٹ جائے۔ آپ کریں جو آپ نے کرنا ہے۔ ایسی بات ہے، اللہ والے اپنے اللہ کے ساتھ اتنا مضبوط تعلق رکھتے ہیں۔ یہ نفی اثبات کہ نفی کی ہے تو نفی ہوگئی۔ اشفاق احمد نے لکھا کہ یہ میڈیکل ہسٹری کا کیس ہے کہ ایک آدمی نے بغیر Anesthesia کے ہڈی کٹوالی اور ٹھیک ٹھاک ہے۔

آپ کے اہل خانہ سے کسی کا فون آیا تو آپ نے بتایا کہ میں مصروف ہوں۔ یہ فلاں فلاں بھائی آئے ہیں۔ میں نے تو منع کیا تھا کہ نہ آئیں، گرمی ہے مگر کہتے ہیں کہ ہمیں گرمی نہیں لگتی۔ جو چل پڑے ہیں، ان کو گرمی نہیں لگتی، آجاتے ہیں۔ وہ علامہ نے بھی کہا تھا کہ:

ہوں آتش نمرود کے شعلوں میں بھی خاموش
میں بندۂ مومن ہوں، نہیں دانۂ اسپند

میں تو نمرود کے شعلوں میں بھی خاموش بیٹھوں گا۔ میں ہرمل کا دانہ نہیں ہوں کہ چٹک کہ کہہ دوں کڑک کہ وہ ہوگئی۔ وہ نہیں ہوں میں۔ بندہ مومن ایسے نہیں کرتا۔ بہت صبر اور برداشت کرتا ہے۔ وہ سب کچھ اللہ کی طرف سے سمجھتا ہے اور واویلا نہیں کرتا۔

(مورخہ 3 جون 2012ء بروز اتوار بمقام مرکز تعمیر ملت گوجرانوالہ)

# محفل 67

پوچھا گیا کہ یہ نفس مطمئنہ کب پیدا ہوتا ہے؟ کیا یہ مرنے کے بعد ہوتا ہے؟

جواب میں آپ فرمانے لگے کہ یہ نفس دو، تین نہیں ہیں۔ نفس کی یہ ایک کیفیت یا حالت ہے۔ تین قسم کے نفس نہیں ہیں۔ بنیادی طور پہ یہ جو آتا ہے کہ

**اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ** (1)۔

نفس جو ہے وہ برائی کی طرف ہی حکم دیتا ہے۔ اس کی جو Attachment ہے وہ مادّے کے ساتھ ہے۔ جو مادّی خواہشات ہیں۔ نفس یہ بذاتِ خود یوں سمجھئے کہ جیسے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ) نے روحانی طبقات میں لکھا ہے کہ ملکوت، جبروت، لاہوت یہ گزر جائیں گے تو آگے جا کے بسائط آتے ہیں پھر عرش کا درجہ ہے۔ عقل بسیط ہے، نفس بسیط ہے، اور روح بسیط ہے۔ یہ بسائط ہیں۔

وہ روح جس کو اللہ دنیا میں پیدا کرنا چاہتا ہے، روح کے بیان میں بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس میں سوائے محبت اور عبودیت کے اور کوئی صفت نہیں ہوتی۔ وہاں یہ عالمِ ارواح میں جہاں ہے اس وقت اس میں Basically دو صفات

---

(1) سورۃ یوسف 12: آیت 53۔

ہیں: عبودیت اور محبت۔ اس کے سوا کوئی صفت نہیں ہوتی۔ لیکن دوسری چیزوں کو Absorb کرنے کی اس میں صلاحیت ہوتی ہے۔ جس میں سے یہ جائے گی، اس کا رنگ وہ Catch کرے گی۔ اس وقت وہ اللہ کے ساتھ محبت کرتی ہے اور اس کی بندگی وہ الست بربکم والا جو فارمولا ہے، اس میں وہ ہے۔ پھر وہاں سے جب اللہ اس کو زمین پہ بھیجنا چاہتا ہے تو زمین تک آتے آتے اس پر زمینی رنگ چڑھ جانا چاہئے ناں۔ وہ تو بالکل وہاں پر خالص روحانی صورت میں ہے۔ خدا سے محبت کرتی ہے اور مادّے کے ساتھ اس کی کوئی Attachment نہیں ہے۔

اب اس کے ساتھ ایسے پرزے اور خواص Attach کیے جائیں گے جو اسے مادّی دنیا کے ساتھ Attach کریں۔ اس کو مادّی دنیا کو دیکھنے کے لئے، مادّی چیزیں اور آوازیں سننے کے لئے، اور باتیں کرنے کے لئے لوازمات اور خواص چاہئیں۔ یہ Instruments جو ہیں، یہ اس کا مادّی دنیا کے ساتھ رابطہ قائم کریں گے۔ اب آنکھ تو نہیں دیکھتی، اندر جو چیز ہے وہ دیکھتی ہے۔ کان جو ہیں ان میں Waves آتی ہیں اور جاتی ہیں، اور Strike کرتی ہیں لیکن اندر جو اس کا ادراک کرتی ہے وہ روح ہی ہے۔ آنکھ کا یہ کہتے ہیں کہ اب ٹھیک نہیں ہوسکتی، اس کا پیچھے سے نور ختم ہوگیا ہے۔ اس آنکھ میں Fault ہو تو یہ ٹھیک ہو جاتا ہے، یہ آنکھ ہی بدل دو لیکن اگر وہ پیچھے سے سسٹم ہی گڑبڑ ہوگیا ہے تو پھر اگر آنکھ Change بھی کریں گے تو کوئی فرق نہیں پڑتا تو یہ Instrument جو ہے یہ اس روح کو مادّے کے ساتھ Connect کرنے کے لئے ہے۔

سلطان بشیر محمود کہتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا سسٹم نکل آئے جس سے اگر Directly ذہن میں چیزوں کی سوچ چلی جائے تو ہمیں آنکھوں کی اور کانوں کی

ضرورت نہ رہے۔اب ایسا کوئی براہ راست طریقہ نکل آئے جیسے اب ٹی وی پہ Electronic waves (برقی لہروں) کی صورت میں کہ بندہ کہاں بیٹھا ہوتا ہےاور وہ اس کوایسے Connect کر لیتے ہیں کہ جیسے یہ وہی ہے جس کوآپ دیکھ رہے ہیں۔وہ ایسے تو نہیں دیکھا جا سکتا،امریکہ میں یا اسلام آباد میں بندہ بیٹھا ہوا ہےاور ہم اس کو دیکھ لیتے ہیں۔ایک ایسی صورت اس کی بن گئی ہے کہ وہ جہاں پہ بھی بیٹھا ہوا ہےاور وہ درمیان میں اس فاصلے کو Electronically (برقی طور پر) کراس کر کے وہاں ٹی وی پروگرام میں پہنچ جاتا ہےاور ہم اس کا ادراک کر لیتے ہیں۔

مطلب یہ کہ اس انسان کو مادّے کے ساتھ دنیا میں بھیجنا تھا اس لئے لکھا ہے کہ وہ وہاں سے نزول کرتا ہے۔نزول کا مطلب ہے عرش سے دوری کا سفر۔عرش سے دوری کا جو سفر ہے یہ نزول کہلاتا ہے۔وہاں سے وہ روحِ بسیط سے چلتی ہے،پھر عقلِ بسیط سے گزرتی ہے۔وہاں سے اللہ نے اس کا حصہ مقدر کر رکھا ہے کہ اس کو کتنا حصہ ملے گا۔Plan (منصوبہ) جو ہے وہ خدا نے Already کر لیا ہے کہ اس کو کتنا اور کہاں سے کیا ملنا ہے۔وہ روح جب عقلِ بسیط سے گزرتی ہے تو اس میں عقل جو ہے وہ پیدا ہو جاتی ہے۔پھر وہ نفسِ بسیط سے گزرتی ہے۔

نفس Basically خواہش کرنے کی Ability ہے۔اب یہ جو کتاب ہے،اس میں خواہش کرنے کی Ability (قابلیت یا صلاحیت) نہیں ہے۔پتھر میں کوئی خواہش کرنے کی Ability نہیں ہے۔روح میں نفسِ بسیط سے گزرنے سے خواہش کرنے کی جو Ability ہے وہ پیدا ہو جاتی ہے۔اس کا نام نفس ہے۔خواہش کرنے کی اہلیت پیدا ہو گئی ہے۔اس کا نام نفس ہے۔خواہشات جو ہیں وہ

ہزاروں ہیں۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے

جو چیز بھی وہ دیکھتی ہے اس پہ وہ لپکتی ہے۔ دنیا کی طرف، اس کی ساری خواہشات پوری کرنے کے لئے، وہ اسی میں نظر آتی ہے۔ مطلب یہ کہ اس روح میں خواہش کرنے کی Capability (صلاحیت) پیدا ہو جاتی ہے۔ اب یہ کس رنگ میں ظاہر ہوتی ہے؟ ظاہر ہے کہ جس میدان میں جائے گی تو پتا چلے گا ناں۔ کسی بندے کو دیکھا، پھول کو دیکھا، مکان کو دیکھا، اور جو دیکھا تو کہا کہ میں یہ حاصل کروں۔ مجھے بھی یہ مل جائے۔ Flourish تو وہ ماحول میں جا کے ہوگی لیکن خواہش کرنے کی صلاحیت اس میں اندر آ جاتی ہے۔ Ability to wish جو ہے وہ آ گئی۔ اس ادارے کا نام جو اندر ہے، اس کا نام نفس ہے۔ وہ خواہش کر سکتا ہے۔ یہ ساتھ آتا ہے۔

Basically وہ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ۔ اس روحانی چیز کو الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي [(1)]۔ یعنی اس امر ربی کو ایک مادی دنیا کے ساتھ Attach کرنے کے لئے یہ پرزے اس کے ساتھ لگا دیے گئے۔ اب وہ یہاں آ کے چیزوں کو دیکھتا ہے، خواہش پیدا ہوتی ہے۔ چھوٹا سا بچہ ہے وہ بھی رنگ دار کھلونے ہوں تو ان کو پکڑتا ہے۔ یہ رنگ دار بنائے جاتے ہیں۔ وہ ان کو پکڑتا ہے، ان سے کھیلتا ہے تو یہ شروع ہو جاتا ہے۔ جیسے جیسے آگے بڑھتا ہے، وہ علم بڑھتا ہے۔ وہ نوجوان ہوتا ہے۔ پھر عورتوں کی خواہش Sex کی وہ بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ پھر اس میں لگ جاتا ہے۔ چھوٹا ہے تو کوئی پرواہ نہیں، مٹی میں بیٹھا ہے، ٹٹی کر دی، پیشاب کر دیا تو کچھ پرواہ

---

(1) سورۃ الاسراء 17: آیت 85۔

نہیں ۔ جب بڑا ہو جاتا ہے تو پھر وہ نخرے کرنا شروع کر دیتا ہے کہ ذرا بھی چھینٹا نہ پڑے، یہ نہ ہو، وہ نہ ہو۔ خواہش کرنے کی صلاحیت جو اندر ہے، اس میں ترمیم ہوتی رہتی ہے اور وہ Refine بھی ہوتی جاتی ہے۔ لیکن یہ اس میں بنیادی طور پر مادّے کی طرف اس کا رجحان ہے۔ انسان کو مادّے کے ساتھ وہ Connect کر دیتی ہے۔ وہ اس کو کھانا اور پینا، اچھا لباس اور ایسی چیزوں سے جوڑ دیتی ہے۔ اللہ خود قرآن میں کہتا ہے کہ ہم نے لوگوں کے دلوں میں خواہش پیدا کر رکھی ہے، ڈھیروں سونے اور چاندی، خوبصورت عورتیں، اور جانور، اور فصلیں، اور یہ (ان کی محبت) ہم نے خود ڈالی ہے۔ وہ نہ ہوں تو پھر ٹیسٹ کیا ہوا؟ اگر اس کے دل میں محبت ہی نہ ہو، اب خسرا جو ہے اس کا عورت کے ساتھ کیا ٹیسٹ ہوگا کہ اس میں Sex ہے بھی کہ نہیں۔ اس میں وہ ہو اور پھر وہ کنٹرول کرے۔ اللہ کے حساب سے نگاہیں نیچی رکھنی ہیں، شرمگاہوں کی حفاظت کرنی ہے، اور تم نے اس کو بچا کے جانا ہے۔ تو پھر وہ اس میں Refinement کرے گا۔ Basically وہ ادھر لپکتا ہے، اس کو خواہش ادھر کی ہوتی ہے۔ ہر انسان میں ہوتی ہے۔ اس کو Check کرنے کے لئے ضوابط جو ہیں وہ مذہب دیتا ہے۔ جس لائن میں بھی وہ آنا چاہتا ہے، وہ اس کو بتاتا ہے کہ تم نے اس طرح کنٹرول کرنا ہے۔ نگاہیں نیچی رکھو۔ ایک نگاہ دیکھ لی، دوسری نگاہ دیکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ اپنے کام سے کام رکھو۔

روح جو ہے وہ دنیا کے ساتھ آشنا نہیں ہے۔ یہ (نفس) اس کے ساتھ نمائندہ لگا دیا جاتا ہے کہ یہ جو ہے، یہ مادّی دنیا کے ساتھ اس کو پوری طرح واقفیت ہے، اور یہ تمہیں سارے گُر بتائے گا۔ جیسے آپ گوجرانوالہ میں آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ کتاب ہے، یہ ہر گھر میں دینی ہے۔ یا یہ ٹیلی فون کی ڈائریکٹری ہے، یہ ہر گھر میں

دینی ہے، ہر محلے میں جانا ہے۔ مجھے تو گوجرانوالہ کا کوئی پتہ نہیں، میں تو محلے سے لوگوں کے نام بھی نہیں جانتا۔تو وہ ایک بندہ ساتھ دے دیا جاتا ہے کہ یہ گوجرانوالہ کے ہر گلی، ہر محلے سے واقف ہے، یہ آپ کے ساتھ چلتا ہے۔یہ سارے پتے دے گا کہ کونسا گھر کدھر ہے، گلی نمبر اور نام۔یہ آپ کو ساری راہنمائی کرے گا۔

مادّے کے ساتھ اس (روح) کی Attachment کرنے کے لئے یہ نمائندہ (نفس) ساتھ لگا دیا جاتا ہے۔لیکن ساتھ Warning (تنبیہہ) بھی دی ہے کہ ہوشیار رہنا یہ خطرناک بندہ ہے۔گھر تو سارے جانتا ہے لیکن یہ آپ کو گمراہ بھی کرنے کی کوشش کرے گا کہ آپ جس مرکز یا جہاں سے آئے ہیں، وہ بھول جائیں اور گوجرانوالہ کے چڑے، وہ پکوڑے کھانے میں نہ لگ جائیں۔اس سے ہوشیار رہنا، اس سے کام لینا لیکن اس کے مکروفریب سے ہوشیار رہنا۔ بتایا کہ یہ متاع غرور ہے۔یہ دنیا بھی اور شیطان بھی۔نفس جو ہے وہ سمجھیں کہ یہ شیطان کا ایک نمائندہ ہے۔اس کے Through وہ (شیطان) کام کرتا ہے۔اس کی وحی نفس کو ہی جاتی ہے۔نفس جو ہے وہ (شیطان) اس کو اُبھارتا ہے۔

تو یہ آدمی کا کمال ہے کہ وہ اس سے فائدہ بھی اٹھائے۔اس نمائندے سے اپنی ڈیوٹی کرنے کے لئے کام بھی لے۔تمام دنیا کو تسخیر کرے۔اسے انسانیت کی خدمت میں لگانا ہے۔اگر یہ (نفس) نہ ہو تو باباجی علیہ الرحمہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری علیہ الرحمہ) نے فرمایا کہ پھول دیکھا۔خواہش پیدا ہوئی، چلا اور توڑا۔فرمایا کہ دیکھنے سے خواہش پیدا ہوئی۔دیکھنے سے ہی حرکت پیدا ہوئی تو آپ چلے، پھول توڑا، اور لے آئے۔اگر نفس نہ ہوتا تو یہ زندگی نہ ہوتی۔کوئی خواہش نہ ہوتی تو کوئی حرکت بھی نہ ہوتی۔حرکت نہیں ہے تو زندگی نہیں ہے۔حرکت کا نام ہی زندگی ہے۔

چلتی کا نام ہی گاڑی ہے۔اگر یہ (نفس) نہ ہوتا تو انسان کی کوئی حرکت نہ ہوتی۔ حرکت نہ ہوتی تو زندگی بھی نہ ہوتی۔زندگی کیلئے وہ (نفس) ضروری ہے لیکن وہ لپکتا مادّے کی محبت کی طرف ہے۔یہ سب کچھ مجھے حاصل ہو جائے۔ساری دنیا کی عورتیں بھی مجھے مل جائیں، یہ دولت بھی میں اکٹھی کرلوں۔

**اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ۔**

اور زیادہ ہو جائے اس نے تمہیں گمراہ کردیا ہے۔

More, more, more.

تو اس نے تمہیں گمراہ کردیا ہے۔وہ (نفس) **اَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ**، Basically (بنیادی طور پر) وہ ہے۔اب اس کی تربیت کرنا جو ہے کہ اسے احساس پیدا ہو جائے۔کوئی **نفسِ مطمئنہ** اُسے مل جائے:

**فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ۔ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ**[1]۔

میرے بندوں میں داخل ہو جا۔میری جنت میں آجا۔یعنی وہ جنت میں آنے کے لئے بندوں کا راستہ بتاتا ہے کہ میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں آجا۔وہی میری جنت کا راستہ ہے۔تو کوئی بندہ اسے مل جائے جو اسے بتا دے کہ ان خواہشات کو قابو کرنا ہے۔اس کے پیچھے دوڑنا 'طول امل' جسے کہتے ہیں، لمبی لمبی خواہشیں۔یہ تو فلاح کا راستہ نہیں ہے۔صبر وقناعت جو ہے وہ فلاح کا راستہ ہے کہ

نہ ڈھونڈ اس چیز کو تہذیب حاضر کی تجلی میں
کہ پایا میں نے استغناء میں معراجِ مسلمانی

---

(1) سورۃ الفجر 89: آیات 29-30۔

یہ کاریں، کوٹھیاں، یہ بنگلے، اور یہ اور وہ۔تہذیبِ حاضر اس کے پیچھے بھاگ رہی ہے۔ Status ۔اور وہ اقبال کہتا ہے کہ اس میں نہیں ہے۔ان چیزوں سے غنی ہو جانا ہے کہ ان کی خواہش نہ رہے۔(مکان) کچا ہے، یا پکا ہے، بس۔ اللہ کا نام رہے۔وہ کُٹیا بھی جنت ہے جس میں خدا کی یاد ہے۔وہ صحیح ہے۔ اس لئے اس کو کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی کو چھت میسر ہے، ایک بیوی ہے، گھر میں ایک خادم یا خادمہ ہے، تو اس کو پوری دنیا مل گئی۔اس کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے، اس کو پوری دنیا مل گئی۔یہ پوری دنیا ہے۔اب یہ آپ کہیں کہ گھر Defense میں ہو تو یہ غلط ہے۔گھر ہونا چاہئے۔مل گیا۔ الحمد للہ۔ وہ اِدھر ہو یا اسلام آباد میں فلاں جگہ ہو، وہ غلط ہے۔گھر کی چھت مل گئی تو دنیا کا ایک Part (حصہ) مل گیا۔بیوی مل گئی تو دنیا کا ایک Part (حصہ) مل گیا۔بہترین وہ ہے آپ کے پاس نوکر بھی ہے تو فرمایا کہ آپ کو پوری دنیا مل گئی۔اب وہ پوری سمجھنے کی جو بات ہے۔وہ اس کو راہ راست پہ لانے کے لئے ہے۔

نفس کی خواہشات جو ہیں اگر ان پہ چلیں تو یہ ایک بندے کی بھی پوری نہیں ہوسکتیں۔پوری کائنات اس میں نہیں سماسکتی۔وہ کہے گا کہ ساری دنیا اِدھر اُدھر ہو جائے، بس میں ہی بادشاہ ہوں۔خواہش کی کیا بات ہے۔کہے گا کہ ساری دنیا کی حسین عورتیں میرے قبضے میں ہوں۔وہ تو شاید جو کچھ اس میں ہے وہ ایک بندے کی بھی خواہش کو پورا نہ کر سکے۔اس کی Justification کے لئے، وہ نظام عدل جو ہے اس کو رکھنے کے لئے، کائنات کی فلاح اور بقاء کے لئے Rules of justice دیے جاتے ہیں کہ آپ نے ایسے ایسے چلنا ہے۔

بلکہ اسلام تو کہتا ہے کہ کماؤ بھی تو اس میں سے بھی خرچ کرو۔ نماز پڑھو اور کمائی ہوئی دولت میں سے غریبوں کو دیتے رہو، اور اللہ کے حکم پہ چلو۔ یہی فلاح ہے، سیدھا راستہ ہے۔

دو ہی چیزیں ہیں۔ اگر اس میں راستہ سوجھتا ہے تو آپ کو یہ کرنا ہے۔ یہ کوٹھیاں اور کاریں، یہ اور وہ۔ جن کے پاس ہیں لیکن رات کو نیند نہیں آتی تو وہ گولیوں پہ لگ گئے ہیں۔ Sleeping pills کھاتے ہیں، تب نیند آتی ہے۔ سارے یورپ میں یہی حال ہے۔ پیسہ بے بہا ہے۔ ہر کمرے میں ٹی وی لگا ہے۔ چار چار، پانچ پانچ کاریں کھڑی ہیں لیکن Peace نہیں ہے۔ راتوں کو کلب میں ڈانس کرتے ہیں، جوا کھیلتے ہیں کہ شاید اسی سے تھک ٹوٹ کے نیند آجائے لیکن وہ نیند والی صحیح بات بنتی نہیں ہے۔ کیونکہ روح کی جو اصل غذا ہے وہ اللہ کا ذکر ہے۔ اس کی طرف جب تک نہیں آتے یہ عارضی طور پہ ہے کہ یہ دھمال ڈالی، اور تھوڑا چکر دماغ کو آتا ہے، اس کو تھوڑا سکون عارضی طور پہ مل جاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ یہ ہے لیکن وہ اصل نہیں ہوتا۔

جب اس کو یہ احساس پیدا ہو جائے کہ یہ تو راستہ نہیں ہے۔ دولت اکٹھی کرنا۔ Peace کا راستہ تو انسانیت کی محبت ہے۔ خدا کی محبت ہے۔ یہ جو کمایا ہے اس سے (انسانیت کی) خدمت کرے، یہ خوش ہو جائیں۔ دنیا میں جو انسانیت کے غم ہیں، دکھ ہیں، ان کو آپ کم کریں۔ اس میں وہ Peace ہے۔ تو پھر وہ نفس لوامہ بن جاتا ہے۔ لوامہ یعنی ملامت کرنے والا۔ وہ اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے کہ میں نے غلط راستہ اختیار کیا۔ اس وقت اسے پچھتاوا ہونے لگ جاتا ہے کہ میں ایک دم دنیا کے پیچھے بھاگ گیا اور اللہ بھی کہتا ہے سورۃ کہف میں کہ

**قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا**(1)۔

ہم بتائیں وہ سب سے زیادہ خسارہ اٹھانے والے کون ہیں؟

**الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا**(2)۔

وہ لوگ جن کی ساری تگ و دو دنیا میں ہی صرف ہو گئی، وہ سب سے زیادہ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

**وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا۔ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ**(3)۔

اور وہ خیال کرتا ہے کہ ہم بڑا اچھا کام کر رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ہم بہت اعلیٰ معیار پہ چل رہے ہیں۔ اتنی دولت اور دنیا میں یہ ہمارا نام ہے۔ انہوں نے اللہ کی نشانیوں کو جو کہ اس نے تمہیں بتائیں، ان کو جھٹلایا۔ اس نے تمہیں پیدا کیا، رزق دیا، تم اس کے سامنے سر جھکاؤ۔ تو نہیں جھکایا۔ دوسری بات یہ بتائی کہ اس سے ملاقات ہونی ہے، اس کو بھی نہیں مانا:

**كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ**(4)۔

جو کچھ بھی انہوں نے کیا وہ سب ضائع چلا جائے گا۔ مادّہ ہی بنایا، مادّہ دنیا میں فنا ہو جائے گا۔ محلات بنائے، کاریں کھڑی کیں، سب فنا ہو جائے گا، ان کا کوئی کام نہیں آئے گا۔ اللہ کہتا ہے کہ وہ راکھ کی مانند ہو جائے گا۔ ہوا چلی، سب اڑ جائے

---

(1) سورۃ الکہف 18: آیت 103۔

(2) سورۃ الکہف 18: آیت 104۔

(3) سورۃ الکہف 18: آیت 104-105۔

(4) سورۃ الکہف 18: آیت 105۔

گا۔وہ کَرَماد (راکھ کی مانند) ہیں۔

تو اس کو یہ احساس پیدا ہو جائے کہ میں نے غلط راستہ اختیار کیا، دنیا کے پیچھے پڑا اور ساری کوششیں اسی میں صرف کر دیں۔اللہ کہتا ہے کہ

**فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا**(1)۔

ہم ان کے لئے قیامت کے دن میزان بھی قائم نہیں کریں گے۔ One sided (ایک طرف کے) ہو گئے۔آخرت کا پہلو ان کی زندگی میں تھا ہی نہیں۔ وہ یک طرفے ہو گئے۔ان کیلئے میزان کیا کرنا ہے۔میزان تو ایسے لوگوں کے لئے ہو گا جو ایمان بھی لائے لیکن کام بھلے برے Mix (ملے جلے) تھے۔ان کا تولا جائے گا کہ کون سا پلڑا زیادہ ہے۔جدھر بھی Result (نتیجہ) نکلا، اُدھر ان کو بھیج دیا جائے گا۔

**نفسِ لوامہ** اس وقت بنتا ہے جب اسے احساس ہو جاتا ہے کہ یہ میرا راستہ نہیں تھا۔میرا مقصد پیدا کرنے کا وہ خدا کی محبت اور معرفت ہے۔مجھے اعلیٰ ترین مخلوق بنایا گیا اور فرشتوں نے سجدہ کیا وہ اسی لئے کہ مجھے اللہ کی پہچان سب سے زیادہ ہونی چاہئے۔اللہ نے ٹیسٹ بھی لیا ان کے لئے کہ بتاؤ ان کے نام۔فرشتوں سے کہا کہ ان کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو۔انہوں نے یہی کہا تھا ناں کہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ہم آپ کی حمد وثنا، حمد وثنا کا مطلب ہے کہ آپ کی معرفت کو ہم اچھا جانتے ہیں۔ حمد وہی کرے گا جو جانتا ہے۔ثنا بھی وہی کرے گا جو آپ کی صفات کو جانتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کی ثنا بہت کرتے ہیں، اس کو پیدا کرنے کی کیا ضرورت

---

(1) سورۃ الکہف 18: آیت 105۔

ہے۔ہم بہت اچھا آپ کو سمجھتے ہیں تو اللہ نے کہا تھا کہ نہیں جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ پھر اللہ نے پیدا کیا اور چیزیں ان کے سامنے رکھ دیں اور ان سے کہا کہ ان کے نام بتادو اگر تم سچے ہو کہ تم میری حمد و ثنا کر سکتے ہو تو بتاؤ یہ کیا چیزیں ہیں؟ وہ سمجھتے نہیں تھے کہ یہ کیا ہے؟ اس کا فائدہ کیا ہے؟ یہ کام کی چیز ہے؟ جو یہ نہیں سمجھ سکتا، وہ بنانے والے کا کیسے شکریہ ادا کرے گا؟ اس کے Mind کی کیا تعریف کرے گا؟ وہ شخص جو اس کو سمجھتا ہے کہ یہ کیا ہے؟ بچے کے آگے کمپیوٹر رکھ دیتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ تو وہ کمپیوٹر بنانے والے کے ذہن کی داد کیسے دے سکتا ہے؟ یا اس کا احسان جو انسانیت پہ ہے وہ اس کو کیسے دیکھ سکتا ہے جب اس کا پتا نہیں ہے؟ اللہ نے مخلوق جو تھی، چیزیں تھیں، سامنے رکھ دیں کہ ان کے نام بتادو کہ یہ کیا چیزیں ہیں؟ نام کا مطلب ہے کہ ان کی صفات کے مطابق ہی نام رکھے ہوتے ہیں۔Bi cycle ہے، دو پہیوں والی ہے۔Tri cycle ہے وہ تین پہیوں والی ہے۔ دوربین ہے اور ٹیلی ویژن ہے۔ دور سے دیکھنے والی چیز۔ نام اس کے Function کے مطابق ہی رکھا ہوتا ہے۔اس کا مطلب ہے کہ وہ اس کو جانتا ہی نہیں۔ان فرشتوں نے کہا کہ اللہ میاں ان چیزوں کے نام ہم نہیں جانتے۔ہم، جو تو نے بتایا ہے وہی جانتے ہیں۔ادھر آدم علیہ السلام کو اللہ نے کہا:

**وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا**(1)۔

اس کو ہر چیز کے نام بتادیے۔وہ قیامت تک آنے والی ہر چیز کے نام جانتا ہے۔ مطلب یہ کہ اس کی Capacity یہ نہیں ہے۔بعض بزرگ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے وڑا مارا۔اللہ میاں نے ان (آدم علیہ السلام) کو پرچہ بتا دیا،

---

(1) سورۃ البقرہ 2: آیت 31۔

اُن (فرشتوں) کونہیں بتایا۔ یہ پاس ہو گئے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کی پیدائش اس نہج پہ کی گئی تھی کہ وہ سیکھ سکتے تھے۔ خدا کے ساتھ ظلم منسوب نہیں کر سکتے۔ اس (خدا) نے جو اس (انسان) کی Capacity (صلاحیت) ہے اس کو وہ چیز دے دی۔ فرشتوں کو یہ نہیں دی، ان کو دے دی۔ انسان کو ہر چیز کا علم دے دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو نہیں جانتے:

**سُبۡحَانَکَ لاَ عِلۡمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا إِنَّکَ أَنتَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَکِيۡمُ**[1]۔

ہمیں تو نہیں پتا۔ ہمیں تو وہ پتا ہے جو آپ نے ہمیں بتایا ہے۔ پھر اللہ نے آدم علیہ السلام کو کہا:

**يَا آدَمُ أَنۡبِئۡهُم بِأَسۡمَآئِهِمۡ**[1]۔

اے آدم علیہ السلام! تو ان کو بتا کہ یہ کیا کیا چیزیں ہیں؟ تو آدم علیہ السلام نے پھر فرشتوں کو بتایا کہ یہ یہ چیز ہے، یہ اس لئے بنائی گئی ہے۔ جیسے یہ گھوڑا ہے یہ ایسی چیز ہے کہ اس پہ بیٹھ کر آدمی تھوڑی Effort سے جو ایک جگہ گھنٹے میں پہنچتا ہے، اس پر پندرہ منٹ میں پہنچ جاتا ہے۔ ظاہر ہے ہر چیز جو بھی بننے والی تھی، ان کو بتایا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے یہ ایسی چیز پیدا کی ہے۔ مطلب یہ کہ حمد و ثنا وہی کر سکتا ہے جو ان چیزوں کو جانتا ہو۔ ان چیزوں کی معرفت اسے حاصل ہو، تب ہی وہ کر سکتا ہے۔

وہ لمحہ جب بنتا ہے تو اس کو پتا چلتا ہے کہ میرا زندگی کا یہ راستہ نہیں تھا۔

---

(1) سورۃ البقرۃ 2: آیت 32۔

مجھے اللہ نے اپنی معرفت کے لئے تیار کیا ہے۔ لِیَعْبُدُون. اسی لئے صحابہ نے بھی یہی کہا کہ اس کا مطلب ہے لِیَعرِفُونَ. کہ معرفت حاصل کرے۔ لِیَعْبُدُون کا مطلب بندگی تو یہ ساری کائنات کر رہی ہے، اس کا کہنا مان رہی ہے، کوئی چیز اس کے حکم سے باہر نہیں ہے۔ انسان کا یہ ہے کہ ان کو سمجھ کے خود سجدہ کرے۔ اس کو پہاڑوں کی طرح Bind نہیں کیا کہ یہ بیٹھے ہوئے ہیں، اور درختوں کی طرح کہ قیام میں کھڑے ہیں، یا جانوروں کی طرح رکوع میں مستقل ڈال دیے گئے ہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ انسان اللہ کی عظمت سمجھ کے رکوع میں جائے گا کہ **سبحان ربی العظیم**۔ اس کی عظمت سمجھ کے سجدے میں خود جائے گا۔ بندگی کرے۔ بلکہ یہ سمجھ کر بندگی کرے۔ معرفت کے ساتھ وہ سمجھے اور اللہ تعالیٰ کو رکوع کرے، اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرے۔ وہ جانوروں والی تقدیر والی پابندی جمادات و نباتات، وہ اطاعت انسان سے مقصود نہیں ہے۔ جو اللہ کہتا ہے:

**يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ**[1]۔

زمین و آسمان میں جو چیز بھی ہے وہ اس کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ سجدہ بھی اس کو ساری کائنات کرتی ہے۔ انسان سے وہ مقصود نہیں تھا۔ وہ سمجھے، Understand کرے، اور وہ کرے اللہ کے سامنے۔ اس کے لئے جب اس نفس کے ساتھ یہ ہو جاتا ہے کہ اسے سمجھ آجاتی ہے کہ میں نے یہ سارا کچھ کیا کیا؟ پھر وہ لوامہ کی Stage (مرحلہ) پہ آجاتا ہے کہ میں نے سارا کچھ غلط کیا۔ پھر وہ پچھتایا کرتا ہے، پھر وہ اس کو رجوع کرتا ہے۔ پھر واپس آجاتا ہے۔ پھر وہ اچھی راہ پہ اپنی دولت کو، اپنے پیسے کو، اس (نفس کی خواہش) پہ نہیں بلکہ اللہ کی راہ پہ خرچ کرنے میں

(1) سورۃ الحشر 59: آیت 24۔

لطف محسوس کرتا ہے، اور انسان سے محبت کرتا ہے جیسے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ) نے بتایا کہ اگر چاہتے ہو کہ خدا تم سے محبت کرے تو اس کی مخلوق کے ساتھ محبت کرو، پیار کرو۔ جو بھی اللہ نے دیا ہے:

**وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ۔**

جو ہم نے دیا، اس میں سے خرچ کرتے ہیں تھوڑا ہے تو تھوڑا، زیادہ ہے تو زیادہ لیکن کرتے ضرور ہیں۔ تھوڑے میں سے تھوڑا کرتے ہیں تو وہ اس میں آجاتے ہیں۔ تو وہ (نفس) لوامہ بن جاتا ہے۔ لوامہ کی Stage (مرحلے) میں آجاتا ہے کہ یہ سارا کام غلط کیا۔ ہوتا بھی ہے یا اسے پتا لگ جاتا ہے۔ اس کی محبت میں جب آتا ہے کہ میں نے کرنا کیا تھا، میں نے کیا کیا ہے۔ زندگی ایسے ہی برباد کر دی۔ خدا کے پیار میں جانا تھا ۔ پرانے شعر مولوی صاحب پڑھا کرتے تھے:

تو گیا سی کستوری خریدن نوں
تو ڈھیر رنج اجوائن تے لا بیٹھا

تجھے بادشاہ نے پیسہ دیا تھا کہ جا کستوری اور خوشبودار چیزیں خرید آ مگر تو جا کے اجوائن اور بدبودار چیزوں پر جا بیٹھا ہے۔

کی دے جواب شاہ نوں
تو رقم نوں اینج گنوا بیٹھا

بادشاہ کو کیا جواب دو گے؟ جس کا تم نے سرمایہ لیا اور اس کو غلط جگہ پہ Spend کر دیا۔ مطلب یہ کہ اس کا احساس پیدا ہوتا ہے، پھر اس کو رونا بھی آتا ہے۔ اللہ میاں سے دوری ہو گئی ہو گی، سارا کچھ ضائع چلا جائے گا۔ (ایسا ہو تو) وہ پھر

لوامہ میں آجاتا ہے۔پھر وہ سیدھا راستہ اختیار کرلیتا ہے۔اگر یہ(نفس لوامہ) جلدی مل گیا تو اچھا ہے کہ اس کو زندگی کی صحیح صورت جو ہے وہ واضح ہوگئی کہ میں نے کیا کرنا ہے؟ جیسے اسلام کی تعلیم ہے وہ Satisfaction (تسلی) دیتی گئی کہ یہ بہترین Life (زندگی) ہے، یہ ایسا کرنا ہے۔باباجی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی کہا کہ یہ کرو۔اللہ کا ذکر کرنا ہے۔اللہ کی عبادت کرو۔ڈرو نہیں کسی سے اور اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھو۔جھکو نہیں، اس کے سوا کہیں سر نہ جھکاؤ، یہی اسلام چاہتا ہے۔

**وَاعْتَصِمُوا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ**[(1)]۔

اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لو۔وہی تمہارا مولا ہے، وہی تمہارا مددگار ہے۔کہیں ادھر اُدھر دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔قائم رہو اپنی بات پہ تو اللہ ان پہ فرشتے نازل کرتا ہے، یہ کرتا ہے، وہ کرتا ہے۔تو پھر جو یہ کرے وہ اطمینان میں آجاتا ہے۔فرشتے اس پہ اترتے ہیں، اس کو بتاتے ہیں کہ:

**نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ**[(2)]۔

ہم تمہارے ساتھ ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔یہاں بھی تمہارے کام سارے سیدھے ہوں گے، اُدھر بھی سیدھے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ نے جس بہشت کا تم سے وعدہ کیا ہے اس کی بشارت ہو۔وہ کہتے ہیں کہ بشارت ہو تم پہ تم

---

(1) سورۃ الحج 22: آیت 78۔

(2) سورۃ الفصلت 41: آیت 31۔

اصلاح پہ آ گئے ہو، جو کچھ مانگو گے وہاں تمہیں ملے گا۔

**فِيهَا مَا تَشْتَهِيْ۔**

دنیا میں بندہ جتنا بھی ہو، جس کی خواہش کرے وہ نہیں مل سکتی لیکن وہاں جو بھی خواہش کرو گے، وہ ملے گا۔ پھر وہ اطمینان میں آ جاتا ہے۔ (نفس) **مطمئنہ** ہو جاتا ہے کہ اس کے بندوں والی، اچھے بندوں والی، پیارے بندوں والی صفات جو ہیں وہ اس میں پیدا ہو جاتی ہیں جیسے حضور ﷺ نے فرمایا:

**قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ** (1)۔

میری اتباع کرو خدا تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بھی بخش دے گا، ساری جو پچھلی خطائیں ہیں وہ بھی معاف کر دے گا۔ مطلب یہ کہ جیسے آپ ﷺ نے وہ فقیرانہ زندگی بسر کی، سارے کام کیے، شادیاں کیں، بچے بھی تھے، جنگیں بھی لڑیں لیکن کوئی سامان جمع نہیں کیا، نہ کبھی زکوٰۃ دی اور نہ دولت اکٹھی ہونے دی کہ سال بھر اکٹھا رہے پھر اس پر اڑھائی فیصد دیں۔ روز کے روز جو آتا تھا، وہ بانٹ دیتے تھے۔ یہ زکوٰۃ جو ہے یہ کسی اور کے لئے ہے، ہمارے لئے نہیں ہے۔ جو آیا روز کے روز بانٹ دیا۔ تو وہ اس میں آ گئے۔ بانٹ دیا تو پھر وہ خدا کی محبت میں، اس کے ذکر میں **نفس مطمئنہ** ہو گیا۔ علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

کہ پایا میں نے استغنا میں معراجِ مسلمانی

ان چیزوں سے غنی ہو جانے میں میں نے مسلمانی کا معراج پایا۔ کمال اسی میں ہے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی لکھا ہے کہ

---

(1) سورۃ آل عمران 3: آیت 31۔

فقیری ایسے نہیں ملتی، سوت کے دھاگے کے برابر بھی دنیا سے تعلق نہ رہے۔ قطع ماسوئی ایسے کرو کہ دنیا میں رہتے ہوئے تعلق اتنا بھی نہ رہے۔ کچے دھاگے جتنا بھی نہ رہے تو وہ خدا کے پیار میں مطمئن ہو جاتا ہے۔ اسے اسی میں ساری لذات ملتی ہیں۔ دل اللہ کے ذکر سے خوش ہو جاتا ہے، راضی ہو جاتا ہے۔ اس کی روح کو وہ غذا ملتی ہے جو اسے چاہئے، جو اس کی غذا ہے۔ یہ موسیقی اور یہ مراثیوں والے گانے جو ہیں ان سے کچھ نہیں ملتا۔ اس کی روح کی غذا اللہ کا ذکر ہے۔ وہ اس کو کرتا ہے اور اس میں مست رہتا ہے۔ یہ دنیوی دولت اوپر نیچے جو مرضی ہوتی رہے، اس سے اس کو کچھ نہیں ہوتا۔ وہی نفس ہے جو مطمئنہ ہو جاتا ہے۔

جیسے آپ کو مثال میں بتایا کہ یہ بندہ ہے، آپ کو دے دیا کہ اسے گوجرانوالہ لے جاؤ، آپ کے ڈیوٹی کرنے میں مدد دے گا۔ سارے گھر محلے کا اسے پتا ہے۔ آپ وہ ڈیوٹی Perform کرتے ہیں لیکن وہ آپ کے ساتھ رہتا ہے۔ وحشی جانور ہوتے ہیں، چیر پھاڑ کھانے والے، شیر، چیتے، ہاتھی، یہ اور وہ۔ انسان جو ہے یہ ان کی بھی اپنی عقل کے زور سے تربیت کر دیتا ہے اور وہ سٹولوں پہ چڑھ کے اور گھوڑوں پہ سوار ہو کے سرکس میں کرتب دکھاتے ہیں لوگ جو بھی وہاں کام کرتے ہیں۔ انسان ان کے وحشی پن کی تربیت کر لیتا ہے۔ ان کو اطاعت میں لے آتا ہے۔

وہ نفس جو بنیادی طور پہ امارہ بالسوء تھا۔ اس کے ساتھ رہتے ہوئے پھر اگر اس (نیک بندے) کا رنگ غالب آ جائے تو پھر وہ (نفس امارہ) بھی ٹھیک ہو جاتا ہے۔ میں بھی کیوں نہ کروں؟ یہ بھی اللہ کی مخلوق ہے، یہ اللہ کو یاد کرتا ہے۔ اور بھی دنیا میں مجھے جو Societies (معاشرے) ملی ہیں ان میں لوگ اللہ کا ذکر

کرنے والے ہیں۔اس کے نصیب اچھے ہوں، اللہ تو چاہتا ہے کہ وہ بھی اس میں آجائے، (نفس کہتا ہے کہ) میں بھی (اللہ کا ذکر) کروں۔ جیسے جانور جو ہیں وہ انسان کا کہنا مانتے ہیں،اس کے اشارے پہ سارے کرتب کرتے ہیں۔ان کی تربیت ہوتی ہے۔ان کو کافی بھوکا رکھا جاتا ہے۔بھوک سے ان کو Training (تربیت) دی جاتی ہے۔روزہ میں بھی اسی لئے انسان کو بھوکا رکھا جاتا ہے کہ یہ نفس جو ہے یہ **امارہ** یہ کمزور پڑ جائے۔یہ نفس خواہش کی صلاحیت ہے،روزہ میں خواہش کو ہی دبانا ہے ناں۔بھوک لگی ہے،خواہش ہے۔ٹھنڈا پانی پینا ہے،یہ خواہش ہے۔Sex ہے، وہ خواہش ہے،اس کو نہیں کرنا۔اس کو دبایا جاتا ہے۔نہیں کرنا۔ مطلب ہے کہ Abstain کرنا۔روزہ کسی کے Self-control کی Training ہے۔دل چاہتا ہے لیکن اس کو نہیں کرنے دینا۔خواہش کو دبانے کا ہی Syllabus (نصاب) ہے۔جتنی مرضی پیاس لگی ہے۔گرمیاں آنے والی ہیں،روزے تو رکھنے ہیں لیکن اللہ کا حکم ہے تو وہ نہیں کرنا۔اسی طرح باقی بھی اللہ کے احکام ہیں،اس میں اس کو جذبہ پیدا ہو،اس Training سے،اسے استعمال کرے، کہتے ہیں کہ:

زندگی چند روزہ ہے اور ہمارا اس میں روزہ ہے۔

یہ چند روزہ ہے لیکن ہمارا اس میں روزہ ہے۔پابندی کے ساتھ چلنا ہے۔جو اللہ نے کہا ہے کہ نہیں تو نہیں۔جو کوئی بیٹا کہے،باپ کہے،کوئی رشتہ دار کہے،یہ کام کرنا ہے،یہ غلط ہے تو نہیں کرنا۔وہ **لوامہ** میں آ کے **مطمئنہ** میں ہو جائے،اس رمضان کی Training یہی ہے کہ اس کو Self control حاصل ہو جائے۔نفس جو ہے یہ بے لگام گھوڑے کی طرح ہے۔گھوڑا جب نیا نیا ہوتا ہے تو یہ اوپر نہیں بیٹھنے دیتا۔سوار اس کو نکالتے ہیں پھر لگام اس کو مارتے ہیں۔وہ پھر رکتا ہے اور مانتا ہے۔بڑے

مزے سے وہ پھر تابع ہو جاتا ہے۔وہ خوش ہو کے بڑے نخرے کر کے چلتا ہے۔تو وہ مطمئنہ ہے۔وہ اس پہ آگیا،اس کی اطاعت میں اور اسی سے چلتا ہے۔تو وہ نفس مطمئنہ ہے جو اللہ کی اطاعت میں آگیا۔اللہ کے بندوں میں آگیا تو اس کو خود اللہ آواز دے کے بلاتا ہے:

**يَـا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ۔ ارْجِعِىْ إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً**[1]۔

وہ راضی ہے۔اللہ تم سے راضی اور تم اس سے راضی۔آجاؤ اللہ کے پاس۔ تم ٹھیک ہو گئے ہو،اطاعت میں آگئے ہو تو آجاؤ۔

**فَادْخُلِىْ فِىْ عِبَادِىْ۔ وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ**[2]۔

میرے بندوں میں داخل ہو جاؤ اور جنت میں آجاؤ۔جنت اس کے بندوں سے ہی ہے۔نیک لوگ جو ہیں،ان میں داخل ہو جاؤ،شامل ہو جاؤ۔تم اب بندوں میں آگئے ہو جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔وہ سرکش نفس نہیں رہا۔اب تم میری عبادگی میں آگئے ہو۔

تو یہ اس نفس کی کیفیات ہیں،تین حالتیں ہیں،آپ سمجھ لیں۔وہ ترقی کرتا ہے اور اس میں آجاتا ہے۔تسلیم ورضا اور قطع ماسوئ اللہ اسی لیے کئے جاتے ہیں کہ یہ ادھر آجائے۔وہ ادھر جانے والے راستے پہ آجائے۔اللہ کی رضا پہ راضی رہے۔چھوٹی چھوٹی چیزوں پہ پہلے کرو پھر اللہ بڑی بڑی چیزوں پہ بھی رضا کی توفیق دے دیتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے آپ کے کام روزانہ زندگی میں مرضی کے خلاف ہیں۔ہر ایک کا اپنا

(1) سورۃ الفجر 89: آیات 27-28۔
(2) سورۃ الفجر 89: آیات 29-30۔

اپنا Field ہے۔اس کے اپنے اپنے تقاضے ہیں۔صبح ناشتہ نہیں ملا، دیر ہوگئی۔یہ ہو گیا، وہ ہوگیا۔یہ دہی نہیں ملا۔ٹائم پر باہر آئے، بس نہیں ملی۔Routine خراب ہو گئی تو وہ Patience سے کھڑا رہتا ہے کہ کوئی بات نہیں اگر دیر ہوگئی۔مطلب یہ کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پہ چلتا ہے۔صبر کا مظاہرہ کرتا ہے۔زبان سے بھی نہیں بولتا پھر آہستہ آہستہ اندر دل سے بھی ٹھیک ہوجاتا ہے۔اب تو گالیاں بھی نہیں دیتا کہ یہ کیا ہو گیا ہے؟ مصیبت ہے، بسیں کہاں مرگئی ہیں؟ آج کیا ہوگیا ہے ان کو؟ تو وہ پھر بخ بخ بک بک نہیں کرتا۔ اس میں Patience اور ٹھہراؤ آجاتا ہے۔ وہ اچھا ہو جاتا ہے۔وہ بدلی ہوئی کیفیات جو ہیں انہیں کا نام نفس ہے۔یہ Faculty to wish جو ہے اسی کا نام نفس ہے۔وہ اللہ نے جہاں سے گزرا، اس کو دے دیا۔ خواہش کرنے کی جگہ۔

خواہش کیا ہوتی ہے؟ یہ تو اپنے اپنے ماحول کی بات ہے۔پاکستان میں اگر کوئی بھوکا مر رہا ہو تو وہ دو اور دو چار روٹی کی بات کرے گا۔American جو ہے وہ دو اور دو چار کاروں کی بات کرے گا۔جیسے جیسے اس کا ماحول ہے اس کی خواہشات اسی کے مطابق ہوں گی۔یہ Advertisement، اور یہ اشتہار بازی، اور یہ اور وہ یہ ساری ہماری خواہشات کو ترقی دینے کیلئے سامان ہیں اور ہماری بے چینی میں اضافہ کرنے کے لئے ہیں کہ یہ ایک چیز بھی نکل آئی ہے، ہمارے پاس نہیں ہے۔فلاں چیز بھی نکل آئی ہے، ہمارے پاس نہیں ہے۔وہ قناعت کا درس دینے والے ادارے بند ہوگئے جہاں وہ اشفاق احمد جیسے بابے جو وہ باتیں بتاتے تھے۔وہ ختم ہوگئی ہیں کہ اس پہ صبر کرے اور آدمی خوش رہے۔نبی پاک ﷺ کا ماڈل صحیح ہے۔ان کے تو کوئی تخت نہیں تھے، کوئی محلات نہیں تھے، کچھ نہیں تھا۔خلفائے راشدین نے بھی دنیا

میں حکومتیں کی ہیں لیکن کوئی ایسا نہیں تھا۔

آپ نے اپنی پوتی کا نام لیا کہ اس نے Message بھیجا کہ جب انگریزوں کے ہوتے ہوئے کانگریس نے حکومت بنائی تو انگریز نے کہا کہ میں تمہیں رام اور کرشن کی باتیں نہیں بتاتا کیونکہ وہ تاریخی ہستیاں نہیں ہیں، ان کا پتا نہیں ہے اور ثبوت نہیں ہے کہ وہ تھے بھی کہ نہیں تھے مگر میں عمر رضی اللہ عنہ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مثال دیتا ہوں جو تاریخی شخصیات تھیں۔ یہ تو پتا ہے سب کو کہ وہ تھے، آدھی دنیا پہ ان کی حکومت تھی۔ سادگی رہی۔ جس طرح انہوں نے سادگی اختیار کی تم بھی ایسے ہی رکھنا۔ یہ نہیں کہ حکومت مل گئی ہے، وزیر بن گئے ہو۔ وہ ادھر ہی مسجد میں آتے تھے، نماز پڑھتے تھے، زمین پہ بیٹھتے تھے۔ کوئی پارلیمنٹ نہیں تھی۔ ساری عمر ٹھاٹھ باٹھ کا کوئی پہلو اختیار نہیں کیا۔ ان کو اس پروٹوکول کا خیال نہیں تھا کہ یہ ہمارا پروٹوکول ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ پیوند لگے ہوئے کپڑے پہن کے خطبہ دے رہے تھے۔ یہ تو نہیں تھا کہ میں بڑی سلطنت کا President ہوں۔ میرا یہ ہے یا وہ۔ اسی میں گزارا کیا۔ اسی سادگی میں ساری عمر رہے تھے۔ مسجد جو ہے وہ ان کی پارلیمنٹ تھی۔ اس میں بیٹھ کر مشاورت ہوتی تھی۔ جتنا اور جو کچھ بھی پیسہ تھا وہ عوام کی Welfare کے لئے دیا گیا۔ مملکت جو ہے وہ عوام کی خوشحالی کے لئے تھی۔ ایک ہی کام ہو سکتا تھا کہ یا تو اپنے محل بنالو یا غریب کی جس کی کٹیا ہے اس کو مکان بنادو۔ ان کی روزی روٹی کا انتظام ہو جائے۔ وہ سب کچھ اس میں کرتے تھے۔ یہ ان کا آئین تھا۔ دنیا کو عدل وانصاف سے بھرا۔ دنیا میں انسانیت کے دکھوں کو مٹایا۔ ان کی خوشیوں میں اضافے کے لئے کام کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرمان ہے کہ:

**لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ**

حَرِيْصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُوفٌ رَّحِيْمٌ[1]۔

جوانسانوں کوتکلیف ہوتی ہے،وہ ان کو بہت گراں گزرتی ہے۔ یہ چھوٹی سی بھی تکلیف انسان کو کیوں پہنچتی ہے۔ یہ کسی طرح ٹھیک ہو جائے۔اس کے لئے Law بنائے، قانون سازی کی حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسا ٹائم آئے گا کہ زکوۃ لے کے پھریں گے کوئی زکوۃ لینے والا نہیں ہوگا۔ وہ واقعی ایسا ہوا۔فرمایا کہ Life ایسی ہوگی کہ اکیلی عورت زیورات کے ساتھ چلے گی تو اسے آسمان کے نیچے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہوگا کہ کوئی میرے زیور چھین لے گا۔ایسی فضا پیدا ہوگی۔لوگ اس طرح کے متقی بن جائیں گے۔اصل پیدا کرنا تو وہ ہے کہ لوگ متقی بن جائیں اور اپنی زندگی جو ہے وہ اللہ کی طرف ڈھال لیں۔بڑا مشکل کام ہے بہر حال ایک نمونہ نبی کریم ﷺ نے پیدا کر کے دکھا دیا، دنیا نے دیکھ لیا۔ History of prophethood میں وہ کامیاب پیغمبر جنہوں نے دنیا میں اللہ کا قانون نافذ کیا اور جو اب بھی دنیا میں کسی نہ کسی صورت میں چل رہا ہے۔ England اور America میں وہی ان کے قوانین استعمال کر رہے ہیں۔

انسان کا نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے۔اس کی جو کیفیات ہیں ان میں آ جاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ بھی اس کو بلا لیتا ہے کہ آ جاؤ میرے پاس۔تم میری جنت میں آ جاؤ۔ یہ تب ہی جائے گا جب اس کے بندوں والی صفات جو ہیں اس (نفس) میں پیدا ہو جائیں گی اور وہ اطاعت میں آ جائے گا۔خدا کی محبت میں وہ آ جائے گا۔دنیا کی آگ والی بات، شیطان کا Fellow جو ہے،اس کو وہ چھوڑ دے گا۔چونکہ وہ تو اللہ

---

(1) سورۃ التوبہ 9: آیت 128۔

نے کہا کہ وہ تمہارا دشمن ہے۔وہ تمہیں اپنی ساری پارٹی کودوزخ میں بھرنا چاہتا ہے کہ میرے پاس آئیں۔وہ دشمن ہے تمہارا،اس کو دشمن ہی سمجھو۔مطلب یہ کہ اللہ اوراللہ کے رسول ﷺ کی جو ہدایت ہےاس پہ چلو،ٹھیک رہو گے۔اس پہ نہیں چلو گےتو تمہارےاعمال ضائع ہو جائیں گے۔یہ ایک ہی نفس کی کیفیات ہیں جووہ بدلتا ہے، وہ اس میں آتا ہے، مطمئنہ بھی ہو جاتا ہے۔

پوچھا گیا کہ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ. وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ. یہ ادھر ہی زندگی میں ہے یا مرنے کے بعد کی بات ہے؟اس کے جواب میں فرمایا:

نہیں نہیں ادھر ہی ہے۔یہاں ہی ہے۔بزرگوں نے لکھا ہے۔شاید اس قدرت اللہ نے لکھا ہے کسی بزرگ کا قول کہ دنیا میں بھی ایک جنت ہے، جو اس دنیا میں اس جنت میں داخل نہیں ہوگا،وہ وہاں بھی نہیں ہوگا۔یہیں جنت ہے وہ اس میں آجاتا ہے۔اس دنیا میں۔جو یہاں نہیں داخل ہوگا وہ وہاں بھی داخل نہیں ہوگا۔دعا مانگتے ہیں کہ

رَبَّنَا آتِنَا فِيْ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِيْ الآخِرَةِ حَسَنَةً[1]۔

ادھر بھی حسنہ مانگتے ہیں۔اگر ادھر حسنہ نہ ملا تو اُدھر کیسے ملے گا؟ دعا کے تو یہی دو حرف ہیں۔ یہاں بھی بھلائی وہاں بھی بھلائی۔اگر یہاں نہیں ملی تو وہاں پھر کیسے ملے گی؟ یہ نہیں ہے کہ اس کا معیار وہ دوسرا ہے۔ایسا ویسا نہیں ہے۔وہ ہے حسنہ۔بالکل اللہ کی رضا پہ مطمئن،خوش۔بے نیاز تھے،اللہ سے خوش تھے۔کوئی شکوہ شکایت کبھی زبان پہ نہیں لائے اور نہ کسی نے دیا۔ان کی خوشی کا معیار وہ ان کا اپنا تھا، اس پہ وہ چلتے تھے۔

---

(1) سورۃ البقرہ2: آیت 201۔

# محفل 68

رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں آنے والے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ یہ جو شخص آیا تھا، یہ جنتی ہے۔ دوسرے دن پھر وہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جنتی ہے۔ تیسرے دن پھر وہی آئے تو حضور ﷺ نے پھر وہی فرمایا۔ ایک صحابی نے کہا کہ دیکھتا ہوں کہ کیا خاص عمل ہے جو یہ کرتے ہیں۔ وہ ان کے ہاں چلے گئے۔ نوجوان صحابی تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں دو تین دن آپ رضی اللہ عنہ کے گھر رہنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ آجاؤ۔ وہ ان کا مہمان بن گیا۔ صرف یہ دیکھنے کے لئے کہ وہ کیا خاص کام کرتے ہیں؟ کوئی خاص عمل اسے نظر نہیں آیا۔ نمازیں ٹھیک ٹائم سے پڑھیں۔ اُٹھے اور کام پہ چلے گئے۔ دو تین دن کے بعد انہوں نے کہا کہ اچھا جی میں چلتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میں دراصل اس لئے آیا تھا کہ نبی پاک ﷺ نے تین دن یہ بات فرمائی کہ ابھی جو آدمی آیا ہے، وہ جنتی ہے۔ تینوں دن آپ ہی آئے۔ میں یہ دیکھنے آیا ہوں کہ آپ کون سا وہ خاص کام یا عبادت کرتے ہیں جس کی وجہ سے آپ کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ حضور علیہ السلام نے پیشگوئی فرمائی، خوشخبری بھی دے دی۔ ہم سب کو پتا چل گیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے دیکھ ہی لیا کہ میں کوئی خاص عبادت نہیں کرتا۔ پانچ وقت نمازیں ہیں اور بس یہ معمول۔ وہ

جانے لگے تو انہوں نے آواز دی کہ بیٹا! میری ایک بات سنو۔ میرے دل میں کسی مسلمان بھائی کے خلاف ذرا سا بھی رنج یا گلہ نہیں ہے۔ میں کبھی کسی سے ناراض نہیں ہوا، یہی بات ہے بس۔

یہ بہت بڑی بات تھی۔ راضی برضا اس طرح تھے۔ اب ہر آدمی کے کوئی نہ کوئی تو خلاف ہوتا ہے، کوئی نہ کوئی مخالفت تو ہوتی ہے۔ یہ ہوتا رہتا ہے۔ اس کو نہ لینا اور اللہ کی رضا سمجھ کے سچے دل سے کہ برا محسوس بھی نہیں کیا تو یہ بہت بڑی بات ہے۔ یہ کوئی ایسی معمولی بات بھی نہیں ہے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک دفعہ پوچھا کہ جو بھائی حلقے سے نکل گئے یا ناراضگی ہوگئی اور وہ چلے گئے تو ان سے آپ ناراض ہو گئے ہیں یا ناخوش ہو گئے ہیں؟ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں کبھی کسی سے ناراض ہوتا ہی نہیں، جو کچھ کوئی مرضی کرے۔ میں اتنا بیوقوف نہیں ہوں کہ غلطی لوگ کریں اور سزا میں بھگتوں کہ اس نے ایسا کیوں کیا ہے؟ ہمارا مرید تھا، ہم نے اس کے ساتھ بڑا اچھا سلوک کیا، یہ ہے اور وہ ہے۔ اس نے ہمارے خلاف بغاوت کی۔ یہ باتیں کیں۔ یہ سوچتا رہوں تو اس کا مطلب ہے کہ سزا میں ہی بھگتوں۔ مجھے ہی تکلیف ہوتی رہے گی کہ ایسا کیوں ہوا؟ اس نے ایسا کیوں کیا؟ جیسے پنجابی میں لوگ کہتے ہیں کہ 'ہانڈی اُبلے گی تے اپنے کنڈھے ساڑے گی'۔ میں اکیلا بیٹھا ہوا ہوں، ابل رہا ہوں۔ اُس کو تو کوئی پتا نہیں۔ یہ حسد یا بغض ایسی باتیں جو کرے گا، وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں اتنا بیوقوف نہیں ہوں کہ غلطی لوگ کریں اور سزا میں بھگتوں۔ انہوں نے غلطی کی کہ نہیں آئے۔ چلے گئے اور اس نعمت عظمیٰ سے وہ محروم رہ گئے۔ میں کیا ان کو دل میں بسا کے رکھوں کہ انہوں نے یہ کیا۔ میں کسی سے ناراض ہوتا ہی نہیں۔ ٹھیک ہے جن کے نصیب میں ہے، وہ رہ گئے اور جن کے نصیب میں نہیں ہے تو وہ چلے

گئے ۔اللہ کو پتا ہے ۔اللہ کہتا ہے کہ جس کو میں چاہتا ہوں ہدایت دیتا ہوں، آپ چاہتے ہیں تو ہدایت نہیں دے سکتے ۔اس کا اپنا ایک نظام ہے ۔پتا نہیں کیا کیا اس نے حرکتیں کی ہوں گی، کیا کیا باتیں کی ہوں گی ۔اللہ کو نہیں منظور کہ اس کو۔۔۔قرآن میں کئی جگہ شروع میں کہا ہے کہ:

**خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى أَبْصَارِهِمْ**(1)۔

آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں، وہ مسلمان نہیں ہوں گے۔ان کے دلوں پہ مہریں کردی گئی ہیں ۔آپ وعظ کریں یا نہ کریں، ان کو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔اب اللہ کہہ رہا ہے کہ کریں تب بھی کچھ نہیں ہوگا اور نہ کریں تب بھی کچھ نہیں ہوگا۔وہ آپ پر ایمان نہیں لائیں گے۔اللہ کا اپنا ایک نظام ہے کہ یہ کسی کو لاعلاج قرار دے دیتا ہے کہ اب وہ ٹھیک نہیں ہو سکتے۔پھر بھی یہ اعلیٰ کردار کی بات ہے کہ میں کسی سے ناراض نہیں ہوتا۔غلطیاں لوگ کریں، سزا میں بھگتوں، میں اتنا بیوقوف نہیں ہوں۔وہ نہیں آئے، نکل گئے، ٹھیک ہے کوئی بات نہیں، ان کے نصیب میں نہیں ہوگا، میں ناراض ہوتا ہی نہیں ہوں کسی سے۔عجیب بات ہے۔یہ بات ہے کہ وہ ٹھیک ہو جاتا ہے پھر اس کا من اس دنیا اور اس دنیا کی چیزوں میں نہیں لگتا۔علامہ بھی کہتا ہے:

عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

جب اللہ والی، آشنائی والی بات اسے کسی چینل سے مل جاتی ہے، خدا کے پیار والی بات ذکر سے یا فیض سے یا توجہ سے، کسی اللہ والے سے تو پھر اس میں ایک ایسا لطف و سرور اس کو ملتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اور کسی چیز میں نہیں ہے تو پھر اسی پہ

(1) سورۃ البقرہ 2: آیت 7۔

Priority (ترجیح) اس کی ہو جاتی ہے۔ وہ اللہ کے ذکر میں ہی لذت پاتا ہے، وہ اسے اور زیادہ کثرت سے کرتا ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے۔ اسی میں لگا رہتا ہے وہ تو اس کا نظام جو ہے وہ صحیح ہو جاتا ہے۔ اس نے یہاں پہ Attachment دنیا کے ساتھ کرنی تھی، زمین و آسمان میں اللہ کی قدرت کی یہ ساری آیات جو بکھری پڑی ہیں، اللہ کہتا ہے کہ:

**وَفِیْ الْأَرْضِ آیَاتٌ لِّلْمُوقِنِیْنَ** (1)۔

زمین میں اللہ کی نشانیاں ہیں، سارے یہ درخت، یہ پتے، یہ پھل اور پھول جو کچھ بھی ہے یہ سب اس کی نشانیاں ہیں۔ اس میں بندہ زمین پہ آ کے، سارے یہ Instruments استعمال کر کے اندر جو انفاق، تفہیم اور روئیدگی ہے اس کے کمال درجے کا جوہر جو ہے اس کو استعمال کر کے وہ سب سے اچھا عارف بن سکتا ہے۔ وہ اسی لئے بھیجا گیا ہے کہ وہ یہاں سے عارف بن کے جائے۔ جنت میں تو وہ معصوم بچے کی طرح پیدا ہوا تو اس کو دنیا کا پتا نہیں تھا کہ یہاں کیا ہے۔

وہ اللہ والے فقیر ان کی کہانیاں پڑھیں اور قصے پڑھیں، وہ ایسے ہی ساری عمر گھومتے رہے۔ فقیر بن کے چلے، نہ شادی بیاہ کیا۔ جو مجذوب ٹائپ تھے، جو مجذوب نہیں تھے تب بھی ایسے کئی گزرے کہ بس فقیرانہ طرز زندگی بسر کی، کوئی ٹھاٹھ باٹھ نہیں رکھا۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا کیا؟ انہوں نے بھی آستانہ بنا دیا۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ ہمیں گھر والے تو سارے چھوڑ گئے تھے، وہ سارے امیر لوگ تھے۔ نوکریاں کرتے تھے، کاروبار کرتے تھے۔ ہم اس فقیری لائن میں آ گئے، کبھی نوکری کی،

---

(1) سورۃ الذاریات 51: آیت 20۔

کبھی چھوڑ دی، کبھی کاروبار کیا، کبھی چھوڑ دیا۔انہوں نے ہمیں Lift نہیں کرائی کہ یہ ایسے ہی ہے، ناکام ہی ہوگیا ہے۔اب اللہ میاں نے حلقہ بنادیا، پیر بھائی بھی آگئے۔ ہمارا آستانہ بھی بن گیاتو پھر انہوں نے کہا کہ یہ تو بڑا اچھا ہوگیا کہ وہاں آستانہ بن گیا ہے۔مرید بھی بڑھ گئے ہیں جو بیٹوں سے زیادہ خدمت کرنے والے ہیں۔اتنے کہاں بیٹے خدمت کرتے ہیں، جتنا ہمارے بیٹے خدمت کرتے ہیں۔اب انہوں نے آنا شروع کیا ہے۔بعد میں جب مرکز بن گیا پھر بھائی بھی آگئے،اور بھی عزیز رشتہ دار آنے لگے۔کہنے لگے کہ ہاں یہ بات ہے کہ جو اللہ کا دامن تھام لیتا ہے تو وہ بھی گھاٹے میں نہیں رہتا۔

باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے اس غرض کے لئے نہیں کیا تھا۔وہ تو اپنی لگن میں تھے۔ لگن لگ گئی تھی۔اسی میں نوکری چھوڑ دی۔بنوں چلے گئے،وہاں بیٹھے رہے۔پونے نو سال وہاں رہے، پھر ادھر آئے۔ان کو تو اس کی ہوس نہیں تھی کہ مکان ہو، بلڈنگ اونچی ہونی چاہئے یا وہ ہو۔چھوٹا سا کمرہ تھا،اس میں نیچے گدے ڈال کے لیٹے رہتے تھے۔ وہیں سوتے تھے۔Attach bathroom تھا۔وہیں رہتے تھے۔اللہ تبارک و تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کر دیتا ہے۔وہ ان سے نکل آتے ہیں۔یہ زکوٰۃ کے نصاب جو ہیں یہ کسی اور کی خاطر ہیں۔سونے چاندی کا نصاب جو ہے یہ کسی اور کے لئے ہے۔ فقیروں کے لئے نہیں ہے۔نہ وہ جمع کرتے ہیں، نہ وہ زکوٰۃ فرض ہوتی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کبھی زکوٰۃ نہیں دی۔

بس اللہ نصیب میں یہ کر دیتا ہے۔مسلمانوں کا اب یہ ایسا ٹائم ہے۔اللہ کا شکر ہے کہ چلو اب بھی صوفیاء کے ادارے قائم ہی ہیں۔جن کو شوق ہے وہ جاتے بھی ہیں۔تبلیغی جماعت ہے،ان کا رائیونڈ میں اجتماع ہوتا ہے۔لوگ جاتے ہیں۔بیعت

بھی ہوتے ہیں۔تبلیغ کے لئے بھی جاتے ہیں۔کرتے بھی ہیں سارے۔دلوں میں بھی آہستہ آہستہ چلو چل ہی رہا ہے ناں کچھ نہ کچھ تھوڑا بہت۔خاندانی سہی تب بھی ان میں بڑے اچھے اچھے لوگ ہیں۔اللہ کا ذکر ہے وہ کرتے بھی ہیں،جن کو ذوق ہے ان کے لئے سامان اللہ نے رکھا ہی ہوا ہے۔ان کو مل ہی جاتا ہے۔طلب ہونی چاہئے صادق۔پھر اللہ میاں ملا ہی دیتا ہے۔بلکہ اس کام کے لئے ضرور ہی ملا دیتا ہے۔جس کام کے لئے پیدا کیا ہے انسان کو،محبت کے لئے اور کوئی بندہ کہے کہ مجھے تیری محبت چاہئے،اس کو کیسے اللہ میاں انکار کر دے گا کہ نہیں بھاگ جاؤ؟

احمد رفیق اختر نے ایک جگہ لکھا ہے کہ اس مشکلوں بھری دنیا میں جہاں ہر چیز نہیں ہوتی، میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ اگر آپ کی Priority (ترجیح) درست ہے اور آپ واقعی اللہ کو چاہتے ہیں تو اس سے آسان کام اور کوئی نہیں ہے کہ آپ اللہ کو پانا چاہتے ہیں۔آپ کی صحیح Priority ہے۔یہ نہیں کہ سارے کام پھر ٹُر کر دنیا کے پھر چلو جی ہم اللہ کی طرف بھی دیکھ ہی لیتے ہیں،کہیں کام نہیں بنا۔وہ نہیں۔اگر آپ کو واقعی اللہ میاں کی طلب ہے تو اس نے کہا کہ میں اس مشکلوں بھری دنیا میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ اس سے آسان کام اور کوئی نہیں ہے کہ آپ اللہ کو پانا چاہتے ہیں۔چونکہ جس کام کے لئے اللہ نے انسان کو پیدا کیا ہے اور وہی بات انسان مانگے کہ اللہ میاں تیری راہ پہ آنا چاہتا ہوں،تیری محبت کا طالب ہوں۔میرا بندوبست فرما دے تو اللہ تعالیٰ کیسے اسے Reject کر سکتا ہے۔انہوں نے کہا کہ اس سے آسان کام دنیا میں اور کوئی نہیں ہے۔

صحیح طلب ہونی چاہئے۔وہ ضرور اس کا بندوبست کر دے گا۔کوئی نہ کوئی بندہ ملا دے گا۔خواہ وہ دس سال کے بعد ملائے،یا بارہ سال بعد۔بابا جی رحمۃ اللہ علیہ بھی

اتنے سال، دس سال بھاگتے رہے۔ مزاروں پہ۔ کبھی ادھر اور کبھی اُدھر، ساری جگہ لیکن ان کا اپنا معیار تھا۔ ہر ایک بندے کا اپنا معیار ہوتا ہے۔ نہیں اچھا لگا۔ میں چاہتا تھا کہ ایسا ہو، سادگی بھی ہو۔ بہر حال وہ اللہ میاں نے ملا دیا کہیں عزیزوں کے ہاں گئے تھے، وہاں مولانا صاحب آئے ہوئے تھے۔ وہاں جُوگئی بات تو ان کے ساتھ ہو گیا۔ پھر آگے بھی بندوبست ہوا۔ Basic training انہوں نے کرا دی۔ In advance کہا کہ تمہارا ایک یار ملے گا اس کے پاس تمہارا حصہ ہے۔ بارہ سال بعد ملے گا۔ اس کی توجہ سے تمہارے اندر وہ صلاحیت پیدا ہوگی جو اللہ کو دیکھنے کے لئے ضرورت ہے۔ اس کے فیض سے ہوگا۔ اب یہ اللہ کے ہاں Manage تھا سب کچھ کہ کیسے کرتا ہے۔ وہ صاحب کشف تھے، انہوں نے بتا دیا کہ کیسے ہے۔ نہ بھی بتاتے تب بھی ایسے ہی ہونا تھا۔ لیکن انہوں نے بتا دیا کہ ایسے یہ ہوگا۔ اب یہ ہے کہ ان کے دل میں اللہ کو دیکھنے کی ایک تڑپ تھی۔

یہ طلب بھی بڑی عجیب تھی۔ کسی نے کم ہی بات کی ہے۔ اتنے سخت اور Strong ہو کے کہ میں اللہ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے، مولانا کریم الدین احمد عِشاللہ نے تشفی بھی دی کہ یہ ہو سکتا ہے۔ ہوگا۔ تمہارے لئے خاص انہوں نے بتایا۔ انہوں نے پوچھا کہ میرے نصیب میں ہے؟ وہ بھی انہوں نے بتا دیا کہ ہے۔ زبردست بات بتائی کہ جب تک دیکھو گے نہیں، مرو گے نہیں۔ ایسا ہی نظام تو اللہ نے بنا رکھا ہے۔ وہ چلتا بھی رہے گا تو آہستہ آہستہ دنیا آ بھی رہی ہے اور سمجھ بھی رہی ہے۔ یہ سارے تجربات۔ علامہ بھی سارے سمجھتے ہیں کہ بڑا اچھا ہے جی۔ وہ بھی اسی پہ آتا ہے کہ اس کے بغیر نہیں ہو سکتا کہ کوئی صاحب نظر بزرگ جو ہیں اللہ والے جب تک وہ نہیں ملتے، دلوں کے اندر خدا کی محبت کا بیج نہیں ڈالتے، اور یہ پھوٹتا نہیں ہے۔ کوئی

اہل دل ملے تو اس کے ارادے سے وہ پھوٹتا ہے۔وہ جیسے کلیاں ہیں، نسیم سحر سے وہ چٹختی ہیں، پھول بنتی ہیں۔اسی طرح جو اللہ والے ہیں، ان کا وجود بھی نسیم سحر کی طرح ہوتا ہے، وہ دلوں کی دنیا کے لئے ایسے چلتی ہے۔خدا کی محبت اندر جاگ اُٹھتی ہے، اس کے بغیر نہیں اُٹھتی۔

امریکن مصنف Nixon کی کتاب Beyond peace کا تعارف تھوڑا سا پڑھا تھا۔کسی رسالے میں آیا تھا کہ اس نے ایسی کتاب لکھی ہے۔وہ پھر حامد صاحب کے پاس مل ہی گئی، میں لے آیا۔اس نے یہی کہا۔اس کی Theory یہی تھی کہ ہم لوگ جو دنیا میں کوشش کر رہے ہیں کہ مادی صحت کے لئے یہ سہولتیں مل جائیں۔کاریں، گاڑیاں مل جائیں۔روزگار ہونا چاہئے۔صاف ہوا، مکانات، اور یہ مادی سہولتیں جو ہیں اس کے لئے ہمارا ہمیشہ سے منشور رہا۔America میں بھی رہا، Russia بھی یہی کوشش کر رہا تھا کہ انسان کو یہ چیزیں مل جائیں، وہ خوش ہو جائے گا۔انہوں نے ایک دوسرا طریقہ اختیار کیا، ہم نے Democratic پہ کیا۔ لیکن وہ کہتا ہے کہ ہمارے یہ سارے Estimates جو تھے، وہ غلط ثابت ہوئے۔ ہم جوانی میں یہی تعبیریں کرتے رہے کہ یہ سارا کچھ مل جائے گا تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔انسان خوش ہو جائے گا۔اس نے کہا کہ اب American سب سے خوش ترین قوم ہونی چاہئے تھی۔اتنی ہمارے پاس دولت ہے۔ہمارے پاس اتنی Facilities ہیں کہ ہر ایک کو مکان ملا ہوا ہے، چار چار کاریں گھر میں کھڑی ہیں، ہر کمرے میں ٹی وی لگا ہوا ہے۔بچوں کا اپنا ہے، جو مرضی دیکھے۔ہم اپنی نوجوانی میں یہی نعرہ لگاتے تھے کہ چرچ جانے کا کیا فائدہ ہے، بغل میں کتابیں ڈالیں کہ یہ Church (گرجہ گھر) جا رہے ہیں۔اس کا کیا فائدہ ہے؟ کام کرو، پیسے کماؤ۔

زندگی خوشحال کرو۔ہم نوجوان لوگ ان کا مذاق اُڑاتے تھے کہ اس کا کیا فائدہ ہے؟ اس نے کہا ہم نوجوان لوگ تھے،ہم نے خوب پیسہ کمایا۔یہ پیسہ اور بہت کچھ جمع ہو گیا۔اب بڑا پیسہ ہے۔بڑھاپا آسانی سے گزر رہا ہے۔یہ Pension بھی مل رہی ہے لیکن وہ سکون ملا نہیں۔وہی بوڑھے ہیں،انہوں نے Bible دبائی ہے اور چرچ ہی جا رہے ہیں۔

اس نے ایک اور بات کی کہ جو معاشرہ مطمئن ہوتا ہے،اس میں Crime نہیں ہوتا۔Satisfied انسانی گروہ جو ہیں،مطمئن معاشرہ جو ہے وہاں جرائم نہیں ہوتے۔لیکن یہی الفاظ تھے،اس نے کہا America is reinfalled in it. America is gutted with crime. انڈیا یا کسی غریب جیسے کلکتہ کی کچی بستیوں میں جیسے جرائم ہوتے ہیں،اس سے بھی زیادہ یہاں ہمارے ہاں ہوتے ہیں۔ وہ رات کو اکیلے نہیں جا سکتے۔پولیس گارڈ دیتی ہے کہ جاؤ جی اب پیسے لے کے جاؤ۔ کوئی بھی کھڑا ہو سکتا ہے،کسی کونے میں۔پیسے نہ ہوں تو وہ اسے بھی گولی مار دیتے ہیں کہ گھنٹہ کھڑا ہوا اور تمہارے پاس پیسے کیوں نہیں ہیں۔پیسے ابھی دے کے جاؤ اور خود دے کے جاؤ۔ہیرو بننے کی کوشش نہیں کرنی۔مطلب یہ کہ ساری باتیں ہیں،نیند نہیں آتی ہٹنوں کے حساب سے ہم Sleeping pills کھا رہے ہیں۔مطلب یہ کہ ہم جو یہ خیال کرتے ہیں کہ انسان جو ہے یہ مادیت سے خوش ہوگا تو یہ مادیت سے خوش نہیں ہو سکتا۔Russia بھی اسی طرح فلاپ ہو گیا،ہم بھی فلاپ ہو گئے۔لوگ اسی طرح غیر مطمئن ہیں۔اسی طرح وہاں پہ بھی خودکشیاں ہو رہی ہیں،سب کچھ ہو رہا ہے تو یہ مادیت سے سکون والی بات وہاں بھی نہیں ہے۔

انسان جو ہے اسے روحانیت میں راہنمائی چاہئے۔آئندہ اگر امریکہ چاہتا

ہے کہ میں دنیا کو Lead کروں تو اسے روحانیت میں دنیا کی راہنمائی کرنی ہوگی۔
یہ تھا Nixon کی اس کتاب کا Theme۔ 'Beyond peace' مطلب یہ
کہ ہم یہ کچھ کرلیں تو دنیا میں Peace ہو جاتا ہے۔کوئی جنگیں نہیں رہتیں۔اب وہ تو
ہمارا لوٹ کا نظام تیز ہے جسے ہم ختم ہونے نہیں دیں گے۔ اگر فرض کرلو کہ کوئی جنگیں
نہیں رہتیں، تمام معاملات صحیح طے ہو جاتے ہیں There are no wars.
لوگ Peace میں رہ رہے ہیں، سب کے پاس گاڑیاں ہیں تو انسانیت خوش ہو
جائے گی؟ خوش نہیں ہوگی۔انسان صرف مادی نہیں ہے کہ مادہ سے خوش ہو جائے گا۔
یہ اس کا تھا Beyond peace کہ جب Peace دنیا میں دائمی امن ہو بھی
جائے تب بھی انسان خوش نہیں ہوگا۔اس کو روحانیت کی تلاش ہے۔اس نے اپنی قوم
کو کہا کہ اگر تم نے دنیا کو Lead کرنا ہے تو تمہیں روحانیت میں Lead کرنا
پڑے گا۔

اب وہ کہاں سے لائیں گے روحانیت؟ جن کی روحانیت کی بنیاد ہی یہ ہے
کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا ہیں ۔ان کی ماں مریم علیہا السلام بھی خدا ہیں، اور خدا بھی خدا
ہے۔تینوں مل کے خدا ہیں۔جس کی بنیاد ہی توحید کی نہیں ہے وہ دنیا کو کس طرح
روحانیت کے حوالے سے گائیڈ کرسکتا ہے۔ان کی اپنی روحانیت ہی ساری مشکوک
ہے لیکن اس (Nixon) نے مرض کو پہچان لیا کہ انسان مادیت سے خوش نہیں ہو
سکتا۔ورنہ سب سے خوش ترین قوم ہم ہوتے۔ہم نہیں ہیں۔اس نے بڑی زبردست
بات کی ہے۔

آپ نے مخاطب سے پوچھا کہ آپ کے پاس نہیں ہے Nixon کی یہ
کتاب Beyond peace؟ آپ کو جواب ملا کہ میں نے یہ کتاب یہاں مرکز

کی لائبریری میں دیکھی تو ہے کہ یہاں پڑی ہے، مگر میرے پاس نہیں ہے۔ فرمانے لگے: بیٹے سے لایا تو تھا مگر پتا نہیں کہ اس کو واپس کر دی ہے کہ نہیں۔ اس کا عنوان یہ تھا: Beyond peace۔

بات سمجھنے کی یہ ہے کہ انسان کی ضرورت اصل یہ نہیں ہے کہ کاریں ہوں، ٹھنڈی ہوا ہو، ٹھنڈے مکانات ہوں، اور Facilities ہوں Health کی، Schooling کی، اور روزگار کی۔ یہ بھی اچھا ہے مگر صرف یہ نہیں ہے۔ اب وہ یہاں پہنچ گئے ہیں کہ اس سے کام نہیں چلے گا۔ ان کو روحانیت میں راہنمائی چاہئے۔ یہ لوگ اس کی جستجو میں ہیں کہ روحانیت چاہئے مگر اس کی Base جو ہے وہ تو ان کے پاس نہیں ہے۔ اصل روحانیت مسلمانوں کے پاس ہے۔ بات یہ ہے کہ وہ بھی اس پہ آ رہے ہیں کہ اگر روحانیت کا دور آتا ہے، اگر یہ چاہئے تو کہاں سے ملے گی؟ ہوسکتا ہے کہ جی وہ آ جائیں۔ ابلیس کی مجلس شوریٰ میں بھی شیطان نے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں زمانے کے تقاضوں سے تنگ آ کے، وقت کے تقاضوں سے تنگ آ کے وہ آ ہی نہ جائیں کہ چلو ذرا اس پیغمبر کو بھی آزما ہی لیا جائے کہ کہیں کوئی حل نہیں بن سکا شاید وہ لوگ اس طرف آ ہی جائیں۔ اس مسلمان کو تم دبا کے رکھو۔

مست رکھو ذکر و فکر صبح گاہی میں اسے
پختہ تر کر دو مزاجِ خانقاہی میں اسے

جب ان سے کوئی جواب ٹھیک نہیں بنا، اس وقت تو وہ اس پہ آ جائیں گے۔ اللہ نے جو کہا وہ غلط تو نہیں ہوسکتا ناں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آج ہی یہ ہو جائے۔ Let them travel۔ درخت ہے، اس میں پھل نہیں لگتا، خراب ہو گیا جی۔ Treaming کرو جی، اس کو بریک کراؤ۔ اس کی ٹہنیاں کاٹ دو۔ آخر کار وہ

ٹھیک ہو جاتا ہے تو پھر وہ نئی پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ انسانیت کا درخت ہے۔ غلطیاں ہو رہی ہیں اور بہتری کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ نیا نیا نظام لا رہا ہے۔ حکومت بنا رہا ہے۔ یورپ والے لوگوں کے لیے Welfare کے لئے کیا کیا وہ فلاحی مملکتوں والی Creativity لائے ہیں۔ اچھا ہے ان سے Compare کریں۔ بڑے زبردست راہ پر وہ بچوں کو نمو دے رہے ہیں۔ پیدا ہوتے ہی خرچہ مل رہا ہے۔ سکول میں خرچہ مل رہا ہے۔ ہر گورے کو Pension مل رہی ہے۔ مزے کر رہے ہیں۔ اس لحاظ سے ٹھیک ہی ہے۔ دنیاوی نظام کو انہوں نے سیدھا کیا۔ روحانیت میں تو اُدھر یہ چرچ بند ہی ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں نے خرید کے مسجدیں بنا دی ہیں۔

## ضمنی باتیں:

آپ کے ساتھ برآمدے میں بیٹھے باتیں ہو رہی تھیں۔ کافی دیر سے لائیٹ نہیں تھی۔ مرکز پر موجود ملازم بچے نے آ کر کہا کہ آج لائیٹ نہیں آ رہی۔ آپ نے کہا کہ چلو کوئی بات نہیں آ ہی جائے گی۔ وہ واپس چلا گیا۔ بڑی دیر بعد لائیٹ آئی۔ اس ملازم بچے نے آ کر کہا کہ لائیٹ آ گئی ہے۔ آپ نے اس ملازم بچے کو جواب دیا کہ ہاں جی! آ گئی ہے۔ وہ چلا گیا۔ باتیں چلتی رہیں۔ تھوڑی دیر بعد لائیٹ دوبارہ چلی گئی۔ وہ ملازم بچہ دوبارہ آ کر باتوں کے دوران کہتا ہے کہ لائیٹ پھر چلی گئی۔ آپ اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور مزاح کے انداز میں فرمانے لگے کہ پھر کیا کریں؟ ان کو بھیج دیں؟ ان سے ڈرتی ہے، شرما رہی ہے۔ (قہقہے)

کھانے کا پوچھا تو بات چلی۔ ملازم بچے کے ساتھ کدو کو کدو شریف اور ٹینڈے کو انٹرنیٹ کا نام دیا گیا۔

# محفل 69

وعظ و نصیحت کے دوران کسی کا فون آیا اور آپ کی اس سے بات چیت شروع ہوگئی۔فرمانے لگے:

کیا حال ہیں بیٹا؟ ٹھیک ہیں آپ؟ خیر یت تو ہے؟ ٹھیک ٹھاک ہیں؟ بہت دنوں کے بعد ملاقات ہو رہی ہے۔کیوں کیا بات ہے؟ سنا ہے ہم سے ناراض ہو گئے ہیں آپ۔ہاں ایسے لگ رہا تھا، آپ آ نہیں رہے، کوئی Interest نہیں لے رہے۔ میں نے کہا یہ کیا بات ہے؟ (دوسری طرف سے کچھ باتیں ہوئیں تو گفتگو کا موضوع شروع ہوا، دوسری طرف سے جو کچھ کہا یا پوچھا گیا اس کے بارے میں تو معلوم نہیں مگر آپ نے یہ باتیں کیں۔):

یار! وہ غلام احمد پرویز تو بڑا مشہور آدمی ہے۔وہ تو پرانا ہے۔اب تو چلا گیا، اب تو ان کا زور شور بھی ٹوٹ گیا۔وہ اپنے زمانے میں تو بڑا مشہور تھا۔'پرویزی' ایک فرقہ ہی کہلاتا تھا۔غلام احمد پرویز ہے ناں! اسی سے ہے 'پرویزی'۔ہاں۔وہ تو احادیث کو نہیں مانتے۔کہتے تو ہیں کہ ہم مانتے ہیں لیکن ویسے نہیں مانتے۔وہ ہر چیز کی نئی تاویل کرتے ہیں۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کے ساتھ پرویز صاحب دہلی میں رہے ہیں۔وہ بھی سرکاری ملازم

تھے۔اب تو وہ فوت ہو گئے،ان کا رسالہ ہے:طلوعِ اسلام۔ان کے بعد تھوڑے ہی لوگ ہیں جو کام کر رہے ہیں ورنہ ان کی کوئی خاص پذیرائی نہیں ہوئی تھی۔

(دوسری طرف سے کچھ باتیں سنیں اور فرمایا) لوگوں کے اپنے خیالات میں باتیں ہوتی ہیں۔کافی اعتراضات کئے ہوتے ہیں،یہ تو ہوتا ہی ہے۔صحیح فیصلے کے لئے جو ہوتا ہے وہ دونوں طرف کے بیانات پڑھے جائیں۔اِدھر کے بھی پڑھے جائیں،اُدھر کے بھی پڑھے جائیں۔امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو پڑھیں جنہیں دنیا امام مانتی ہے۔ان کی کتاب 'تلاشِ حق' پڑھیں۔انہوں نے لکھا ہے کہ دنیا میں کوئی صحیح طریقہ ہے تو وہ صوفیاء کا ہی طریقہ ہے۔صوفیاء ہی حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح تعلیم کے علمبردار ہیں۔وہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ پہلے عالم بنا، عالم فاضل بنا۔بغداد میں مدرسہ نظامیہ کا President (صدر) بنا۔وہاں بادشاہ بھی اپنے دربار سے آ کے بیٹھتے تھے۔امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سب کچھ چھوڑ کر سفر کیا اور اپنا سفرنامہ لکھا ہے:**المنقذ من الضلال**۔ تلاشِ حق۔اس میں لکھا ہے کہ میں جب اپنے اندر دیکھتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔میں لیکچر تو بہت اچھے دیتا ہوں لیکن دل میں وہ بات پیدا نہیں ہوئی۔پھر اس نے ارادہ کیا کہ میں یہاں سے سب چھوڑ کر چلا جاؤں،ابھی میرا اپنا کام ٹھیک نہیں ہوا۔دوستوں سے مشورہ کیا تو کوئی نہیں مانا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہاں اتنا بڑا عہدہ ملا ہوا ہے،ساری اسلامی دنیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی معترف ہے،بادشاہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آ کر بیٹھتا ہے لیکن وہ دل نہیں مانتا تھا۔آخر کار اللہ کی طرف سے اشارہ ہوا اور ان کی زبان بند ہو گئی۔طبیبوں نے کہا کہ کوئی سخت صدمہ ہوا ہے۔لکھا ہے کہ میں لیکچر نہیں دے سکتا تھا،بس پھر یہی ہوا کہ دل میں جو بات تھی اس کے لئے میں وہاں سے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بھاگ آیا۔پھر شہروں میں پھرتا رہا اور

اسلامی دنیا کا سفر کیا۔ الـلـه اللہ کی اور پھر اس کے بعد وہ 'کیمیائے سعادت' اور 'احیاء العلوم فی الدین لکھیں۔(دوسری طرف کچھ باتیں ہوئیں تو فرمانے لگے)

ہاں! ان مولانا مودودی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کافی مواد 'اسلامی فیصلے'، قرآنی فیصلے بجواب آسمانی فیصلے' کی طرز پہ چھپتے رہے۔ وہ کتابی صورت میں بھی چھپی۔ ان کے پاس بھی بڑے Strong دلائل تھے۔ چلو باباجی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے تو کوئی بات قرآن کے خلاف کی ہی نہیں ہے۔ اللہ کا ذکر کہا کہ کثرت سے کرو، وہ کرنا ہی ہے۔ کیسے کریں گے یہ ہمیں سوچنا چاہئے کہ کیسے کرنا ہے، اس کا طریقہ بھی بتایا کہ ایسے کرو۔(دوسری طرف سے مزید کچھ کہا گیا تو فرمانے لگے)

یہ تو اس کا خیال ہے۔ آپ کا نام ساجد ہے۔ اب کوئی آدمی ساجد کہے گا تو آپ متوجہ ہو جائیں گے کیونکہ آپ کا نام ساجد ہے۔ یہ نام ہی ہے، ایک حرف ہی ہے ناں لیکن جب بھی آپ کو پکارا جائے گا آپ متوجہ ہو جائیں گے۔ کوئی پکارے گا تو آپ کی توجہ حاصل کرنے کا ایک طریقہ ہے کہ آپ کا نام پکارا جائے۔ آپ بازار میں جا رہے ہوں اور آپ کو آواز آ جائے 'ساجد' تو آپ مڑ کر دیکھیں گے کہ مجھے کسی نے بلایا ہے۔ تو یہ بھی اللہ کا نام ہے۔ اس کی توجہ حاصل کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اس کا نام لو۔ اللہ بھی کہتا ہے کہ

**وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ۔**

اپنے ربّ کے نام کا ذکر کرو۔ آپ جب بھی کسی کا نام پکارتے ہیں۔ ماں باپ کوئی بھی دوسرا نام رکھ سکتے تھے مگر جو رکھا گیا ہے تو ہر آدمی اس سے پکارتا ہے تو آدمی متوجہ ہو جاتا ہے۔ اللہ کی توجہ حاصل کرنے کا بھی ایک ہی طریقہ ہے۔ اللہ نے

کہا ہے کہ

**وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلاً۔**

اپنے ربّ کے نام کا ذکر کرو۔ یہ بھی نہیں کہا کہ اللہ کو یاد کرو۔ کہا کہ اس کے نام کا ذکر کرو۔ اس کا نام ہے، اس کو پکارا جاتا ہے، اسی سے اُس کی توجہ ہو جاتی ہے۔ جس کو بھی پکاریں، نام لیں وہ فوراً متوجہ ہو جاتا ہے اور اللہ بھی متوجہ ہو جاتا ہے، جب اس کا نام ذات کا پکارا جاتا ہے۔ اس کے ننانوے نام ہیں۔ قرآن میں کہا ہے کہ

**الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ۔**

اللہ کے سوہنے سوہنے نام ہیں۔

**فَادْعُوهُ بِهَا۔**

یہی کہا ہے ناں۔ انہیں کے ذریعے اسے بُلاؤ، انہیں کے ذریعے اسے پکارو۔ اور کیا بات ہو سکتی ہے؟ انہیں سے پکارو۔

**فَادْعُوهُ بِهَا۔**

ان ناموں سے پکارو اسے، جیسی آپ کی غرض ہے۔ جیسے رزق چاہئے تو یا رزّاق، یا وھاب۔ ان پیارے پیارے ناموں سے پکارو تو ان کے اثرات جو ہیں وہ مرتب ہوں گے۔ اللہ نے خود کہا کہ سوہنے سوہنے نام ہیں انہیں کے ذریعے سے پکارو تو اور کیا بات ہو سکتی ہے؟ یہ تو سیدھی سیدھی باتیں ہیں۔

ہاں جی! یہ تو بڑا مشکل ہوتا ہے۔ اس کے لئے تو زندگی چاہئے۔ چلو! آپ آیا کریں، ملا کریں۔ دیکھو۔ یہ باتیں جو ہم آپ کو بتا رہے ہیں، یہ سیدھی سیدھی بات ہے کہ جس کا نام پکارو وہ متوجہ ہو جاتا ہے۔ اللہ بھی کہتا ہے کہ میرا نام پکارو۔ میرے سوہنے سوہنے نام ہیں ان سے پکارو۔

**فَادْعُوهُ بِهَا۔**

اسی سے پکارو،تو ذکر کا بھی وہی کہا کہ

**وَاذْكُر رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ۔**

اپنے ربّ کو یاد کرو۔۔۔سورۃ الاعلیٰ (1) میں بھی آیا ہے:

**قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّى ۔ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى ۔**

وہ فلاح پا گیا جس نے اپنے ربّ کے نام کا ذکر کیا۔نام کا ہی ذکر ہے، نام کا ہی ذکر کرنا ہے۔یہی ذکر ہے اُس کا۔سب نے یہی کیا۔مولانا غلام مرتضیٰ ملک تھے،وہ شہید ہو گئے،ٹی وی پہ آیا کرتے تھے۔انہوں نے کافی کتابیں لکھی ہیں۔مدینہ شریف میں یونیورسٹی میں پڑھاتے بھی رہے۔بڑے اچھے طریقے سے وعظ کرتے تھے، آہستہ آہستہ بات کرتے۔انہوں نے کتابوں میں لکھا بھی۔باباجی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ) کی کتابیں بھی پڑھیں۔انہوں نے ٹی وی پہ اعتراف بھی کیا کہ پہلے میں بھی سمجھتا تھا کہ یہ کیا ہے؟ ذکر کا مطلب نام تھوڑا ہے کہ اللہ اللہ کیا کرو لیکن میں غلطی پہ تھا۔یہی مطلب ہے۔اللہ کے ذکر کا مطلب ہے کہ اللہ اللہ ہی کرنا ہے۔اس لفظ کو Repeat کرنے کا نام ہی ذکر ہے۔انہوں نے کہا کہ میں غلطی پہ تھا، میں بہت دنوں کے بعد واپس لوٹا ہوں اس بات پہ کہ ذکر کا مطلب یہ ہے کہ اس کے نام کو بار بار پڑھا جائے۔یہی ذکر ہے۔

قرآن ہی 'ذکر' ہے۔نہیں! ہم کہتے ہیں کہ قرآن 'بھی' ذکر ہے۔قرآن ہی نہیں،قرآن 'بھی' ذکر ہے۔لوگ کہتے ہیں کہ نماز ہی 'ذکر' ہے۔قرآن میں کہا ہے کہ

---

(1) سورۃ الاعلیٰ 87: آیات 14-15۔

**وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِيْ** [1]۔

نماز قائم کرو میری یاد کے لئے ۔ میرے ذکر کے لئے ۔ وہ تو سند ہے قرآن کی ۔ قرآن کو کہا ہے کہ

**إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ** [2]۔

وہ جو کہا کہ

**وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِيْ** ۔

نماز قائم کرو میرے ذکر کے لئے ۔ یعنی وہ کہتے ہیں کہ نماز ہی ذکر ہے ۔ ہم پھر بھی وہی کہتے ہیں کہ نماز بھی ذکر ہے ۔ یہ ذکر تو ہے ناں کہ نماز پانچ وقت اہتمام کے ساتھ، شرائط کے ساتھ، اوقات کی پابندی کے ساتھ پڑھی جاتی ہے ۔ لیکن ایک ذکر اس نے خود بتایا کہ

**فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَاماً وَقُعُوداً وَعَلَى جُنُوبِكُمْ** [3]۔

جب نماز پڑھ چکو تو پھر اللہ کا ذکر کرو، کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ۔ تو اب یہ کیا ہے؟ نماز کے بعد پھر نماز کا کیا مطلب ہے؟ سورۃ جمعہ میں بھی آتا ہے کہ:

**فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيراً لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ** [4]۔

جب نماز ادا کر چکو تو چھوڑ دو مسجد ۔ پہلے تو حکم دیا کہ کاروبار چھوڑو اور مسجد

---

(1) سورۃ طٰہٰ 20: آیت 14 ۔
(2) سورۃ الحجر 15: آیت 9 ۔
(3) سورۃ آل عمران 3: آیت 191 ۔
(4) سورۃ الجمعہ 62: آیت 10 ۔

میں آؤ۔اب کہا کہ جب نماز ہو چکی تو جاؤ۔ چھوڑ دو مسجد کو، زمین پہ پھیل جاؤ۔اللہ کا فضل (رزق) تلاش کرو۔اس دوران بھی اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔اب یہ مسجد کو چھوڑ کے،نماز کو چھوڑ کے پھر ذکر بتایا تو ظاہر ہے کہ اس سے علیحدہ ہے۔نماز بھی ذکر ہے، کہا کہ اس میں بھی اُس کو یاد کریں۔بلکہ جنگ میں کہا کہ

**يَـا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ** (1)۔

جب کبھی دشمن کی کسی جماعت سے آمنا سامنا ہو جائے تو ثابت قدم رہو۔ اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔

یعنی جنگ کے دوران میں بھی اللہ کا ذکر کرتے ہوئے حملے کرو۔اللہ کے ذکر سے ضربیں لگاؤ۔گولیاں چلا رہے ہو تو اللہ کے ذکر سے ہی نام لے کے فائر کرو۔ کہا ہے تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔اس کا جنگ میں بھی کہا ہے۔وہاں بھی اس ذکر سے چھٹی نہیں ملی۔تحقیق کی بات یہ ہے کہ قرآن کی یہ آیات جو ہیں جو یہ بتاتی ہیں کہ نماز پڑھنے کے بعد بھی ذکر کرو۔ چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے، لیٹے۔تو یہ لیٹنے والی کونسی نماز ہے؟ جو لیٹے ہوئے ادا ہوتی ہے۔

**وَعَلٰى جُنُوْبِكُمْ** ۔

کھڑے، بیٹھے تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ رکوع اور سجود ہیں لیکن **وَعَلٰى جُنُوْبِكُمْ** وہ پہلو پہ لیٹے ہوئے تو وہ کون سی نماز ہے؟ وہ نماز بھی ذکر ہے۔وہ بھی ذکر ہے لیکن یہ ذکر ہے جو چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے اور لیٹے بتایا گیا ہے یہ اس کے علاوہ ہے۔یہ الگ سے کرنا ہے۔یہ جو کہا ہے کہ

جو دَم غافل ، سو دَم کافر

(1) سورۃ الانفال 8: آیت 45۔

قرآن میں سورۃ اعراف (1) میں بتایا ہے:

**وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعاً وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالآصَالِ وَلاَ تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ۔**

آواز نکالے بغیر پڑھو۔ وہ کون ساذکر ہے؟ وہ بالکل علیحدہ ہے۔ یہ کچھ فرض ہے جو ہر ایک نے کرنا ہے۔ کچھ وہ ہے جو خاص خاص لوگ کریں گے۔ جیسے جیسے کریں گے، ویسے ویسے اجر ملے گا۔

بیٹا! یہ بیٹھ کے کرنے والی باتیں ہوتی ہیں۔ وہ یک طرفہ لکھتے ہیں۔ وہ ایک طرف کی باتیں پڑھیں گے تو ان کا ہی غلبہ ہو جائے گا۔ اس میں بُری بات کونسی ہے جو اللہ کا ذکر بتاتے ہیں، پھر تو نماز بھی حروف ہی پڑھتے ہیں، وہ پڑھتے رہو۔ اس کی کیا ضرورت ہے پھر؟

**الرَّحْمـٰنِ الرَّحِيمِ ۔ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۔**

اگلی رکعت۔ پھر اگلی میں وہی کچھ دوبارہ، تو یہ کیا بات ہوئی؟ اللہ کا نام ہی اس کا ذکر ہے۔ ہاں تو جس طرح اُن کے پیچھے پڑھیں گے تو یہی ہوگا؟ جب ایسے گُرو کے پیچھے پڑھیں گے تو پھر اثر کیسے ہوگا؟ اصل بات جو ہے ناں وہ گُرو کی ہے۔ قرآن اللہ کا کلام ہے اور حضور نبی پاک ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا ہے، اس سے بہتر تحفہ دنیا میں اور کوئی نہیں ہوسکتا کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ لیکن اس کو دیکھ کے، اس کو پڑھنے سے آپ صحابی نہیں بن سکتے۔ خانہ کعبہ، بیت اللہ، اللہ کا گھر ہے، آپ اس کو دیکھ لیں، اس کے اندر بھی داخل ہو جائیں، اس کا طواف کریں، سو دفعہ کر لیں، آپ

(1) سورۃ الاعراف 7: آیت 205۔

صحابی نہیں ہو سکتے۔ رسول اللہ ﷺ کو جس نے ایک دفعہ بھی دیکھ لیا، وہ صحابی بن گیا، اس کے درجے کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ یہ ہے زندہ شخصیت سے ملاقات کا درجہ۔ ان کو جس نے بحالت ایمان ایک دفعہ بھی دیکھ لیا، وہ صحابی بن گیا۔ کوئی غیر صحابی ان کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔ سمجھے ناں آپ۔ یہ ہے زندہ شخصیت کو ملنے کی بات۔ کوئی غیر صحابی جتنی مرضی عبادت کرے۔ حضور ﷺ کے دیکھنے سے ایسا ایمان اندر داخل ہوتا تھا کہ وہ کسی اور طریقے سے ہو ہی نہیں سکتا۔ ہاں تو یہ بات ہے۔ یہ کسی بندے سے ملیں ناں تو پھر پتا چلتا ہے کہ نماز کیا ہوتی ہے۔ یہ بات ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو راہ راست پہ رکھے اور غلط راستے سے بچا کے رکھے۔ آپ آئیں گے تو بیٹھ کے بات ہو گی۔ (دوسری طرف سے کچھ باتیں ہوئیں)

ہم نے اس کا سارا کچھ پڑھا ہے۔ اس کا لٹریچر بھی پڑھا ہے۔ اس کا 'طلوع اسلام' رسالہ بھی ہمارے پاس آتا رہا۔ ان کی کوئی Base نہیں ہے۔ چند ایک مسائل تھے کہ وہ ایسے ایسے کرتے ہیں۔ یہ سارے علماء ایسے کرتے ہیں۔ یہ حدیث کا ٹھیک ہے کہ جو قرآن کا مقام ہے وہ حدیث کا نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس کے بغیر چارہ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر حدیث نہیں ہے تو پھر نماز کیسے پڑھیں گے؟ نماز کے بارے میں قرآن میں ساڑھے سات سو دفعہ آیا ہے کہ نماز پڑھو۔ نہ تو اس کا طریقہ بتایا ہے کہ کیسے پڑھنی ہے، رکوع وسجود کیسے کرنے ہیں، کھڑا کیسے ہونا ہے، شرائط کیسے پورے کرنے ہیں۔ کچھ بھی نہیں بتایا۔ اگر حدیث نہ ہو تو وہ کہاں سے معلوم کریں گے؟ یہ اس کی ضرورت ہے لیکن اس کی بنیاد قرآن میں ہونی چاہئے۔ اس کی تشریح جو ہے وہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اعمال سے کی۔ اسی کو Follow کرنا ہے۔ وہ ضروری ہے۔ اس کے بغیر قرآن کی تشریح نہیں ہو سکتی۔ قرآن پہ عمل جو ہے وہ حضور ﷺ

کے طریقہ سے کرنا ہے۔ یہ بات ہے۔ چلو ان شاء اللہ پھر کبھی۔ کرتے رہا کریں فون۔ کچھ نہ کچھ Clear ہوتا رہے گا ان شاء اللہ۔ اچھا جی بیٹا۔ (دوسری طرف سے کچھ باتیں ہوئیں)

ہاں جی۔ وہ بالکل Clear بات ہے۔ وہ علیحدہ ہے۔ یہ بھی اس طرح کریں۔ یہ Minimum ہے۔ یہ Minimum ذکر ہے۔ پانچ وقت کی نماز جو ہے وہ Minimum ہے، وہ کرو۔ اس سے زیادہ کرنا چاہتے ہیں، وہ ہر وقت کرو۔ نوافل پڑھو۔ کتنی نمازیں بتائی ہیں۔ نوافل کے لئے تو کوئی تعداد بھی نہیں رکھی۔ اب یہ حضور نبی پاک ﷺ کا طریقہ جو ہے۔ یہ مسجد نبوی ﷺ جو ہے، وہاں کبھی کسی غیر کا قبضہ نہیں ہوا۔ حضور ﷺ کے زمانے سے مسلسل چل رہا ہے وہ کبھی Break نہیں ہوا۔ ایسا نہیں ہے کہ جی کوئی دو چار صدیاں غائب رہیں اور پھر مسلمانوں نے یہ نمازیں پانچ بنا لی ہیں۔ Same ہی ہیں کہ پانچ ہی ہیں۔ قرآن میں بھی لکھا ہے کہ پانچ ہی ہیں۔ ایسے ان کے کہنے سے تو نہیں ہے کہ دو ہیں۔ اس لئے تو ان کو پذیرائی نہیں ہو سکتی جو مرضی وہ کرتے رہیں۔ سارے عالم اسلام میں آج اربوں مسلمان ہیں۔ ان میں یہ کہاں ہیں؟ پاکستان میں یہاں ان کو ماننے والے کچھ لوگ مل گئے۔ یہاں کچھ مرزا غلام احمد کو بھی مل گئے۔

تو یہ نہیں کہ دو نمازیں ہیں کہ صبح شام پڑھو۔ یہ پرانا ہے۔ ادھر ایک چکڑالہ تھا۔ وہ چکڑالوی ہوتے تھے۔ وہ اس کو چکڑالوی کہتے تھے۔ یہ اہل قرآن کہلاتے تھے۔ دو ہی نمازیں پڑھتے تھے۔ بس صبح اور شام۔ یہ چکڑالوی کہلاتے تھے۔ یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ یہ انہیں سے خوشہ چینی کی ہے اور اس پہ چل پڑے ہیں۔ جو کام رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے تسلسل سے ہو رہا ہے، آپ دنیا کے کسی اور کونے میں چلے جائیں، لیبیا

میں چلے جائیں، وہ ہزاروں میل دور ہے۔وہاں بھی آپ دیکھیں گے کہ یہی مسجدیں ہیں۔ایسے ہیں نماز پڑھ رہے ہیں ۔سارے پانچ ہی پڑھتے ہیں ۔یہ کشف صرف ہندوستان میں ہوتا ہے؟ غلام احمد کو ہوتا ہے یا پھر غلام محمد کو ہوتا ہے؟

بابا جی عِشْلِیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری عِشْلِیہ) کسی کا نام پوچھتے تھے کہ کیا نام ہے؟ کبھی کبھی کوئی کہتا کہ میرا نام غلام محمد ہے تو کہتے: اچھا اچھا شکر ہے۔ غلام احمد نہیں ہے۔دونوں غلام احمد بیکار ہی نکلے۔وہ مرزا بھی غلام احمد تھا، یہ بھی غلام احمد پرویز ہے۔مسلمانوں کو سیدھے راستے سے ہٹانے کے سارے کشف ان کو ہی ہوئے۔اسمبلی نے بڑا کام کیا کہ متفقہ فیصلہ دے دیا کہ یہ مرزائی جو ہیں یہ کافر ہیں۔ باوجود اس کے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم قرآن کو مانتے ہیں۔باوجود اس کے کہ کہتے تھے کہ ہم کلمہ پڑھتے ہیں۔باوجود اس کے کہ ہمارا قرآن ایک ہے۔باوجود اس کے کہ ہمارا سب کچھ ایک ہے۔لیکن جو اصولِ دین میں سے ایک ہے کہ آپ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی نبوت کے قائل ہیں، بس آپ کافر ہو گئے۔آپ محمدی ﷺ نہیں ہیں۔ہم موسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں، ہم یہودی نہیں ہیں۔ہم عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا سچا نبی مانتے ہیں، ہم عیسائی نہیں ہیں۔عیسائی وہ ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کو آخری نبی مانتا ہے۔یہودی وہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا آخری نبی مانتا ہے۔ان کی امت ہیں۔ جس کو جو آخری نبی مانتا ہے وہ اس کی امت کہلاتا ہے۔عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو آخری مانتے ہیں، حضور ﷺ کو نہیں مانتے، اس لئے وہ عیسائی ہیں۔

ہم سب کو مانتے ہیں لیکن جو آخری نبی ﷺ ہیں، ہم ان کی اُمت ہیں۔ ہم مسلمان ہیں، تمام انبیاء پر یقین رکھنے والے ہیں۔جو حضور ﷺ کے بعد کسی کو مانتا ہے، وہ مانتا رہے لیکن وہ اس کی امت کہلائے گا، جس کو وہ حضور ﷺ کے

بعد آخری نبی مانتا ہے۔وہ غلام احمدی ہے، وہ احمدی نہیں ہے۔وہ غلام احمدی ہے۔ جس کو آخری نبی مانتے ہیں اس کی امت کہلاتے ہیں۔بس سیدھا سیدھا سا مسئلہ ہے۔ہم سب کو مانتے ہیں ناں۔عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اور موسیٰ علیہ السلام کو بھی لیکن نہ ہم یہودی ہیں نہ ہم عیسائی ہیں۔ہم حضور علیہ السلام کو مانتے ہیں۔انہوں نے ہمیں حکم دیا ہے کہ تمام انبیاء علیہ السلام پہ ایمان لانا ہے، ہم سب پہ ایمان لاتے ہیں۔مرزائی لاکھ کہیں جی کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں،تو مانیں۔ہم بھی عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں لیکن ہم عیسائی نہیں ہیں۔جس کو آخری نبی مانتے ہیں،اس کی امت ہیں۔تم غلام احمدی ہو،مرزائی ہو،احمدی ہو،یا جو مرضی کہو۔وہی ہو۔ قادیانی ہو۔وہ قادیان میں پیدا ہوا تھا۔یہ سیدھی سادی سی بات ہے کہ ان کے سب کو ماننے کے باوجود بھی اسمبلی میں متفقہ طور پہ انہیں کافر قرار دیا گیا۔یہ کافر ہیں۔ملت اسلامیہ سے یہ خارج ہیں۔ اب وہ نہ تو سعودی عرب جا سکتے ہیں، نہ حج کے لئے جا سکتے ہیں۔نہ مکہ، نہ مدینہ۔ علیحدہ ہو گئے ناں، اب ان کو پتا چل گیا ہے کہ اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ایسے تاویلوں سے تو کام نہیں چلتا ناں جی۔(دوسری طرف سے بات ہونے لگی)

ٹھیک ہے اس کو دوسری طرف سے بھی حل کرنا چاہئے۔پوچھنا چاہئے کسی سے۔اس کے لئے بیٹا Research (تحقیق) کرنے کے لئے تو بہت عمر چاہئے ناں۔اتنا ٹائم کس کے پاس ہے؟ وہ اسی لئے باباجی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا ہے کہ مرشد اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ کوئی بندہ مل جائے جس نے تحقیق کی ہو اور آپ کو پڑھا پڑھایا بتادے کہ یہ حقیقت ہے۔ہاں جی! یہ بات ہے۔اچھا جی بیٹا! آپ کوئی کام شام کریں۔اللہ برکت دے آپ کو، صحیح راہِ راست پہ رکھے۔ السلام علیکم۔(فون بند ہو گیا)۔

(مورخہ 2 ستمبر 2012ء بروز اتوار بمقام مرکز تعمیر ملت گوجرانوالہ)

# محفل 70

**وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا**[1]۔
اپنے ربّ کے نام (اللہ) کا ذکر کرو اور سب کو چھوڑ کر اس کے
ہو جاؤ۔

ہمارے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ (خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ) اللہ ان کے درجات بلند کرے، انہوں نے کہا کہ یہی وہ Method ہے۔ چھوڑ نے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دنیا کو ویسے چھوڑو۔ قلبی طور پہ چھوڑنا ہے۔

**وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا**۔

سب کچھ چھوڑ کے۔ مطلب ہے، قلبی طور پہ اس کے ہو جاؤ۔ یہ نہیں ہے کہ اس کو چھوڑ کے بھاگ جاؤ۔ یہاں پہ اس کا ہونا یا نہ ہونا اس کے لئے آپ تسلیم و رضا پہ آجائیں۔ ہر حال میں خوش رہنا سیکھیں اور وہ کریں۔ اس طرح سوچنا ہے۔ یعنی وہ اس طرح سوچتے ہیں کہ اس کو چھوڑنے کا کیا مطلب ہے؟ ادھر ہی، ادھر رہتے ہوئے ہونا چاہئے۔ اگر ہر انسان کا مقصد یہی ہے تو یہیں اسے مل جانا چاہئے۔

انسانیت مر رہی ہے، باہر زلزلے آ رہے ہیں۔ کوئی (انسانیت میں سے)

---

(1) سورۃ المزمل 73: آیت 8۔

بدھ مت میں چلی گئی تو انہوں نے کہنا ہے کہ نہیں نہیں۔ ہمارا یہ کام نہیں ہے، ہم درویش آدمی ہیں، ہم دنیا کو چھوڑ چکے ہیں۔اس کو بڑا عجیب لگے کہ یہ کیا درویشی ہے؟ باہر دنیا مر رہی ہے۔اس کے لئے ہم علاج اور Treatment دینا چاہتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ نہیں جی ہم نے دنیا کو طلاق دے دی ہے، چھوڑ دی ہے۔ یہ ان کو برداشت نہیں ہونا۔ان کے ذہن کے مطابق ان کو وہ Tally (مطابقت) نہیں کرتا۔ یہ کیسا مذہب ہے؟ مذہب میں وہ تو انسان کی خدمت کو بڑا Serious لیتے ہیں۔ اس لئے انسانی حقوق اتنے زیادہ ہیں بلکہ حد سے زیادہ بڑھا دیے ہیں۔ان کی سوچیں جو ہیں وہ ایسی ہوتی ہوں گی۔ یہ توحید جو ہے کہ ایک اور تین۔اور خدا نے اپنے بیٹے کو پھانسی چڑھا دیا، اپنے اکلوتے بیٹے کو۔گناہ میرے اور وہ پھانسی اپنے بیٹے کو چڑھا دے، یہ کون سا تک ہے اور یہ کون سا نظریہ حیات ہے؟

جب قرآن سے ان کا رابطہ ہوتا ہے اور ان کی ساری الجھنیں جو ہیں، قرآن ان کو واضح کرتا چلا جاتا ہے۔ایک ہی خدا ہے۔

**لا الہ الا اللّٰہ۔**

اس کے سوا اور کوئی نہیں۔اس نے سب زمین و آسمان پیدا کیے ہیں۔

**اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ۔**

ہر چیز کو اسی نے پیدا کیا ہے۔وہ اکیلا ہی ہے۔سورۃ اخلاص جس میں ہے کہ وہ اللہ احد ہے۔

**لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ۔**

بلکہ دنیا کی ہر چیز جوڑا ہے۔صرف وہی احد ہے، ایک۔ جو اکلوتا ہے یا ایسے کہہ سکتے ہیں کہ اس کے ساتھ اور کوئی نہیں ہے۔نہ اس کو کسی نے جنا اور نہ اس نے کسی

کو جنا۔ نہ اس کے برابر ہی کوئی ہے کہ کوئی ہم سر ہو۔ وہ Pure اخلاص جو توحید کا ہے وہ بتادیا۔

جو خدا کا تصور اسلام نے دیا ہے، ان کو یہ بڑا اپیل کرتا ہے کہ یہ خدا کا تصور جو اسلام نے دیا اسی کی جستجو میں ہم بدھ مت میں گئے، Christian (عیسائی) بنے، اور ہندو مت میں گئے۔ اسلام کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہمارا بیَر ہے کیونکہ ہمارا سارا لٹریچر اور ٹی وی جو ہے وہ اسلام کے خلاف ہی ہے۔ قرآن سے رابطہ ہوا یا مسلمان Students سے کہیں مل کے آئے۔ عورتیں ملیں کہیں تو انہوں نے دیکھا کہ یہ تو بڑے نفیس قسم کے لوگ ہیں۔ ہمیں بتاتے ہیں کہ مسلمان بڑے وحشی اور جانور ہیں۔ یونیورسٹی میں گئے، بڑے مؤدب قسم کے نظر آئے۔ بالکل ہمارے گوروں کی طرح ہوس نام کی چیز نہیں، وہ ہماری طرف دیکھتے ہی نہیں۔ ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ہمارا تو مذہب ہی یہ ہے۔ اپنی بیوی کے سوا کسی کو دیکھنا اچھا نہیں۔ نہ عورت کے لئے، نہ ہی مرد کے لئے۔ پھر ان سے آہستہ آہستہ Questioning کی۔ مطلب یہ کہ ان کو تجسس اسی میں ہے۔ اللہ فرماتا ہے:

**يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ** (1)۔

انسانوں کو ظلم سے نکال کر نور کی طرف آپ لائیں۔ قرآن کے ذریعے۔ قرآن کا بھی کہا کہ یہ بھی ایسے ہی ہے کہ یہ اندھیروں سے نکال کر اُجالوں کی طرف لے جاتا ہے۔ ہم اپنے اندھیرے کو محسوس ہی نہیں کرتے کہ ہم کہاں پڑے ہیں اور کیا کرتے ہیں۔ ایسا ہی ہے۔ مولانا مرتضٰی ملک مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ

Muslim by choice and muslim by chance.

---

(1) سورۃ البقرۃ 2: آیت 257۔

ہم By chance مسلم ہیں۔مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے اور ہم مسلمان ہیں۔ہمیں اس کی خوبیوں کا پتا نہیں ہے۔دوسرے مذاہب میں کیا خرابیاں ہیں،اس کا بھی کوئی پتا نہیں ہے۔وہ By choice مسلم ہیں،جنہوں نے ڈھونڈا اور پھر مسلمان ہوئے۔انہوں نے Adopt کر لیا۔وہ پردہ اور سکارف سب کچھ کیا۔جو مرضی ہوتا رہا لیکن انہوں نے اس کو نہیں چھوڑا۔

ایسے ہی ایک مریم جمیلہ تھی۔وہ American jew تھی۔اس کا باپ بھی انہیں میں سے تھا۔ وہاں سے اس نے مولانا مودودی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے Correspondence کی۔وہ بھی کتاب چھپی ہوئی ہے۔پھر وہ پاکستان ہی آ گئی۔ادھر ہی مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنے گھر میں رکھا۔بیٹیوں کے طور پہ اس کی تربیت کی۔اس نے باقاعدہ باپردہ لباس اختیار کیا۔اس نے ان کے گھر ہی اسلامی ادب آداب سیکھے۔مولانا نے پھر اس کی شادی بھی پروفیسر سے کرا دی۔شاید ڈاکٹر یوسف صاحب۔اس کی پہلے شادی ہوئی تھی،اس کے بچے بھی تھے۔ She accepted to marry انہوں نے اس کے ساتھ اس کی شادی بھی کرا دی۔پھر اس نے بڑی موٹی موٹی کتابیں لکھیں۔ Western civilization condemned by itself. موٹی ساری کتاب ہے۔مغربی تہذیب میں خرابیاں کیا کیا ہیں،وہ کیوں ظہور پذیر ہو گئیں؟ تب بھی وہ پچھتا رہے تھے،اب اور بھی زیادہ پچھتاوا ہے۔

اس کے ساتھ بھی لوگوں اور بعض عورتوں نے Correspondence کی۔ان سے اس نے کہا کہ مسلمان ملکوں میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ادھر ہی رہیں۔یہاں بھی ایسا ہی حال ہے۔یہاں بھی مسلمان صحیح نہیں ہیں۔جیسے ہونے

چاہئیں ویسے نہیں ہیں۔آپ ادھر ہی اپنے ملک میں رہیں اور جو پابندی اسلام نے دی ہے،اس کو Adopt کریں اور وہیں اس پہ آگے بڑھیں۔یہاں بھی آ کے خاص فائدہ نہیں ہے کہ مسلمان ملکوں میں آگئے ہیں۔اگر مسلمان صحیح چلیں،سمجھ لیں تو دنیا میں انقلاب آجائے۔

بہر حال جو اسلام کی تعلیم ہے،سب نے یہی لکھا کہ ہم پہ کسی نے دباؤ نہیں ڈالا کہ آپ نے یہ لباس پہننا ہے۔یہ کلمہ پڑھنا ہے،یہ اور وہ۔ان کی Students کے ساتھ بات چیت ہوتی تو وہ بتاتے گئے کہ یہ اسلام کی تعلیم ہے۔اس کی مصلحت بھی بتائی کہ ایسا کیوں ہے۔یہ بھی بتایا کہ پردہ کیوں؟ جب یورپ میں پردے کا Concept نہیں ہے تو ان کو بڑا عجیب سا لگتا ہے۔انہوں نے تو عورت پہ ظلم کیا ہے۔مظلوم ہیں بیچاری یورپ کی عورتیں۔سردی کا ملک ہے،ٹھنڈ پڑتی ہے۔خود تھری پیس سوٹ،جرابیں اور سب کچھ پہنتے ہیں،اس کی ٹانگیں ننگی کر کے رکھی ہیں کہ ہماری ہوس جو ہے اس کو تسکین ملتی ہے۔تیرا یہ لباس ہے۔تو وہ بے چاری مظلوم بن گئی ہے اور وہاں ان کی زندگی کا مقصد یہی رہ گیا ہے کہ عیاشی کرو۔جب تھوڑی بوڑھی ہو جاتی ہیں تو اس کو نہ کوئی نوکری دیتا ہے،نہ گھر میں رکھتا ہے۔وہ باہر بے چاری دھکے کھانے کے لئے رہ جاتی ہے۔یہاں آ کے یہ مریم جو تھی اس نے دیکھا۔ایک اور لڑکی بھی تھی،اس نے بھی دیکھا۔اس نے مریم کو بھی دیکھا،یہاں آئی،اس کے گھر گئی۔بڑی مطمئن اور بڑی خوش تھی۔اس کی ستر یا اسی سال کی ساس تھی۔وہ اس کی بڑی خدمت کرتی تھی۔اس نے کہا کہ میں بڑی حیران ہوئی اور خوش بھی ہوئی۔ہمارے ہاں تو بوڑھوں کو کہتے ہیں کہ جاؤ جی۔Old house (بوڑھوں کے گھر)۔مائی بوڑھی کو اولڈ ہاؤسز میں جا کے جمع کرادو۔یہاں کوئی پوچھتا نہیں ہے۔

یہ انسانیت کی تذلیل ہے۔انہوں نے جنا، وہ ماں باپ ہیں۔انہوں نے پالا پوسا اور یہ انہیں وہاں جا کے پھینک آئے۔اس نے کہا کہ میں اس کو خدمت کرتا دیکھ کر بڑی خوش ہوئی۔

وہ گھر میں پڑھا بھی رہی تھی۔اس مریم نے کتابیں بھی لکھیں۔ماں باپ کی خدمت بھی کی۔میاں نے دوسری شادی کی تھی۔اس کے بچے بھی تھے۔سب کچھ تھے۔وہ جو کہتے ہیں کہ یہ ظلم کرتے ہیں عورتوں پہ تو اس نے کہا کہ یہاں دیکھو وہ عورتیں ہی سب خوشی سے کر رہی ہیں۔اس نے بھی لکھا کہ یورپ میں اگر پانچ لوگ Convert ہوتے ہیں تو ان میں چار عورتیں ہوتی ہیں۔چار عورتیں مسلمان ہوتی ہیں، ایک مرد ہوتا ہے۔جرمنی میں تو کہیں لکھا تھا ہزاروں کی تعداد میں یا کوئی بارہ ہزار عورتیں مسلمان ہوگئی ہیں، وہ حجاب بھی کرتی ہیں اور سب کچھ اسلامی انداز سے کرتی ہیں۔چلو! چہرے والا نقاب جو ہے، اس میں تو اختلاف بھی ہے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ (خواجہ عبدالحکیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ) نے تو لکھا بھی ہے کہ چلو ان حالات میں چہرہ اور ہاتھ ننگے رکھے جا سکتے ہیں۔اس (مریم کی کتاب کا) Concept بڑا اچھا ہے۔

یہاں پی ٹی وی (پاکستان ٹیلی ویژن) پہ Morning show (صبح کے پروگرام) میں فرح بڑے ماڈرن لباس روزانہ پہن کر آتی ہے۔وہ لباس Dress designers ان کو ذرا مختلف بنا کے دیتے ہیں کہ فیشن اس سے چلے گا۔ اس پروگرام میں وہاں امریکہ سے ایک نومسلم عورت آئی تھی یہ اس کا انٹرویو کر رہی تھی۔اس نومسلم عورت نے اپنے سر پہ وہ پگڑی باندھی ہوئی تھی اور لباس پورا جو ساتر تھا، پردے والا، وہ پہنا ہوا تھا۔ ہماری محترمہ جو نسلی مسلمان تھی اس نے

Sleveless لباس پہنا ہوا تھا۔ اب یہ اس نومسلم سے انٹرویو کر رہی تھی۔ جو پیدائشی مسلمان تھی وہ انٹرویو کر رہی تھی کہ یہ پردہ جو ہے یہ آپ کو محسوس نہیں ہوتا؟ خاص طور پہ یہ سر کو ڈھانپا؟ اس نے کہا کہ یہ بڑا اچھا ہے۔ یہ قرآن میں بھی لکھا ہے کہ عورتوں کو کہو کہ وہ چادریں تھوڑی نیچی رکھا کریں تا کہ وہ پہچانی جائیں اور تنگ نہ کی جائیں۔ قرآن میں پردے کا یہی لکھا ہے تا کہ وہ پہچانی جائیں اور ان کو ایذا نہ دی جائے۔ اس نے کہا کہ اب بھی یہی ہے کہ جب ہم مسلمان ہو جاتی ہیں ناں تو یہ سب ہم یہ پہن لیتی ہیں سکارف یا لباس جو کچھ بھی ہے یا سکرٹ ہے، جو کچھ مرضی ہے، ہم پہن لیتی ہیں تو ان کو پتا چل جاتا ہے کہ یہ ہماری پارٹی کے نہیں ہیں

She is not our lady.

اس کو پھر کوئی نہیں چھیڑتا۔ مطلب وہی بات جو قرآن نے کہی کہ پہچانی جائیں کہ یہ ہماری لائن کی نہیں ہیں۔

ذاکر نائیک بھی ایک دن تقریر کرتا ہے کہ دو بہنیں ہیں۔ جڑواں، ایک جیسی خوبصورت ہیں، اور ایک جیسی جوان ہیں۔ دونوں جا رہی ہیں۔ ایک نے تو مسلمانوں والا لباس پہنا ہوا ہے، سادہ سر ڈھانپا ہوا ہے۔ اور ایک نے Sleveless پہنا ہوا ہے اور ٹانگیں ننگی ہیں۔ آگے غنڈہ پارٹی بیٹھی ہوئی ہے۔ وہ کس کو چھیڑے گی؟ وہ اس کو چھیڑے گی جو ان کی لائن کی ہے۔ وہ جو Basic قرآن نے بتایا ہے وہ یہ ہے۔

انٹرویو کرنے والی اس عورت نے پوچھا کہ یہ آپ کو محسوس نہیں ہوتا؟ یہ اس کی مصلحت اور یہ اور وہ؟ اس نے کہا کہ ایک تو یہ بڑا اچھا ہے کہ ہمیں Safety محسوس ہوتی ہے۔ دوسرا اس نے کہا کہ بہت سے ہمارے مسلمان بھائی جو ہیں، ان کا

ایمان کمزور ہوتا ہے۔ ہمارے بے پردہ لباس کو دیکھ کے ان کے ایمان میں خلل پڑتا ہے۔اس لئے ضروری ہے کہ ان کو اس خلل سے بچایا جائے۔

ایک عورت نے لکھا۔ بڑی پڑھی لکھی تھی۔ India (بھارت) میں پیدا ہوئی۔ میرا باپ ڈاکٹر تھا، پھر میں نے بھی ڈاکٹری کی، پھر شادی ہوئی۔ میرے میاں نے مجھے چھوڑ دیا۔ میں نے فلاں جگہ Heart کا کلینک بنایا۔ یہ بڑا اچھا چل نکلا۔ مسقط کے جو شیخ ہیں، ان کی والدہ کو شوگر تھی۔ وہ میرے پاس علاج کے لئے آئے تھے۔ میں ان کو دیکھ کے بڑی Impress ہوئی۔ انہیں کافی شوگر تھی۔ انتہائی Serious قسم کی شوگر کہ جس میں بندہ پریشان ہوجاتا ہے۔ وہ جب بھی کبھی آئے، بڑی Gracefully وہ آتی تو میں حال احوال پوچھتی تو کہتی۔

**الحمدللّٰہ۔ الحمدللّٰہ۔ خیر۔ الحمد للہ۔**

وہ امیر تھی۔ صدقہ خیرات سے بھی غریبوں کی خوب مدد کرتی لیکن بڑے Patience اور بڑے وقار سے آتی۔ وہ زندگی کی فکر نہیں کرتی تھی کہ کوئی بات نہیں۔ This is nothing. یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ وہی زندگی دیتا ہے۔ اسی کے پاس چلے جانا ہے۔ (وہ ڈاکٹر کہتی ہے کہ) اس بوڑھی مائی کی باتیں سن کے میں بڑی حیران ہوتی۔ بوڑھا بندہ تو ویسے ہی گراہوتا ہے۔ یہ ایسی باتیں کرتی ہے۔ اس کی بیٹی بھی ساتھ آتی۔ اس نے Check up کرایا تو اس کو چھاتی کا کینسر تھا۔ اس کو بتایا کہ آپ کو تو کینسر ہے۔ اس نے کہا کہ

**الحمدللّٰہ۔ الحمدللّٰہ۔**

ہم آپ کے پاس آگئے تو ہمیں یہ پتا چل گیا ہے کہ ہمیں کینسر ہے۔ اللہ ہی شفاء دینے والا ہے۔ یہ کردار جو ہے، وہ Affect کرتا ہے۔ یہ جو ہمارے عقائد ہیں

، وہ اسی لئے ہیں تا کہ آپ کی سوچیں بدل دیں اور آپ کا Action جو ہے وہ اس دنیا میں اس کے مطابق ہو۔

وہ کہتی ہے کہ ایسی چیزیں سوچ کے میں پھر قرآن کی طرف رجوع ہوئی کہ یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ کیسے ان لوگوں کو یہ حوصلہ ملا؟ یہ Dignity کس نے عطا کی؟ یہ سوچ، یہ عقائد جو ہیں، وہ اس (انسان کو) بخشتے ہیں۔ اگر عقائد ہی درست نہیں ہیں تو وہ آگے Dignity کیا ہونی ہے۔ وہ ٹھیک ہو جائیں گے تو پھر آپ کے اعمال بھی ٹھیک ہو جائیں گے۔ آپ مصیبتوں اور تکلیفوں میں ایسے کریں گے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی کہا ہے کہ عبادات جو ہیں وہ بذات خود مقصود نہیں ہیں۔ وہ تو Mean to some end (کسی خاص مقصد کی طرف جانے کا ذریعہ) ہیں۔ ان سے کچھ حاصل ہوتا ہے۔ جیسے نماز ہے۔ نماز سے کچھ حاصل ہوتا ہے۔ وہ اللہ نے بھی فرمایا ہے کہ

**إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ** (1)۔

بے حیائی کے کام۔ خدا سے بے وفائی۔ اور یہ اور وہ۔ جیسے قرآن میں کہا کہ

**إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ** (2)۔

شرک جو ہے یہ سب سے بڑا ظلم ہے۔ اب اس میں کیا ظلم کی بات ہے؟ ایک چیز کو اس کا درجہ نہ دینا، اس سے ہٹا دینا، یہ ظلم ہے۔ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا جو ہے اس سے بڑا ظلم اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اتنی بڑی ہستی، اتنی طاقتور کہ جس نے ساری کائنات کو پیدا کیا ہے اور اللہ کہتا ہے کہ جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو تو بتاؤ کیا انہوں نے

---

(1) سورۃ العنکبوت 29: آیت 45۔

(2) سورۃ لقمان 31: آیت 13۔

کوئی چیز پیدا کی ہے؟ بتا دو اگر انہوں نے کوئی چیز پیدا کی ہے جس کی وجہ سے تمہیں اشتباہ ہو گیا ہے۔ بتاؤ کیا چیز پیدا کی ہے؟ بلکہ اس نے کہا کہ سارے بلا لو، ایک مکھی بنا دو تو وہ نہیں بنا سکتے۔ وہ نہیں کر سکتے۔ بلکہ مکھی ان کے خوانِ نعمت سے کوئی ذرہ اُٹھا کے لے جائے تو اس کو چھڑا نہیں سکتے۔

**يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِن يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ** (1)۔

مانے والے بھی بھیڑ ہے، وہ بھی کمزور۔ مطلب یہ کہ یہ عقائد جو ہیں، یہ آپ کو، آپ کے اعمال کو اور آپ کی سوچوں کو درست کرتے ہیں۔

لندن میں ایک بیگم کا لکھا ہے کہ وہ ہوٹل چلاتی تھی۔ ایک بابا ان کے پاس کام کرتا تھا۔ اس کا ایک بیٹا تھا۔ جوان تھا، کبھی کبھی وہ بھی آتا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ بیمار ہوا اور وہ فوت ہو گیا۔ مجھے بڑا افسوس ہوا۔ بابے کا اکلوتا بیٹا تھا۔ اتنا جوان اور خوبصورت۔ اس کا یہ سہارا تھا اور وہ فوت ہو گیا۔ بابے کی کمر ٹوٹ گئی ہو گی۔ (کہتی ہے کہ) مجھے پتا تھا کہ کہاں وہ رہتے ہیں۔ گاڑی میں بیٹھی اور وہاں چلی گئی۔ بستی میں مسلمان کافی تھے۔ وہ نیچے بیٹھے ہوئے تھے جیسے مسلمان بیٹھتے ہیں۔ میں نے سر جھکا کے کافی افسوس کا اظہار کیا۔ کہا کہ آپ بوڑھے تھے اور بیٹا جوان تھا۔ جب میں نے بات ختم کی تو اس نے کہا کہ میڈم! یہ تو اللہ کا کام ہے۔ یہ زندگی موت جو ہے یہ اس

---

(1) سورۃ الحج 22: آیت 73۔

کے ہاتھ میں ہے۔ وہ اس نے دی۔ جب وہ چاہتا ہے واپس بلا لیتا ہے۔ سب نے اُدھر ہی اللہ کے پاس جانا ہے۔ اس میں کوئی ہمارے اختیار والی بات نہیں ہے اور نہ افسوس والی بات ہے۔ کہتی ہے کہ مجھے بڑا تعجب ہوا کہ اس بابے نے جو انگلی آسمان کی طرف اُٹھائی وہ میرے دل میں چلی گئی۔ میں نے کہا کہ یہ کیسا بابا ہے؟ اس نے تو Mind ہی کچھ نہیں کیا۔ باقی حال احوال پوچھتی رہی۔

گھر آ کے سوچتی رہی، اس کی بہو ہے، ایک پوتا بھی ہے۔ وہ اپنی Calculations لگاتی رہی کہ شاید بابا اس لئے نہیں گرا کہ پیچھے پوتا ہے وہ اس کا سہارا ہوگا۔ بہو کا سہارا ہے شاید اس لئے بابے کو افسوس نہیں ہے۔ مذہب کی طرف وہ نہیں آئی۔ سال دو سال کے بعد وہ بہو بھی فوت ہو گئی۔ یہ پھر اس کے گھر گئی کہ اب تو بابا گر گیا ہوگا۔ اس خاتون نے پھر وہی باتیں کیں اور بابے نے پھر وہی باتیں کیں کہ یہ موت اور زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ ہمیں تو زندگی اس کے مطابق بسر کرنی چاہئے تا کہ کامیاب ہو جائیں۔ تھوڑی ہو یا زیادہ، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ چند دن کی بھی ہو تو اس سے مغفرت ہو سکتی ہے۔ ہزاروں سالوں کی بھی ہو، سیدھے راستے پہ نہیں چلیں گے تو جتنا جئیں گے، اتنے اللہ سے دُور ہٹتے جائیں گے۔

وہ کہتی ہے کہ بہر حال پھر میں سوچتی رہی کہ پوتا ہے، شاید اس کی وجہ سے بابا بچ گیا ہے۔ وہ جوان ہو گیا ہے، بڑا ہو گیا ہے۔ چند سال کے بعد اس کو بھی اللہ نے بلا لیا۔ میں نے کہا کہ اب بابا نہیں بچتا۔ پھر گئی۔ بابے نے پھر ویسی باتیں کیں کہ میڈم یہ ہماری سوچنے والی باتیں نہیں ہیں۔ اس پہ یہی حکم ہے کہ اللہ کا حکم ہے جیسے وہ چاہے۔ ہم نے سب نے چلے جانا ہے۔ وہ کہتی ہے کہ میں نے اس کو کہا کہ چند دن کے بعد آپ آ جائیں۔ آپ میرے پاس ہی رہا کریں۔ یہاں تو کوئی نہیں رہا۔ اُدھر

میں نے ہوٹل میں ہی اس کا انتظام کر دیا کہ تم ادھر ہی Stay کیا کرو۔ چند دن کے بعد میں نے کہا کہ کسی عورت کو بلاؤ۔ میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں۔ مجھے دین سکھائے۔ وہ اپنی بستی سے جو مولوی تھا اس کی بیٹی کو لے آیا۔ اس نے آ کے مجھے مسلمان کیا۔

اس عورت نے وہ کہا کہ انگلی جو بابے نے آسمان کی طرف اُٹھائی وہ میرے دل میں چلی گئی کہ یہ بڈھا ہے۔ اس کو کیسے اتنی Power اور اتنا حوصلہ کیسے مل گیا ہے؟ میں اتنی پڑھی لکھی ہوں، فلسفے پڑھے، یہ کیا اور وہ کیا؟ تو یہ بات ہے کہ کردار جو ہے وہ بننا چاہئے۔ ہمارے عقائد جو ہیں وہ اعمال میں Reflect ہونے چاہئیں۔ اللہ تو بار بار کہتا ہے کہ وہ بات بھی مت کرو:

**لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ۔ كَبُرَ مَقْتاً عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ۔**(1)

جو کرتے نہیں اس کی بات کیوں کرتے ہو؟ اللہ کے نزدیک یہ سخت ناپسندیدہ بات ہے کہ تم وہ بات کرو جس پہ عمل نہیں کرتے۔

بات یہی ہے کہ مسلمان اور قرآن ایک ہو جائیں تو پھر ٹھیک ہے۔ پھر بن سکتا ہے۔ پتا نہیں کون سا ہمارا سفیر تھا۔ اس نے چواین لائی سے پوچھا کہ کوئی پیغام پاکستانیوں کے نام؟ وہ بڑا دوست تھا۔ اس نے کہا کہ پاکستانیوں کے نام یہ ہے کہ صحیح مسلمان بن جائیں۔ سبحان اللہ! قرآن کے مطابق صحیح مسلمان بن جائیں۔ باقی ٹھیک ہے۔ قرآن اللہ کا Message ہے۔ یہ ساری انسانیت کے لئے ہے۔ Last prophet آ گئے۔ Last book آ گئی اور آپ نے ساری انسانیت کو

(1) سورۃ الصف 61: آیات 2-3۔

خطاب کیا۔ کسی پیغمبر نے یہ بات نہیں کہ

**يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعاً**(1)۔

میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ آخری ہوں اور میرے بعد کوئی رسول نہیں ہے، کوئی کتاب نہیں ہے، کوئی اُمت نہیں ہے۔ ساری اُمت، سارا دور رسول اللہ ﷺ کا ہے۔

یہ اچھا ہوا کہ 9/11 کے بعد Best seller قرآن تھا۔ جب 9/11 ہوا ہے تو سب سے زیادہ بکنے والی کتاب قرآن تھی۔ اتنی مانگ ہوئی۔ کہتے ہیں کہ اُنہوں نے فراڈ ہی کیا تھا کہ خود ہی گرایا ان کو یا جو کچھ بھی تھا۔ بہر حال لوگ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ کیا ہے یہ؟ یہ کیوں مرنا چاہتے ہیں؟ ہم تو موت کے قریب بھی نہیں جانا چاہتے۔ یہ کیوں رضا کارانہ طور پہ بم باندھ کے ایسے کارنامے کرتے ہیں؟ یہ مذہب کیا ہے آخر؟ اس کے لئے اُنہوں نے قرآن خریدا۔ قرآن کی بڑی مانگ ہوئی۔ سعودیہ حکومت نے اللہ تعالیٰ ان کو اور زیادہ توفیق دے، انہوں نے بڑی ہمت کی۔ انہوں نے ان کو قرآن مفت بانٹا کہ یہ لو، پڑھو۔ ترجمہ انگلش کا ان کو دیا۔ انہوں نے اسے پڑھا۔ بہت سے لوگ متاثر ہوئے۔ اگر ادھر نہیں بھی آئے تو کم از کم ان لوگوں کا View ہی بدلا۔ وہ چاہتے ہیں اور اللہ ان کو کہتا ہے کہ عنقریب ہم تم کو نشانیاں دکھائیں گے۔ تم پکار اُٹھو گے کہ یہی حق ہے۔ یہ ساری باتیں پروفیسر عبدالغنی فاروق صاحب نے لکھی ہیں۔ پہلی کتاب تھی 'ہم کیوں مسلمان ہوئے' دوسری یہ لکھی۔ ان کے علاوہ اور بھی انہوں نے کتابیں لکھی ہیں۔

(مورخہ 2 ستمبر 2012ء بروز اتوار بمقام مرکز تعمیر ملت گوجرانوالہ)

---

(1) سورۃ الاعراف 7: آیت 158۔

# محفل 71

حاضرین میں سے ایک بزرگ بھائی نے اپنی جسمانی کمزوری کی بات کی اور کچھ دوا کے بعد ذرا فائدہ ہونے کی بات کی تو آپ فرمانے لگے:

چلو اچھا ہے۔اللہ تعالیٰ صحت بحال کردے۔ الحمد لله .اللہ تعالیٰ اسی میں شفا دے دے۔اللہ میاں قوت بحال کر دے۔ وہاں تو سب کچھ ممکن ہے۔ وہ مردوں کو زندہ کر دے گا، بیمار تو بیمار ہے۔ساری کائنات فوت ہو جائے گی تو وہ سب زندہ کر دے گا۔ سارے کھڑے ہو جائیں گے۔ یہاں تو لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ جادو ہے؟ مر جائیں گے، ہڈیاں ہو جائیں گے پھر کیسے زندہ کرے گا؟ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے تھے کہ وہ تو مردوں کو بھی زندہ کر دے گا، بیمار کو ٹھیک کر دینے والی کون سی بات ہے۔اس لئے کبھی بھی اس کا گلہ نہ کرو۔خوش رہو۔یہ علیحدہ تعلیم ہے۔کوئی بات نہیں بیماری تو اللہ نے دی ہے۔ وہ لیڈی ڈاکٹر جو مسقط کے شیخ جو تھے اس کی ماں اور اس کی بیٹی کو دیکھ کے مسلمان ہوئی کہ یہ لوگ کتنا اور کیسے حوصلہ رکھتے ہیں کہ موت کی خبر ہے؟ کینسر کسی کو سنا دو تو اسی وقت Collapse ہو جاتا ہے۔ وہ کہتی ہے: الحمدللہ! الحمدللہ! آپ کے پاس آ گئے ہیں۔ہمیں پتا چل گیا ہے۔اللہ تعالیٰ شفا بھی دے دے گا۔

وہ جو Faith ہے اسی نے ٹھیک کرنا ہے۔بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے کہ

ہماری بیماری، صحت، تندرستی سارا کچھ وہی کرتا ہے۔اس کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ایک ہی جملے میں اکٹھا کر دیا ہے۔جو پڑھے لکھے اور تعلیم یافتہ قسم کے لوگ ہیں ان کے لئے ہماری تعلیم منفرد قسم کی ہے اور وہ اسے سمجھتے ہیں۔اسلام آباد والے ہمارے بھائی شریف چیمہ صاحب کی بیٹی کی ادھر کینٹ میں ایک ریٹائرڈ کرنل صاحب ہیں کے ہاں ہی منگنی ہوئی۔ان کرنل صاحب کا بیٹا جدھر منگنی ہوئی تھی، وہ شادی سے پہلے ہی ملنے کے لئے آیا۔میں نے اسے کتابوں کا سیٹ دیا کہ آپ بھی پڑھنا اور ابو جی (ریٹائرڈ کرنل صاحب) کو بھی پڑھانا۔ہماری تعلیم ذرا مختلف ہے۔وہ پڑھتے رہے پھر اجتماع پہ بھی وہ آئے۔چیمہ صاحب کے ساتھ ہی تھے۔سلسلہ تو حیدیہ کی اس دن بیعت بھی ہوئی۔بیعت نامہ بھی وہاں تھا۔وہ کہنے لگے کہ بیعت نامہ ہی ایسا ہے کہ اس کو پڑھ کے پتا چلتا ہے کہ اسلام کی تعلیم کا خلاصہ نکال کے رکھ دیا ہے۔جو پڑھے لکھے لوگ ہیں، ان کو قدر ہوتی ہے کہ کیا ہونا چاہئے؟ اس میں کیا لکھ دیا ہے؟ ہمیں اس کی قدر نہیں ہے۔

حاضرین سے ایک بھائی نے کہا کہ بابا جی! بس دُعا کر دیں کہ اللہ موت تک اپنی حفاظت میں رکھے۔آپ فرمانے لگے: جی ہاں۔دُعا صرف اللہ سے مانگنی چاہئے۔وہی ہے۔وہ کہتا ہے کہ جب میں کسی پہ کوئی نوازش کرنا چاہتا ہوں تو مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔میں اگر تکلیف پہ آجاؤں تو میرے سوا کوئی ہٹا نہیں سکتا۔قرآن میں تو باتیں سیدھی سیدھی اور دو ٹوک لکھی ہیں۔سورۃ فصلت (1) میں وہ آتا ہے کہ

**وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ۔**

اللہ کی بہت بڑی نشانیاں ہیں، دن اور رات۔ہمارے لئے تو یہ روز ہوتی ہیں، ہمیں یہ پتا بھی نہیں کہ یہ نشانیاں ہیں۔دن کا، رات کا آنا جانا، آگے پیچھے۔ہم

(1) سورۃ فصلت 41: آیت 37۔

نے کبھی یہ سوچا ہی نہیں کہ یہ کیسے ہو جاتا ہے؟ سوچیں تو پھر پتا چلے کہ کیسے یہ ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ کہتا ہے کہ

**وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ۔**

رات اور دن جو ہیں، اللہ کی بہت بڑی نشانیاں ہیں۔

**وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ۔**

ان کا بھی ذکر بیچ میں آئے گا، جب دن رات کی بات ہو گی۔ وہ سورج اور چاند بہت بڑی نشانیاں ہیں لیکن آگے فرمایا:

**لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ۔**

بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ کرامتوں کی وجہ سے بزرگوں کو پوجتے ہو تو سورج کو پوجو، وہ سب سے بڑا کرامتی ہے۔ سورج جس کی وجہ سے حیات قائم ہے۔ زندگی، بارش، ہوائیں، فصلیں سب۔ ساری اسی کی وجہ سے ہیں۔ اس کی وجہ سے نظامِ حیات قائم ہے۔ سورج کی وجہ سے۔ کرامتوں کی وجہ سے پوجتے ہو تو اس کو پوجو۔ اللہ نے فرمایا:

**لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ۔**

سجدہ سورج اور چاند کو نہیں کرنا۔

**وَاسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ۔**

اس کو سجدہ کرو جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ جس نے پیدا کیا ہے وہ۔ ان کو سجدہ نہیں کرنا۔ یہ بہت بڑی نشانیاں ہیں۔ بہت بڑے کام ہیں لیکن جس نے پیدا کیا ہے، وہ بڑا ہے یا یہ بڑی ہیں؟ ان کو سجدہ نہیں کرنا۔

**وَاسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ۔**

اللہ کو سجدہ کرو جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔

إِن كُنتُمۡ إِيَّاهُ تَعۡبُدُونَ۔

اگر یہ کہتے ہو کہ تیری ہی بندگی کرتے ہیں۔سجدہ اس کے سوا کسی کو نہیں کرنا۔

إِن كُنتُمۡ إِيَّاهُ تَعۡبُدُونَ۔

اگر اس دعوے پہ قائم رہنا چاہتے ہو کہ تیرے سوا کسی کی بندگی نہیں کریں گے تو سجدہ سوائے اس کے کسی کو نہیں کرنا۔یہی توحید ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بھی یہ فرما دیا ہے کہ شرک کے علاوہ سب کچھ بخش دیں گے۔شرک کو نہیں بخشیں گے اس کے علاوہ جس کو چاہیں گے معاف کر دیں گے۔سارے گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔ یہ تو بہت بڑی نعمت ہے۔اس کو پڑھیں تو پتا چلتا ہے کہ کتنی بڑی نعمت ہے۔وہ ایک اور تین، اور تین اور ایک میں ساری عیسائیت الجھی ہوئی ہے۔لیکن وہ تو کہتے ہیں کہ نہیں جی مذہب کے بارے میں بات نہیں کرنی، گناہ ہے۔ہم تو کہتے ہیں کہ شاید ہماری عقل میں ہی فتور ہے، یہ ٹھیک ہی کہتے ہیں۔کچھ لوگ جو ہیں وہاں سے نکل آتے ہیں، نہیں ٹھہر سکتے۔عقل کے خلاف کیسے مانا جائے؟ وہاں تو پھر عقل کا زور بھی بڑا ہے۔ لوگ اس سے باہر نکل آتے ہیں۔

سورۃ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر آتا ہے۔وہ قیدیوں سے بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ مجھے بتاؤ! ایک آقا اچھا ہے کہ ایک نوکر کا ایک ہی مالک ہو، وہ اچھا ہے؟ یا پندرہ بیس افراد کی نوکری کرتا ہو۔سارے مختلف مزاج کے ہوں۔کوئی ٹکنے ہی نہ دے۔سارے مختلف مزاج کے ہوں وہ اچھے ہیں یا ایک خدا اچھا ہے؟ برا ہو یا اچھا ہو۔سادہ سی مثال دی کہ بہت سارے مالک اچھے ہیں یا ربّ الواحد اچھا ہے؟ جو ایک ہو وہ اچھا ہے یا جو مختلف مزاج والے بارہ چودہ خدا ہوں ان کی نوکری کرتے ہوں؟

امریکہ میں بیرے رکھے ہوتے ہیں وہ بوٹ پالش کرنے کے لئے ساروں کے لے جاتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ چائے لے آؤ۔ کوئی کہتا ہے کہ میری شرٹ لے آنا۔ کوئی کہتا ہے کہ میری فلاں چیز لے آنا۔ (وہ نوکر کہتا ہے) اچھا صاحب! کوئی اوکھے صاحب بھی ہوتے ہیں وہ ذرا اوکھے طریقے سے بولتے ہیں۔

ایک خدا اچھا ہے یا بہت سارے اچھے ہیں؟ اس نے کہا کہ میں اس قوم سے ہوں جو شرک کرتی ہے۔ ہمارے خاندان کو، ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے، آباء ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کو کہ اللہ کے سوا کسی کو پوجنا نہیں۔ فرمایا کہ ہم پہ یہ اللہ کی نعمت ہے۔ یہ اللہ کی ہم پہ بہت بڑی نعمت ہے۔ لوگوں میں بھی ہم نے یہی بتایا، لوگ سمجھتے نہیں کہ ایک خدا کا وجود جو ہے یہ نعمت ہے۔ علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے کہ

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

تمہیں وہ بچالیتا ہے۔ ساری دنیا کے سامنے سر جھکانے سے وہ بچالیتا ہے۔ ایک ہی میرا مولا ہے۔ ایک ہی میرا آقا ہے۔ وہ تو خود Lord بن جاتا ہے کہ اوپر اللہ، نیچے "میں" ہوں۔ یہی بات ہے ناں۔ کائنات ساری مجھ سے نیچے ہے۔ یہ میرے لئے بنائی گئی ہے۔ خود کو وہ مقام مل جاتا ہے۔ جب وہ خود توحید پہ آجاتا ہے تو وہ اس مقام پہ چلا جاتا ہے کہ میرے اوپر خدا ہے بس۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کی توحید جو ہے ہم پر، مجھ پہ، اور عام انسانوں پہ یہ بہت بڑی نعمت ہے لیکن ہم اسے سمجھتے نہیں۔ بہت بڑی زبردست چیز ہے۔

ایک مثال بھی دی ہے کہ جو شرک کرتا ہے وہ ایسے ہے کہ جیسے بہت اونچے مقام سے گر پڑے اور ہوائیں جو ہیں اس کے پرزے پرزے اڑا کے بکھیر دیں۔ اس

کی بوٹیاں جو ہیں، ہوا میں بکھیر دیں ۔یا پرندے اس کو نوچ کے لے جائیں ۔ یہ بتایا جو توحید کو چھوڑ دیتا ہے ۔ جب وہ توحید سے گرتا ہے تو پھر اس کا یہ مقام ہے ۔ جب وہ انکار کرتا ہے تو پرندے بوٹیاں راستے میں ہی نوچ کر لے جاتے ہیں ۔شیاطین جو ہیں،اس کو بکھیر کے رکھ دیں ۔اس پہ قائم رہنا جو ہے یہ بہت بڑی دولت ہے ۔اس کو قائم رکھنا ہی بڑی بات ہے ۔

بابا جی رحمۃ اللہ علیہ یہی کہتے تھے کہ ہمارے سلسلے کی خاص چیز کون سی ہے؟ توحید! اس پہ کبھی Compromise (سمجھوتہ) نہیں کرنا ۔ نہ کسی کو سجدے کرنے دینا ۔ نہ چادریں مزار پہ، نہ یہ اور نہ وہ ۔ کسی کو نزدیک نہیں آنے دینا ۔ بلکہ میرا تو جی چاہتا ہے کہ لکھ دوں کہ عورتوں کا تو مزار پہ آنا منع ہونا چاہئے ۔ یہ سارے کرتب کرتی ہیں ۔ وہ وہاں لکھ دیا جائے کہ دُعا مانگنی ہو تو دوسرا کمرا جو ہے وہاں بیٹھ کے مانگو ۔قرآن پڑھو ۔ دعا مانگو ۔اُدھر بیٹھ کے دعا مانگو ۔ اِدھر نہیں مانگنا ۔تو ایسا لکھ دیا جائے ،لیکن ان کا خیال دیکھیں کہ ان کو دور رکھا جائے ۔ یہ ضرور چومنے چاٹنے سے باز نہیں رہ سکتیں ۔ بہرحال سلسلہ توحیدیہ کی وہ خاص چیز جو ہے وہ ہماری یہ توحید ہے ۔ اس پہ Compromise نہیں کرنا ۔کس کے رکھنا میرے بعد، کس کے رکھنا ۔

حاضرین میں موجود جناب محمد یعقوب صاحب فرمانے لگے کہ فرمایا ہی یہی ہے ۔اسلام نے فرمایا ہے کہ توحید ۔توحید نہیں تو کچھ بھی نہیں ۔اس پر آپ نے فرمایا: دین کی اصل یہی ہے ۔سورۃ الاعراف میں آتا ہے ۔ سارے پیغمبروں کا باری باری ذکر کیا ۔ھود علیہ السلام نے یہ کہا، وہ آئے تو اُنہوں نے یہ کہا کہ:

**يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ**

قرآن پاک میں سب کا Repeat کیا ہے ۔ ھود علیہ السلام نے یہ کہا ۔

اُنہوں نے یہ کہا، اُنہوں نے یہ کہا۔ بار بار وہی جملہ Repeat کیا گیا ہے۔ سب نے اپنی قوم کو یہ کہا:

**یَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَـٰهٍ غَيْرُهُ۔**

اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی کی بندگی کرو۔ ہر پیغمبر کا پہلا Message یہی تھا۔ یہی پیغام سب سے چلا۔ سب کا پہلا سبق یہی تھا:

**لا الٰہ الا اللّٰہ۔**

اس کے بعد پھر رسالت۔ جو پیغمبر آیا اس کی رسالت کو تو ماننا ہی پڑتا ہے۔ یہ جو بتائے یہ اللہ کی طرف سے آیا ہے۔ یہ بتائے گا کہ اللہ کی منشاء کیا ہے؟ کون سا طریقہ اختیار کرنا ہے؟ نماز کیسے پڑھنی ہے؟ روزہ کیسے رکھنا ہے؟ اس کی رضا پہ چلنا ہے۔ جنت کی جو بشیراً وَّ نذیراً بن کے آئے نبی وہ کیسے ہمیں تعلیم دیتے ہیں؟ بشارت جو ہے کہ وہ حاصل ہوگی، وہ کیسے کریں؟ یہ سب پیغمبر بتائے گا جسے اللہ نے بھیجا ہے۔

ساری تعلیم جو ہے وہ تو حید ہی تھی۔ شریعت ہر ایک کو علیحدہ ملی۔ نماز تھی، اس کی Format علیحدہ علیحدہ تھی۔ کسی میں نماز کچھ تھی تو کسی میں کچھ۔ بیٹھ کے پڑھو، یا سجدہ کرو، یا ایسے کرو۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ رکوع صرف مجھے ملا ہے۔ پہلے کسی شریعت کی نماز میں رکوع نہیں تھا۔ اب بھی نہیں کرتے۔ عیسائی، ہندو سب ماتھا ٹیکتے ہیں، جھکتے کرتے ہیں لیکن رکوع نہیں ہے۔ وہ عیسائی ویسے ہی بنچوں پہ بیٹھ کے پڑھتے ہیں۔ گورے علیحدہ، کالے علیحدہ۔ ایک ہی مذہب میں گورے، کالے علیحدہ علیحدہ بیٹھتے ہیں۔ ساتھ بیٹھنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ بات اُن لوگوں کو تو Strike کرتی ہے ناں کہ جن کے دل زندہ ہیں۔ وہ سوچتے ہیں کہ یہ کیوں ہے؟

(مورخہ 7 اکتوبر 2012ء بروز اتوار بمقام مرکز تعمیر ملت گوجرانوالہ)

# محفل 72

کسی بھائی نے عیسائیوں کی بات کی۔آپ نے کہا کہ وہ برے ہیں کیا؟ صفائیاں کرتے ہیں تو اللہ نے انہیں دنیا میں حکومت دی ہے۔اس دنیا میں Rule کر رہے ہیں قرآن میں بھی لکھا ہوا ہے کہ عیسٰی علیہ السلام کو کہا کہ جو تجھے Follow کریں گے، انہیں میں دنیا میں قیامت تک غالب رکھوں گا۔عیسٰی علیہ السلام سے اللہ کا وعدہ ہے کہ جو آپ علیہ السلام کا اتباع کریں گے،انہیں کفار پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔اب آپ اپنا حساب لگا لیں۔اب مسلمان کہتے ہیں کہ نہیں جی! وہ ہم ہیں۔ عیسٰی علیہ السلام کے Followers ہم ہیں۔ہم ہیں تو پھر آپ کا غلبہ کیوں نہیں ہے؟

بابا جی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ) نے طریقت تو حیدیہ میں لکھا ہے کہ غریبوں اور بیماروں کا علاج کراؤ۔ان کو کپڑا لے کر دو، ان کی رہائش کا بندوبست کرو۔بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم نے عیسائی بزرگوں کے بارے میں پڑھا ہے کہ عاجزی، انکساری، اور انسانیت کی عظمت ان کے دل میں بہت زیادہ ہے۔بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اللہ نے ان کو نواز رکھا ہے۔ایسے تو نہیں نواز رکھا۔ انسان کے ساتھ اتنی اس کی عزت و عظمت ہے۔چلو وہ نہ سہی، کچھ نہ کچھ تو کرنا

چاہئے۔ان کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رنگ تھوڑا اور ہی تھا۔وہ زیادہ نرمی والے تھے۔
ہمارے نبی کریم ﷺ تو جہاد میں تلوار کے بھی دھنی تھے۔

عیسائی جو کام کرتے ہیں، انہوں نے تیاری پوری رکھی ہوتی ہے۔کندھے پہ پھوڑا، ہاتھ میں جھاڑو۔وہ کہتے ہیں کہ پھوڑا ساتھ لے کے جاؤ۔اس کی Kit یہی ہوتی ہے۔گسّی نہیں چلتی، وہ تو چوڑی ہوتی ہے۔نالے کا سائز بھی تو ہوتا ہے۔اپنی گلی کی تو چلواتنی چھوٹی سی ہوتی ہے، وہاں چل جائے گی آگے وہاں چار گلیوں سے کوئی اِدھر سے آئی اور کوئی اُدھر سے۔آگے بھی ویسے چھوٹی سی بناؤ تو وہ نہیں چلتا۔آگے اس کا سائز بڑا ہونا چاہئے خاص طور پر کہ بارش کا پانی گزر سکے بارش کا پانی گلیوں میں کھڑا ہو جاتا ہے، پھر آہستہ آہستہ جاتا ہے۔آگے نالے کا سائز، اس کا Flow، اس کی Capacity جو ہے اس کی کوئی Calculation تو ہونی چاہئے۔یہ جو Homework کرتے ہیں انجینئرنگ کے سروے وغیرہ اس میں یہ سب کچھ کرتے ہیں۔

کسی بہن نے ایک مضمون لکھ کے بھیجا۔اس کے ساتھ 'زیرو پوائنٹ' والے جاوید چوہدری کا ایک کٹا ہوا پیس بھی تھا۔'کشادگیٔ دل بادل' کے موضوع پر تھا۔جاوید چودھری نے کہا کہ ہم کسی اللہ والے کی محفل میں بیٹھے ہوئے تھے، اور دوست بھی تھے۔High gentry بھی بیٹھی ہوئی تھی۔اللہ کی معرفت کی بات اور ایسی اونچی اونچی باتیں ہو رہی تھیں۔اِدھر ایک ملنگ بھی بیٹھا ہوا تھا۔پھٹے ہوئے کپڑے، پرانے میلے کچیلے۔اس کے سر پر زخم تھا، وہاں سے پیپ نکل رہی تھی اور ماتھے پر آ رہی تھی۔

ہاتھوں میں اس نے چاولوں کی پلیٹ پکڑی ہوئی تھی ۔ یہ ہاتھ بھر کے منہ میں ڈالتا، کچھ اندر منہ میں جاتے اور کچھ واپس گر جاتے ۔ ناک بہہ رہی تھی ۔ ہم اسے دیکھ رہے تھے ۔ کیا مزا آتا تھا؟ Scene اللہ کی معرفت کا لگا ہوا تھا اور ساتھ وہ بیٹھا تھا ۔ پاگل سا ۔ اس Scene میں ہمیں بات چیت کا کوئی مزا نہیں آرہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ حضرت صاحب بابا جی جو تھے، انہوں نے ایک ملازم کو اشارہ کیا۔ وہ پانی لایا، اس میں لیموں ڈالا ہوا تھا ۔ کپڑا دھو کر مل کے وہ اس کے ساتھ جا کر بیٹھ گئے ۔ اس کپڑے سے اس کا سر صاف کیا۔ منہ صاف کیا۔ اس کی ناک صاف کی ۔ ہم بڑے حیران ہو کر دیکھتے رہے کہ اس بابا جی نے کیا کیا ہے وہ پھر آ کر بیٹھ گئے ۔ انہوں نے نوکر کو اشارہ کیا اور کہنے لگے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے دل کی وسعت ٹیسٹ کرتا ہے کہ تمہارے اندر اسے برداشت کرنے کی یہ وسعت ہے؟ ہمیں دیکھتا ہے، ٹیسٹ کرتا ہے کہ تم برداشت کر سکتے ہو کہ نہیں کر سکتے ۔ اب میں نے اسے صاف کر کے بھیجا ہے میرے وہ لڑکے اب اسے نہلائیں گے ۔ نہلا کر میرے کپڑے اسے پہنائیں گے ۔ ادھر لا کر پھر روٹی کھائیں گے ۔

کہنے لگے کہ صحیح معنوں میں آپ کو حضور ﷺ کی عزت کا پاس نہیں ہے ۔ اگر آپ کو پاس ہو تو آپ ان کی تعلیم پر چلیں ۔ جس واسطے آئے، جس واسطے تکلیفیں برداشت کیں، جو سب ان کی زندگی بتاتی ہے ۔ ایک دفعہ کفار نے بڑا مارا۔ حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہی تھے شاید کہ کسی نے بتایا کہ تمہارے بھتیجے کو مارا ہے ۔ یہ گئے اور لا کر دو تین کمانیں ابوجہل کے سر میں ماریں کہ تو کیا سمجھتا ہے

کہ یہ لاوارث ہے۔حضور ﷺ کو لوگوں نے جا کے بتایا اور چچا نے بھی بتایا کہ میں نے اسے مارا ہے۔فرمانے لگے کہ چچا میں اس سے خوش نہیں ہوا۔ میں اس سے خوش ہوتا اگر تم میرے پیغام کو سمجھ کر اس کا اعتراف کر لیتے ،کلمہ پڑھ لیتے۔فرمایا کہ مجھے اس سے خوشی نہیں ہوئی۔اُن کا اپنا مشن ہے اور ہمارا اپنا۔انہیں وہ اپنے بھتیجے کا غصہ تھا۔یہ نہیں کہ حضور ﷺ کی شان تھی۔وہاں وہ ہمارے بھتیجے کی بات تھی۔اس بزرگ نے کہا کہ تمہیں بھی یہی ہوتا ہے، ہمارا رسول۔مومن تو رسول اللہ ﷺ کی بات نہیں موڑتا۔یہاں ہمارا نبی ہے، اس واسطے ہماری شان میں فرق پڑتا ہے۔ مانیں یا نہ مانیں مگر وہ ہمارا نبی ہے۔اس لئے توڑ دو، چھوڑ دو، یہ کر دو اور وہ کر دو۔

ایک بدو کا لکھا ہے کہ ہمیشہ جب گھوڑے دوڑائے جاتے تو اس کا گھوڑا فرسٹ آتا۔کوئی چور آیا، اس نے گھوڑا کھول لیا۔چور اوپر بیٹھ گیا۔دوڑ آئی ایک گندا سا ٹٹو تھا، اس پر وہ بدو بیٹھ گیا دوڑ شروع ہوگئی۔وہ جو گھوڑا تھا، اس کا دوڑانے کا Trick تھا کہ اس کا کان مروڑتے تو وہ ہوا ہو جاتا تھا۔بدو ٹٹو پر بیٹھا تھا اور وہ چور گھوڑے پر۔ دوڑ میں ٹٹو گھوڑے کے ساتھ مل گیا۔یہ بات بدو کی غیرت کو گوارا نہ ہوئی کہ اس کے گھوڑے کے ساتھ ٹٹو رَل گیا ہے۔اس نے آواز لگائی کہ او بد بخت! اس کا کان مروڑ۔اس کے کان مروڑ، یہ ٹٹو اس کے ساتھ رَل چلا ہے۔بدو نے آپ آواز ماری کہ میرا گھوڑا ہار جائے گا۔اس نے کہا کہ بے شک وہ چرا کر لے گیا مگر میرا گھوڑا کیوں ہارے؟ یہ جو ہماری والی بات ہے، ساری خرابی اسی کی ہے۔

(مورخہ 7 اکتوبر 2012ء بروز اتوار بمقام مرکز تعمیر ملت گوجرانوالہ)

# محفل 73

ہمارا ایک وارنٹ افسر تھا، GCI تھا، اس نے کوئی غلطی کر دی۔ اسے صاحب نے اندر بلا لیا اور خوب باتیں کیں کہ یوں ہے اور یوں۔ یہ ساتھ Attention کھڑا ہے اور وہ لگا ہے بک بک، جھک جھک کرنے۔ واپس آ گیا۔ میں نے کہا کہ سناؤ۔ کہنے لگا کہ بھائی جان! آج بڑی بے عزتی کی، بڑا بولتا رہا۔ ہم نے بھی ایک سیکنڈ ضائع نہیں کیا۔ تار اپنے مولیٰ سے ملا لی اور سنا ہی نہیں کہ کیا کہہ رہا ہے۔ (قہقہے)۔

ہاں جی! تار ملی ہو تو پھر تکلیف کیسی؟ کوئی بات نہیں، جو مرضی ہوتا رہے۔

جیوندیاں مر رہنا ہووے تاں دیس فقیراں پہیے ہُو

جے کوئی سٹے گودڑ کوڑا وانگ اروڑی رہیے ہُو

بیٹھ جاؤ بس۔ ٹھیک ہے۔ اس کی حکمت کے بغیر تو کچھ ہوتا نہیں ہے۔ ہاں جی ایسا ہی ہے۔ فارمولا جو ہے، وہ یہی ہے۔ بابا جی عِلِیہ الرحمہ نے 'چراغِ راہ' میں بڑی تفصیل سے باتیں لکھی ہیں کہ غربت ہو تو کیسے۔۔؟ لگتا مشکل ہی ہے۔ بابا جی عِلِیہ الرحمہ نے بھی کہا کہ لگتا تو مشکل ہی ہے کہ جیسے بندہ خوشحالی میں، دولت میں خوش رہتا ہے، ویسے غربت میں بھی خوش رہے، یہ مشکل اور ناممکن لگتا ہے لیکن یہ ناممکن تو کیا مشکل بھی اتنا نہیں ہے۔ ہزاروں نے کیا ہے۔ ہزاروں کر رہے ہیں۔ آگے بھی کرتے رہیں گے۔ اس میں کوئی مشکل بھی نہیں ہوتی۔

غربت جو ہے یہ آپ کے دماغ کا کیا ہوا Comparisson (موازنہ) ہے۔آپ کسی اچھی حالت والے کو اپنی حالت کے ساتھ Compare (موازنہ) کرتے ہیں، پھر آپ کو تکلیف ہوتی ہے۔حضور علیہ السلام نے کہا کہ نیچے دیکھو۔ہم کہتے ہیں کہ اوپر دیکھنا ہے۔ نیچے دیکھو تو تمہیں سکون آئے گا۔ہزاروں، لاکھوں لوگ ہیں۔ اللہ تیرا شکر ہے کہ میں لاکھوں لوگوں سے اچھا ہوں۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کو چھت مل گئی، بیوی مل گئی، اور ایک نوکر کام والا مل گیا، اس کو مکمل دنیا مل گئی۔اس کو پوری دنیا مل گئی۔ یہ دنیا ہی ہے، اور دنیا کیا ہے؟ روٹی، کپڑا، مکان۔ یہ تھوڑا ہے کہ تجھے بنگلہ ہی دینا ہے۔ تجھے روٹی مل گئی ہے۔سوکھی روٹی ہاتھ میں پکڑا دی ہے، اب یہاں بیٹھ، یہی وعدہ تھا۔اب موج کر۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھت موجود ہے، بیوی ہے، کام کرنے والا نوکر ہے۔اس کو پوری دنیا دے دی۔اب یہ نہیں کہ اچھا اور اچھا۔ یہ تو اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ والی بات ہے۔اس میں تو پھنس جاتا ہے۔فرمایا کہ یہ شیطان کا کام ہے۔اگر یہ کرے کہ میں اِدھر، میں اُدھر۔

کسی صحابی نے جنہیں کہیں جانے کی جلدی تھی فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دنیا کے کاموں میں بندہ کتنا مصروف ہو جائے۔اگر دین میں کام کریں تو پھر اُدھر کام نہیں ہوتا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات نہیں ہے۔دنیا کے کام اگر اس لئے بندہ کر رہا ہے کہ میں رزق حلال کماؤں اور کسی کے سامنے مجھے دستِ سوال دراز نہ کرنا پڑے تو یہ عین دین ہے۔یہ دین ہی ہے۔اگر اس لئے محنت کر رہا ہے کہ میرے ماں باپ ہیں، بوڑھے ہیں، میں کماؤں اور ان کو کھلاؤں، ان کی میں خدمت کروں تو یہ عین دین ہے۔یہ دین ہی ہے، یہ نہیں کہ یہ دنیا کے کام ہیں۔یہ دین ہے۔ اگر اس لئے چل پڑے کہ میں ایسا مکان بناؤں جو شہر والے رُک رُک کر دیکھیں، تو یہ شیطان کا کام ہے۔اگر اس لئے چل پڑے کہ میری گاڑی ایسی ہو کہ لوگ رُک رُک کر

دیکھیں کہ یہ گاڑی کس کی ہے، یہ کوٹھی کس کی ہے تو یہ شیطان کا کام ہے۔اب وہ تکبر والی لائن پہ چل پڑا ہے کہ میں بڑا کہلاؤں، میں اونچا بنوں۔ زمین پر اونچا بننے کی کوشش کرے۔فرمایا کہ یہاں سے شیطان کا کام شروع ہو جاتا ہے۔ بابا جی نے بھی کہا کہ خوب کماؤ، خوب کھاؤ، اور خوب اللہ اللہ کرو۔وہ ٹھیک ٹھاک ہے۔دنیا میں لائن ڈالنا بڑا مشکل ہے کہ یہ دنیا ہے اور یہ دین ہے۔ہم بھی کہتے ہیں کہ یہ دنیا اور دین کی Term ہی غلط ہے۔دنیا اور آخرت کی بات کرو۔

**فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِی الْآخِرَةِ**(1)۔

یہ سارا دین ہے۔دنیا اچھی ہو، یہ دین ہے۔ بری دنیا دین نہیں ہے۔اچھی دنیا دین ہے۔

**رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ**(1)۔

دنیا میں بھی اچھا ہی ہو۔ میں نے اس سال کے خطبہ میں یا پچھلے سال کے خطبہ میں لکھا تھا کہ بزرگوں نے کہا ہے کہ اس دنیا میں بھی جنت ہے، جو اس میں داخل نہیں ہوگا، آگے بھی داخلہ نہیں ہوگا۔یہاں بھی ہے۔یہ پریم ہی پریم ہے، کوئی دکھ نہیں۔

جنت آں باشد کہ آزارے نہ باشد

جہاں کوئی تکلیف نہ ہو، وہ جنت ہے۔یہ دنیا ہی واقعی جنت ہے۔ بابا جی نے بھی کہا کہ ایسا اخلاق ہو جائے کہ یہ دنیا ہی جنت بن جائے۔ پیار والے اور محبت والے بندے بن جائیں، کسی کا برا نہ چاہیں، نہ سوچیں، نہ کریں۔سارے خدمت کرنے والے بن جائیں، یہ دنیا ہی جنت ہو جائے گی۔اس دنیا کو ہی جنت بنا لیں، یہ

---

(1) سورۃ البقرۃ 2: آیت 201۔

بن سکتی ہے۔آپ بن جائیں گے تو یہ دنیا بن جائے گی۔دنیا کو تسکین دینے والے بن جائیں، آپ کو دنیا کو یہ تعلیم دینی ہے۔اس کو کرنا ہے۔یہ کردار سے ہوگی۔یورپ میں جو لوگ یہ خودکشیاں کر رہے ہیں، یہ سب اپنے اعمال کی وجہ سے ہے۔

جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا، ناپائیدار ہوگا

ہم اُن کے پیچھے بھاگ رہے ہیں، ان کی ثقافت اور اس کو اپنانا چاہتے ہیں، ہمیں اس کی قدر ہی نہیں ہے۔بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہمیشہ خوش رہا کرو۔ایک فقیر ہی ہے جو خوش ہے باقی ساری دنیا جہاں، یہ بادشاہت، یہ ارب پتی اور یہ سب کچھ جو ہیں، کسی کو سکون نہیں ہے۔سب کو مسائل ہی مسائل ہیں۔صرف ایک فقیر ہی خوش ہے، جو اپنی زندگی کو اللہ کے سپرد کر دیتا ہے۔بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے قاسم خان رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا تھا کہ یہ مصیبتیں اگر نہیں چھوڑتیں، یہ مسائل اگر نہیں چھوڑتے ہو تو تم ہی ان کو چھوڑ دو۔مطلب ہے کہ ان کی پرواہ نہ کرو۔آجاؤ اس لائن پہ، اس کو کرنا پڑے گا۔اس پہ آجاؤ۔خدا سے دوستی کر لو۔آپ جیسے کرتے ہیں پھر وہ راضی ہی راضی ہے۔سب پنجابی والوں نے یہ کہہ دیا:

جنہاں دُکھاں تے دلبر راضی
اُنہاں تے سُکھ وارے۔

وہ تو اللہ سے پیار میں لگے پھرتے ہیں، انہیں کیسا مسئلہ؟ ہمیں یہ دے، ہمیں وہ دے، یہ کیا ہے؟ ہم آخری شعر جو شجرہ کا پڑھتے ہیں وہ یہی بات ہے:

نمی گویم کہ ایں دہ یا تو آں دہ

میں نہیں کہتا، مگر کہتے ہم سارے ہیں۔شعر ہم پڑھتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے۔

(مورخہ 17 اکتوبر 2012ء بروز اتوار بمقام مرکزِ تعمیر ملت گوجرانوالہ)

# محفل 74

آپ جناب محمد حسین چہل صاحب کا تعارف کرا رہے تھے:

سعودیہ والوں کے پاس پیسہ کافی تھا ۔ وہ ایک دم کافی Expand کر رہے تھے۔ ہمارے پاس ان کو دینے کے لئے اتنے بندے نہیں تھے۔ خاص طور پہ یہ Supply والے۔ باقی بھی جو پرانے بندے تھے، جو سارجنٹ ہوتے ہیں، ان کو پتا ہوتا ہے کہ سٹور کیسے بنتے ہیں؟ فارم ریز (Raise) ہوتے ہیں، سائن ہوتے ہیں، ایک کاپی ادھر اور ایک اُدھر۔ کیسے یہ سٹور بنائے جائیں گے؟ سارے جانتے ہیں ان کی یہ Trade ہوتی ہے ۔انہوں نے کہا کہ یہ کیوں نہ کریں کہ یہ دوسرے بندے ریٹائر ہو کے جو چلے گئے ہیں، ان کو واپس لے آتے ہیں، انہیں Trained کر کے بھیج دیتے ہیں۔ گورنمنٹ کو ڈالروں سے Interest تھی ۔ان ریٹائرڈ لوگوں کا بھی بھلا ہو جائے گا، گورنمنٹ کو ڈالر بھی مل جائیں گے، اُن کی ڈیمانڈ ہے، پوری کر دیتے ہیں ۔اس طرح کر لیا گیا۔ گورنمنٹ نے سارے جو ادھر اُدھر کی برانچ کے سارجنٹ تھے، سینئر صوبیدار یا نائب صوبیدار سب کو بلا لیا۔ آ وُ جی سب۔ دو دو مہینے ان کو بتایا کہ یہ ایسے سٹور بنتے ہیں۔ یہ فارم ہوتا ہے۔ Easy کام ہوتا ہے۔ پرانا بندہ Easily understand کر لیتا ہے۔ان سب کو اس طرح تیار کر کے سعودی عرب روانہ کر دیا۔ یہ سب وہاں چلے گئے۔

یہ پروگرام تین سال تک گورنمنٹ کا تھا۔ یہ ماسٹر صاحب بچے بھی ساتھ لے گئے ۔تین سال تک یہ وہاں سعودی عرب اس پروگرام پہ رہے پھر یہ واپس آئے ۔واپس آتے ہوئے یہ وہاں ایئر پورٹ پہ اپنی برانچ میں چلے گئے ۔ان کی برانچ وائرلیس کی تھی ۔یہ وائرلیس والے تھے اور ٹیلی گراف بھیجتے تھے ۔ایئر پورٹ پر ان کا ہی کام ہوتا ہے۔یہ وہاں گئے تو وہاں گورا انچارج تھا ۔اس نے انٹرویو کے لئے بلالیا۔ اس نے پوچھا کہ تجربہ کتنا ہے؟ انہوں نے کہا کہ پچیس سال کا تجربہ ہے۔ماسٹر صاحب کہتے ہیں کہ گورا کھڑا ہو کے سلوٹ کرنے لگا کہ میری عمر پچیس سال ہے اور تمہارا تجربہ پچیس سال ہے،تم آجاؤ۔انہوں نے کہا کہ میں پاکستان ایئر فورس سے ریٹائرڈ ہو کر ابھی Deputation پہ آیا تھا،اب میں نے جا کے یہ سرکاری پاسپورٹ واپس کرنا ہے۔اس کے بعد میں وہاں سے فارغ ہوں ۔اس گورے نے کہا کہ بس ٹھیک ہے۔ اس نے وہاں سے ویزہ کے کاغذات بنا دیے۔اس نے کہا کہ تم فوراً واپس جاؤ۔یہ ماسٹر صاحب واپس آئے،سرکاری پاسپورٹ واپس کیا اور پھر سعودی عرب گئے ۔آٹھ سال پھر رہے ۔اس طرح سعودی عرب میں یہ وہاں کل گیارہ سال رہے۔

بچے ساتھ تھے ۔جدہ قیام کیا۔یہ گیارہ سال وہاں رہے۔ کہتے ہیں: گیارہ سال رہے، گیارہ حج کیے،اور ہر جمعہ عمرہ کیا۔گاڑی پاس تھی، ہر جمعے ہم احرام باندھتے اور مکہ شریف پہنچ جاتے ۔جمعہ پڑھتے اور ساتھ ہی عمرہ کر لیتے۔ہر جمعے عمرہ کیا اور گیارہ سال رہے تو گیارہ حج کیے۔میں لیبیا سے آیا تو یہاں ان سے ملاقات ہوئی تو میں نے کہا کہ آپ صحیح الحاج بنے ہیں۔لیبیا سے ہم آتے تھے تو ٹکٹ ہمارا بھی کراچی ایئر پورٹ سے ہوتا تھا لیکن ہم نے اس کو براستہ سعودی عرب تبدیل کرایا۔لیبیا والے بھی بادشاہ تھے۔کبھی تو پیسے لے لیتے تھے اور کبھی کہتے تھے کہ کوئی بات نہیں ٹھیک ہے۔

عمرہ کے لئے جا رہے ہو، کوئی بات نہیں، ایسے ہی مفت میں Change ۔ ہمیں پتا تھا کہ ہمارے کچھ پیر بھائی وہاں سعودی عرب میں ہیں۔ ہم وہاں گئے تو ہم نے وہاں چھٹی کے ٹائم رابطہ کیا۔ انہوں نے ہمیں کہا کہ ٹھیک ہے آپ گیٹ پہ کھڑے ہو جائیں۔ پاکستانیوں کی گاڑی آئے گی وہ چھوڑنے جاتی ہے۔ انہوں نے باہر رہائش لی ہوئی تھی، کھانا ان کا اپنا تھا۔ خود بندوبست کرنا ہوتا تھا۔ گورنمنٹ ان کو تنخواہ دیتی تھی، کھانا اور رہائش ان کا اپنا ہوتا تھا۔ ان پاکستانیوں نے باہر ایک مکان لیا ہوا تھا جہاں یہ رہتے تھے۔ یہ آپ ہی مل جل کر پکاتے، کھاتے تھے۔ ایک بھائی مل گیا اور یہ ہمیں وہاں ساتھ لے گیا۔ ہم ان کے ساتھ رات رہے۔ عمرہ کیا، مدینہ شریف گئے وہاں سے واپس آئے، ان سے پھر جدہ میں ملاقات ہوئی۔ ملاقات ہوگئی، سارے مل گئے۔ پھر ہم نے کہا کہ Visit کرتے ہیں کہ جدہ میں کیا کچھ ہے۔ ان کا بھی پتا تھا کہ محمد حسین صاحب، یہ تو ہمارے پڑوسی بھی تھے۔ ہم پھر ان مارشل صاحب سے ملاقات کرنے کے لئے گئے لیکن یہ وہاں ملے نہیں ہمیں۔ ہم ایئر پورٹ گئے یہ ہمارے پیچھے پیچھے اور ہم آگے آگے مگر یہ ایئر پورٹ آئے تو ہم جا چکے تھے۔ انہوں نے گیارہ حج کئے اور ہر جمعہ کو عمرہ کیا۔ ان کی بڑی موج ہوگئی۔

بس اصل بات یہ ہے کہ وہ سجدہ ایک دفعہ ہی صحیح کر لیں۔ ایک ہی سجدہ ٹھیک کر لیں تو بس کام ٹھیک ہو جاتا ہے۔ سر ڈال دیا اللہ کے سامنے تو بس ڈال دیا۔ پیروں میں پڑ جو گئے۔ کہتے ہیں ناں کہ بندہ پیروں میں پڑ گیا ہے۔ کوئی کسی سے معافی مانگے تو کہتے ہیں کہ بندہ پیروں میں پڑ گیا۔ 'پیری پے گیا' کا مطلب ہے Surrender کر دیا۔ اگر سرینڈر کر دیا ہے تو پھر اللہ میاں کے سامنے ایسے ہی کرنا ہے کہ ٹھیک ہے اب آپ کے حکم کے مطابق ہم چلیں گے۔ سجدہ ٹھیک ہے تو ایک سے ہی کام بن جاتا

ہے۔ یہ بارہ حج یا گیارہ حج والی بات نہیں ہے۔ ایک ہی کافی ہے۔ باہو بھی یہ کہتے ہیں:

مکے گیاں گل مکدی نئیں، جے دلوں نہ مکائیے ہو

بات صحیح طرح ختم کرو۔ وہاں جا کے کہاں ختم ہوتی ہے۔

ایک مولوی صاحب جمعہ پڑھا رہے تھے، وہ کہتے ہیں کہ وہاں سے حج پڑھ کے آتے ہیں اور یہاں چُھرا تیز کر لیتے ہیں۔ پھر پیسے کمانے لگتے ہیں کہ اچھا پھر نہیں جانا؟ کہتے ہیں کہ ایک بندہ تھا۔ نماز پڑھنے کھڑا ہوا، اس کی کسی نے پیچھے سے جوتی اُٹھالی۔ بندہ جوتی لے کے جا رہا تھا کہ اس نے دیکھ لیا۔ اس نے آواز دی۔ حاجی صاحب! ٹھہر جاؤ۔ وہ کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا کہ جوتی دے دو۔ اُس نے کہا کہ تجھے کیسے پتا لگا کہ میں حاجی ہوں؟ اس نے کہا کہ حاجی کے سوا یہ مسجد سے جوتیاں اٹھانے والا کام کوئی نہیں کر سکتا۔ اب ایسا کام تو نہیں ہونا چاہئے کہ اُدھر حج کر کے آئے ہیں اور یہاں آ کے پھر شروع ہو جائیں کہ لوگوں کی کھال اُتارنی ہے۔ اگلے سال حج پہ پھر جانا ہے۔ ایسے تو نہ ہو۔ بس ایک دفعہ ہی بندہ کر لے تو یہ کافی ہے۔ نہ بھی جائے حج پہ اور صرف توبہ ہی کر لے۔ حج کا بھی کہتے ہیں کہ ایسے بندہ ہو جاتا ہے کہ جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ وہ توبہ کا بھی رسول اللہ ﷺ نے یہی فرمایا ہے کہ سچی توبہ کر لیں تو ایسے ہوتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ اس بات پہ بڑا زور دیتے تھے۔ جب بندہ بیعت ہو جائے تو وہ ایسے ہی ہے۔ بیعت کی پہلی شرط توبہ ہی ہے۔ کتاب میں لکھا بھی ہوا ہے کہ پہلے دو رکعت نماز نفل پڑھاؤ۔ توبہ کے نفل پڑھو۔ نفل پڑھو، توبہ کرو کہ اب آئندہ صحیح چلوں گا۔ ابتداء تو توبہ سے ہی ہوتی ہے۔ توبہ کرو اور چلو شاباش! اس میں بھی یہی فرمایا کہ توبہ کرنے والا جو ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے نیا جنم لیا ہو۔ اللہ بھی کہتا ہے کہ

**إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا**[1]۔

سارے کے سارے گناہ جو ہیں وہ معاف کر دیتا ہے۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی جب کوئی مرید کہتا کہ بڑی گنہگار زندگی گزاری ہے۔ پتا نہیں کیا کیا کرتا رہا ہوں۔ دوسرے قصوں میں اور بزرگوں کے تذکروں میں بھی یہ لکھا ہوتا ہے کہ فلاں بزرگ اتنا روتے تھے کہ کپڑے بھیگ جاتے تھے۔ پرنالے میں پانی بہتا تھا۔ ایسی ایسی باتیں لکھی ہوتی ہیں کہ کتنا گریہ وزاری کرتے تھے۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کام اچھا نہیں لگتا تھا۔ کہتے تھے کہ یہ غلط بات ہے۔ جب سچی توبہ کر لی ہے تو یقین کر لو۔ جب اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے کہ ایسے ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ اللہ کہتا ہے کہ میں سارے معاف کر دوں گا تو مانتے کیوں نہیں ہو؟ نہ اللہ کی مانتے ہو، نہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مانتے ہو۔ یقین کرو کہ معاف ہو گئے ہیں اور بھول جاؤ بات کو۔ میں نے توبہ کر لی ہے۔ پیچھے ورقے سب پھٹ گئے ہیں، نئی کاپی مل گئی ہے۔ اب اس کو سنبھال کے رکھو۔ یہ پچھلے یاد کرتے رہنا تو پھر بندہ ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ وہ کتا کنویں میں ہی ہے، ابھی میں وہی گنہگار ہی ہوں تو پھر وہ ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ اس کو یقین ہونا چاہئے کہ میں اب Clean آدمی ہوں۔ بالکل صاف ستھرا، کوئی Spot نہیں ہے۔ میں ایسی زندگی بسر کروں کہ یہ ایسا ہی رہے۔ اگر وہ یاد رہے گا تو وہ گند پھر اس سے نکلتا نہیں ہے۔ سالک کے لئے یہ بری بات ہے اس کو Past کو یاد کرنا۔

باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی یہ نہیں کہا تھا کہ پچھلی جو نمازیں قضا ہو گئی ہیں، وہ پڑھو۔ قضائے عمری پڑھتے رہتے ہیں۔ لوگ پڑھاتے ہیں کہ ہر نماز کے ساتھ ایک نماز اور پڑھو۔ یہ وہ ہیں جو پچھلی رہ گئی ہیں۔ جو پچھلی رہ گئی ہیں، وہ تو غیر حاضریاں لگ

---

(1) سورۃ الزمر 39: آیت 53۔

گئی ہیں ۔وہ کھاتے جمع ہو گئے ہیں ۔وہاں تو روز کے روزڈائری چلی جاتی ہے ۔پڑھی ہے،نہیں پڑھی، وہ جمع ہو گئے، غیر حاضری لگ گئی ہے ۔اب کون تمہارے وہ کھاتے اٹھائے گا کہ غیر حاضریاں کاٹ کے حاضریاں لگائے؟ لگ گئیں جو لگ گئیں ۔ کھاتے Close ہو کے چلے گئے ۔اب قضا کا کیا مطلب؟اب تم نوافل پڑھ سکتے ہو، پڑھو۔نماز میں تو کوئی فرق نہیں ہے ۔دو رکعت نفل میں، دو رکعت سنت میں، یا دو رکعت فرض میں ۔نماز میں تو کوئی فرق نہیں ہے ناں، وہ تو اللہ کی ہے ۔صرف یہ ہے کہ وہ حکم تھا۔وہ پڑھنی جو ہے،فرض ہے۔ جو حضور ﷺ نے نوافل پڑھے یا تاکید کی وہ سنت ہو گئے ۔جو نہ سنت ہے، نہ فرض ہے، آپ نے خود ہی پڑھے،اپنے شوق سے پڑھتے ہیں، وہ نفل ہیں ۔لیکن نماز میں تو کوئی فرق نہیں ہے ۔آپ پڑھتے رہیں ۔آپ پڑھیں،نوافل پڑھتے رہیں ۔اب پچھلا حساب گن گن کے کرنا، یہ کیا بات ہوئی؟ خدا کہتا ہے کہ سارے معاف کر دیئے تو سب معاف ہو گئے ۔اب آگے ٹائم ہے، نوافل پڑھیں، کثرت سے ذکر کریں ۔اس کی کوئی بات نہیں جتنا مرضی کریں لیکن یہ بات کہ وہ جی میں نے پچھلا حساب پورا کرنا ہے تو یہ کوئی بات نہیں ۔

بزرگوں کی کہانیوں میں آتا ہے کہ ایک آدمی نے ننانوے (99) قتل کیے تھے وہ گیا کسی مولوی کے پاس کہ میں نے ننانوے قتل کر دیے ہیں، کیا میری بخشش ہو جائے گی؟ اس نے کہا کہ تیری بخشش کہاں ہوسکتی ہے ۔ناں، ناں ۔ایک بندہ قتل کر دو تو وہ ہی نہیں ہوتی ہتو نے تو ننانوے (99) قتل کر دیے ہیں، تیری بخشش نہیں ہوسکتی ۔ اس نے کہا کہ چلو اس کو بھی کر دو، اس نے سنچری پوری کر لی ۔مایوس کر دیا ہے مجھے، میں تو اللہ کے راستے میں آیا تھا۔پھر کسی نے بتایا کہ مولویوں کے پاس نہ جا، کسی اللہ والے کے پاس جا۔فقیر کے پاس جا، وہ تیری کوئی راہ نکالے گا۔اس نے پوچھا: کہاں؟ اسے بتایا گیا کہ فلاں گاؤں میں بڑا اچھا بزرگ ہے، اس کے پاس جاؤ، وہ تمہاری کوئی سبیل

سوچے گا۔ وہ چل پڑا۔ راستے میں ہی موت آ گئی۔ وہ بیمار ہوا، گر پڑا۔ گر کے بھی وہ رینگتے ہوئے چلتا ہی رہا کہ شاید میں وہاں پہنچ جاؤں۔ اس کا سانس جہاں ختم ہونا تھا، ختم ہو گیا۔ فرشتے آ گئے دوزخ والے بھی اور جنت والے بھی۔ یہ کہیں کہ ہمارا ہے، وہ کہیں کہ ہمارا ہے۔ اللہ کا حکم ہوا کہ فاصلہ ناپو۔ اُدھر اس کی سرحد میں چلا گیا ہے یا اِدھر ہے؟ اللہ نے جو بھی سبب کیا بہر حال وہ نیک آدمی کی سرحد میں چلا گیا تھا۔ اس کا کہا کہ بس نیک آدمی کی سرحد میں چلا گیا تھا، اس کا کھاتہ اُسی میں لکھو۔ یہ بخشا گیا۔ اللہ کی رحمت کی باتیں تو ایسے ہی ہیں۔

اس لئے باباجی رحمۃ اللہ علیہ یہ کہتے تھے کہ یہ مرید کے لئے اچھی بات نہیں ہے کہ ہر وقت سوچتے رہنا کہ میں نے یہ کیا، میں نے وہ کیا۔ بس یقین کر لو کہ اللہ کہتا ہے کہ معاف کر دیئے تو مانتے کیوں نہیں ہو؟ نہ اللہ کی مانتے ہو، نہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مانتے ہو۔ بس مانو کہ یہ ختم ہو گئے ہیں۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے خطوط میں لکھا ہے کہ ماضی کو بھول جاؤ۔ آئندہ زندگی بہتر بنانے کی کوشش کرو۔ نئی کاپی مل گئی تو آپ کو اب اور کیا چاہئے؟ بستہ 'ب' سے نام کٹ گیا، سو کٹ گیا۔ نئی کاپی ہے، اس کو سنبھال کے رکھو۔ بس یہ ہے کہ اب اس کو Spot نہیں لگنے دینا۔ Clear بک آپ کو مل گئی ہے تو بس اس پر لکھو۔ اللہ کا ذکر کرو۔ نیک زندگی Start کر لو۔ بس ایسے ہے۔ اس کا نام بھی مت لو، کبھی سوچو بھی مت۔ یہ اچھا ہے؟ یا وہ اچھا ہے کہ بندہ اُسی میں پھنسا رہے؟ باباجی رحمۃ اللہ علیہ یہ 'تذکرۃ الاولیاء' یا یہ کتابیں پرانی کبھی Recommend نہیں کرتے تھے۔ اُن میں زیادہ یہی ہوتا ہے۔ جب اللہ کی محبت آئی تو بھاگ کے جنگلوں میں چلے گئے۔ اس کو بھی باباجی رحمۃ اللہ علیہ اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ جنگلوں میں جانے کا کیا مطلب ہے؟ اللہ کی محبت دنیا میں رہ کے نہیں ہو سکتی؟ یہاں کرو، بلکہ یہاں رہ کے کرنی چاہئے۔

(مورخہ 4 نومبر 2012ء بروز اتوار بمقام مرکزِ تعمیرِ ملت گوجرانوالہ)

# محفل 75

ایک مرید سے پوچھا کہ آپ کا سویڈن جانے کے پروگرام کا کیا بنا؟ بتایا گیا کہ ویزہ Reject ہو گیا تھا۔اس کی اپیل کی جو نامکمل کاغذات کی وجہ سے Rejectہوگئی،اب آگے مزید اپیل کی ہوئی ہے۔دیکھتے ہیں کیابنتا ہے۔فرمانے لگے:
چلو!اللہ کرے گا۔جب ٹائم آئے گاتو پہنچ ہی جائیں گے۔ ان شاء اللہ!
یہ سسٹم تو ایسے ہی ہے کہ جب کھانے پینے کا دانہ پانی اُدھر ہو گاتو آدمی چلا ہی جائے گا۔چلو ادھر اچھا ہے۔ China سے تو اچھا ہی ہے ناں۔کوئی بات نہیں،دیر ہو جائے گی تو۔ادھر اچھا ہے۔عیسائی تو اللہ بھی کہتا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ جولوگ اچھے ہیں، یہ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم عیسائی ہیں۔وہ تمہارے ساتھ کچھ نرمی برتیں گے۔مشرکین اور یہودی یہ تمہارے سخت مخالفت ہیں۔ جولوگ اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں،ان میں بڑے اچھے لوگ ہیں،بزرگ ہیں،جونرمی کی تعلیم دیتے ہیں۔
عیسیٰ علیہ السلام کا ویسے بھی کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے جو ہیں،ان کے دل میں نرمی ہے۔رنگ جو ہوتا ہے،وہ یہ ہوتا ہے۔اللہ نے کہا کہ ان کے ماننے والے جو ہیں،ان سب میں نرمی ہے۔ان (عیسیٰ علیہ السلام) میں نرمی تھی تو یہ رنگ آگے چلا۔کہا کہ وہ تمہارے ساتھ اچھے ہیں۔ان میں رہبان ہیں، قصصین ہیں۔راتوں کو قیام کرتے ہیں،اللہ کی آیات پڑھتے ہیں۔نیکیوں کا حکم کرتے ہیں۔اچھے بھی بہت ہیں۔ ویسے بھی ظاہر ہے کہ ہمارے قریب بھی وہی ہیں۔آخر میں عیسیٰ علیہ السلام ہی آئے،ان

کے بعد حضور علیہ السلام تشریف لے آئے۔انہوں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے یہی کہا کہ میرے بعد آرہے ہیں، وہ جن کا نام 'احمدؐ' ہے۔وہ میرے بعد آئیں گے۔

یہ جو بات ہے، میں ان پرانے علماء اور مفسرین سے اس میں اختلاف کرتا ہوں کہ اللہ نے یہ کہا کہ جب حضور ﷺ کی اُدھر عالمِ ارواح میں Meeting ہوئی تو سب پیغمبروں کو کہا کہ یہ آپ کے دور میں آئیں، جس کے دور میں بھی آئیں، آپ نے اپنی نبوت چھوڑ دینی ہے اور حضور ﷺ پہ ایمان لانا ہے۔ان سب نے ایسا تسلیم کیا۔یہ عہد اللہ نے وہاں عالمِ ارواح میں سارے پیغمبروں کی ارواح سے لیا۔ ایک تو پوری انسانیت کا عہد ہوا تھا: أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۔ایک انبیاء کا ہوا۔جس میں یہ اللہ نے عہد لیا کہ حضور ﷺ جس کے عہد میں بھی آئیں گے، وہ اپنی نبوت چھوڑ کے ان کا کلمہ پڑھیں۔وہ انبیاء اپنی اُمت کو بھی بتا جاتے تھے کہ اگر وہ نبی آئیں تو آپ سب نے ان کا کلمہ پڑھنا ہے۔لیکن میں کہتا ہوں کہ قرآن کریم میں جو ہے وہ جو الفاظ ہیں، وہ ایسے نہیں ہیں۔یہ جو بات کی گئی ہے کہ تمہارے دور میں آئے، جس کے دور میں آئے، وہ کلمہ پڑھے گا، یا یہ کہ وہ امت کو بتا جائے کہ وہ ان نبی کا کلمہ پڑھے۔ایسا نہیں ہے۔قرآن میں لکھا ہے کہ نبی پاک ﷺ تھے۔وہ جو لکھا ہے کہ

محمدؐ شمعِ محفل بود شب جائیکہ من بودم

وہ شمعِ محفل ﷺ اور باقی انبیاء سارے In session تھے۔اللہ نے کہا کہ جب میں تم سب کو نبوت دے چکوں، اور کتابیں دے چکوں۔تم سب کو۔پھر میرا رسول ﷺ آئے جو تصدیق کرے جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے۔اس سب کی وہ تصدیق کرے گا۔

**مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُم**[1]۔

---

(1) سورۃ النساء4: آیت 47۔

جوتم سب کو دیا گیا ہے،اس کی وہ تصدیق کرے گا۔تم سب کو۔تم سب نے اس پر ایمان لانا ہے۔ یہ لکھا ہے کہ تم سب نے اس پر ایمان لانا ہے،اوراس کی مدد کرنی ہے۔یہ ہیں قرآن کے الفاظ۔یہ نہیں ہے کہ جس کے عہد میں آئے گا،اس نے ایمان لانا ہے بلکہ لکھا ہے کہ جب میں تم سب کو کتابیں اور جو کچھ دینا ہے، دے چکوں تو اس کے بعد وہ آئے گا۔ان سب کے بعد آئے گا۔ اورتم سب نے اس پہ ایمان لانا ہے۔ایک کانہیں کہ جس کے دور میں ہو۔تم سب نے اس پر ایمان لانا ہے اوراس کی مدد کرنی ہے۔قرآن کے الفاظ جو ہیں وہ ایسے ہیں۔تم سب نے ایمان لانا ہے جب وہ آئیں گے،اس سب کی تصدیق کریں گے جوتم سب پہ آیا ہے کہ کتابیں حق تھیں،انبیاء حق تھے۔سب کی تصدیق کریں گے۔تم سب نے اس پہ ایمان لانا ہے اوراس کی مدد کرنی ہے۔انہوں نے عہد کیا تو اللہ نے کہا کہ ٹھیک ہے، میں بھی اس پہ گواہ ہوں۔عالم ارواح میں یہ عہد نامہ اللہ نے انبیاء سے لیا۔کیا یہ ہوسکتا ہے کہ اللہ با قاعدہ ایک عہد نامہ لے،اتنا Precaution دے اور پھر وہ واقعہ ہو ہی نہ؟کسی نبی کے عہد میں حضور ﷺ آئیں ہی نہ۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ خدا پیش بندی کرے اور وہ ہو ہی نہ؟ یہ کوئی Estimated تھوڑا ہوتا ہے کہ چلو جی شاید ہو جائے۔اللہ کے تو پکے کام ہیں،وہ یہ تو نہیں ہوتے کہ شاید نہ ہوں۔وہ تو ہونا تھا۔نہیں ہوا تو اس کا مطلب ہے کہ ایسا نہیں تھا۔

حضور ﷺ کا آنا ویسے ہی ہوا جیسے طے شدہ تھا۔آپ ﷺ اسی وقت آئے جب سارے پیغمبروں کو کتابیں مل چکی تھیں، سب آچکے تھے، پھر آپ ﷺ آئے۔اللہ نے اسی آیت میں آگے کہا کہ تم سب نے اس پہ ایمان لانا ہے۔تم نے مدد کرنی ہے۔کسی نبی نے اپنی امت کو نہیں کہا کہ وہ (حضور ﷺ) آئیں گے۔آخری رسول اس سیشن میں جو سب سے Junior تھے، وہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام تھے، جنہوں نے سب سے بعد میں آنا تھا۔ وہ Last تھے۔ جب وہ آئے تو انہوں نے کہا کہ میرے بعد وہ آرہا ہے۔ اس کا نام 'احمد' ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ سب سے بعد آنا ہے تو اب وہ آئے گا۔ میں جاؤں گا تو وہ آئے گا۔ Bible میں بھی لکھا ہے: میرا جانا بہتر ہے، میں جاؤں گا تو وہ آئے گا، جس کے منہ سے اللہ کلام کرے گا۔ اس کے منہ سے اللہ کا کلام نکلے گا۔ مطلب یہ کہ براہِ راست وہ اللہ کا کلام بولے گا۔ انہوں نے کہا کہ میرا جانا ہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں جاؤں گا تو وہ تمہارے لئے آئے گا۔ یعنی یہ اس قرآن کے مطابق ہے۔ یہ نہیں ہے کہ جس نبی کے ٹائم میں آئے وہ اپنا کلمہ چھوڑ دے اور اس کی اطاعت کرلے۔ ایسا نہیں ہے اور نہ ایسے ہوا۔ نہ ایسے ہوسکتا تھا کہ اللہ پیش بندی کرے، وہ واقعہ ہو ہی نہ۔ ایسے تو نہیں ہوتا۔ یہی کہا تھا کہ سب سے بعد میں آئے گا۔ سید الانبیاء ہوگا۔ جو کچھ تمہیں دیا ہے، اس کی تصدیق کرے گا۔ امت مسلمہ ہی ہے جو تمام انبیاء پہ ایمان لاتی ہے۔ تمام کتابوں پر۔ یہ جب تک آپ نہیں کرتے، آپ مسلم نہیں کہلا سکتے۔ آپ کو آمنتُ باللہ وملائکتِہٖ وکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ سب پہ ایمان لانا ہے، تب ہی آپ مسلم ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک کتاب جو ہم نے انڈیا سے منگوائی تھی، اس میں حضور علیہ السلام کے بارے میں پیشین گوئیاں بھی ہیں۔ اس میں لکھا تھا کہ ہندو جو ہیں یہ Claim کرتے ہیں کہ سب سے قدیم کتاب ہمارے پاس ہے، جو وید ہے یا جو بھی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ کی جو سب سے قدیم کتاب ہے وہ ہمارے پاس ہے۔ ہے بھی یہی کہ ان کی کتاب بہت پہلے کی ہے۔ ان سے پوچھو کہ کتاب تو چلو یہ اللہ کی ہے لیکن ان سے پوچھو کہ تمہارا نبی کون ہے؟ تو ان کو اس کے بارے میں معلوم نہیں ہے۔ ان کی کتاب میں نوح علیہ السلام کا ذکر ہے کہ نوح علیہ السلام نے کشتی تیار کی، اس میں بتیس یا ستر نیک لوگ جو تھے، وہ اس میں سوار ہوگئے۔ اس کشتی کا ذکر ہے لیکن

ان کو یہ نہیں پتا کہ ہمارا نبی کون ہے؟ کسی چیلنج کے لئے لکھا ہوتا ہے کہ اگر آپ کسی ہندو سے پوچھیں کہ آپ کا پیغمبر کون تھا؟ وہ نہیں بتا سکتے کہ یہ 'وید' جو ہے یہ کس پیغمبر پہ اُتری تھی؟ کچھ معلوم نہیں ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت قیامت کے دن گواہی دے گی جو کہ سارے پیغمبروں پہ بھی ایمان لاتی ہے، ساری کتابوں پہ ایمان لاتی ہے۔ میری امت گواہی دے گی کہ یہ کتاب جو ہے، ان کے نبی جو تھے، حضرت نوح علیہ السلام تھے۔ اتنے سو سال زندہ رہے۔ اتنا وعظ کیا۔ ان کے پاس اللہ کا کلام ہے۔ اس پہ گواہی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی، ساتھ ہماری گواہی ہے۔ ابھی تک ان کا رسول Lost ہے۔ کون سا رسول تھا؟ یہ نہیں پتا۔ کتاب ہے لیکن اس رسول کا نام نہیں پتا۔

ادھر ایک 'بُریلہ شریف' ہے یا پتا نہیں کون سی جگہ ہے جدھر ایک لمبی قبر ہے۔ یہاں ستر گز لمبی قبر ہے، کہتے ہیں کہ یہ نوح علیہ السلام کے بیٹے کی ہے۔ اس کتاب میں بھی لکھا ہوا تھا کہ جب یہ قبر تھی، ہندو یہاں تھے تو وہ بھی یہاں آتے تھے۔ مسلمان بھی زیارت کرتے تھے اور ہندو بھی اس قبر پہ حاضری دیتے تھے۔ ہندوؤں کی نوح علیہ السلام کے ساتھ عقیدت ہے۔ ان کی کتابوں میں ان کی کشتی کا ذکر بھی ہے۔ جس نے کتاب لکھی تھی اس نے کہا کہ ہوسکتا ہے کہ نوح علیہ السلام ادھر ہی کہیں نہ گزرے ہوں۔ قرآن میں تنور کا ذکر آتا ہے۔

**حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ** (1)۔

تنور نے جوش مارا۔ نیچے سے پانی نکل آیا اور اوپر سے پانی برسا۔ تفاسیر میں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ اماں حوا کا تنور تھا۔ یہ باتیں ایسے ہی ہیں۔ اماں حوا کو اور ان کی آل اولاد کو بھی پتا نہیں روٹی ملی ہے کہ نہیں۔ انہیں سینکڑوں سالوں کے بعد کہیں جا کے روٹی پکانی آئی ہوگی۔ ایسے ہی تو نہیں یہ ایک دن میں بن گیا یہ جو کچھ ہے۔ انسان

---

(1) سورۃ ھود 11: آیت 40۔

کو یہاں تک پہنچنے میں صدیاں لگی ہیں۔

اس (مصنف) نے کہا کہ نہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ تنور سے پانی نکلا اور وہ اماں حوا کا تنور ہے۔اس نے انڈین ریلوے کا ٹائم ٹیبل لیا اس میں آدھی دنیا کے نام لکھے ہوتے ہیں۔اس میں اسے ایک ریلوے اسٹیشن مل گیا جس کا نام 'تنور' تھا۔ یہ Southern India میں ایک جگہ کا نام ہے۔'تنور'۔وہاں یہ ساحلی علاقہ تھا۔اس نے کہا کہ ہوسکتا ہے کہ یہاں ہی کہیں ہوں۔ان کا بیٹا بھی قنبیط علیہ السلام تب ہی ہوسکتا ہے اگر وہ ادھر ہوں تو۔اس (مصنف) نے Possibility کا اظہار کیا کہ شاید وہ ادھر ہی ہوں، اور یہاں پہ نیچے سے بھی پانی نکلا آیا ہو اور اوپر سے بھی پانی برسا ہو، اور یہ سارا علاقہ Sink (ڈوب) کر گیا ہو۔ ان (ہندوؤں) کی اس میں اپنی Explanations ہیں۔اب وہ کہتے ہیں کہ یہ ایک مسلمان امت ہے۔اللہ نے مسلمانوں کو اور ہندوؤں کو یہاں پہ اکٹھا کر دیا ہے۔یعنی جو قوم اپنے نبی کو نہیں مانتی اس کو بھی اور جو ان کی گواہی دے گی ان کو بھی یہاں اس بر اعظم میں گواہی دینے کے لئے اکٹھا کر دیا ہے۔اس (کتاب) میں یہی لکھا تھا کہ نوح علیہ السلام کا ذکر ان (ہندوؤں) کی کتاب میں ہے کہ انہوں نے کشتی بنائی اور ایسے یہ وہاں پر گئے، لیکن اپنے پیغمبر کو یہ پہچانتے نہیں ہیں کہ وہی ہمارے پیغمبر تھے۔

ایک ایڈووکیٹ ہیں زمان کھوکھر، ان کی ایک دو کتابیں دیکھیں۔ گجرات کے اولیاء اور مزارات پہ اس نے کافی لکھا تھا۔اس نے بھی ایک دفعہ ان کا ذکر کیا اور لکھا کہ یہ جو مزارات لمبے ہوتے ہیں نو(9) گز، یا ستر(70)، ستر(70) گز کے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ لوگ اتنے لمبے تھے کہ ان کا قد ستر(70) گز تھا۔انہوں نے کہا کہ انسان کو پہلے یہ اونچی عمارتیں بنانا نہیں آیا تھا۔یہ اونچی بلڈنگ بنانی نہیں آتی تھی تو وہ قبر کو لمبا کر دیتے تھے کہ یہ کسی بزرگ کی قبر ہے۔اس وقت یہ گنبد بنانے کا

طریقہ نہیں آیا تھا تو وہ لوگ قبر کو لمبا کر دیتے تھے کہ یہ قبر کسی بزرگ کی ہے۔ یہ جو آٹھ (8) فٹ، دس (10) فٹ، بارہ (12) فٹ، یا نو (9) گز کی بنا دی تو یہ اتنے لمبے قد نہیں تھے۔ انسان کو ابھی گنبد بنانے کا طریقہ نہیں آیا تھا۔

نبی پاک ﷺ کے روضہ پاک کا گنبد ڈیڑھ سو سال یا ڈھائی سو سال بعد بنا ہے۔ یہ تو پہلے ایک کمرہ تھا، جو حضرت عائشہؓ کا حجرہ تھا۔ اس کے اندر بنایا گیا۔ وہ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ نبی جس جگہ فوت ہوتا ہے اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے ادھر ہی آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں فوت ہوئے تو وہیں چارپائی ہٹا کے اسی جگہ قبر کھودی گئی، وہیں دفن کر دیا گیا۔ مطلب یہ کہ پہلے وہ ایسے ہی ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ اس کی Plain چھت تھی، یہ تو بعد میں بنا۔ کسی State (ریاست) کے بادشاہ نے یہ بنوایا تھا۔ کسی بھائی نے وہاں بیٹھے ہوئے کہا کہ یہ نورالدین زنگی نے کیا۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں نہیں، وہ نورالدین زنگی نے تو سیسہ بھرا تھا۔ اسے خواب میں رسول اللہ ﷺ ملے اور کہا کہ ایسے ایسے ہے۔ تین مرتبہ خواب آیا تو پھر وہ آئے۔ وہ بندے پکڑے بھی گئے۔ وہ تو ایک معجزہ تھا۔ وہ جو تھا جب اس نے یہ گنبد بنایا تو اس کو فالج ہو گیا یا کیا ہوا تو سارے لوگوں نے کہا کہ اس نے غلط کام کیا، اس نے نیا کام کیا ہے۔ پہلے یہ گنبد نہیں تھا، اس نے یہ ایسے کر دیا، اس کو ایسے ہی رہنے دینا چاہئے تھا۔ اس نے کیوں بنایا۔ بعد میں چلو رنگ بھی بدلتے رہے، کبھی یہ سفید رہا، پھر سبز ہو گیا اور پھر سبز ہی ٹک گیا تو یہ بعد میں ہوا۔

ان ایڈووکیٹ صاحب نے کہا کہ پہلے انسان کو یہ بلند عمارتیں بنانے کا سلیقہ نہیں آتا تھا تو اس وقت یہ تھا کہ قبر کو لمبا کر دیتے تھے ورنہ نارمل قد آدم علیہ السلام کا

یہی رہا ہے۔ کتنے ڈیم کھودے گئے۔ان میں کئی مردے نکلے پرانے پرانے سب ایسے ہی تھے۔Scientific یہی بات ہے۔

کسی بھائی نے کہا کہ پہلے یہ جولوگ تبلیغ کے لئے ٹولیاں بنا کر نکلتے تھے۔نو، نو یا دس، دس تو کہتے ہیں کہ ان کے نام پر یہ ہو گیا نو گزے بزرگ اور گیارہ گزے بزرگ، ورنہ انسان ہماری طرح ہی تھے جس نام کی ٹولی ہوتی، جہاں جوفوت ہوتا تو اسے وہاں دفنا دیتے اور اس کو وہی نام دے دیتے تھے۔دوسرے بھائی نے کہا کہ بعض دفعہ جو نومسلم تھے، جب وہ جنگ میں جاتے اور شہید ہو جاتے تو انہیں نو غازی کہا جاتا تھا۔ پہلے نو غازی ہوتے تھے تو پھر لوگوں نے 9 گزی بنا دیا۔

آپ فرمانے لگے کہ ویسے وہ 'عاد' کا ذکر آتا ہے قرآن کریم میں اور وہاں لکھا بھی ہے کہ بڑے طاقتور تھے۔یہ لکھا ہوا ہے کہ

**لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ**(1)۔

ہم نے ان کی مثل کسی شہر میں بندہ پیدا نہیں کیا۔کہیں نہیں جیسے وہ تھے۔یہ قرآن میں بھی ہے کہ ان کی مثل بھی پیدا نہیں کیا اور وہ خود بھی کہتے تھے کہ ہم سے طاقتور کون ہے؟ جیسے آج ہر ملک کہتا ہے کہ

We are the most powerful.

ہمارا مقابلہ کون کر سکتا ہے؟انہوں نے بھی کہا تھا کہ کون ہمارا مقابلہ کر سکتا ہے؟اللہ نے ان کو جواب دیا کہ وہ جس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ان کو عذاب آیا تو لکھا ہے کہ سات راتیں اور آٹھ دن ہوا کا عذاب مسلط رہا۔جیسے یہاں سمندر چڑھ آتا ہے ناں۔ویسے وہ American ڈر رہے ہیں کہ اس نے ایک دن ہم پہ چڑھ جانا ہے۔

---

(1) سورۃ الفجر 89: آیات 8۔

ہمیں اللہ میاں Dip دے دے گا۔ پہلے بھی ایک دفعہ آیا تھا۔سمندر چڑھ گیا،اور جہاز خشکی پہ آ گئے اور کاریں درختوں پر چڑھ گئیں۔پھر انہوں نے Motorways اور Highways پہ اللہ اللہ کے بورڈ لکھ کے لگائے۔

God save us.

ڈرتے ہیں ویسے کہ ہمیں شک ہے کہ کہیں ایسا کوئی طوفان نہ آ جائے۔ سونامی بھی وہیں سے نکلا ہے۔ڈرتے ہیں کہ کہیں کوئی ایسا سونامی نہ آجائے جو ہمیں Dip کر دے۔

ان (عاد) کا بھی اللہ کہتا ہے کہ جب سونامی چلی ناں ہوا کی۔یہ آٹھ دن اور سات راتیں رہی۔وہ ایسے پڑے تھے جیسے کھجور کے تنے گرے ہوئے ہوں۔لمبے قد تھے ان کے ظاہر ہے ایسا ہی لگتا تھا کہ جیسے کھجور کے تنے گرے ہوئے ہوں۔وہ ایسے پڑے ہوئے تھے۔ابھی سال دو سال پہلے نوائے وقت میں ایک تصویر آئی۔جنرل ناصر جو تھا وہ آئی ایس آئی کا سربراہ جو تھا،اس نے یہ مضمون دیا ہوا تھا۔جنرل صاحب بعد میں تبلیغی جماعت میں شامل ہو گیا تھا اور ان کے ساتھ آتا جاتا رہتا تھا۔انہوں نے تصویر بھیجی تھی اور قوم عاد کے بارے میں ایک مضمون لکھا تھا۔

یہ کہتے ہیں کہ ادھر یمن میں ایئر فورس کی Bombing کی ایک Exercise ہو رہی تھی۔وہ Bomb ڈراپ کر رہے تھے اور ساتھ ہی آندھی بھی چل رہی تھی۔بم ڈراپ ہوا۔ساتھ آندھی جو چلی ہوئی تھی اس نے بم سے اڑنے والی ریت جو ہے یہ اڑا کے باہر پھینک دی۔یہاں ایک Dead body مل گئی۔اس کی تصویر ہیلی کاپٹر سے لی ہوئی تھی۔یہ تصویر آئی۔ہم نے مجلّہ میں بھی وہ مضمون دیا تھا۔اس کی اخبار میں تصویر دی ہوئی تھی کہ یہ ہیلی کاپٹر سے لی گئی ہے۔انہوں نے لکھا

کہ اس کی کھوپڑی اتنی بڑی ہے کہ ہم جیسے ایک نارمل انسان کی تیس کھوپڑیاں اس کے اندر سما سکتی ہیں۔ اتنا بڑا سر تھا کہ اس میں تیس (30) انسانی کھوپڑیاں سما سکتی ہیں۔ تصویر میں دوسری طرف ایک نقطہ سا لگا ہوا تھا کہ یہ آدمی کھڑا ہے۔ یہ اس کے ساتھ کھڑا ہے اور دوسری طرف دیکھنے کے لئے اس کے ساتھ کوئی چھے (6) فٹ کی سیڑھی لگاؤ تو پھر دوسری طرف نظر آتا ہے۔ وہ اتنی Huge body تھی۔ یہ مضمون اس میں آیا ہوا تھا اور لکھا ہوا تھا کہ یہ قوم عاد ہے۔ جو اللہ نے کہا ہے کہ اس کی مثل کوئی نہیں پیدا کیا۔ جو کہتے تھے کہ ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے؟ Americanاسی وقت پہنچ گئے۔ وہاں پہرہ لگا دیا اور وہ Dead body اپنے ساتھ اُٹھا کے لے گئے۔ انہوں نے اگر وہ Cloning کر لی تو پھر؟

ایک بھائی نے کہا کہ ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ظاہر ہے ٹیکنالوجی تو آ ہی گئی ہے اس کو منع کیا ہے کہ کلوننگ نہیں کر سکتے مگر وہ اپنے ساتھ اس کو لے تو گئے۔ جنرل ناصر نے ہی یہ مضمون لکھا تھا۔ بڑی Authentic بات ہے۔ غلط بھی نہیں ہے کہ ایسے ہی کہانی ہے۔ انہوں نے لکھا کہ اللہ نے ظاہر کر دیا ورنہ ہم جو سیاسی بات کرتے ہیں کہ جی اتنی دنیا کھودی ہے، اتنے ڈیم کھودے ہیں لیکن کہیں بھی ہمیں ایسا انسان نہیں ملا۔ پرانے سے پرانے انسانوں میں یہی سائز ہے۔ ایسے ہی انہیں ایک پرانی باڈی ملی اس کا نام انہوں نے لوسی 'Lusi' رکھا۔ اس کا پانچ فٹ، چار انچ قد تھا۔ اس کے بارے میں کہا گیا کہ اس بیماری سے یہ مری۔ یہ تھا اور وہ تھا۔ قدیم ترین ڈھانچہ وہ ملا۔

مطلب یہ کہ وہ لمبے لمبے اور موٹے موٹے کوئی انسان نہیں تھے۔ سب ایسے ہی ہیں لیکن یہ اللہ میاں نے ایک نمونہ نکال دیا۔ قرآن میں لکھا ہوا ہے کہ ان کی مثل ہم

نے کوئی نہیں بنایا۔ یہ Concept تھا کہ اللہ ایسا کرتا ہے۔انہوں نے بھی کہا کہ ہم جیسا کون ہے طاقتور؟اب اتنا بڑا انسان،جس کا سر اتنا بڑا ہے،تو لمبائی کتنی ہو گی؟ پھر وہ بھی کہتے تھے کہ اتنے لمبے لمبے انسان تھے تو ان کی کوئی اتنی بڑی بلڈنگ بھی ہوتی ہو گی۔جس کے دروازے اتنے اونچے اونچے ہوتے ہوں گے۔چوڑے بھی ہوتے ہوں گے۔وہ بھی پتا نہیں کہ کہیں ملی ہے کہ نہیں ملی۔کہاں رہتے تھے؟ بہر حال وہ مضمون آیا،وہ بڑا اچھا تھا۔

## ضمنی باتیں

مرکز تعمیر ملت پر ایک ہومیو پیتھک ڈسپنسری کچھ عرصہ چلتی رہی۔ہفتہ وار دن مخصوص تھے جب ڈاکٹر صاحب ڈسپنسری میں بیٹھتے اور مریض آتے تھے۔ڈسپنسری کا کمرہ مخصوص تھا۔اس کمرے کے باہر لکڑی کے دو بینچ رکھے ہوئے تھے جن پر مریض آکر بیٹھتے اور ایک ایک کر کے اپنا چیک اپ کراتے ، دوائی لیتے،اور چلے جاتے۔ برآمدے میں دوسری طرف بابا جان رحمۃ اللہ علیہ ہر روز اپنا دفتر لگا کر بیٹھتے تھے۔ایک مرتبہ قبلہ بابا جان رحمۃ اللہ علیہ کا دفتر اسی طرح لگا ہوا تھا۔وعظ و نصیحت کا سلسلہ جاری تھا۔ برآمدے میں موجود سب کرسیوں پر بھائی بیٹھے ہوئے تھے۔اسی دوران کچھ مزید بھائی آگئے۔بابا جان رحمۃ اللہ علیہ نے ڈسپنسری کے باہر رکھے ہوئے بینچ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ادھر ہی لے آؤ۔فرمانے لگے کہ آج کل مریض کم ہی آرہے ہیں۔میرا خیال ہے کہ ٹھیک ہو گئے ہیں سارے۔یا آگے چلے گئے ہیں۔کہتے ہیں ناں جی کہ ہمارے مریض کبھی واپس آئے نہیں مڑ کے۔انہوں نے واپس کس لئے آنا ہے؟ جو گیا،سو گیا۔اچھے ڈاکٹر جو ہیں وہ قبرستان کے نزدیک ہی کلینک کھول لیتے ہیں۔(قہقہے)

(مورخہ 4 نومبر 2012ء بروز اتوار بمقام مرکز تعمیر ملت گوجرانوالہ)

# محفل 76

ایک بھائی آئے ہوئے تھے۔ ان کا بیٹا چین میں پڑھ رہا تھا۔ آپ نے اس کا حال پوچھا اور پھر فرمانے لگے کہ اچھا ہے۔ چینی جان لے بندہ تو اچھا ہی ہے۔ میرا تو جی چاہتا ہے کہ دو چار چائنیز ٹاپ بندے تیار ہو جائیں، ان کو چائنہ میں مبلغ بنا کے بھیجا جائے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے لکھا ہے کہ وہ مبلغ بھی Paid بنائے جائیں، تنخواہ دار مبلغ رکھے جائیں جن کو پیسے دیے جائیں اور وہ تبلیغ کریں۔ میرا تو یہ جی چاہتا ہے، ویسے کام کرنے کے لئے China اچھا Field ہے۔ نیا Field (میدان) ہے۔ مسلمانوں کے خلاف ان کی کوئی پرانی Prejudice نہیں ہے۔ تعصب نہیں ہے۔ قرآن میں بھی لکھا ہے کہ

**لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ** (1)۔

جنہوں نے تمہارے ساتھ جنگ نہیں لڑی اور گھروں سے نہیں نکالا، ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ یہود و نصاریٰ نے تو ہمارے خلاف جنگیں لڑی ہیں۔ وہ تعصب ان میں پھیلا ہوا بھی ہے، اسے وہ اپنی قوم میں بھی پھیلاتے ہیں۔ یہ چینی تو

---

(1) سورۃ الممتحنہ 60: آیت 8۔

ہمارے ساتھ اچھے ہیں۔ ہماری دوستی تو سمندر سے بھی گہری ہے۔وہ تو ہمارے ساتھ اچھے ہیں۔ویسے بھی وہ ہماری طرح کے بڑے Tricky اور Crooked نہیں ہیں۔سیدھے سادے لوگ ہیں۔کام کرنے والے لوگ ہیں۔سیدھے ہیں، وہاں کام ہوسکتا ہے۔وہاں سنکیا نگ (Xinjiang) صوبہ میں مسلمانوں کی کافی تعداد ہے۔ کہتے ہیں کہ کروڑوں میں ہیں۔کروڑوں نہ سہی چلو لاکھوں میں تو ہیں۔ایک صحابی کا مزار بھی اُدھر ہے۔ایک بھائی نے کہا کہ وہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں۔آپ نے کہا کہ وہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تو نہیں ہیں بہر حال کوئی اور ہے لیکن ہے سہی اس نام کا۔اُن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا تو پتا ہے کہ وہ کہاں پر ہیں۔بھائی نے کسی علاقے کے فتح کرنے کی بات کی کہ یہ انہوں نے فتح کیا ہے۔ آپ نے کہا کہ ٹھیک ہے فتح کیا ہوگا لیکن واپس چلے گئے ہوں گے لیکن ان کا مزار کسی اور جگہ پہ ہے۔یہ ہے کہ مشہور ہوگیا کہ یہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں لیکن وہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جو فاتح ایران ہیں، وہ نہیں ہیں۔بہر حال ادھر ہے کسی ایک صحابیؓ کا مزار۔تاجر لوگ تھے، وہ تو آتے جاتے تھے۔وہاں مسلمانوں کی کافی تعداد ہے۔

اگر ان کے ساتھ کوئی کام کیا جائے تو یہ اچھے لوگ ہیں۔دوسرے صوفیاء نے کیا تو آپ کے لئے بھی میدان ہے۔سلسلہ تو حیدیہ کے لئے بھی کوئی ادھر کام کرے تو اچھا ہے۔کوئی Chinese سیکھ لے۔ان کے ساتھ شکل ملتی جلتی ہو، چینی ٹائپ ہو۔ اس طرح ادھر کام کیا جائے تو بڑا اچھا Field ہے۔نئے لوگوں پہ کام کرنا چاہئے۔ ویسے بھی وہ مستقبل کی سپر پاور ہے۔Rising power ہے۔اس کے ساتھ ہی کام کرنا چاہئے۔ویسے تو چلو سارے انسان ہیں، اللہ کا کلام تو ہر ایک کے لئے ہے۔ ماننا یا نہ ماننا ان کی مرضی ہے لیکن جو ابلاغ ہے وہ اللہ کے حکم کے مطابق ہر جگہ ہونا چاہئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم پہ گواہ ہوں گے، تم ساری دنیا پہ گواہ ہو گے۔

**وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا**(1)۔

امت کو فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تم پہ گواہی دیں گے اور آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پہ کہا بھی کہ کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا ہے؟ سب نے کہا کہ ہاں آپ ﷺ نے پہنچا دیا ہے۔ آپ ﷺ نے کہا کہ اللہ گواہ رہنا۔ مان رہے ہیں، میری تصدیق کر رہے ہیں۔ آگے کہا کہ تم نے پوری دنیا پہ گواہی دینی ہے۔ اب یہ تو اللہ کی دی ہوئی ڈیوٹی ہے۔ اس کو ہم نہ مانتے ہیں، نہ اس کے لئے کام کرتے ہیں۔ نالیاں پکی کرادو، چینی سستی کرادو، Leadership کے بس یہی کام ہیں۔ اللہ کی دی ہوئی ڈیوٹی کا نام ہی کہیں نہیں ہے کہ یہ ڈیوٹی بھی ہم نے کرنی ہے۔ وہ کرو گے تو علامہ کہتا ہے:

مرگِ قوم از ترکِ مقصودِ حیات\
مرگِ فرد از خشکی رودِ حیات

قوم تب مرتی ہے جب اس کو مقصودِ حیات بھول جاتا ہے۔ ایک فرد کی موت جو ہوتی ہے وہ اس طرح ہوتی ہے کہ جیسے ایک چراغ جل رہا ہوتا ہے، جب تیل ختم ہو جاتا ہے تو وہ مر جاتا ہے۔ قوم تب مرتی ہے جب یہ اپنے قومی Target کو بھول جاتی ہے۔ یہ بھول جاتی ہے کہ ہمارا کیا کام ہے؟ اس سے بڑا کام کیا تھا جو اللہ نے دیا۔ اللہ نے کہا:

**كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ**(2)۔

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے تیار کیے گئے ہو۔

---

(1) سورۃ البقرہ 2: آیت 143۔\
(2) سورۃ آل عمران 3: آیت 110۔

**تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ** (1)۔
نیکی کی ترغیب دو گے،فروغ دو گے،برائی کو روکو گے۔

ان کے لئے اللہ میاں نے کہا ہے کہ تم میری مدد کرو گے تو میں تمہاری مدد کروں گا۔تمہارے دین کو غالب کر دوں گا اور تم پہ کوئی دنیا کی طاقت غالب نہیں آ سکے گی،جب تک تم اس پہ قائم رہو گے۔ وہ ہم نے چھوڑ دیا تو اب ہماری بھی کہیں شنوائی نہیں ہو رہی۔بڑے حج پہ دعائیں مانگو،یا لیلتہ القدر پہ مانگو،کہیں کام بنتا ہوا نظر نہیں آ رہا۔

میں ایک ہی دفعہ بنوں گیا۔ایک دفعہ ہی گیا۔پنڈی میں تھا تو میں نے کہا کہ چلو بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کا ڈیرہ ہی دیکھ کے آئیں کہ کدھر رہتے ہیں تو پروگرام بن گیا۔ میں نے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا: آنا چاہتا ہوں۔تو کہا کہ آ جاؤ۔ادھر سے فلاں بس آتی ہے،فلاں جگہ اتر جانا۔بڑا Detailed راہنمائی کی کہ وہاں سے تانگہ ملتا ہے، اتنے روپے لیتا ہے۔فلاں پارک کے فلاں کونے پہ اتر جانا تو بہر حال وہاں چلا گیا۔ وہاں ان سے دوران گفتگو China کی بات شروع ہوئی کہنے لگے کہ Chou en Lai بھی بڑا اچھا بندہ ہے۔میں نے کہا کہ ہاں جی!بڑا اچھا بندہ ہے۔اس وقت اس کا پاکستان میں آنا جانا تھا۔میں نے کہا کہ ہاں جی!بہت اچھا بندہ ہے۔کہنے لگے کہ نہیں نہیں،اس کا دل بڑا اچھا ہے۔میں نے اس کا دل دیکھا ہے۔اس کا دل بڑا اچھا ہے۔میں نے کہا کہ دل کا تو ہمیں پتا نہیں۔ہمیں بظاہر پتا ہے کہ Chinese یہ جو International dealings (بین الاقوامی معاملات) جو ہیں یا دیگر پروگرام یہ Design کر رہے ہیں،بڑے Peaceful ہیں۔Hegemony نہیں ہے کہ دوسروں پہ قبضہ کر لیں۔اس کی بات وہ نہیں کرتے۔جہاں بھی ہے یہ

---

(1) سورۃ آل عمران 3:آیت 110۔

ہمارے ساتھ ہی ہیں۔انہوں نے کبھی نہیں کہا کہ یہ کیا اور وہ کیا۔ یہاں مارشل لاء لگا ہے تو اُنہوں نے کہا ہے کہ

We are with people of Pakistan.

انہوں نے کبھی نہیں کہا کہ اب مارشل لاء لگا ہے تو اب ہم آپ کی مدد نہیں کریں گے، یا جمہوریت ہو۔وہ کہتے ہیں کہ یہ آپ کا Internal معاملہ ہے، ہماری اس میں کوئی بات نہیں ہے۔

بابا جی عِشاللہ نے کہا کہ اس کا دل بہت اچھا ہے۔پھر اُنہوں نے کہا کہ اُدھر China میں ایک ڈیوٹی والا بزرگ تھا۔وہ ڈیوٹی والا بزرگ میرے پاس آیا کرتا تھا۔ وہ جوانی میں شہید ہوگیا تھا تو آج کل وہ وہاں کا صاحب خدمت ہے۔بابا جی عِشاللہ ایسی باتیں بتایا نہیں کرتے تھے۔نہ ہی کرتے تھے۔ہمیں کہا کہ کام کرو، صحیح کرو گے تو ہوگا۔اُن پہ Depend کرو گے کہ وہ صحیح کریں گے تو وہ نہیں کریں گے۔تم صحیح ہوگے تو صحیح ہوگا۔فرمایا کہ آج کل وہ وہاں کا صاحبِ خدمت ہے۔میرے پاس کبھی ملنے کے لئے آتا رہتا ہے۔میں نے اس سے کہا کہ یار! تم صاحب خدمت ہو تو ہمارا ایک کام تو کرو۔کہنے لگا کہ بتائیں، آپ فرمائیں۔میں نے کہا کہ ان چینیوں کو ہندوستانیوں سے لڑادو۔اس نے کہا: ٹھیک ہے لڑادیں گے۔پھر وہ آتا جاتا تھا تو میں نے اس کو یاد دلایا کہ میں نے تمہیں ایک کام کہا تھا۔کہنے لگا کہ جی میں کر رہا ہوں۔ آپ فکر نہ کریں۔میں ان کو Hypnotize کر رہا ہوں۔آپ دیکھنا ان کو یہ آپس میں لڑ پڑیں گے۔فکر نہ کریں یہ ہو رہا ہے۔اب روحانی Process میں وہ کیا کیا کرتے ہیں۔اس نے کہا کہ میں کر رہا ہوں۔آپ دیکھیں تو سہی پھر ان کی Nafa میں لڑائی ہوگئی۔وہ بھیڑیں اٹھا کے لے گئے، ان کی جنگ ہوگئی۔بھاگے وہاں سے۔ نئی نئی طاقت ملی تھی، چائنہ سے ہاتھ پڑا تھا، بھاگ آئے سارے۔تو پھر وہ آیا۔کیوں جی حضرت صاحب! ہم نے کرادی ناں لڑائی۔بابا جی عِشاللہ نے کہا کہ ہاں یار! تم تو

بڑے کام کے آدمی ہو۔تو یہ ایسے بھی Inside سرکٹ چلتا رہتا ہے۔اس طرح بزرگ جو ہیں وہ آتے جاتے رہتے ہیں۔کیا کیا کچھ میٹنگ ہوتی رہتی ہوں گی۔

بھائی جب ایسی باتیں کرتے تھے تو باباجی رحمۃ اللہ علیہ چڑھائی کرتے تھے کہ اس کا ہمارا کیا فائدہ ہے؟ یہ جی اُدھر صاحب خدمت ہے۔قطب ہے۔غوث ہے۔ان کی حکمرانی ہے،اندر ہی اندر سب وہی چلا رہے ہیں۔باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کیا فائدہ؟ یہ ڈیڑھ سو سال جو ہماری مٹی پلید کی انگریز ہم پہ حکمرانی کرتا رہا تو کہاں تھے یہ لوگ؟ یہ کدھر تھے؟ ہماری مسجدوں میں گھوڑے باندھے گئے۔گدھے نہیں باندھے گئے؟ کہاں تھے یہ؟ انہوں نے ہمارا حال کرایا ہے یہ؟ ایسی Secret service کی ہمیں کیا ضرورت ہے؟ ہم نے کیا کرنا ہے؟

Don't worry about secret service.

اگر ہے تو اللہ کے حکم کے مطابق کام کرتی ہے۔جب اللہ کہتا ہے کہ ان کی مدد کرنی ہے تو کرتے ہیں اس کے فرشتے بھی ہیں،اللہ نہیں کہے گا تو وہ نہیں کریں گے۔ایک بھائی نے ایسا کچھ باباجی رحمۃ اللہ علیہ کو خط میں لکھا۔میں نے ان کا جواب پڑھا تو خوب ٹھکائی کی ہوئی تھی۔یہ جو باتیں ہیں کہ ڈیوٹی والے ہوتے ہیں،یہ ہوتے ہیں اور وہ ہوتے ہیں۔باباجی رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ کہاں تھے یہ؟ انہوں نے ہماری مٹی پلید کی ہے؟ ہمیں ایسی سیکرٹ سروس کا کیا فائدہ؟ ہوتے ہیں تو ہوتے ہوں گے وہ۔

اب یہ جیسے خضر علیہ السلام کا قصہ قرآن میں دیا ہے کہ انہوں نے اس کی کشتی توڑ دی،بندہ قتل کر دیا،اب یہ تو عام بندہ نہیں کرسکتا۔تو یہ انہوں نے اللہ کے حکم سے کیا۔انہوں نے کہا کہ ہم نے نہیں کیا۔اللہ نے چاہا کہ ایسا کر دیا جائے۔اب اللہ جو چاہے کا مطلب ہے کہ یہ اُدھر کی فوج ہے۔جو اللہ کا حکم ہوتا ہے وہ کر دیتے ہیں۔ایسے ہی یہ فرشتے جو ہیں یہ کرتے ہیں۔جو اللہ کا حکم ہوتا ہے وہ کر دیتے ہیں۔

(مورخہ 4 نومبر 2012ء بروز اتوار بمقام مرکز تعمیر ملت گوجرانوالہ)

# محفل 77

پوچھا گیا کہ قبلہ انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبے پر کیوں اتنی توجہ نہیں دی؟ باقی ذکر کا تو بہت زیادہ کہا ہے۔ یہ کیوں نہیں کہا کہ مراقبہ کریں؟

اس کے جواب میں فرمایا کہ ہاں تعمیر ملت میں تو دیا ہوا ہے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کا اخلاق پہ زیادہ زور تھا کہ یہ Character (کردار) جو ہے انسان کا وہ صحیح ہونا چاہئے۔ یہ ساری تگ و دو، ذکر اذکار جو بھی کرتے ہیں، یہ نماز اور سب کا مطلب یہ ہے کہ ہم Change ہو جائیں۔ اگر ہم Change نہیں ہوتے تو پھر کوئی بات نہیں۔ جتنی بھی عبادات ہیں وہ سب

These are means to some end.

یہ بذاتِ خود مقصود نہیں ہیں کہ نماز پڑھنی ہے بس جی۔ نماز اس لئے پڑھنی ہے تا کہ ہم میں فلاں فلاں خوبیاں پیدا ہو جائیں۔ روزہ اس لئے رکھنا ہے کہ یہ بات ہم میں پیدا ہو جائے۔ اللہ نے تقویٰ کہا کہ تقویٰ پیدا ہو جائے۔ اب باقی چیزیں جو Side effects ہیں یا جس کو ہم بنا دیتے ہیں کہ جیسے روزہ کا کہتے ہیں کہ جی بھوک کا احساس ہوتا ہے۔ یہ جب اللہ نہیں کہتا تو ہم اس کو کیوں بنائیں کہ یہ اس لئے ہے؟ روزہ سے بھوک کا اگر حساب لگانا ہے تو پھر بھوکوں کو نہ رکھاؤ۔ وہ تو پہلے ہی بھوکے مر رہے ہیں تو ان کو روزے نہ رکھاؤ۔ مطلب یہ کہ جو اللہ نے کہا، جو Main چیز ہے، وہ

ہی بتائیں۔تقویٰ مراد ہے۔

**لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ** (1)۔

تا کہ تم میں تقویٰ پیدا ہو جائے۔اللہ نے جن چیزوں سے منع کیا ہے ان سے رکنے کا ملکہ پیدا ہو جائے۔تقویٰ یہی ہے: بچ جانا۔حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تقویٰ کیا ہے؟انہوں نے یہی مثال دی کہ کبھی آپ ایسے راستے پہ چلے ہیں کہ تنگ راستہ ہو، کانٹے دار جھاڑیوں میں سے گزرتا ہو۔کبھی آپ چلے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: ہاں۔تو کیا کرتے ہیں؟انہوں نے کہا کہ اپنا دامن اور کپڑے سمیٹ لیتے ہیں تا کہ کوئی ان کے ساتھ اُلجھ نہ جائے۔یہی تقویٰ ہے کہ راستہ بھی چلنا ہے، جانا بھی ضرور ہے۔نہیں چلیں گے تو پہنچیں گے بھی نہیں۔Travel بھی کرنا ہے اور اسی راہ پہ چلنا ہے۔آس پاس جھاڑیاں کانٹے دار ہیں۔اگر لباس ایسا ہوگا تو کسی نہ کسی سے اُلجھ جائے گا، پھٹ جائے گا۔داغدار ہو جائے گا۔کپڑے اپنے سمیٹ کے، اپنے آپ کو یہاں سے بچاتے ہوئے چلنا ہے۔یہی تقویٰ کا جذبہ ہے کہ اس راہ پہ چلنا ہے تو خدا کی محبت کی جو چادر، اسلام کے تابع فرمان ہونے کی جو آپ نے اپنے اوپر لے لی ہے تو یہ داغدار نہ ہو جائے۔اس کو بچا کے چلنا ہے تو یہ اس کو تقویٰ کہا گیا۔

یہ بالکل صحیح مثال ہے اس سے بچ جانا جو ہے وہ ہے۔ان سے بچنے کا ملکہ پیدا ہو جائے۔بھوک لگی ہوئی ہے۔وہ چیز موجود ہے، سامنے پڑی ہوئی ہے لیکن کھانی نہیں ہے۔ہمارے بچے بھی **ماشاء اللہ** چھوٹے چھوٹے جو ہیں وہ بھی روزے رکھتے ہیں کہ آج روزہ رکھا ہے وہ بھی توڑتے نہیں ہیں۔ان کو بھی پتا ہے کہ روزہ توڑنا نہیں ہے۔یہ پانی پینے سے ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح نماز ہے:

---

(1) سورۃ البقرہ 2: آیت 183۔

**إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ** (1)۔

وہ تمہیں بچا لیتی ہے۔ اصل میں وہ ہے ناں اخلاق والی بات، اندر کی تبدیلی والی بات وہ زیادہ اہم ہے بجائے اس کے کہ مراقبے میں ایک چیز آپ کو دکھائی دے جائے۔ صورتیں دکھائی دیں۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کو جب مولانا کریم الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت دی تو باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے تو ابھی پتا ہی نہیں کہ اللہ میاں کہاں ہے؟ آپ مجھے کہہ رہے ہیں کہ تم خلیفہ بن گئے ہو، بیعت کر سکتے ہو۔ مجھے تو ابھی پتا ہی نہیں ہے کہ اللہ میاں کدھر ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ تمہارے لطیفے کھل گئے ہیں، وہ قلب اور سر اور وہ ۔۔۔ جب ذکر کرتے ہیں تو روشنیاں نظر آتی ہیں۔ (آپ نے اشارہ کر کے بتایا کہ) ادھر بھی Light (روشنی) نظر آتی ہے۔ ادھر زرد رنگ کی، ادھر سبز رنگ کی۔ لطائف جو ہیں یہ جیسے جیسے کھلتے ہیں، ویسے ویسے ان کے چراغ جلتے ہیں۔ نقشبندیہ میں جو کرتے ہیں، وہ چھ ضربی ذکر کرتے ہیں۔ ادھر قلب پہ ضرب لگاؤ، اِدھر لگاؤ، پھر اُدھر لگاؤ۔ چھ جگہ کے Point رکھے ہوتے ہیں جن پہ ضرب لگاتے ہیں۔ وہ لا الٰہ الا اللہ میں لا الٰہ ایک مرتبہ کرتے ہیں اور الا اللہ، الا اللہ، الا اللہ کی ضرب وہ چھ پوائنٹ جو بتائے جاتے ہیں ان سب پہ ایک ایک مرتبہ لگاتے ہیں، یا سہ ضربی کرتے ہیں۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے شروع شروع میں تھوڑی دیر یہ کرایا بھی لیکن پھر بند کرا دیا کہ نہیں ایک ضرب کافی ہے۔ (دل کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ) ادھر ہوگا تو سب میں Travel کر جائے گا Complication کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک یہ ہی کرایا۔

باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا کریم الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کو کہا بھی کہ میں یہ

---

(1) سورۃ العنکبوت 29: آیت 45۔

روشنیاں رنگ برنگ کی دیکھنے کے لئے تو بیعت نہیں ہوا تھا۔لطیفہ کھلنا بڑی بات ہوتی ہے۔لو جی! ان کے لطیفے کھل گے ہیں۔ اب بھی ہمارے پاس ایک مولوی صاحب آیا کرتے تھے۔یہ بڑا سارا جوان داڑھی والا تھا۔انہوں نے اسی طرح ذکر کیا تھا تو ان کے بھی لطیفے سارے کھل گئے تھے۔یہ (ایک بھائی کا نام لیا کہ) ان کا یار تھا۔جب یہ ادھر آ گیا تو اس نے سلوک کی آگے کی باتیں کیں،تو وہ بڑا حیران ہوا کہ کل یہ بیعت ہوا ہے اور آج یہ اوپر کی باتیں کرتا ہے۔عالم بالا کی باتیں کرتا ہے۔پھر اس نے آنا شروع کیا۔وہ اب بھی بڑی محنت کر رہا تھا۔اتنے ہزار دفعہ ذکر کرتا،تو وہ اب بھی اسی طرح کرتا تھا۔اس میں وہ بتیوں والی،روشنیوں والی بات تھی۔تو یہ بات ہے۔

بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے یہ بتیاں دیکھنی ہوتیں تو ایک آنے کا پلیٹ فارم ٹکٹ لے کر دیکھ آتا۔پلیٹ فارم ٹکٹ اس وقت ایک آنے کا ملتا تھا۔بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایک آنے کا پلیٹ فارم والا ٹکٹ لے لو اور دہلی ریلوے سٹیشن چلے جاؤ،وہاں پہ اس سے زیادہ رنگ والی روشنیاں نظر آتی ہیں۔روشنیاں دیکھنے کا کیا ہے؟ یہ آپ کو نظر آئیں گی تو پھر کیا ہے؟ یہ جو اندر Change ہے اور یہ جو Character ہے وہ تو ان سے نہیں ملتا۔مگر انہوں نے (مولانا کریم الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ نے) کہا کہ یہ لطیفے کھل جانا بھی بڑی بات ہے،لوگوں کے سالہا سال تک نہیں کھلتے۔بہر حال اُنہوں نے پیار کیا اور کہا کہ اللہ تمہیں ضرور ملے گا۔تصوف میں یہی کچھ ہوتا ہے۔یہ ہو گیا تو بس جی آپ پیر بن گئے۔آپ آگے بھی توجہ دے سکتے ہیں۔اب آپ کو خلافت دی جاتی ہے۔تو خلافت انہوں نے (مولانا کریم الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ نے) دے دی،بہر حال بعد میں استعمال کی۔لیکن بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو یہی کہا کہ میں نے یہ لے کے کیا کرنا ہے؟

(مولانا کریم الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ نے) آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نسخہ اکسیر والا،سونا بنانے کا دیا تو وہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے باہر پھینک دیا۔(مزاح کے انداز میں

بابا جان رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ) کیا خیال ہے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ) رکھ لیتے تو اچھا ہی تھا ناں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پھینک دیا اس کو کہ مجھے یہ نہیں چاہیے۔ کسی بزرگ کے پاس اس لئے بیعت ہونا کہ مجھے سونا بنانا آجائے، دنیا کی دولت مل جائے تو فرمایا: لعنت ہے ایسی پیری فقیری پہ۔ مجھے وہ بتاؤ کہ اللہ میاں جی کہاں ہیں؟ وہ تو پیار والے لوگ تھے، فدا ہوئے۔ یہ پیسہ کیا ہے؟ مجھے یہ پیسہ نہیں چاہیے۔ انہوں نے وہ اکسیر کی بوتل باہر پھینک دی، توڑ دیا اس کو کہ مجھے یہ نہیں چاہیے۔ وہ مولانا صاحب خود بھی کون سا عیش و عشرت سے رہتے تھے۔ لکھا ہے کہ کھدر کا ایک ہی جوڑا رکھتے تھے۔ چھ مہینے کے بعد نیا بنوا لیتے تھے۔ نسخہ اکسیر پاس تھا مگر کھدر کا ایک ہی جوڑا پہنتے اور اسے ہی جمعہ کے جمعہ دھو کے دوبارہ پہن لیتے۔ اکسیر بھی ان ہی کے پاس بنتی ہے، اور کسی کے پاس بنتی بھی نہیں ہے۔

اس لئے زیادہ ان (مراقبوں) پہ زور نہیں دیا۔ ویسے کرنا چاہیے تھوڑا۔ جب آدمی چل جائے تو مراقبات کرنے چاہئیں۔ بیٹھ کے تھوڑا کرے۔ دھیان سے دیکھے۔ Concentration سے بہت سی چیزیں کھلتی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ 'نفی اثبات' اگر صحیح طریقے سے کیا جائے تو الگ سے اس مراقبے کی ضرورت نہیں رہتی اگر آپ صحیح طریقے سے جیسے بتایا گیا ہے کہ ایسے کرو تو آپ کو ان مراقبات کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یہ ہے ہی ایسا۔ اس کی Built in ہی ایسی ہے کہ آپ 'نفی' کر کے پھر 'اثبات' کرتے ہیں۔ 'نفی' کر کے 'اثبات' کرنا ہے۔ مراقبے کی یہی بات ہے کہ آپ سارے خیال نفی کر کے ایک پوائنٹ پہ Concentrate کر کے بیٹھیں۔ اگر ذکر نفی اثبات صحیح طریقے سے کریں گے، لا الٰہ پوری نفی کر کے، (بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے) لکھا بھی ہے کہ روزانہ ذکر ایسے ٹھہر ٹھہر کے آہستہ آہستہ کریں، آرام سے۔ صحیح کریں لا الٰہ پھر ضرب لگائیں تو ٹھہریں وہاں بھی تین، چار، پانچ سیکنڈ کہا ہے۔ تو یہ پانچ سیکنڈ بڑا

ٹائم ہوتا ہے۔اگر پانچ سیکنڈ کرلیں تو صحیح ہو جائے۔آگے بھی چلو آیات کا بتایا جاتا ہے، یہ باتیں لکھی ہوئیں ہیں، بہر حال اجازت سے ہی کرنا چاہیے۔شروع میں نہیں کرنا چاہیے ورنہ یہ سرورونشہ جو ہے یہ خراب ہو جاتا ہے۔پھر خوب اسی کو کرو نفی اثبات کو، پھر اس پہ بتایا جائے کہ قرآن کی آیات جو ہیں:

**وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ**(1)۔

تم کہیں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔اگر اس کا کیا جائے کہ وہ ہے، وہ آپ کے ساتھ ہے کہ اندر باہر وہی ہے۔اسی خیال میں کچھ دیر بیٹھا جائے۔تو وہ کھل جاتی ہیں چیزیں اور آگے وہ چلتی ہیں۔

**هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ**(2)۔

اس کا کیا جائے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ (خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے اس لئے نہیں کیا کہ یہ جو ذکر کی بنیاد ہے، یہ نفی اثبات کی، یہ اگر صحیح طریقے سے کیا جائے تو پھر اس کی ضرورت نہیں رہتی۔

کشف وکرامات بھی جو ہیں ان کو بھی باباجی رحمۃ اللہ علیہ اچھا نہیں سمجھتے تھے کہ ان سے Derail ہونے والے زیادہ دیکھے ہیں، پار جانے والے تھوڑے دیکھے ہیں۔اِدھر رہ جانے والے بہتیرے ہیں، اس میں ہی پھنس کے رہ جاتے ہیں۔اس میں زیادہ پھنس جاتے ہیں۔کشف ہونے لگا تو بس وہ بزرگی کی فضا پہ چڑھ گئے۔بزرگ بن گئے۔پیر بن گئے۔آگے کم ہی گئے۔

(مورخہ 4 نومبر 2012ء بروز اتوار بمقام مرکز تعمیر ملت گوجرانوالہ)

---

(1) سورۃالحدید 57: آیت 4۔

(2) سورۃالحدید 57: آیت 3۔

# محفل 78

باباجی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے پہلے یہ تجویز کیا تھا کہ شجرہ پڑھنے کے بعد اگر ٹائم ہو تو یہ (رباعیات اور دیگر چیزیں جو حلقہ ذکر میں وقت ہو تو پڑھنے کی شرط کے ساتھ درج ہیں) بھی پڑھیں۔ ہم نے کہا کہ شجرہ پڑھنے کے بعد توجہ لینی چاہئے۔ یہ شجرہ جو ہے یہ آخر میں ہونا چاہئے۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے قبول کرلیا کہ ہاں یہ ایسے ہونا چاہئے۔ شجرہ آخر میں ہو اور پھر شجرے کے بعد توجہ لینی چاہئے۔ ایک تو یہ میری طرف سے Amendment منظور ہوگئی۔

دوسری یہ کہ باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی جو لاہور میں ہوتی تھیں، رابعہ، ان کا بھی انتقال ہو گیا تھا اور نانی اماں کا بھی انتقال ہو چکا تھا۔ ہم نے کہا کہ چلو عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ایصالِ ثواب میں لکھا ہوا ہے تو ان کا نام بھی لکھ دیں، تو ہم نے یہ ساتھ لگا دیا۔ وہ رسالدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے آگے عبدالہادی انصاری رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ اور بیٹی کی ارواح کو بھی اس کا ثواب پہنچا۔ (باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ) یہ کس نے لگایا ہے؟ ہم نے کہا کہ یہ ہم نے لگایا ہے۔ فرمایا: یہ ختم شریف جو ہے یہ مردے بخشوانے کے لئے نہیں لکھا۔ کاٹ دو ان کو۔ یہ (ختم شریف) تو بزرگان کرام کے فیض لینے کے لئے ہے۔ ان کے ساتھ رابطہ قائم کرنے کے لئے ہے۔ آپ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے ایصالِ ثواب ہو گا۔ ساری ڈاک پہلے

حضور ﷺ کے پاس پیش ہوتی ہے۔پھر وہ بلاتے ہیں سب کو کہ آؤ جی آپ کا آیا ہوا ہے ڈاک۔ایک تو حضور ﷺ کے ساتھ ملاقات اور پھر حضور ﷺ کے توسط سے ان کو پہنچایا جاتا ہے۔دنیا میں حکم ہے کہ کوئی سلام کرے تو آگے اس کا جواب اس سے اچھا دو۔تو وہ نہیں دیں گے اچھا؟ اگر ان کو ایصالِ ثواب پہنچے گا تو وہ نہیں بھیجیں گے کہ ان کے فلاں مرید نے ان کو ایصالِ ثواب کیا ہے۔وہ نہیں بھیجیں گے؟ وہ بھی بھیجیں گے۔ان سے نورانیت وہ جو آئے گی،وہ ہمیں فائدہ پہنچائے گی۔ یہ اس لئے ہے۔(فرمایا:) یہ مردے بخشوانے کے لئے نہیں ہے۔کاٹ دو اس کو۔وہ عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی اس لئے لکھا ہے کہ اس کا اللہ کی راہ میں یہ حال ہوا تھا۔ اس لئے اس کو لکھا ہے۔ورنہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔

جب نانی اماں (زوجہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب ﷺ) فوت ہوگئیں تو بڑی بیٹی نے کراچی میں ختم کا اہتمام کیا۔وہ (نانی اماں) انہیں خواب میں ملیں۔کہنے لگیں کہ مجھے ان ثوابوں اور ختموں کی ضرورت نہیں ہے،تمہارے ابا نے مجھے اتنا دیا ہے کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔

شجرہ کے بارے میں فرمایا کہ یہ بزرگوں سے رابطہ قائم کرنے کے لئے ہے۔کسی نہ کسی بزرگ سے جو سلسلے کے ہیں،جن سے آپ کی روحانی Matching ہوتی ہے،تو ان کے ساتھ Contact ہو جاتا ہے۔وہ بڑا فائدہ ہوتا ہے۔کئی بھائی ابھی بھی بوڑھے ہو گئے ہیں،ان کو شجرہ مبارک یاد ہی نہیں ہے۔یہ اچھی بات نہیں ہے۔سب کو یاد کرنا چاہئے اور ضرور پڑھنا چاہئے۔یہ روحانی عالم ہے۔ایک سسٹم ہے۔جب آپ یاد کرتے ہیں۔شجرہ یہاں پڑھ رہے ہیں تو عالمِ ارواح کہاں ہے؟ باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہاں ہی ہے۔کوئی دور تو نہیں ہے۔یہاں ہی ہے۔ادھر ہی

ہے نہ ہم ان کو محسوس ہوتے ہیں اور نہ وہ ہمیں محسوس ہوتے ہیں لیکن اسی عالم میں ہیں عالم ارواح ۔ان کو نہیں محسوس ہوتا کہ بچے یہ جو پڑھ رہے ہیں، ہمارا ہی بنایا ہوا ہے؟ سارا Chain جو ہے وہ سارے سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا ہی ہے ۔یہ ہمارا ہی سکول ہے ۔ Chain of thought یا Chain of school جو ہے، یہ ہمارے ہی بچے ہیں ۔ہم اپنے ٹائم میں اس کے Tutor تھے ۔وہی سکول چلتے چلتے یہاں پہنچا ہے ۔ وہ سارے خوش ہوتے ہیں اور فیض پہنچاتے ہیں تو یہ اس لئے ہے ۔ان میں سے کسی سے رابطہ ہو جائے تو بس مزے ہوتے ہیں ۔تو اس سے وہ فیض آتا ہے ۔کسی نہ کسی سے تعلق گہرا ہوتا ہے ۔ایک دینوی نسبت ہے ۔باباجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جیسے ہم باہر سے نظر آنے میں سب علیحدہ علیحدہ ہیں، اندر سے بھی سب روحانی طور پہ علیحدہ علیحدہ ہیں ۔ہر ایک کا رنگ علیحدہ علیحدہ ہے ۔کسی کے ساتھ Matching صحیح ہو جاتی ہے، وہاں سے بڑا فیض ملتا ہے ۔یہ کام آتا ہے تو یہ ایک ہماری تجویز منظور ہوگئی اور ایک نہیں ہوئی ۔

شجرہ جو ہے یہ سب کو یاد کرنا چاہئے اور پریم سے پڑھنا چاہئے ۔فیض والا کام خود ہی اندر سے ہی ہو جاتا ہے ۔آپ پڑھیں تو سہی ۔جب میں حلقے میں شامل ہوا، جب پہلے دن گیا ۔ان دنوں لاہور میں ہی تھے، ادھر دھرم پورہ میں حلقہ ہوتا تھا ۔قاضی غیور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کے انچارج ہوتے تھے ۔ہم پہلے دن حلقے میں گئے تو اس وقت یہ شجرہ نیا نیا ہی آیا تھا ۔انہوں نے لیمپ رکھ دیے اور ایک ایک کاپی سب کو دے دی کہ یہ بھی پڑھنا ہے ۔اس کو دیکھ کر ہم نے پڑھا ۔انہوں نے کاپی دے دی کہ یہ سارے لوگ یاد کر لیں ۔اس وقت کتاب صرف 'تعمیر ملت' ہی تھی ۔ہم نے وہ جیب میں ڈال لیا ۔جب کام کرتے تھے تو یاد کرنے لگے ۔ہم نے کہا کہ یہ یاد کرنا ہے تو پھر

یاد کرنا ہی ہے۔اگلے ہفتے میں یاد کر کے گیا تھا۔انہوں نے لیمپ جلائے تو میں نے کہا کہ مجھے تو یاد ہو گیا ہے۔انہوں نے کہا کہ کمال ہے یہ لڑکا پچھلے ہفتے آیا ہے، اس ہفتے اسے یاد ہو گیا ہے۔ یہ کاپی دینے لگے تو ہم نے کہا کہ ہمیں نہیں چاہئے۔ جب ہم امتحان دینے کے لئے کتابوں کے صفحے کے صفحے یاد کر لیتے ہیں تو یہ یاد نہیں ہوتا کیا؟ کرلو یاد۔ایک ہفتے میں ہم نے اسے یاد کرلیا۔بہر حال یہ ہے کہ اگر کرنا ہی ہے تو پڑھو۔مختصر ترین تو پہلے ہی کر دیا۔پندرہ بیس منٹ، آدھے گھنٹے کا ذکر ہے سارا۔

ایصالِ ثواب ہے۔کئی لوگ تو اس کے قائل ہی نہیں ہیں۔ بابا جی عِشِیۃ کہتے تھے کہ عجیب بات ہے کئی لوگ اس کے قائل ہی نہیں ہیں۔خدا کی قسم! ہم تو جاتا ہوا دیکھتے ہیں ایصالِ ثواب۔آپ نے ادھر دعا مانگی، یہ روٹیاں اور یہ سب۔ادھر یہ سب کچھ کہا اور اس کا ثواب ہم ایسے اُڑتا ہوا دیکھتے ہیں۔ پہنچ رہا ہے، جا رہا ہے۔یہ تو فقیروں والی باتیں ہیں۔فرمایا: ہم تو جاتا ہوا دیکھتے ہیں۔پلیٹیں بدل جاتی ہیں۔ دنیاوی حلوے سے روحانی حلوہ بن جاتا ہے۔وہ روح کو پہنچا دیا جاتا ہے۔روٹی بھی پہنچا دی جاتی ہے۔ہم تو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔

ایک انور صاحب Supply chain میں ہوتے تھے۔انور پوتی۔پتلا سا ہوتا تھا۔وہ کورنگی میں رہا۔اس کا ایک بچہ تھا۔بزرگ ٹائپ تھا۔اس کو روحیں دکھائی دیتی تھیں۔ وہ کبھی ذکر میں آجاتا تھا۔ کہتا تھا کہ آج تو اتنے بزرگ آئے ہوئے تھے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آئے ہوئے تھے، فلاں بھی آیا ہوا تھا، فلاں بھی آیا ہوا تھا۔آج ذکر میں فلاں فلاں آئے ہوئے تھے۔اس میں وہ کیفیات بھی مختلف ہوتی ہیں۔ کہنے لگا کہ میں گاؤں میں گیا تو اماں کا انتقال ہو گیا تھا۔میں اس کی فاتحہ کہنے کے لئے قبر پہ گیا۔یہ بھی ساتھ تھا۔وہاں دعا مانگی تو یہ کہتا ہے: ابو جی!

ابھی آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا تھا ناں تو آسمان سے ایک کبوتر آیا تھا۔ قبر پہ بیٹھ گیا۔ آپ نے دعا ختم کی تو وہ اڑ گیا۔ مطلب یہ کہ جو اہل کشف ہیں ان کو یہ چیزیں دکھائی بھی دیتی ہیں۔

باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے طریقت میں لکھ بھی دیا کہ ایصالِ ثواب کے ہم قائل ہیں ، یہ جاتا ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ کھانا یا کپڑا یا پیسے غریبوں کو دیے جائیں۔ یہ نہیں کہ آپ ہی صاحب جو ہیں وہ کھا گئے۔ بیس دیگیں پکائیں، وہ روٹی کھا کے چلے گئے۔ یہ نہیں۔ پہلے ثواب کا کام کریں ناں۔ کسی غریب کو، کسی ضرورت مند کو، کسی ادارے میں یا کسی جگہ یتیموں کو کھلائیں۔ پہلے خالصتاً تقسیم کریں، اس کے بعد دعا کریں۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ خود بھی کھالیں۔ یہ نہیں کہ آپ پہ حرام ہی ہو گیا ہے۔ گھر میں بھی کھلائیں، باقی جو ہے وہ تقسیم کریں۔ وہ رشتہ داروں کو کھلا دیں کہ چلو جی سارے آ گئے، کھا کے چلے گئے۔ یہ تو رسم و رواج ہی ہے۔ ایسا نہیں کرنا۔ کریں ضرور جتنی بھی توفیق ہو، مجبوراً بھی نہ کریں کہ ضرور ہی کرنا ہے۔ لوگ کیا کہیں گے؟ ایسا نہیں کرنا۔

ہمارے بہت سے بھائی ایسے بھی ہیں کہ یہ بھائی جب فوت ہوئے تو کہہ کے گئے تھے کہ یہ ختم وغیرہ نہیں کرانا۔ احمد رضا کے والد فوت ہو گئے تو لوگ پوچھنے لگے کہ دوبارہ ختم کب کرانا ہے؟ ساتواں، دسواں کب کرنا ہے؟ میں نے کہا کہ میرا نام لے دو کہ باباجی کہتے ہیں کہ ہم نے نہیں کرانا۔ بس ہو گیا ہے ایک ختم یہ کافی ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کو شرم آتی ہے تو میرا نام لے دو کہ باباجی کہہ رہے ہیں۔ نہیں کرانا تو ٹھیک ہے۔ اب ایسا تو نہیں ہے کہ ضرور ہی ختم ہو۔ وہ تو کہتے ہیں کہ یہ مرغ پلاؤ اور یہ ایک دعوت ایصالِ ثواب واسطے ہونی چاہئے۔ ہم نے کہہ دیا کہ ان سب کو

کہہ دیں کہ ہم نے نہیں کرانا۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا بھی ہے کہ ایسے رسم و رواج جو ہیں ان کو آپ آہستہ آہستہ Oppose کریں۔

ہمارے والد صاحب فوت ہو گئے تو ہم سے پوچھنے لگے کہ ختم کب کرانا ہے؟ ہم نے کہا کہ ختم ہم نے کرانا ہے لیکن ہم اپنی مرضی سے کرائیں گے۔ پندرھویں کو کریں گے یا اٹھارہویں کو کرائیں گے، اپنی مرضی سے ہی کرائیں گے۔ ہم خود ہی کرائیں گے۔ جن کو ہمارے بہن بھائیوں سے پیار ہے، جب جی چاہے آ جائیں، بچوں کو پیار دے جائیں لیکن ختم ہم نے نہیں کرانا۔ ہم اپنی مرضی سے کرائیں گے۔ ہم نے اکٹھے کیے اپنے بہن بھائی، ان کے پوتے پوتیاں اور اپنے گھر میں ختم کرا دیا۔ جو ہو سکتا تھا، کپڑے بھی بانٹے، ایصالِ ثواب کرلیا۔ یہ ہو مگر طریقے سے ہونا چاہئے۔

بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ ہم ثواب جاتا ہوا دیکھتے ہیں تو پھر یہ کسی طریقے سے ہونا چاہئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے کبھی ختم نہیں دلایا۔ نہ حضرت رسالدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کبھی دلایا، نہ مولانا کریم الدین رحمۃ اللہ علیہ کا کبھی دلایا۔ کبھی دیکھا ہے آپ نے؟ کبھی مٹھائی بہت زیادہ یاد آتی تو کہتے کہ چلو رسالدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ختم پڑھو۔ وہ بڑے مٹھائی کے شوقین تھے۔ انہوں نے مجھے لگائی، میں تو یہ پسند نہیں کرتا تھا۔ چلو انہیں ایصالِ ثواب کرو۔ یا گڑ والے چاول پکے ہوتے تو نانی اماں کی یاد آتی۔ ان کو گڑ والے چاول بہت پسند تھے تو ان کے ایصالِ ثواب کے لئے دعا کرا دیتے۔ ویسے انہوں نے کبھی وہ ختم نہیں کرایا۔ روز کے روز ذکر ہوتا ہے۔ روز کے روز ایصالِ ثواب ہوتا ہے۔ سارے اپنے سلسلے کے تمام جو بزرگان ہیں ان سب کے لئے ہم دعا کرتے ہیں۔ یہی چیز ہے۔ یہ صحیح ہے۔

(نشاط کالونی لاہور بروز جمعرات قبل از روانگی برائے سالانہ دورہ 2012ء ضلع ملتان)

# محفل 79

ایک بھائی نے پوچھا: باباجی! آج کل جو ہماری سیاسی مشکلات آئی ہوئی ہیں، یہ جو حالات چل رہے ہیں، ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ اس پر فرمانے لگے:

چھوڑو جی! ہم اللہ کی بات کر رہے ہیں۔ یہ جو آپ مراقبہ کر کے بیٹھے ہوئے تھے، آپ کو یہی یاد آ رہا تھا؟ اللہ کی بات کرو۔ آپ ٹھیک ہو جائیں گے تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ اگر آپ کو اپنے اندر Change نظر آ رہا ہے تو سب ٹھیک ہو رہا ہے۔ اپنے اندر دیکھیں کہ کچھ اچھے ہو رہے ہیں؟ کیا آپ کو Change نظر آ رہا ہے؟ قرآن نے بھی کہا ہے اور وہ شعر بھی انہوں نے بنا دیا ہے:

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی

اپنے اندر دیکھیں، کیا ہمارا اچھا ہونے کا ارادہ بن رہا ہے؟ یقین کیجئے، اُدھر بھی آپ کو ٹھیک کرنے کے ارادے ہو رہے ہیں۔ بس ہو جائے گا۔ ویسے کچھ نہ کچھ محسوس کر رہے ہیں ناں کہ اچھا ہو رہا ہے؟ بیوقوف قوم ہے، ہم نے اچھے کام نہیں کیے۔ پہلے پچھتاوا ہی ہوتا ہے ناں، پھر آگے Change ہوتا ہے۔ ہم بڑے بیوقوف لوگ ہیں، پاگل قسم کے لوگ ہیں، ہم نے اچھا کام نہیں کیا۔ دوسرے بھی انسان ہیں جو کر رہے ہیں، ہم کیوں نہیں کر رہے؟ ہمیں تو اور بھی اچھا ہونا چاہئے۔ ہمارے پاس

بہترین آئین ہے، بہترین قانون ہے، جو کسی کے پاس بھی نہیں ۔ ہمارا سب سے زیادہ اچھا نظام ہونا چاہئے۔ اگر ہمارا آئین بہتر ہے تو ہمارے Results بہتر ہونے چاہئیں ۔ ہمارے سسٹم سارے کے سارے سب سے اچھے ہونے چاہئیں ۔ آہستہ آہستہ ہو ہی جائے گا۔ کوشش کریں کہ اچھے ہو جائیں ۔ سمجھداری سے کام لیں ۔ اچھے لوگوں کو آگے لائیں، اللہ سے دعا بھی کریں کہ اللہ میاں! کسی اچھے بندے کو آگے لائیں جو آپ کو پسند ہے ۔ ہمارے لوگ تو بیوقوف ہیں ۔ بیوقوفوں کو ہی ووٹ دیتے ہیں ۔ کوئی اچھا بندہ جو آپ کو پسند ہے، وہ آجائے ۔ جو عوام کی بھی خدمت کرے اور ملک کا نام بھی روشن ہو ۔ تو ہو جائے گا ان شاء اللہ ۔ یہ ایسے چل تو نہیں سکتا ناں ۔ ٹائم لگتا ہے ۔ قوموں کو Change ہوتے ہوتے ٹائم لگتا ہے ۔ بندہ جو ہے یہ ہو سکتا ہے کہ آج ہی فیصلہ کر لے کہ بدلنا ہے لیکن پوری قوم کو بدلنے میں وقت لگتا ہے ۔

It takes time.

یہ انبیاء کا کام ہے جو اندر Change کر دیتے ہیں ۔ دس بیس سال میں کایا پلٹ جاتی ہے ۔ یہ ان کا کام ہے ۔ وہ جو فرمایا ہے:

**رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ**(1) ۔

وہ تزکیہ کر دیتے ہیں ۔ اندر سے سب صاف کر دیتے ہیں ۔ اس سے انقلاب پیدا ہوتا ہے ۔ یہ بڑے بڑے شاعر، فلاسفر یہ سوچتے رہے کہ ہم بھی کام کرتے رہے ہیں لیکن یہ ہوا نہیں ۔ انہوں نے کیسے کر لیا؟ صوفیاء نے بھی کیا ۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا کہ صوفیاء نے یہ کیسے کر لیا کہ اپنی زندگی میں ہی ہزاروں لاکھوں لوگوں

---

(1) سورۃ البقرہ 2: آیت 129 ۔

کو بدل دیا۔اسی لئے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کا Choice یہ بنا۔ پہلے ذکر۔ذکر کو بنیاد بنایا۔ ہر بندہ صاحبِ ذکر بنے۔ اللہ اللہ کرے اور پھر اس بات کو کرے۔بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ Living wire کی طرح ہوگا، وہ تار جس میں بجلی ہوگی۔اس کی کرنٹ جو ہے وہ کام کرے گی۔وہ نماز بھی پڑھیں گے۔آپ کے کہنے پہ جو بھی آپ کہیں گے وہ کریں گے۔یہ کرنے کے لئے بنایا گیا ہے اس لئے سب کو یہ Actively کرنا چاہئے۔بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ ذکر اذکار کرو۔پاس انفاس کرو اور دیکھو، پھر بات چیت کریں لوگوں سے، آپ کی بات ضرور مانیں گے۔

ایک بھائی نے کہا کہ اب دوسروں کو دیکھتے ہیں، خود کوئی نہیں تبدیل کرنا چاہتا۔آپ فرمانے لگے کہ کسی نے دنیا کا نقشہ پھاڑ کے رکھ دیا۔ایک طرف اپنی تصویر تھی، اس کے دوسری طرف دنیا کا نقشہ تھا۔یہ پھاڑ کے دیا اور کہا کہ اسے جوڑ کے دکھاؤ۔دنیا ساری ٹکڑے ٹکڑے تھی، اس نے کہاں ٹھیک ہونا تھا۔اس نے اپنی تصویر دی کہ اسے ٹھیک کر کے دکھاؤ۔

یہ فٹافٹ ٹھیک ہوگئی۔آنکھ، ناک، کان جہاں آنے تھے، فوراً فٹ ہو گئے۔اس نے کہا کہ دیکھو یہ ٹھیک ہوئی تو پیچھے دنیا کا نقشہ تھا وہ بھی خود بخود ٹھیک ہو گیا۔اپنا نقشہ ٹھیک کرنا آسان تھا، اس نے کرلیا، پیچھے دنیا کا نقشہ تھا تو وہ خود بخود ٹھیک ہوگیا۔اپنے آپ کو ٹھیک کرلو، دنیا کا نقشہ خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔علامہ رحمۃ اللہ علیہ بھی کہتا ہے کہ

کارِ اقوام و ملل ناید درست
از عمل بنما کہ حق در دست تست

دنیاوی کام جو ہیں وہ ایسے ٹھیک نہیں ہو سکتے، جب تک تو ٹھیک نہ ہو جائے۔تو اپنے عمل سے ثابت کردے کہ حق تیرے ہی پاس ہے۔

Solution of all the problems.

ہمارے پاس ہے۔دنیا کے سامنے ثابت کر دے۔بہترین آئین تمہارے پاس ہے اس کو لگاؤ۔اس سے ثابت کرو۔دیکھو آکے ہمارے Set up۔یہ کیسے کرلیا کہ چھوٹا سا ملک ہے یہاں کوئی مانگنے والا نہیں۔کوئی بھیک نہیں مانگتا۔بڑے ٹھیک ٹھاک چل رہے ہیں۔لوگ بھی بڑے خوش ہیں۔لوگ تھوڑی کھاتے ہیں۔کچی پکی کھاتے ہیں، دال کھاتے ہیں لیکن سب خوش ہیں۔ہر کوئی خوش ہے۔جو خوش ہے وہ واقعی خوش ہے۔وہ کہتے ہیں کہ آدمی سمجھتا ہے کہ میں خوش ہوں تو وہ واقعی خوش ہوتا ہے۔

He is really so.

جو اپنے آپ کو عقلمند سمجھتا ہے وہ بیوقوف ہے۔جو سمجھتا ہے کہ میں خوش ہوں تو وہ واقعی خوش ہے۔خوش ہونا چاہئے اس بارے میں جب اس کے پاس یہ نقطہ ہے کہ

از عمل بنا کر حق در دست تست

جب Claim ہے کہ ہمارے پاس ہے تو وہ کیسے نہیں ٹھیک ہوگا۔آپ کا تمام نظام تعلیم۔آپ کے جرائم ہوں وہ اسی سے ٹھیک ہوں گے۔President نکسن (Richard Nixon) نے کتاب لکھی تھی Beyond peace اس نے کہا کہ یہ دنیا میں امن وامان جو ہے یہ صرف امن ہونے سے یا Education کرنے سے یا Material سے یہ جو ہم کہتے ہیں اس سے ٹھیک نہیں ہوگا۔اگر اس سے قوم خوش ہوتی ناں تو امریکن قوم دنیا کی سب سے زیادہ خوشحال قوم ہوتی۔ان کے پاس اتنا پیسہ ہے، یہاں تو کرائم کا نام بھی نہیں ہونا چاہئے۔کسی Satisfied society میں کرائم نہیں ہوتے۔اس نے کہا کہ ہمارا معاشرہ تو Guttered

crime with ہے۔ یہ کراچی، ڈھاکہ، مدراس اور کلکتہ کی جو جرائم پیشہ بستیاں ہیں، جو گڑھ ہیں یہاں ان سے بھی زیادہ جرائم ہماری بستی میں ہیں۔ امریکہ میں۔ اس نے کہا کہ اگر یہ درست ہو، ہمارا معاشرہ درست ہو، Satisfied ہو تو یہاں تو Crime ہونا ہی نہیں چاہئے۔

یہاں ہمیں نیند نہیں آتی ٹنوں کے حساب سے گولیاں کھاتے ہیں تب ہمیں نیند آتی ہے۔ ہر گھر میں چار ٹی وی ہیں، چار کاریں پارک کی ہوئی ہیں۔ سہولیات اور یہ سب کچھ ہے لیکن Peace نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ Next generation میں آنے والے ٹائم میں اگر کسی Power کو دنیا کو Lead کرنا ہے تو اس کو روحانیت میں Lead کرنا ہوگا۔ وہ اس سے نہیں خوش ہوتے۔ وہ کہتا ہے کہ ہم بھی جوان تھے تو یہی کہتے تھے کہ یہ لوگ چرچ کیوں جاتے ہیں؟ اس Bible کو پڑھنا، اس سے کیا ہوتا ہے؟ کام کرو، پیسے کماؤ، خوشحالی پیدا کرو، اس سے کیا فائدہ ہے؟ کہتا ہے کہ ہم بھی یہی کہتے تھے۔ Russia والے بھی یہی کہتے تھے کہ بس روٹی، کپڑا اور مکان مل جائے تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ وہ بھی ساٹھ (60ء) ستر (70ء) کے بعد Dip کر گئے۔ بغیر کسی جنگ کے نظام ختم ہو گیا۔ ہمارا بھی ختم ہو گیا۔ ہمیں بھی کچھ نہیں ملا۔ اب وہی بوڑھے ہیں۔ جو باتیں کرتے تھے اب خود بوڑھے ہو گئے ہیں۔ خوب پیسہ کمایا، پیسہ بڑا ہے مگر پھر بھی Satisfy نہیں ہیں۔ اب وہ بھی Bible پکڑے چرچ جا رہے ہیں۔ جو لوگوں کو منع کرتے تھے اب وہ چرچ کو جا رہے ہیں۔

آدمی ایک Material مشین نہیں ہے۔ یہ Material بھی ہے اور Spiritual بھی ہے۔ اس کو Spiritual satisfaction چاہئے۔ اس نے کہا کہ Peace قائم کرنے سے، جنگیں بند ہو جائیں، ساری دنیا میں بے شک

امن ہو جائے، ساری دنیا تعلیم یافتہ ہو جائے لیکن پھر بھی Satisfaction نہیں آئے گی۔ Spiritual satisfaction اس کو چاہئے۔ نکسن (Nixon) جو ہے وہ تو اپنے امریکہ کو درس دے رہا تھا کہ اگر آپ کو کرنا ہے تو آپ Spiritualism میں Lead کریں۔ وہ کیا کریں Spiritualism میں؟ ان کی Spiritualism تو اپنی ہی زخمی ہے۔ ان کے تین تو خدا ہیں۔ آج تک ان کو صحیح خدا ہی نہیں ملا کہ کون سا ہے؟ تین میں ایک اور ایک میں تین ہیں۔ وہ Satisfaction کیا کریں گے؟ بت پرست ہیں۔ ان کے چرچ تصویروں سے بھرے پڑے ہیں۔ جب تو حیدی Base ہی غائب ہو جائے تو Spiritualism کیسے ان کے پاس ہے؟ اور کس کو وہ مطمئن کریں گے؟ بس اس کی جو سوچ تھی وہ یہی تھی کہ اس میں یہ نہیں ہو سکتا اس نے کہا کہ Next generation میں جو قوم Spiritualism میں Deal کرے گی دنیا کو وہی قوم Lead کرے گی۔ یہ اب مسلمانوں نے ہی کرنا ہے۔ علامہ نے لکھا ہے کہ

اللہ کو پامردیٔ مومن پہ بھروسا
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

وہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس مشینیں بڑی زبردست ہیں۔ بم بڑے ہیں۔

اللہ کو مومن پہ بھروسا ہے۔ علامہ کہتا ہے کہ

تقدیرِ امم کیا ہے، کوئی کہہ نہیں سکتا
مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارہ

یہ سمجھ جانا چاہئے کہ کون جیتے گا؟ جسے اللہ پہ بھروسا ہے وہ جیتے گا یا جسے شیطان پہ ہے وہ جیتے گا؟ وہی جیتے گا جو اللہ پر قائم رہے گا۔ اپنے کام میں رہے گا، بس

وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ٹھیک ہو جائیں۔اپنے آپ کو ٹھیک کریں گے تب یہ سب ٹھیک ہوگا۔باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کا یا کسی کا کوئی لحاظ نہیں کیا،فرمایا کہ جتنی مرضی نمازیں پڑھیں، حج کریں، جب تک آپ کا کردار اور اخلاق ایسا نہیں ہوگا جیسا اللہ چاہتا ہے، مسلمان کبھی اپنا کھویا ہوا مقام حاصل نہیں کر سکتا۔جتنی مرضی نمازیں پڑھو۔ترقی کا معیار جو ہے وہ اخلاق ہے۔اس میں اگر ترقی نہیں ہے تو کچھ نہیں ہوگا۔کام کریں، اللہ آپ پہ Trust کرے گا۔آپ سنجیدہ قوم بن جائیں جیسے اُن کو کہا تھا:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ۔

خیرِ اُمت بن جائیں۔ایسے نہیں ہوگا۔دعائیں مانگتے رہیں جتنی مرضی۔نہ لیلۃ القدر میں کوئی دعا قبول ہوتی ہے، نہ خانہ کعبہ میں جا کے کوئی دعا قبول ہوتی ہے۔کون اُمت کے لئے دعا نہیں مانگتا؟ اسلام کو مدد دے دے، کشمیر دے دے، فلاں دے دے۔پہلے اپنی اپنی ادائیں تو دیکھیں۔دعائیں دیکھتے ہیں، ادائیں بھی دیکھیں ناں کہ ہماری کیا ہیں؟ ہمارا کردار کیا ہے؟ اللہ میاں کو سب سے زیادہ پیاری مخلوق ہے۔باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے کہ اگر چاہتے ہو کہ خدا تم سے پیار کرے تو اس کی مخلوق سے پیار کرو۔فقیری میں بھی لکھ دیا کہ مجنوں تو لیلیٰ کی گلی کے کتے سے بھی پیار کرتا تھا،تم کیسے محب ہو کہ اللہ کی بہترین مخلوق سے جو ان گنت صفات کا مظہر ہے،اس سے پیار نہیں کرتے۔تمہیں اللہ میاں کیسے اس مخلوق کو سونپ دے گا کہ تم اس پہ حکمرانی کرو۔جس کے پاس جذبہ ہوگا،اس کو اُٹھا دے گا۔قرآن میں بار بار کہا ہے:

تم نہیں کرو گے تو میں کسی اور قوم کو اُٹھا دوں گا جو تم جیسے بے عمل نہیں ہوں گے۔اچھا کام کرے گی، جو قوم معیار پہ اترے گی۔اب اُدھر (یورپ میں) مسلمان ہو رہے ہیں۔کیا پتا ہے کہ اللہ اُدھر اُنہیں میں سے کسی کو اُٹھا دے۔جرمن کو۔جیسے وہ

مسلمان ہو رہے ہیں، چل پڑے تو جتنی رشتہ داری آپ سے ہے، اُتنی ان سے ہے۔ اولادِ آدم سے ہے۔ ان کو پڑھایا ہوا ہے سارا سبق بہر حال آپ کا چوائس تو ہے ناں پہلے، مسلمان ہیں، ماننے والے ہیں، آپ کو ملے گا Chance تو اس کو کریں۔ یہ چلانے والا کام ہے۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا ہے، اس کو چلایا ہے۔

خدا کی مشیت میں اللہ کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ یہ پاکستان کا وجود میں آنا Miracle تھا۔ قائداعظم کی شخصیت وہ بھی Miracle شخصیت تھی۔ اللہ نے دے دیے۔ ان کو ٹیم چاہیے تھی، وہ ٹیم بھی اللہ نے اکٹھے دے دیے۔ وہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ بھی، وہ مولانا محمد علی جوہر بھی، سید برادران اور علی برادران وہ سارے اکٹھے ہی At a time وجود میں آگئے۔ سارے اچھے اچھے آگئے۔ انگریز کی، کانگریس کی، اور مسلمانوں کی بھی مخالفت کے باوجود پاکستان بن گیا۔

ایک بھائی نے کہا کہ باباجی اس کا قائم رہنا بھی تو Miracle ہی ہے۔

فرمانے لگے:

ہاں وہی تو ہے۔ Miracle تو ہے ہی۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے اکہتر (1971ء) والی جنگ کے بعد کہا کہ اگر یہ پاکستان بیس پچیس سال اور نکال گیا تو اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ بیس پچیس سال ہو گئے ہیں، اللہ کی مہربانی سے یہ ایٹمی پاور بن گیا۔ ایٹمی پاور بن گیا تو جنرل ہمارے جو ہیں حمید گل، انہوں نے کہا کہ آجائے انڈیا، اب اگر اس کو شوق ہے بڑا اکھنڈ بھارت بننے کا تو آجائے۔ میرا بھی سوا لاکھ سابق فوجی میرے ساتھ ہے۔ ان کو میں نے کہہ دیا ہے کہ ورزش شروع کر دیں۔ آجائے۔ اس (حمید گل) نے کہا کہ اس (انڈیا) کی ماں مر جائے اگر آنکھ ٹیڑھی کر کے دیکھے بھی ہماری طرف۔ ہمارے پاس جو سامان ہم نے بنا رکھا ہے اس کے لئے،

جو سٹور میں رکھا ہے، ہماری قوم کو نہیں پتا۔اس کو پتا ہے تو وہ کبھی آنکھ اُٹھا کے ہماری طرف دیکھ بھی نہیں سکتا۔ یہ اللہ کی مہربانی ہے۔ ہم نے جو Defensive weaponشروع کیا،اللہ نے اسے کامیابی دے دی۔میزائیل شروع کی،اس کے بعد شروع کی، ہماری میزائیل سب سے Latest ہے۔دنیا مانتی ہے۔ٹینک شور کیا اُنہوں نے ارجن (Arjun) وہ ابھی تک Successful نہیں ہوا۔ہمارے دو شروع ہوئے۔'الضرار'اور'الخالد' بھی، بڑے فرسٹ کلاس ٹیسٹ ہم نے کئے۔اب ان کی Marketing ہو رہی ہے، بیچ رہے ہیں۔جہاز شروع کیا JF-17 وہ بھی چل رہا ہے۔بڑا زبردست جہاز ہے۔جہاز کبھی کبھی،کوئی نہ کوئی تیار ہوتا ہے۔کوئی کوئی نکلتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی مدد سے جو Experiment کیا وہ بن رہا ہے۔

وہ کیس چل رہا تھا ناں بمبئی ہوٹل والا تو بڑا زور شور تھا کہ ہم یہ کر دیں گے،وہ کر دیں گے۔پاکستان کو امریکہ بھی ڈراتا تھا۔حمید گل نے تو کہا تھا کہ آجائے اگر اس کو شوق ہے اکھنڈ بھارت بنانے کا تو ابھی شوق پورا کر لے۔فوجیں آگئیں آمنے سامنے تو ثمر مبارک کو میرا خیال ہے کہ بلایا تھا۔یہ کسی ٹی وی چینل پر بیٹھا ہوا تھا تو اس سے میزائیل کی باتیں شروع کر دیں۔اس سے کہا گیا کہ سنا ہے کہ ہمارا میزائیل اچھا ہے۔اس نے کہا کہ اچھا ہی ہونا ہے،ہم بعد میں جو آئے۔ہماری میزائیلیں Latest ہی ہونی چاہئیں۔ہم اس Race میں بعد میں جو شامل ہوئے ہیں۔ہماری Latest technology ہے۔اس نے پوچھا کہ جی یہ گیارہ سو کلومیٹر تک اس کی رینج ہے تو اس کی Accuracy کتنی ہے؟اس نے کہا کہ Accuracy گیارہ سو کلومیٹر پر بھی ایک میٹر کا فرق ہوگا کہ یہاں گرتا ہے یا وہاں۔یہ نہیں کہ یہاں گراؤ اور کہیں اور جا پڑے۔ایسا نہیں ہے۔گیارہ سو کلومیٹر کے بعد بھی اس میں ایک میٹر کا Accuracy کا

فرق ہوگا۔اس نے کہا کہ ہماری میزائیلیں ایسی ہیں کہ اگر ہم چاہیں کہ یہ انڈیا کی فلاں بلڈنگ کی فلاں کھڑکی سے داخل ہوتو اسی سے داخل ہوگی۔اب اتنا Important آدمی ٹی وی پہ آ کے ایسے انکشافات کرے گا تو ہندوستان کو تو پتا چل جائے گا۔

ایک بھائی نے کہا کہ ہمارا ایٹم بم بھی تو ان سے کامیاب ہے۔آپ فرمانے لگے: ان کے تو کامیاب ہوئے ہی نہیں تھے۔ ہمارے کامیاب ہوئے تھے۔ زبردست ہیں۔اچھی ٹیم ہے ہماری جو کام کر رہی ہے۔بڑے نیک قسم کے مجاہد قسم کے لوگ ہیں جو Defense development میں لگے ہوئے ہیں۔صبح تلاوت ہوتی ہے،قرآن کا درس ہوتا ہے،پھر وہ کام شروع کرتے ہیں۔باباجی ؒ نے کہا کہ یہ پاکستان اگر بیس (20) پچیس (25) سال اور نکال گیا تو اس کی ہوا کو بھی کوئی نہیں دیکھ سکتا۔اللہ نے کیا کہ پاکستان ایٹمی پاور بن گیا۔

پرویز مشرف جیسا بھی تھا اس نے قوم کو خطرہ نہیں دلایا کہ ہندوستان باڈر پہ آ کے بیٹھا ہے۔ کہتا ہے: پرواہ نہیں۔بیٹھا ہے بیٹھا رہے،ہم نے کوئی چوڑیاں نہیں پہن رکھیں۔آمنے سامنے بیٹھے رہے مگر اس نے کوئی ایمرجنسی ڈکلیئر نہیں کی تھی۔وہاں اُنہوں نے Declare کر دی تھی، Special tax لگا دیے تھے، War tax لگا دیا تھا۔اِس نے کہا کہ کوئی بات نہیں بیٹھا ہے تو بیٹھا رہے۔اُن کا خرچہ زیادہ ہو رہا ہے،ہمارا تھوڑا ہوتا ہے،بیٹھے رہیں۔یہاں کوئی نہ ایمرجنسی لگی، نہ ملک بند ہوا کہ وہ بیٹھا ہے۔بیٹھے رہے آمنے سامنے۔

یہ بھی بات ہے کہ ہم ڈرتے نہیں۔باباجی ؒ وہ سنایا کرتے تھے کہ ہندو اور مسلمان لڑ پڑے۔ہندو بھی تگڑا تھا۔ہندو نے مسلمان کو گرا دیا۔اوپر چڑھ گیا۔اس کے سینے پہ بیٹھ گیا۔اوپر بیٹھ کے رونے لگ گیا۔کسی نے کہا کہ روتے کیوں ہو؟ اوپر

چڑھے ہو۔ کہتا ہے کہ یہ اُٹھے گا تو مجھے مارے گا (قہقہہ)۔ اُٹھ گیا تو مجھے مارے گا۔
ہیں تو ایسے وہ۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہم اس معیار کے مسلمان نہیں تو وہ کافر بھی
اُس معیار کے نہیں ہیں۔ ابوجہل ہے کہ مرتا مر گیا۔ کہنے لگا کہ میری گردن ذرا اونچی
کاٹنا کہ پتا چلے کہ کسی سردار کی گردن ہے۔ مٹ گئے، مر گئے، لیکن ایمان نہیں لائے۔
کہنے لگے کہ ہم مسلمان اُس معیار کے نہیں ہیں تو وہ کافر بھی اُس معیار کا نہیں ہے۔
باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ون، ٹو کی Ratio کر لو۔ خدا نے قرآن میں ایک دو کی
Ratio بتائی ہے۔ جب سو ہو گا تو دو سو پہ غالب رہے گا۔ اگر ایک دو کی Ratio کرو
تو ہماری فوج ایک ہفتے میں Walk over کر جائے گی۔ پاکستان کی اتنی دہشت
ہے۔ وہ (بھارت) Six or One/Five سے بھی ڈرتا ہے۔ اس کو شرم آنی
چاہئے ڈرنے والی بات کرتے ہوئے کہ پاکستان یہ رکھتا ہے۔ حملہ کرے گا، ہمیں یہ کر
دے گا، وہ کر دے گا۔ اتنی طاقت ہونے کے باوجود ایسی باتیں کرتا ہے۔ پاکستانی
جناب بالکل Ready ہیں، جنگ سے نہیں ڈرتے، نہ موت سے ڈرتے ہیں۔ یہ
بڑی بات ہے۔ موت سے تو ہر بندہ ڈرتا ہے۔ بس مسلمان ہے جسے پاگل کہیں یا جو
مرضی کہہ لیں لیکن یہ جذبہ ایسے ہی ہے۔

امریکن نے کیوں 9/11 کے بعد قرآن پڑھنا شروع کر دیا؟ کہ ہے کیا ان
کو؟ پاگل ہیں؟ یہ کتاب ان کی کیا سکھاتی ہے؟ اس وقت سب سے Best seller
قرآن ہی ہو گیا۔ سعودی عرب نے بھی پہنچا دیئے کہ یہ پڑھو۔ مفت دے دیئے کہ
پڑھو۔ وہ کہتے ہیں کہ کتاب تو پڑھو، یہ کیا سکھاتی ہے؟ ہم تو مرنے سے ڈرتے ہیں، یہ
جان شوق سے دینے کے لئے پھرتے ہیں۔ جنگ افغانستان میں ہوئی ہے اور ساری
دنیا سے مسلمان مجاہدین یہاں آ کے اکٹھے ہو گئے ہیں۔ اسامہ بن لادن جیسے

امیر زادے، رئیس زادے، وہ سب اِدھر آ گئے ہیں۔باقی بھی اسی طرح ہی ہے۔یہ جنون ہے، یہ ایسے بن نہیں سکتا۔یہ اللہ کی دَین ہے۔

جب لاہور میں جنگ لڑی جارہی تھی تو جنگ میں جہازوں کی تو Dog fighting ہوتی ہے، یہ لاہوری چھت پہ چڑھ کے جیسے پتنگ کھیلتے ہیں، وہ بوکاٹا لگے ہوئے تھے۔وہ (فوجی) کہتے تھے کہ خدا کے لئے اندر بیٹھو، ہم نے فائرنگ کرنی ہے، مرجائیں گے۔اپنی میں لگے ہیں، کون سنتا ہے؟ کسی کو کوئی ڈر نہیں تھا کہ مرجائیں گے۔بابا جی رحمۃ اللہ علیہ بھی گلبرگ میں اس وقت تھے تو کہتے کہ میں تو اِدھر ہی بیٹھا رہتا تھا۔مورچے کھودے ہوئے تھے، کہا کہ تم مورچوں میں جاؤ۔اگر بم اِدھر ہی گرنا ہے، میرے اوپر ہی گرنا ہے تو ٹھیک ہے۔جنگ میں باہر بیٹھے تھے۔بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ اتنے فرشتے ساری عمر کبھی نہیں دیکھے۔ایسے فرشتوں کے پَرے کے پَرے آتے تھے آسمان کی طرف سے شاور Land کر جاتے تھے۔اتنے فرشتے تو ساری عمر میں نہیں دیکھے۔اگر آپ کھڑے ہو جائیں گے تو اللہ کی نصرت تو ساتھ ہوگی ہی۔یہ ناممکن ہے کہ یہ نہ ہو

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

وہ پھر آ جائیں گے۔کوئی ایسی بات نہیں۔اللہ تعالیٰ کو حالات بدلنے میں کوئی دیر نہیں لگتی۔جب وہ چاہتا ہے سب کچھ ٹھیک ہو جاتا ہے۔لیکن ان پہ جو ذمہ دار آدمی ہوں گے، جو اچھا کام کرنے والے ہیں ان کو بھی اللہ نوازے گا۔بڑے کام کر رہے ہیں ان کی بھی عزت ہوگی۔

(نشاط کالونی لاہور بروز جمعرات قبل از روانگی برائے سالانہ دورہ 2012ء ضلع ملتان)

# محفل 80

سوال کیا گیا کہ یہ جو حدیث ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو طرح کی تعلیم دی ہے۔ ایک وہ تعلیم جس کو ہم بیان کرتے ہیں اور دوسری وہ تعلیم کہ جس کو ہم بیان کریں تو لوگ میری شہ رگ کاٹ دیں۔ یہ کس طرف اشارہ ہے؟ کیا یہ تصوف کی تعلیم کی طرف اشارہ ہے؟ جواب میں آپ نے فرمایا:

تصوف میں ایسا کیوں ہو؟ تصوف تو یہ ہے جو ہمیں بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا ہے۔ یہی تصوف ہے۔ اب جو تعلیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی وہ سب کو دی ہوگی۔ باقی بھی تو صحابہ تھے۔ وہ نہیں بتاتے تھے؟ یا اُنہوں نے نہیں بتایا؟ سب کے پاس تعلیم تھی۔ سب کو تعلیم دی تو سب کو معلوم ہونی چاہئے۔ کیا تعلیم تھی؟ یہی تعلیم تھی جس کا اشارہ اب تک ہو رہا ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ یہی تعلیم ہے جو سب کے سامنے سب کو دی۔ قرآن و سنت کا کہا کہ یہ میں چھوڑے جا رہا ہوں۔ اس کو پکڑ کے رکھو، کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ بس یہی بات ہے۔

ایک بھائی نے کسی عالم کا حوالہ دیا کہ ان کا خیال ہے کہ اس طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کو مشکوک بنانے والی بات ہے۔ آپ فرمانے لگے: ہاں جی! کہ سب کو نہیں بتایا، چھپا کے رکھا۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ جو تعلیم ہے وہ سب کو دے دی گئی۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے کہ میں نے سب کچھ بتا دیا ہے۔ خدا کی قسم! سب کچھ بتا دیا ہے۔ لکھ دیا ہے۔ کوئی چیز چھپا کے نہیں رکھی۔ اب فقیری میں بھی کہتے ہیں کہ:

فقیرا فقیری دور ہے
اونچی لمبی کھجور ہے
چڑھ جائے گا تو بیڑا پار ہے
گر گیا تو چکنا چور ہے

اب اس کا کیا مطلب ہے؟ چکنا چور والی کیا بات ہے؟ تھوڑا کرو گے تو تھوڑا ملے گا۔ زیادہ کرو گے تو زیادہ ملے گا۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہا کہ فقیری کا ایک پیسہ بھی جو ہے وہ دنیا کے کروڑوں سے اچھا ہے، اس پہ شکر کرو۔ کسی کو تھوڑی سی بھی لاگ لگی ہو تو وہ بھی کافی ہے۔ کچھ نہ کچھ اس لائن میں لگے ہو تب بھی بہت ہے۔ یا تو کام کر دیا پھر اونچے خواب نہ دیکھو۔ یہ نہیں ہے کہ چکنا چور ہو جائے۔ کیوں؟ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں تو استاد ہوں، میں تو Teacher ہوں۔ Teacher پڑھاتے ہیں، سارے سامنے تیس چالیس سٹوڈنٹ بیٹھے ہوتے ہیں۔ ان میں کوئی لڑ کا بورڈ ٹاپ کرتا ہے، کوئی فیل ہو جاتا ہے۔ اس نے سبق دوسرا تو نہیں بتایا، علیحدہ تو نہیں پڑھایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ٹیچر ہیں۔

**انما بعثت معلما۔**

مجھے معلم بنا کر بھیجا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ میں ٹیچر ہوں۔ جیسے جیسے عمل کرو گے ویسے ویسے فائدہ ہوگا۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے پڑھا دیا ہے۔ جیسا کرو گے اللہ اس سے زیادہ نوازے گا۔ یہ Secret والی باتیں نہیں ہیں۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ پسند نہیں تھیں۔ اب بھی لوگ یہ غوث اور قطب اور ایسی باتیں کرتے ہیں۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اس لائن میں بالکل نہیں آنے دیتے تھے۔ کہتے تھے کہ کدھر ہے سیکرٹ سروس؟ یہ ہماری مسجدوں میں گھوڑے، گدھے باندھے گئے۔ بادشاہی مسجد میں یہ

ہوا۔ کسی کو اعتبار نہیں تو جاؤ، دیکھو، تاریخ کو۔ گھوڑے گدھے باندھے گئے۔ سنگِ مرمر جو ہیں یہ سارے اتار کے گوردوارے میں لگا دیئے گئے تھے۔ کدھر تھے وہ غیرت مند مسلمان جو کہتے تھے کہ یہ خنجر ٹوٹ سکتا ہے، خم کھا نہیں سکتا؟ کہاں تھے؟ یہ پنجابی؟ یہ پٹھان؟ یہیں تھے یہ اس وقت۔ پنجاب اُس وقت ایک ہی تھا۔ سب سے زیادہ غیرت والے تو یہ ہیں ناں، تو کدھر تھی غیرت؟ باباجی رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ وہ کدھر تھے سیکرٹ سروس والے سب؟ یہ غوث اور قطب جو ہیں جو کہتے ہیں کہ اندر حکومت ان کی ہے۔ یہ وہ کرتے تھے؟ یہ انہوں نے ڈیڑھ سو سال ہمیں جوتے پڑوائے؟ ہماری مسجدوں کا تقدس برباد کرایا؟ تو کہاں تھے وہ سیکرٹ سروس والے؟ ایسی سیکرٹ سروس تھی تو ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کہا: کوئی سیکرٹ سروس نہیں ہے۔ تم صحیح کام کرو تو تمہارے سامنے اللہ کے حکم کے مطابق ساری طاقتیں کام کریں گے۔ پینسٹھ (1965ء) کی جنگ میں فرشتے اترے۔ وہ اکہتر (1971ء) کی جنگ میں فرشتے کہاں تھے؟ اکہتر (1971ء) میں جنگ ہوئی تو وہاں فرشتے کیوں نہ آئے؟ مسلمان ہی مسلمان کے ساتھ لڑ رہا ہے۔ گلے کاٹ رہا تھا۔ یہاں تو بڑے معجزات تھے کہ جو وہ بم پھینکتے تھے۔ ایک بابا دریائے راوی سے بم پکڑ کے اُدھر پھینک دیتا۔ کیا تھا یہ؟ وہ بم کے انتظار میں پھرتے تھے؟ کیا ہے یہ سب؟

## ضمنی باتیں:

ایک بزرگ بھائی (نیاز صاحب المعروف ڈیجیٹل بابا) ذکر میں اتنی دیر سے پہنچے کہ سب ذکر سے فارغ ہو چکے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ انڈر پاس بن رہا ہے جس کی وجہ سے ویگن نے بہت دیر کر دی۔ فرمایا: ہاں جی۔ یہ ایسے ویسے تو نہیں بنتا ناں جی۔ مزاح کا ماحول بنا اور آپ نے فرمایا: جنگ میں ٹرینیں لیٹ ہوتی تھیں۔ راستے میں بمباری ہوتی تھی تو ٹرینیں کھڑی کر دیتے تھے۔ ساری ٹرینیں لیٹ آتیں۔

کوئی پانچ گھنٹے، کوئی آٹھ گھنٹے ۔ایک بندہ اسٹیشن پہ گیا تو خیبر ایکسپریس ٹھیک ٹائم پہ پہنچ گئی ۔اس نے کہا: کمال ہے، جنگ کے دوران ٹھیک ٹائم پہ آگئی ہے ۔اسے کسی نے بتایا: یہ آج کی نہیں جناب، یہ کل والی ہے (قہقہے)۔پوری چوبیس گھنٹے لیٹ ہے۔

کسی بھائی کو محفل میں مناسب جگہ دیتے ہوئے کہا گیا کہ آپ ادھر آجائیں۔اس پر فرمایا: آپ وہاں ٹھیک نہیں لگتے، اپنے ہم جولیوں کے پاس آ کے بیٹھو۔آپ ان کے ساتھی ہو۔پیر بھائی بھی ہیں اور پیڑ بھائی بھی ہیں (قہقہے)۔مزید فرمایا: پیڑ بھائی بھی ہیں ناں؟ یہ گھٹنوں میں پیڑ۔

خادم حلقۂ توحید یہ لاہور جناب میاں محمد انور صاحب سعودیہ میں اپنے بچوں کے پاس تھے۔ان کے بارے میں بتایا گیا کہ ان کا فون آیا تھا، وہ خیر خیریت پوچھ رہے تھے۔اس پر فرمایا: آپ یہاں ان کا کام ٹھیک رکھیں بس۔پیچھے یہاں ان کا کام صحیح چل رہا ہے؟ ورکشاپ؟ (قہقہے)۔فرمایا: انہیں ورکشاپ کی اطلاع دیتے رہا کرو کہ یہاں ورکشاپ چل رہی ہے۔انہیں وہاں اس کی فکر نہ لگی رہے۔

بزرگ بھائی نے آپ کو عجوہ کھجور پیش کی۔آپ نے فرمایا: عجوہ۔جزاک اللہ جی۔پہلے بھی آپ نے عجوہ منگوا کر دی تھی۔یہ جو عجوہ ہے ناں یہ ساری بیگم ہماری کھا جاتی ہے۔ان کو Heart (دل) کا مسئلہ ہے۔عجوہ پیش کرنے والے بزرگ بھائی نے کہا: لکھا ہوتا ہے کہ بائی پاس مت کرائیں، عجوہ کھائیں۔اس پر آپ نے فرمایا: کہتے ہیں کہ گٹھلیوں سمیت کھاؤ۔دوسرے بزرگ بھائی نے فرمایا: یہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔اس کے جواب میں فرمایا: جی۔یہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو کھلائی گئی تھیں۔یہ کسی کالم میں جاوید چوہدری نے کسی جنرل کا لکھا تھا کہ اس نے بھی کھایا تو ٹھیک ہو گیا۔

ایک بھائی نے کہا کہ گٹھلیوں سمیت کھائی ہوتی ہیں، دوسرے بھائی نے کہا کہ یہ گٹھلیاں بہت سخت ہوتی ہیں، کوٹی نہیں جاتیں۔ایک اور بھائی نے کہا کہ کوٹنے سے

ٹوٹ جاتی ہیں۔ان باتوں پر آپ نے فرمایا: لوہے کا جو امام دستہ ہے یا تو اس میں کوٹی جا ئیں۔ ہمارا لڑکا وہ دوری میں کوٹنے لگا تھا، اس نے ایک ایسا ڈنڈا مارا کہ وہ دوری ہی ٹوٹ گئی (قہقہے)۔ یہ پتھر کی نہیں ہوتیں، آج کل سیمنٹ کی بنائی ہوتی ہیں۔ وہ اس میں گٹھلیاں کوٹنے لگا تو دوری ہی توڑ دی۔لوہے کا جو امام دستہ ہے اس میں کوٹ سکتے ہیں۔

اس بات پر ایک اور بزرگ بھائی نے کہا: اسے کھجور سمیت کہتے ہیں کہ کوٹا جائے تو گٹھلی ٹوٹ جاتی ہے۔ان باتوں پر آپ نے فرمایا: طب کا ایک اصول ہے۔ جو چیز انسانی جسم کے جس حصے سے مشابہت رکھتی ہے وہ اس کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ سیب ہے، دل سے مشابہت ہے تو یہ دل کے لئے مفید ہے کہ سیب کھلاؤ، مربہ کھلاؤ۔پیٹھہ ہے،حلوہ کدو، یہ سر سے مشابہت رکھتا ہے، اس کا حلوہ کھاؤ، ویسے سالن میں کھاؤ۔اخروٹ ہے۔اس کے اندر جو مغز ہے اس کی انسانی دماغ سے مشابہت ہوتی ہے، وہ دو پارٹ میں ہوتا ہے، اس کا ہے کہ کھاؤ یہ دماغ کو تقویت دیتا ہے۔باقی بھی چیزیں ایسی ہیں۔وہ ماہر طب کہتے ہیں کہ یہ اس کے مطابق ہوتا ہے۔کھجور جو ہے اس کی بھی مہروں سے مشابہت ہوتی ہے۔مہروں میں جو ہڈیاں ہوتی ہیں، یہ ان جیسی ہوتی ہے۔اس کا بھی کہتے ہیں کہ کھجور کی گٹھلیوں کا ویسے علیحدہ ہی حلوہ بنا کے کھاؤ تب بھی بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ ہمارے پاس ایک مولوی آتا تھا اس کے گاؤں میں یہ کھجور کی گٹھلیوں کا حلوہ بنتا تھا، کبھی کبھار وہ لے آتا تھا۔

ایک بھائی نے بتایا کہ میں کھجور کی کوئی آدھا کلو گٹھلیاں شاہ عالمی میں لوہاری (لاہور) کے ساتھ ایک پاپڑ منڈی ہے، وہاں لے گیا تھا۔انہوں نے مجھ سے بیس روپے لئے، ایک کٹر میں ڈالا اور پاؤڈر بنا کے دے دیا۔آپ نے فرمایا: ہاں جی! کوئی نہ کوئی علاج ہر چیز کا ضرور ہونا ہے۔

(نشاط کالونی لاہور بروز جمعرات قبل از روانگی برائے سالانہ دورہ 2012ء ضلع ملتان)

# محفل 81

اعمال میں تین گریڈ ہوتے ہیں۔علم ہے کہ پڑھو، دوسرا عمل ہے، پھر آگے ہے خلوص۔اخلاص۔وہ یہ کہ محض اللہ کی رضا کے لئے ہے۔اگر اخلاص کا یہ پارٹ نہیں ہوگا، تو صحیح پارٹ ادا نہیں کریں گے، نہ عمل، نہ علم۔عمل کے ساتھ اخلاص جو ہے وہ تیسرا پارٹ ہے۔کہتے ہیں کہ یہ تیسرا پارٹ جو ہے، یہی تصوف ہے۔اخلاص کا پیدا کرنا، یہی تصوف کا پارٹ ہے۔وہ عقائد کا ہے پہلے شریعت آگئی۔شریعت کے اعمال ہو گئے۔یہ نماز، روزہ، یہ ادا کرنا ہے، وہ آپ نے کیا تو عمل ادا ہو گیا۔ مولانا مودودی صاحب ؒ نے بھی وہ جو دینیات رسالہ ہے۔ ان کا Towards understanding Islam اس میں ایک جملہ لکھا ہے، وہ میں نے کسی رسالے میں نقل بھی کیا۔انہوں نے لکھا ہے کہ وہ تیسرا جو پارٹ ہے اسے اخلاص کہتے ہیں تصوف جو ہے یہ علیحدہ پارٹ نہیں ہے۔ یہ دین کا ہی پارٹ ہے لیکن اس سے محکمہ جو ڈیل کرتا ہے اس کا نام تصوف ہے۔

نماز کا ٹائم ہو گیا ظہر کا، ٹھیک ٹائم پر آپ نے صحیح وضو کیا، کپڑے پاک تھے، جائے نماز پہ آئے، آپ نے نماز ادا کی۔فاتحہ پڑھی اور باقی یہ سب کچھ تو شریعت کے لحاظ سے آپ کی نماز ہو گئی۔وہ بات کہ نماز کے اندر دھیان بھی اللہ کی طرف تھا کہ نہیں

تھا، شریعت کو اس سے کوئی غرض نہیں۔ شریعت کے لحاظ سے آپ کی نماز ہو گئی، آپ کے خیالات جدھر مرضی پھر رہے تھے۔ آپ نے شرائط کے ساتھ نماز ادا کی ہے تو آپ کی نماز ہو گئی۔ اس کی Grading آٹھ (8) کی ہے یا بیس (20) کی تو یہ الگ بات ہے۔ شریعت کی رو سے کمال کی بات یہ ہے کہ **اللہ اکبر** کہنے سے سلام پھیرنے تک اللہ کے سوا کوئی خیال نہ آئے۔ یہ اخلاص ہے۔ یہ ڈیپارٹمنٹ جو اس کا خیال کرتا ہے، اس کا نام مولانا مودودی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ تصوف ہے۔ تصوف نہ تو اسلام کے خلاف ہے اور نہ ہی اس سے باہر ہے۔ مجدد الف ثانی نے بھی یہی لکھا ہے۔ ان کی مولانا مودودی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تائید کر رہے ہیں اور یہی صحیح ہے، جس کو آپ مانتے نہیں ہیں۔

بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ شریعت ہے اور یہ طریقت ہے۔ یہ علیحدہ کیسے ہو گیا؟ شریعت ایک Rule ہے جو ہر مسلمان پہ لاگو ہے، اُس نے اس پہ عمل کرنا ہے۔ خواہ امیر ہو، غریب ہو، بادشاہ ہو، چپڑاسی ہو، ہر ایک نے اس پہ عمل کرنا ہے۔ تیسرا جو ہے یہ خلوص ہے۔ اس کا طریقہ جو بتایا کہ کیسے روحانیت کا علم ہو گا، اس کا نام طریقت ہے۔ عمل جو بتایا کہ کیسے کرنا ہے، اس کا نام طریقت ہے۔ یہ اسلام سے باہر کیسے ہو گیا؟ تینوں پارٹ ہیں۔ تینوں ہی اس کے ہیں۔ جو حدیث جبرائیل ہے کہ اسلام کیا ہے؟ ایمان کیا ہے؟ احسان کیا ہے؟ ایک وہ ہے جو عقائد ہیں کہ اسلام کیا ہے؟ اسلام وہ ہے۔ کرو۔ دین کے ارکان ہیں۔ یہ نماز، روزہ وغیرہ یہ ادا کرو۔ احسان کیا ہے؟ بندگی ایسے کرو گویا کہ خدا کو دیکھ رہے ہو۔ یہی تصوف ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بھی ہے کہ اگر تم دو رکعت نماز ایسی پڑھو کہ شروع کرنے سے سلام پھیرنے تک درمیان میں تمہارا نفس کوئی بات نہ کرے۔ اپنی

بات نہ کرے، سوائے نماز کے کوئی خیال بیچ میں داخل نہ ہو، اللہ اگلے پچھلے سارے معاف کر دے گا۔ دو (2) رکعتوں کی بات ہے۔ یہ ہے نماز کی اصلیت۔ وہ کرو۔ فرمایا کہ اس کا نام احسان ہے۔ بندگی کرو۔ نماز نہیں کہا کہ نماز پڑھو۔ اب پھر ہم اس کو محدود کر لیں گے۔ بندگی ایسی کرو کہ گویا خدا کو دیکھ رہے ہو۔ نماز نہیں پڑھو، پوری زندگی ایسے بسر کرو کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔ میرے ہر عمل پر نظر ہے۔

**وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ**(1)۔

تم کہیں بھی ہو، وہ تمہارے ساتھ ہے، دیکھ رہا ہے جو تم کرتے ہو۔ اس خیال کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ یہ احسان ہے۔ جب وہ نکل گئے باہر تو حضور ﷺ نے فرمایا دیکھنا ذرا باہر جا کے یہ بندہ کون تھا؟ صحابہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کوئی نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل تھے، آج مجھے پہچاننے میں اتنی دیر لگی۔ یہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ یہ آپ لوگوں کو دین سکھانے کے لئے آئے تھے۔ تو تین چیزیں اس میں بیان کر دیں: ایمان اور اسلام اور احسان۔ تو یہ ہے تصوف۔ یہ خلوص جو ہے یہی Multiple کرتا ہے۔ خلوص کا صفر ہونا ہی اعمال کو ضائع کر دیتا ہے۔ اللہ کہتا ہے: ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ نہ اسے نماز کی ضرورت ہے، نہ اسے روزے کی ضرورت ہے، جس میں تم نے جھوٹ نہیں چھوڑا، جھوٹ پہ عمل نہیں چھوڑا۔ خدا کو بھوکا اور پیاسا رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ اب نماز شروع ہوتی ہے۔ **اللہ اکبر** کہہ دیا تو پھر بٹن باندھنے شروع کرتے ہیں، داڑھی سے کھیلنا شروع کر دیا۔ یہ تو نماز نہیں ہے۔

یہ تکبیر تحریمہ ہے۔ اسے تکبیر تحریمہ کیوں کہتے ہیں؟ تکبیر تو ہے **اللہ اکبر**۔

(1) سورۃ الحدید 57: آیت 4۔

نعرۂ تکبیر: **اللہ اکبر** ۔یہ تکبیر ہے۔اللہ کی بڑائی بیان کرنا۔یہ تکبیرِ تحریمہ ہے۔وہ تکبیر جو دوسری چیزوں کو حرام قرار دے دیتی ہے۔ **اللہ اکبر** کہہ دیا، ہاتھ بندھ گئے، اب آپ ہاتھ نہیں کھول سکتے۔جس چابی سے باندھتے ہو، **اللہ اکبر** ، یہی چلے گی تو پھر ہی کھلیں گے۔ **اللہ اکبر** ہو گی تو پھر ہاتھ کھولیں گے۔یہ (اس سے قبل) کھل گئے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ نے یہ ہاتھ باندھے ہی نہیں ہیں۔پھر یہ شلوار صحیح کرنی شروع کر دی۔مسئلہ لکھا ہوا تھا کہ دونوں ہاتھ سے اگر بندہ کوئی کام کر رہا ہے ایسے کہ پتا چلے کہ نماز میں نہیں ہے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ایک ہاتھ باندھ کے کوئی کرتا ہے تو چلو پھر بھی ہے۔یہ نہ کریں۔سارا کچھ تیار ہو کر آئیں اور نماز ادا کریں۔اس میں سوائے نماز کے کوئی چیز داخل نہ ہو۔اگر آپ نے چھینک ماری اور کہا: **الحمدللہ** ۔حالانکہ اللہ کی تعریف کی، آپ کی نماز ٹوٹ جائے گی۔کسی نے خبر دی کہ پاکستان جیت گیا، کہا: **سبحان اللہ** تو نماز ٹوٹ گئی۔کوئی قرآن غلط پڑھ رہا ہے، آپ نے تصحیح کر دی، آپ کی نماز ٹوٹ گئی۔نماز سے باہر کوئی ایک لفظ ادا نہیں ہو سکتا۔کوئی عمل چاہے کتنا ہی اچھا ہو۔یہ تکبیرِ تحریمہ ہے، اس سے ہاتھ باندھے ہیں۔

ایک دن ٹی وی پہ ایک ماہرِ نفسیات آیا ہوا تھا۔وہ کہتا ہے کہ دنیا کا سروے ہوا کہ کون سے لوگ اطمینانِ قلب والے ہیں۔یورپ کے لوگ بھی بڑے اچھے تھے۔ان کے پچیس (25) فیصد لوگ معتدل تھے۔سب سے اچھے امریکن تھے۔وہ ان سے بھی اچھے تھے۔انہوں نے کہا کہ افسوس کی بات ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔جو نمازیں پڑھتے ہیں، آیتیں بھی پڑھتے ہیں:

**أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ** (1)۔

---

(1) سورۃ الرعد 13: آیت 28۔

اللہ کے ذکر سے دلوں کا اطمینان ملتا ہے۔افسوس کی بات ہے کہ ہمارا اطمینا ن کا لیول سب سے نیچے تھا۔ ہمارے لوگ پانچ (5)، دس (10) Percent تھے۔ حالانکہ بات یہ ہے کہ قرآن کی بات تو ٹھیک ہے لیکن اس کی Quality (معیار) چاہئے۔اس ذکر کی Quality چاہئے۔ Quality نہیں ہے تو پھر کیسے ہوگا؟ وہ کہتا ہے کہ شرم کی بات تھی، ہم سب سے نیچے تھے۔پھر اس نے لطیفہ سنایا۔کہتا ہے کہ میں پشاور گیا ہوا تھا۔مولوی صاحب نے عشاء کی نماز پڑھائی۔ رولا پڑ گیا کسی نے کہا کہ چار پڑھائی ہیں، کسی نے کہا کہ تین پڑھائی ہیں۔مولوی صاحب کہیں کہ میں نے چار پڑھائی ہیں۔ایک حاجی صاحب تھے انہوں نے کہا کہ نہ جی۔ مجھے پکا یقین ہے کہ مولوی صاحب نے تین رکعت پڑھائی ہیں۔(انہوں نے پوچھا کہ) آپ کو کیسے پتا ہے جی حاجی صاحب؟ سارے کہہ رہے ہیں کہ شک وشبہ والی بات ہے کہ تین پڑھائی ہیں یا چار پڑھائی ہیں، آپ کیسے کہتے ہیں کہ تین پڑھائی ہیں؟ کہتے ہیں: دیکھو! ہماری چار دکانیں ہیں۔ہم ہر رکعت میں ایک دکان کا حساب کرتے رہے۔آج تین دکانوں کا حساب کیا ہے، انہوں نے سلام پھیر دیا ہے (قہقہے)۔ مجھے پکا یقین ہے کہ انہوں نے تین ہی پڑھائی ہیں۔ یہ ہماری نماز کی حقیقت ہے کہ حاجی صاحب جو ہیں وہ ہر رکعت میں دکان کا حساب کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ تین کا حساب ہوا ہے، سلام پھر گیا ہے۔ مجھے پکا یقین ہے کہ تین ہی رکعتیں پڑھائی ہیں۔یہ ہماری نمازیں ہیں۔

بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر

ایں چنین تسبیح کی دارد اثر؟

یہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ زبان پہ تو تسبیح چل رہی ہے، دل کے اندر گائے چر رہی ہے کہ وہ گائے کو گھاس ڈالنا تھا، وہ ڈالا یا نہیں۔ تو اس تسبیح کا کیا فائدہ ہوا؟ ساتھ چلے دل اور زبان۔ یہ ساتھ چلیں، اس کے ساتھ ساتھ چلے آدمی۔ جو کہہ رہے ہیں اس کے ساتھ چلے۔ خدا نے قرآن میں نہیں کہا کہ نماز کے قریب مت جاؤ جب تم نشے میں ہو؟ اس نشے کی تعریف یہ کی کہ جب تمہیں یہ نہ پتا چلے کہ میں منہ سے کیا کہہ رہا ہوں۔ یہ نہیں کہا کہ افیم کا یا کوئی ہیروئن پی ہو۔ کہا کہ جب تمہیں یہ نہ پتا چلے کہ میں منہ سے کیا کہہ رہا ہوں، سمجھ لو یہ نشہ ہے۔ کسی چیز کا ہو، کاروبار کا، کسی بندے کا، کسی عورت کا کہ آپ پڑھ رہے ہیں تو پتا نہیں کہ کیا کہا۔ مولوی صاحب آگے پڑھ رہے ہیں، انہیں نہیں پتا کہ مولوی صاحب نے کون سی سورت پڑھی تھی۔ آپ پڑھی ہے تو اس میں بھی نہیں پتا۔ اَلَم تَرَ کَیفَ ... کا گھوٹا لگایا ہے تو اَلَم تَرَ کَیفَ ... چل جائے گا۔ اِنَّـا اَعـطَینٰـکَ ... پڑھنی ہے تو وہ آٹومیٹک پڑھ جائیں گے لیکن پتا نہیں ہوگا کہ کیا پڑھا ہے۔ نہ مسلمانوں کی طرف خیال اور نہ یہ خیال کہ میں اللہ کے ساتھ کیا عہد کر رہا ہوں۔ کوئی پتا نہیں۔ اللہ نے کہا کہ ایسی نماز کے قریب مت جاؤ۔ جب نشے میں ہو تو نہ جاؤ۔ بیٹھ جاؤ جا کے، دو چار منٹ بیٹھ جائیں، وضو کر لیا، حالت صحیح ہو جائے تو پھر نماز پڑھیں۔ دو چار منٹ ٹھہر کر اللہ سے تعلق رکھ کے اس میں پڑھیں۔

فرمایا کہ احسان یہ ہے گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو۔ آپ کے سامنے آنکھوں کے سامنے وہ ہے۔ یہ واقعی ایسے ہے۔ مولانا حضرت صاحب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خطوط میں بھی یہی لکھا ہے۔ یہ بالکل علیحدہ چیز ہے۔ Compliment کرتی ہے اس کو۔ خلوص نہیں ہوگا تو سب کچھ فیل ہو جائے

گا۔ضرب خلوص اگر زیرو ہوگا تو سب کچھ زیرو ہو جائے گا۔اعمال تھوڑے ہیں، ضرب خلوص سو (100) فیصد ہے تو Multiply ہو جائے گا۔وہ اسی سے بڑھتے ہیں،اسی سے کم ہوتے ہیں۔نمازیں جو ہیں، یہ 'پاس انفاس' اچھا صحیح طریقے سے کریں گے، 'نفی اثبات' صحیح طریقے سے کریں گے پھر وہ کیفیت پیدا ہو جائے گی۔ پوری نماز اثبات میں ہو، پاس انفاس نہیں ہوگا۔اثبات کی کیفیت جو لَا اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ میں جو ٹھہرتے ہیں نماز میں وہی کیفیت ہوگی۔خدا سامنے ہوگا اور آپ آرام سے نماز پڑھیں۔

## ضمنی باتیں:

ایک بزرگ بھائی نے بتایا کہ بچے (نواسے نواسیاں) آج کل ہمارے ساتھ ہیں، بڑی رونق رہتی ہے۔اس پر فرمایا:

ہاں جی۔بچے بڑی رونق ہوتے ہیں۔باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے: سب سے اچھی Entertainment جو ہے وہ یہی ہے کہ اپنے بال بچوں کے ساتھ بیٹھ کے گپ شپ لگانا چاہئے۔اس سے اچھی Entertainment اور تو کوئی نہیں ہے کہ سینما جاؤ، کلب جاؤ۔سب سے اچھی Entertainment یہ ہے۔ان کو آپ کی تربیت سے بھی فائدہ ہوگا۔ان کو بھی فائدہ ہوگا، آپ کو بھی فائدہ ہوگا۔جیسے باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ میرے دادا جی نے میری تربیت کی تھی۔مجھے صحت کے مسائل اور دعائیں یہ انہوں نے سکھائی تھیں۔آپ بھی ان کو سکھائیں۔یہ ان کے لئے آپ کی Contribution ہوگی۔

(نشاط کالونی لاہور بروز جمعرات قبل از روانگی برائے سالانہ دورہ 2012ء ضلع ملتان)

# محفل 82

سوال کیا گیا کہ یہ ڈیوٹی والے جو بزرگ ہوتے ہیں، ان کا سلوک میں کیا Statusہوتا ہے؟اس کے جواب میں آپ فرمانے لگے:

ڈیوٹی والے بزرگ جو ہیں ناں وہ کسی کی بھی ڈیوٹی لگ سکتی ہے۔ کسی کی بھی لگا سکتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ پہنچا ہوا ہو، سلوک طے کیا ہو۔ وہ کسی کو بھی بیچ میں لے جاتے ہیں۔ جیسے باباجی عِشلیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب عِشلیہ) نے انسپکٹر اشرف صاحب کا لکھا ہے کہ امام علی الحق عِشلیہ کے مزار پہ گئے اور وہ انہیں لے گئے۔ اب انہوں نے تو سلوک طے نہیں کیا ہوا تھا۔ یہ کہتے تھے کہ میں سلوک طے کرلوں، وہ کہتے تھے کہ نہیں، آپ آجائیں۔

ڈیوٹی والے کو، آپ ایسے سمجھیں جیسے فرشتے ہیں۔ وہ بھی تو اللہ کی مخلوق ہیں۔ اللہ کے حکم کے تحت ہی چلتے ہیں۔ وہ جو حکم کرتا ہے یہ اس سے اِدھر اُدھر نہیں ہو سکتے۔ آپ ان کی منتیں کرو، خواہ انہیں سجدے کرو۔ انہوں نے اس سے ہٹنا نہیں ہے، اس لئے ان کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے آپ کو کچھ نہیں کرنا پڑتا۔ آپ اللہ کے دَر پہ جھکیں۔ وہ اس کے حکم کے تحت ہیں۔ وہ کہے گا کہ اس قوم کو تباہ کر دو تو وہ آئیں گے، اس کو وہ ماریں گے۔ کسی کو زندہ کرنا ہے تو اُٹھا کے ڈوبے ہوئے جہاز سے باہر کنارے پہ لگا دیں گے۔ آپ ان کی فکر نہ کریں۔

باباجی رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ فرشتہ کیا ہے؟ فرشتہ جو ہے یہ Agency of God، وہ اللہ کا ایجنٹ ہے۔ اس کے Through کام ہوتے ہیں۔ کوئی کام براہِ راست نہیں ہوتے۔ In between ایک مخلوق ہے۔ لوگ انہیں دیوتے، دیویاں کہیں یا دیوتے، دیویاں نہ کہیں مگر ایک مخلوق ہے جو ملائکہ کی ہے۔ یہ مخلوق ہے جو اللہ کے حکم کے تحت چلتی ہے لیکن آپ کو ان کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ ان کے مندر بنائیں، قربانیاں دیں، کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ وہ خدا کے کارندے ہیں۔ وہ اس کے حکم کے مطابق چلیں گے لیکن مانو، اللہ کے فوراً بعد:

**اٰمَنتُ بِاللّٰہِ وَ مَلٰئِکَتِہٖ**

کہ فرشتے ہیں۔ In between ایک مخلوق ہے، جو خدا نے Create کی ہے، اس کے Through (ذریعے) اُس کے سارے کام ہوتے ہیں۔ آپ کو ماننا ہے کہ وہ ہیں۔ وہ اس کے مطابق کام کریں گے۔ آپ کو ان کی فکر نہیں ہونی چاہئے۔ آپ اچھے چلیں گے تو اللہ انہیں احکام دے گا، وہ آپ کے لئے اچھے کام کریں گے۔ یہ تو ویسے بھی قرآن میں لکھا ہے کہ

**إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ**(1)۔

جو نیک لوگ ہیں، ان پہ ہم فرشتے اتارتے ہیں جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ ہمارا ربّ ہے اور پھر اس پہ قائم ہو گئے تو ان پہ فرشتے اتارتے ہیں جو کہتے ہیں:

**أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ**(1)۔

کوئی غم نہ کرو، کوئی خوف نہ کرو۔

---

(1) سورۃ فصلت 41: آیت 30۔

**نَحۡنُ أَوۡلِيَاؤُكُمۡ فِى الۡحَيَاةِ الدُّنۡيَا وَفِى الۡآخِرَةِ**(1)۔

ہم تمہارے ساتھی ہیں، اولیاء ہیں۔دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔ یہ ادھر ہی ہوتے ہیں، جو آپ کو اندر سے Support دیتے ہیں اور آپ کو یقین ہوتا ہے کہ ہمارے سارے کام ان شاءاللہ صحیح ہو جائیں گے۔فرشتہ صرف وحی نہیں لاتا اور بھی بڑے کام ہیں جو یہ کرتے ہیں۔

**وَلَكُمۡ فِيهَا مَا تَشۡتَهِىٓ أَنفُسُكُمۡ وَلَكُمۡ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ**(1)۔

اللہ نے جو کچھ وعدہ کیا ہے وہ تم کو مل کر رہے گا۔جو تمہارا نفس خواہش کرے گا وہی تمہیں جنت میں ملے گا۔ یہاں جو چاہو وہ نہیں ملتا۔ بادشاہ ہو تب بھی نہیں ملتا لیکن وہاں جو چاہو گے وہ تمہیں ملے گا۔

**نُزُلًا مِّنۡ غَفُورٍ رَّحِيمٍ**(2)۔

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے میزبانی ہوگی، جو مانگو گے، ملے گا۔ یہ کہا کہ ان پہ فرشتے اترتے ہیں۔

باباجی رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ کبھی سوچو بھی نہ کہ ہمارا کام خراب ہوگا۔ ہماری تو اللہ سے دوستی ہے، ہمارا کیسے خراب ہوگا۔آپ یقین رکھیں، ایسا سوچیں بھی نہ کہ کچھ خراب ہوگا۔سارے صحیح ہوں گے۔اللہ نے یہ کہا کہ وہ اترتے ہیں۔فرشتے جو اتار رکھے ہیں وہ اسی طرح کام کرتے ہیں۔باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی رسالدار (محمد حنیف خان) صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہے کہ وہ دو دفعہ ملے۔ایک دفعہ ایسے ملے کہ ان کے کپڑے پانی میں بھیگے ہوئے تھے۔میں نے کہا کہ بھائی جان آئیں ناں، کیا بات

---

(1) سورۃ فصلت 41: آیت 31۔

(2) سورۃ فصلت 41: آیت 32۔

ہے؟ کہنے لگے: کام ہے، وہاں بہت کام ہیں۔(انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ) پکڑلیا میں نے۔کیا کام ہے؟ وہاں بھی کوئی کام ہیں؟ (رسالدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے) کہا کہ ہاں۔وہاں پہ بھی اللہ میاں بہت کام لیتا ہے۔کام کرنے والے آدمیوں کو اُدھر بھی بیکار بیٹھنے نہیں دیتا۔پوچھا کہ آپ کیا کام کرتے ہیں؟ فرمایا: جنت میں میری ڈیوٹی ہے، جنتیوں کو جس چیز کی خواہش ہو ان تک فوراً پہنچنی چاہئے۔اب کون سا Computerized system ملا ہے روحانی کہ جو چیز بھی جس جس کو چاہئے، فوراً پہنچنی چاہئے۔اب کیسے پہنچتی ہے؟ یہ تو اُدھر جا کے پتا چلے گا۔کہتے: یہ میری ڈیوٹی ہے۔ہم نے کہا بابا جی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ) یہ تو بڑی اچھی موج ہے کہ آپ انچارج ہو گئے کھانے پینے کے رسالدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔(حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے) پوچھا کہ یہ کپڑے بھیگے ہوئے ہیں، یہ کہاں سے آرہے ہیں؟ کہا کہ اللہ میاں کا ایک Ship تھا، وہ ڈوب رہا تھا تو اللہ میاں نے کہا کہ اس کو سیدھا کر کے آجاؤ۔اب بتائیں۔اللہ خود کُن فَیکُون سے نہیں کرسکتا تھا؟ فرشتوں کو نہیں کہہ سکتا تھا؟ لیکن ان کی وہ بھی ڈیوٹی لگی ہوئی تھی یہ کہ میں Ship کو سیدھا کر کے آرہا ہوں۔ایسے کام میں اللہ میاں ان کو شامل کر دیتا ہے، وہ کرتے رہتے ہیں۔

ایک بھائی نے پوچھا کہ بابا جان! اس کا ہمیں نفع یا نقصان ہے؟

اس پر فرمانے لگے: اس کا مطلب ہے کہ آپ جو کہتے ہیں کہ شیطان جو ہے وہ جنوں میں سے تھا، وہ فرشتوں میں سے تھا۔اب اس کا رولا ہی رہتا ہے کہ جن تھا یا فرشتہ تھا؟ اب اللہ نے تو ملائکہ کو حکم دیا تھا کہ سجدہ کرو۔وہ کہہ سکتا تھا کہ مجھے نہیں حکم دیا، میں تو جن ہوں۔اگر وہ فرشتہ نہیں تھا تو وہ Plead کر سکتا تھا اپنا Case۔میں تو جی

فرشتہ ہوں ہی نہیں۔اللہ میاں مجھ پہ تو یہ آرڈر Applicable ہی نہیں تھا،لیکن اس نے یہ نہیں کیا۔اس کا مطلب ہے کہ جنات میں سے بھی فرشتے بن سکتے ہیں۔یہ کس نے کہا ہے کہ فرشتے نور سے ہیں؟ کہیں ہے؟ کوئی قرآن پاک میں لکھا ہوا ہے کہ ہم نے ان کو نور سے پیدا کیا ہے؟ نور اگر ہے تو آگ نور نہیں ہے؟ آگ بھی تو نور ہی ہے۔

**نُورٌ عَلَى نُورٍ**(1)۔

اللہ نے چراغ کی مثال دی ہے۔اس میں تیل ایسے جلتا ہے **نُورٌ عَلَى نُورٍ** تو یہی نور ہے۔ایک اور مثال دی ہے:

**مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِيْ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ**(2)۔

نبوت کی مثال دی کہ جس طرح جنگل میں آگ روشن کی تا کہ۔۔۔جب آگ روشن ہوگئی۔تو اس وقت تو روشنی حاصل کرنے کے لئے آگ ہی جلتی تھی۔یہ بجلیاں تو نہیں تھیں۔جنگلوں میں رہتے تھے،رات کو لکڑیاں اکٹھی کر کے جلا دیتے تھے۔یہ تاپتے تھے اور جنگلی جانور نزدیک نہیں آتے تھے۔روشنی بھی ہوتی تھی،روشنی کے لئے آگ جلائی جاتی تھی۔فرمایا کہ جب ہر چیز روشن ہوگئی تو

**ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُورِهِمْ**۔

اللہ ان کی روشنی لے گیا وہ اندھے ہوگئے۔نبوت کی مثال دی کہ وہ آئے۔انہوں نے روشنی کی۔اندھیرے میں ہر چیز نظر آنے لگ گئی۔حق بات کا پتا چل گیا۔اللہ ان کے نور کو لے گیا،وہ اندھے ہوگئے۔ان کو کچھ سمجھ نہیں آرہی کہ کیا کرنا ہے۔

---

(1) سورۃ النور 24: آیت 35۔

(2) سورۃ البقرہ 2: آیت 17۔

مطلب ہے کہ نار جو ہے یہ بھی نور ہی ہے۔ مادّی نہیں ہے وہ غیر مادّی ہے۔ وہ فرشتے بن سکتے ہیں۔ قرآن میں یہ بھی کہا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ کیوں نہیں آئے، فرشتے اترتے، اس کے ساتھ فرشتے اترتے۔ وہ ہمیں آ کے بتاتے، ان کے ساتھ سونے کے کنگن آتے۔ یہ کیا؟ قرآن نے کہا کہ اگر زمین پہ فرشتے بستے ہوتے تو اللہ تمہیں میں سے فرشتے بنا دیتا۔ 'تمہیں میں سے فرشتے بنا دیتا'۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ دلالت کرسکتے ہیں کہ ان کی ڈیوٹی میں جا سکتے ہیں۔ جو اللہ کی ڈیوٹی کے ساتھ اس طرح مل جائیں کہ اپنا نفس ختم ہو جائے، اللہ کے حکم کے مطابق ہی کرنا ہے۔ Yes Sir بن جائیں، وہ فرشتوں میں چلا جائے گا۔ وہ (ابلیس) بھی چلا گیا تھا۔ فرشتوں میں چلا گیا تھا۔ اگر اُن میں سے جا سکتا ہے تو انسان بھی (فرشتہ) بن سکتا ہے۔ تو یہ ایسے ہوتا ہے۔

رسالدار (محمد حنیف خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ) بہت اچھے بزرگ تھے۔ یہ ڈیوٹیاں Ship کو سیدھا کرنا، یہ اللہ کُن فَیکُون سے بھی کرسکتا تھا۔ فرشتوں سے بھی کروا سکتا تھا لیکن اللہ نے حکم دیا کہ جاؤ اور یہ کر کے آؤ۔ اب اکیلا بندہ Ship کو کندھا دے کر سیدھا کرسکتا ہے؟ بندہ یہ کرسکتا ہے کہ Ship ڈوب رہا ہے اور وہ اس کو سیدھا کر کے آئے؟ لیکن اتنی طاقتور Beam ہوتی ہیں اس میں روحانی طاقت۔ تو میرا خیال ہے کہ اس مضمون کو Study کرنے کی ضرورت ہے کہ جنات میں سے، انسانوں میں سے لوگ اُس Class میں Join کرسکتے ہیں۔ شیاطین کا تو Proved ہے۔ کہا گیا ہے کہ

**كَانَ مِنَ الْجِنِّ**[1]۔

---

(1) سورۃ الکہف 18: آیت 15۔

جنوں میں سے تھا، شامل فرشتوں میں تھا۔ اللہ نے پوچھا: کیوں نہیں سجدہ کیا جب میں نے حکم دیا؟ حکم تو فرشتوں کو دیا تھا۔

**وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ**(1)۔

فرشتوں کو حکم دیا کہ سجدہ کرو مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا۔ پوچھا کہ تمہیں کس چیز نے منع کیا تھا جب میں نے حکم دیا تھا؟ اس نے کہا کہ میں ان سے بہتر ہوں۔ اس لئے سجدہ نہیں کیا۔ سجدہ نہیں کیا یہ نہیں بلکہ کہا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ انسان کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔ میں آگ سے بنایا گیا ہوں۔ میں کیوں کروں؟ مطلب یہ کہ یہ ہو سکتا ہے۔ اس میں Join کر سکتا ہے۔ اللہ نے بھی لکھا ہے آیت میں اگر یہاں فرشتے ہوتے تو میں تمہیں میں سے فرشتے بنا دیتا۔ انسانوں میں سے۔ کیا یہ مشکل ہے کام؟ ایک بندہ جسے نہ بھوک لگے نہ پیاس لگے۔ بس اللہ کا جو حکم ہو اس کے مطابق جو ہے وہ کرتا رہے۔

بابا جی ؒ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب ؒ) نے یہ بھی مولانا کریم الدین احمد ؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایسا بزرگ جو ہے وہ فرشتہ تو بن سکتا ہے لیکن انسان نہیں رہتا۔ جب فرشتوں نے انسان کو سجدہ کیا تو اس کا مطلب ہے کہ Superior being جو ہے وہ انسان ہی ہے۔ اللہ کے بعد میں ہوں، باقی ساری مخلوق میرے تحت ہے۔ فرشتہ تو وہ ہے جہاں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آگے میں نہیں جا سکتا، جاؤں تو میرے پر جل جائیں۔ ایسے کروں تو میرے پر جل جائیں۔ تجلیات اتنی ہیں کہ میری برداشت سے باہر ہیں۔ میری تخلیق

---

(1) سورۃ الکہف 18: آیت 50۔

ایسی کی گئی ہے کہ مجھ میں برداشت نہیں ہے۔ میں نہیں برداشت کرسکتا۔ آپ ﷺ ہی آگے جائیں گے۔ تو وہ (حضور ﷺ) گئے۔ ان فرشتوں کی Limitations ہیں۔ اسی لئے باباجی ؒ وہ بھی پڑھا کرتے تھے:

در دشتِ جنونِ من جبریل زبوں صیدے

میرے عشق کے میدان میں جبرائیل علیہ السلام کا شکار کرنا بڑا کمزور سا شکار ہے۔ یہ میری شان کے لائق نہیں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام کو شکار کیا جائے۔

یزداں بہ کمند آور اے ہمتِ مردانہ

کمند ڈالنی ہے تو اللہ پہ ڈالو۔ شکار کرنا ہے تو اس کو کرو۔ اس سے محبت کرو، اس سے پیار کرو۔ اس کی صفات اپنے اندر پیدا کرو۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

**تخلقوا باخلاق اللّٰہ۔**

اپنے اندر اللہ جیسی صفات پیدا کرو۔

کہتے تھے کہ وہ جبرائیل علیہ السلام کیا کرتا ہے؟ وحی لے آئے، اگلی پچھلی باتیں بتادیں۔ یہ ہوگیا، وہ ہوگیا۔ مطلب یہ کہ کشف و کرامات کو Symbolize کر کے آپ یہ کہتے ہیں کہ وہ جبرائیل علیہ السلام ہے۔ فرمایا کہ میرے عشق کے میدان میں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ جیسے توحیدیہ والے کہتے ہیں کہ ہمیں یہ نہیں چاہئے، کشف و کرامات کے بارے ہم سے کوئی بات نہ کرو۔ اللہ کے دیدار کی بات کرو۔ اس کے قرب کی بات کرو۔ وہ ہے (جبرائیل علیہ السلام) جو وہاں جا کے ٹھہر گئے، آگے نہیں جا سکے۔

ہمسایۂ جبریلِ امیں بندۂ خاکی
ہے اس کا نشیمن نہ بخارا نہ بدخشاں

بندہ جبرائیل امین علیہ السلام کا ہمسایہ ہے۔ اِدھر والا نہیں بلکہ پرلی طرف والا ہمسایہ ہے۔ اِدھر والا تو نیچے ہوگا۔ وہ اُس طرف والا ہے جو اللہ کی طرف جانے والی بات ہے تو اس میں آگے ہے، وہ اس کا مقام ہے۔ باقی فرشتے اس کے بعد میں ہیں۔

الطاف حسین حالی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے:

فرشتے سے بڑھ کر ہے انسان بنا
مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

بن سکتا ہے مگر محنت زیادہ کرنی پڑتی ہے، اور یہ بھی ہے کہ

جس انساں کو سگِ دنیا نہ پایا
فرشتہ اُس کا ہم پایا نہ پایا

باباجی رحمۃ اللہ علیہ بھی کہتے تھے کہ یہ دنیا کی ہوا و ہوس جو ہے وہ نکال دو۔ فرشتہ اس کا ہم پایا نہیں دیکھا اس کے مقابلے میں پہنچ سکے جس نے دنیا کی محبت نکال دی ہے۔ خدا کی محبت میں مگن ہو گیا۔ اس کو Priority بنایا۔ فرمایا وہ:

جس انساں کو سگِ دنیا نہ پایا
فرشتہ اس کا ہم پایا نہ پایا

فرشتہ اس کے مقام کو نہیں پہنچ سکتا۔ اس میں نفس ہوتے ہوئے اس نے نکال دیا ہے۔ یہ جو فرشتے ہیں ان میں نفس نہیں ہے، خواہشات نہیں ہیں۔ وہ ہاروت ماروت کا قصہ آتا ہے کہ وہ آیا اور ادھر ہی پھنس گیا۔ انسان کو اللہ نے نفس دیا ہے۔ اس کے باوجود وہ۔۔۔ نفس دیا ہے اس کا مطلب ہے کہ ہم نے خود اس کے دل میں محبت پیدا کی ہے، مال و دولت کی، خوبصورت عورتوں کی، گھوڑوں کی اور جانوروں کی مہر لگے، اور سونا چاندی کے ڈھیروں کی، کہ ہم نے خود محبت اس میں پیدا کی ہے۔ یہ محبت

نہ ہوتو پھر کیا فائدہ؟ پھر کس چیز کا امتحان ہے؟ محبت ہے تو روزہ نہیں رکھتے ؟ بھوک، پیاس اور عورت کی خواہش نہیں ہوتی؟ ہوتی ہے۔سخت۔لیکن نہیں کھاتے۔یہی تقوی ہے۔ توان کو بھی فرمایا کہ وہ ایسے ہیں۔

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ ہوئے۔جنگلوں میں رہے۔ ساری عمر خربوزہ نہیں کھایا۔ان کو یہ نہیں پتا چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کاٹ کے کھایا تھایا ایسے ہی کھایا تھا۔اس شک کی وجہ سے نہیں کھایا۔ساری عمر وہ جنگلوں میں اور باہر ہی رہے۔نفس نے جب دھوپ مانگی تو سایہ دیا۔ٹھنڈا پانی مانگا تو گرم پانی پلایا۔نفس کی مخالفت کرتے رہے۔ایک مرتبہ اللہ میاں کو کہا کہ اللہ میاں! میں نے مقابلہ کر کے اس کو مار دیا ہے۔اب اس میں سکت باقی نہیں رہی، بے شک اب تو اس کو نکال دے۔یہ اب میرا کوئی نہیں بگاڑ سکتا۔

بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو معراج ہوتی تھی۔ان کی روح پرواز کرتی، اللہ کی طرف جاتی اور ملاقات کر کے واپس آجاتی تھی۔پھر انہوں نے اللہ میاں کو کہا کہ نفس کو نکال دے۔دیکھا کہ ان کے منہ سے ایک کالا سا جانور نکل کے بھاگ گیا ہے۔بتایا کہ یہ تمہارا نفس تھا۔نکل گیا۔ پہلے جب بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی پرواز ہوتی تھی، راستے میں جو فرشتے آتے تھے وہ کھڑے ہو جاتے تھے کہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ اللہ کی معراج پہ جا رہا ہے۔ ان کا معراج کتابوں میں لکھا ہے،فرشتے کھڑے ہو جاتے تھے۔جب واپس آتے تو پھر بھی فرشتے قیام کرتے کہ آرہے ہیں۔اس کے بعد ایک دن پرواز کی تو کسی نے نوٹس ہی نہیں لیا۔نہ کوئی فرشتہ جاتی دفعہ کھڑا ہوا اور نہ کوئی آتی دفعہ کھڑا ہوا تو پھر وہ خود ہی کھڑے ہو گئے۔پوچھا کہ کیا بات ہے؟ پہلے تو میں روز جاتا تھا تو آپ قیام کرتے تھے۔کھڑے ہو جاتے تھے کہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی روح جا رہی ہے۔آج تم نے

Notice ہی نہیں لیا۔انہوں نے کہا کہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ وہ نوٹس والی بات جو تھی وہ نفس تھا،اس کی وجہ سے ہم کھڑے ہوتے تھے۔آپ میں نفس تھا،ہم میں نفس نہیں ہے۔ اب تو ہم برابر ہوگئے،نہ تم میں نفس ہے نہ ہم میں نفس ہے۔اب وہ عزت والی بات ختم ہوگئی ہے۔یہ عزت والی بات تم میں وہ نفس کی وجہ سے تھی،تم میں خواہشات تھیں،اس کے باوجود تم نے ان کو توڑا اور کاٹا۔خدا کی محبت کو ترجیح دی۔اب وہ نکل گیا تو ہمارا تمہارا کیا فرق؟تو یہ ہے کہ خواہشات جو ہیں ان کا ہونا انسان کے لئے باعثِ تکریم ہے۔وہ ان کو توڑتا ہے،خدا کی محبت میں چلتا ہے۔ہزار چیزیں اس کا راستہ روکنے والی موجود ہیں پھر بھی جناب خدا کی محبت میں سب کچھ قربان کرتا ہے۔

دونوں جہان تیری محبت میں ہار کے
وہ جا رہا ہے کوئی شبِ غم گزار کے

یہاں دنیا میں اس کو شبِ غم تھی۔میں اللہ سے بچھڑا ہوا ہوں۔اللہ میرا وہاں ہے،میں یہاں ہوں۔اس کا یہاں کسی چیز سے دل نہیں لگتا جس کا محبوب بچھڑا ہوا ہو۔ایسے جائے۔

بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو بھی فرشتوں نے کہا کہ وہ نفس کی وجہ سے تمہاری عزت تھی، اب کیا ہے؟کوئی تمہاری خواہش نہیں رہی۔یہ اس (نفس) کی انسان کے لئے بڑی عظمت ہے۔یہ اللہ میاں نے اس کے ساتھ لگایا ہے۔بس جو سچے طالب ہیں،وہ چلتے ہیں،پہنچ جاتے ہیں۔مرشد کی طرف سے اللہ کا ذکر جو ہے یہ بتایا جاتا ہے۔یہ اس کی Feed ہے۔نفس کی خواہشوں کو توڑنے اور اللہ کی طرف لے جانے میں اس کی وہی مدد کرتا ہے۔اور اس کا جو فیض ہے وہ چلاتا ہے۔

(نشاط کالونی لاہور بروز جمعرات قبل از روانگی برائے سالانہ دورہ 2012ء حلقہ جات ضلع ملتان)

# محفل 83

پوچھا گیا کہ یہ جو سلوک میں روحانی ترقی ہوتی ہے، اس میں جن لوگوں کو کچھ نظر نہیں آتا ان کے لئے کیا Parameters ہوتے ہیں، اپنی روحانی ترقی کو دیکھنے کے لئے کہ واقعی ترقی ہو رہی ہے؟ اس کے جواب میں آپ فرمانے لگے:

باباجی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک وہ تختی والا واقعہ لکھا ہے۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ اس کاتب کی مثال دیتے تھے کہ جو لوگ اس کاتب کے پاس کتابت سیکھنے کے لئے داخل ہوتے تھے تو وہ بھی شکایت کرتے تھے کہ پہلے دن جیسے خط تھا، ابھی تک ویسے ہی ہے۔ اس میں کوئی Improvement تو نہیں ہوا۔ روز Improvement جو چھوٹی چھوٹی ہوتی ہے وہ کہاں دکھائی دیتی ہے۔ گھر میں بچہ ہو تو بڑھتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔ وہ روز بروز بڑھ رہا ہے۔ بڑھ تو رہا ہے لیکن دکھائی نہیں دیتا۔ درخت لگایا ہے تو وہ بھی بڑھتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔ جب کوئی نیا Student آتا تو وہ کاتب سٹوڈنٹ سے تختی لکھواتے کہ لکھو۔ پھر تختی لکھوا کے اس پر اس کا نام لکھ کر Stock میں رکھ دیتے تھے۔ جب کوئی شکایت کرتا کہ خط ابھی اُدھر ہی ہے تو کہتے کہ اچھا لاؤ اس کی تختی۔ وہ خود ہی دیکھتا تو کہتا کہ بہت فرق پڑ گیا ہے۔ اُس وقت تو یہ الف، بے بھی جو ہے یہ ٹیڑھی میڑھی تھی، کوئی اِدھر جا رہا ہے اور کوئی اُدھر۔ تو پتا چل جاتا تھا کہ Improvement ہوئی ہے۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ

بھی کہتے تھے کہ روحانیت میں کوئی ایسی تختی ہے نہیں، جو آپ سے لکھوائی جائے۔ جب پہلے آئے تھے تو کیسی بدصورتی تھی، اب دیکھو۔

بابا جی عِلیہ نے لکھا ہے کہ اپنا اخلاق دیکھو۔ اخلاق میں ہماری کہاں تک ترقی ہوئی ہے؟ ہم کتنا بہتر ہوئے ہیں؟ Intent نیکیوں کی طرف زیادہ ہو گیا ہے پہلے سے یا نہیں؟ پہلے جبراً کرتے تھے، اب ذوق آیا ہے نیکی کا کہ نہیں؟ یہ پیدا ہوا ہے کہ اس کے بغیر چین نہیں آتا، تو یہ اس کی روحانی ترقی کے نشان ہوتے ہیں۔ اصل Parameter جو ہے وہ اخلاق ہی ہے۔ اخلاق میں بہتری ہو۔ یہ دیکھنا دکھانا بھی ایسے ہی ہے۔ قرآن میں آتا ہے کہ اگر ان کو آسمان کے دروازے کھول دیئے جائیں، یہ چڑھ بھی جائیں، دیکھ بھی آئیں، پھر بھی یہ کہیں گے کہ ہماری آنکھوں کو سحر کر دیا گیا تھا۔ پھر بھی یہ اس سے مکر جائیں گے کہ جادو کر دیا گیا تھا۔ ہمیں دکھائی تو دیا ہے لیکن اس میں کوئی فریب ہی تھا۔

جس کو Understanding ہے اس کی بنیاد زیادہ مضبوط ہوتی ہے۔ اس کو آپ سمجھ گئے اور Understand کرلیا۔ عرفان جسے کہتے ہیں۔ اس کا Base زیادہ اچھا ہوتا ہے۔ یہ جنت، دوزخ یہ سب، کچھ کو تو دکھائی دیتا ہے اور کچھ کو اس کی Understanding پیدا ہوتی ہے۔ یہ جو ساری مشینیں پڑے ہیں اس میں دکھائی تو کچھ نہیں دیتا کہ کدھر سے کرنٹ جاتی ہے، وہاں سے کرنٹ جاتی ہے۔ سامنے تاریں پڑی ہوتی ہیں، Dead wires۔ ان میں سے نہ کرنٹ جاتی دکھائی دیتی ہے، نہ آتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ لیکن Theoretically وہ سب سمجھتے ہیں، ذہن اس سب کو Imagine کر لیتا ہے۔ اس لئے یہاں بھی کہا گیا ہے کہ آخری Parameter جو ہے وہ اخلاق ہے۔ جس کا اخلاق اچھا ہے، وہی اچھا

ہے۔حضور ﷺ کی حدیث بھی ہے کہ سب سے بھاری چیز جو مومن کے نامۂ اعمال میں ہوگی وہ اس کا اخلاق ہوگا۔

اب اس میں اخلاق جو ہے وہ دیکھا جائے۔دل کا رجحان جو ہے اس میں ذوق پیدا ہو جائے،اس کے بغیر نماز پڑھے تو اس کو محسوس ہو کہ میں نے نہیں پڑھی۔ اس میں سے کچھ Miss کر گیا۔کوئی نہ کوئی چیز۔اس کے بغیر نماز پڑھنے سے بوجھل محسوس ہو۔برائی اس طرح سے ہو کہ اس سے کراہت پیدا ہو جائے جیسے کیچڑ میں چھلانگ لگانا اسے برا محسوس ہو،طبیعت میں کراہت آئے۔اس طرح برائیوں میں ڈوبنا بھی اسے کراہت والا محسوس ہو۔یہ اصل ایمان کی نشانی ہوتی ہے۔یہ پیدا ہو جاتا ہے۔اللہ کی رحمت میں جب آدمی داخل ہوتا ہے تو اسے سب چیزوں کا Trend جو ہے یہ اندر سے بدلتا ہوا نظر آتا ہے۔اس کا رجحان نیکی کی طرف ہو جاتا ہے۔اچھے اچھے کام کرنے کے جذبات اٹھتے ہیں ولولے پیدا ہوتے ہیں۔دنیا میں یہ کر دیں اور وہ سب کر دیں۔وہ ترقی جو ہے یہ مرشد کے فیض کی وجہ سے یہ سب چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔میں یہ کرتا ہوں، میں وہ کرتا ہوں، کرے یا نہ کرے، اللہ موقع دے، تو کر بھی سکتا ہے۔اپنے Field میں کچھ نہ کچھ وہ Improvement کے کام کرتا رہتا ہے۔اس لئے باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جس کا یہ(دیکھنے والا معاملہ) نہ ہو وہ اس(اخلاق کی بنیاد) پہ کرے۔ایسے لوگ آخر میں اکٹھا ان کا Flash چلتا ہو،ان کو سارا کچھ دکھادیا جاتا ہے۔وہ ان لوگوں سے بہت آگے نکل جاتے ہیں،جن کو راستے میں دکھائی دیتا ہے۔جن کو دکھائی دیتا ہے ان میں زیادہ ضائع ہو جاتے ہیں۔وہ ان خوبصورت Scenaries میں بیٹھ جاتے ہیں۔مرید اس واسطے نہیں ہوا جاتا۔

باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے تو مولانا کریم الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کو کہہ دیا تھا کہ میں تو یہ

روشنیاں دیکھنے کے لئے بیعت تھوڑا ہوا تھا۔ ایک آنے کا پلیٹ فارم ٹکٹ لے لو دہلی کا تو وہاں روشنیاں اس سے اچھی نظر آتی ہیں۔ ذکر اس لئے سیکھا ہے کہ وہ بتیاں اور روشنیاں نظر آئیں؟ میں تو اس کے لئے بیعت ہوا ہوں۔ وہ اللہ میاں کدھر ہے؟ وہ روشنیوں کو کوئی وقعت نہیں دیتے۔ روشنی نظر آتی ہے یا کسی کو دم کیا اور وہ ٹھیک ہو گیا، کوئی بات نظر آ گئی، کشف ہو گیا کہ کل یہ ہونے والا ہے۔ یہ آج کل ویسے ہی ہو جاتا ہے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا کہ میں تو اس لئے بیعت نہیں ہوا تھا۔ مجھے تو بس اللہ چاہئے۔

ایک بھائی نے پوچھا کہ بابا جی! یہ جو نماز میں سوچیں آ جاتی ہیں اس کے لئے کوئی وظیفہ ہے؟

اس سوال کے جواب میں آپ فرمانے لگے کہ ہاں جی! وظیفہ ہے۔ یہ ان کو پتا ہے مولوی محمد یعقوب صاحب کو (قہقہے)۔ وہ آپ کو بتا دیں گے۔ فرمایا کہ ان کو تنہائی میں بتانا، اکیلے میں۔ فرمایا: خربوزہ پکا ہے ہمارے پاس، بالکل (کوئی خیال) نہیں آئے گا۔ ہمارے بھائی بابا جی نیاز صاحب نے دوبارہ کہا کہ میں نے خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ (عبدالستار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ) سے یہ سوال پوچھا تھا تو انہوں نے کہا تھا کہ بس جب بھی ایسا کوئی خیال آئے تو تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو جاؤ، اس کو راستہ دے دو، وہ بھاگ جائے گا۔ آہستہ آہستہ اس کو پہچان جاؤ گے۔ پھر جب بھی آئے گا تو آپ کو پہچان ہو گی کہ آیا ہے۔ آہستہ آہستہ وہ ختم ہو جائے گا۔ آیا ہی نہیں کرے گا میں نے یہ آزمایا کہ ٹھیک ہے یہ بات۔

اس پر آپ فرمانے لگے کہ یہ بھی اچھا Idea ہے۔ یہ بھی نوٹ کر لیں جی۔

آپ سے کہا گیا کہ یہ جو آپ نے کیفیات بتائیں کہ نیکیوں کی طرف

رجحان، برائیوں سے بچنے کی باتیں اور اخلاق کے حوالے سے۔ اگر جذب کو بالکل بے قابو کرنے کی بجائے اسے اگر بڑھا کر رکھا جائے تو پھر ہم بہت اچھے ہیں۔ اگر جذب کو بالکل ہی چھوڑ دیا جائے پھر تو ہم بہت ہی برے ہیں۔

اس بات پر آپ فرمانے لگے کہ نہیں نہیں۔ وہ تو ضروری ہے۔ وہ تو ہماری Inside core training جو ہے وہ تو یہ ہے۔ جب تک وہ نہیں ہوگی، کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ وہ تو ساتھ ساتھ یہ جو Feed ہے، یہ فیض لینا اور دینا یہ سارا اور توجہ جو ہے یہ Interlink ہے۔ سب Connected ہے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جذب جو ہے یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت ہے۔ یہ آگے سینہ بہ سینہ بزرگوں میں چلتی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہے۔ پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔ ان دیکھے خدا کو تو کوئی چاہ ہی نہیں سکتا۔ آگے جب وہ پیار والے پیار ڈالتے ہی نہیں ہیں تو وہ کیسے آگے پیار کیا جا سکتا ہے؟ جس سے نہ ملاقات ہوئی، نہ شکل وصورت دیکھی، نہ کچھ اور تو کیسے پیار ہو سکتا ہے؟ جب اندر سے آپ بجھے ہوئے ہیں تو کیسے پیار ہو سکتا ہے؟ ان دیکھے خدا سے اتنا پیار؟ تو یہ اس (جذب) کے بغیر نہیں ہوتا۔ اس کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ وہ Inside تو ہمارے وہی بات ہے: جذب قلندرانہ۔ وہ ہونا چاہئے۔ اندر دلوں کو کشش کرتا ہے، Connect کر دیتا ہے اور وہ اندر محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ اُس کے لئے روتا ہے، گیت گاتا ہے، لمبے لمبے سجدے اور رکوع کرتا ہے۔ یہ جب تک نہ پیدا ہو تب تک نہیں ہوتا۔ یہی تو چیز ہے جو اندر سے غائب ہو گئی ہے۔ علامہ بھی کہتا ہے کہ وہ:

ملائے کم ظرف نے امت میں پھوٹ ڈالی
تسبیحِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے صدیوں سے دانہ دانہ

بکھر کے رہ گئے ہیں۔ علیحدہ علیحدہ ہو گئے ہیں۔ ان کو اکٹھا کرنے والی کوئی

چیز رہی نہیں ہے۔

اقبال، مدرسوں نے دانش تو عام کر دی
نایاب ہو گیا ہے جذبِ قلندرانہ

وہ جو باہمی محبت تھی، انسان کی، پیر بھائیوں کی ، مسلمانوں کی آپس میں محبت تھی۔وہ جو رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ(1). اللہ کہتا ہے۔آپس میں کشش کرنے والے تھے، پیار کرنے والے تھے،وہ نہ رہی۔علامہ رحمۃ اللہ علیہ اس کو جذب کہتے ہیں۔جذب کا مطلب کشش ہوتا ہے، کھینچنا۔جذب قلندرانہ کہتا ہے کہ وہ غائب ہو گیا۔اس کی ضرورت ہے۔

تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے
کھویا گیا ہے تیراجذب قلندرانہ

پڑھنے پڑھانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ وہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ بڑے پڑھے لکھے تھے۔وہ باباجی شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ جو تھے وہ پڑھے لکھے نہیں تھے۔انہوں نے عشق میں،محبت میں پی ایچ ڈی کیا ہوا تھا۔انہوں نے پریم پریت کیا تو اُنہیں پتا چل گیا کہ یہ تو اور ہی بات ہے۔سب پڑھنا پڑھانا چھوڑ کے ان کے ساتھ لگ گئے۔پھر انہوں نے کہا کہ

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شد

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ جب اونٹوں پہ سوار جاتے تھے تو کتابیں لدی ہوتی تھیں، وہ ساتھ ساتھ پڑھتے تھے۔طالب علم ساتھ ساتھ چلتے تھے۔اتنے بڑے عالم تھے اور

(1) سورۃ الفتح 48: آیت 29۔

ان کے سٹوڈنٹس میں حصول علم کا وہ جوش اور ولولہ ہوتا تھا۔ساتھ ساتھ لوگ چلتے تھے۔جب وہ (شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ) ملے تو لائن بدل دی۔ پیار والی لائن کا پتا چلا کہ یہ کیا ہے؟احساس پیدا ہوتا ہے ناں کہ ہم تو بہت پیچھے رہ گئے۔اس میں آئے ، پھر ٹھیک ہوئے۔علامہ رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے:

صد کتاب و صد ورق در نار کن

روئے دل را جانب ِ دلدار کن

ہزاروں صفحے،کتابیں آگ میں ڈال دو۔دل کا رخ اللہ کی طرف پھیر لے۔

چھوڑ دے کتابوں کو،دل کا رخ جو ہے بس یہ اللہ کی طرف ہو جائے۔باقی کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔مرشد یہی کرتا ہے۔اس کو Tie کرتا ہے۔تعلق جو ہے ناں خدا کے ساتھ اس کا جوڑ بنا دیتا ہے۔آگے پھر چلنا اس نے اپنی ہمت کے ماتحت ہے۔

آپ سے کہا گیا کہ وہاں رہ جاتے ہیں۔فرمانے لگے:ہاں! آگے وہ طلب کی بات ہے ناں۔جن میں طلب زیادہ ہوتی ہے وہ پہلے دن ہی سمجھو با مقصد شروع ہو جاتا ہے۔ جب وہ تعلق لگتا ہے،اسی دن ہی وہ Explode ہو جاتا ہے۔ Petrol وہ خالص قسم کا اس میں سمایا ہوتا ہے۔وہ ایک چنگاری کی ضرورت ہوتی ہے۔باقی کچی لکڑیاں لے کے کہ بابا جی آگ لگا دیں۔وہ لگا دے گا۔وہ سوکھتی رہیں گی،ساتھ ہی دھواں ماریں گی اور آہستہ آہستہ دہکتی رہیں گی۔تو وہ ایسے چلتے رہتے ہیں۔جن کا وہ Heart ہوتا ہے First class وہ 'یک زمانہ صحبت با اولیاء'ان کا ہوتا ہے۔ساری عمر تیاری کی ،تقویٰ کی زندگی بسر کی،تہجد پڑھتے رہے،اور وہ ساری رات جاگتے رہے۔وہ سب شرع کے مطابق عمل کرتے رہے،بس وہ پریم والی لائن کسی نے نہیں بتائی، پیار والی۔ یہ لوگ پہلے سے ہی Pure (خالص) ہوتے

ہیں۔ یک دم دھما کہ ہوتا ہے اوران کو آگ لگ جاتی ہے۔ایسے جیسے پٹرول کو دور سے ہی آگ لگ جاتی ہے۔ پتا ہے کہ پٹرول کو دور سے آگ لگ جاتی ہے؟

آج کل جو گاڑیوں میں پٹرول ڈالتے ہیں تو گاڑی بند کر دیتے ہیں۔ سگریٹ نہیں پیتے، موبائیل بھی آن نہیں کر سکتے۔اس کے Spark (شعلہ) سے بھی آگ لگ سکتی ہے۔ جیسے پٹرول کو دور سے آگ لگ جاتی ہے، ایسے ہی یہ بندے بھی تیار ہوتے ہیں۔ یہ Purity ان کی اور آگے ان کی جو طلب ہے، ہر بندے کی الگ الگ ہوتی ہے۔ وہاں بزرگوں کی کہانیاں پڑھو۔ان کے کام سنبھالنے والے ایک دو مرید ہی ہوتے ہیں ۔جنہوں نے آگے وہ گدی سنبھالی۔ ویسے مرید خواہ ہزاروں ہوں لیکن ان کے مشن کو آگے چلانے کے لئے ایک دو بندے پیچھے ہوتے تھے، جو چلاتے تھے۔انہوں نے ان کے مشن کو سمجھا اور آگے چلایا، آگے پھر اللہ میاں اور کوئی بندہ دے دیتا ہے، چلتا رہتا ہے۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کہتے تھے کہ میں اُن سے زیادہ خوش قسمت ہوں، میرے پاس زیادہ بندے ہیں، بہت اچھے بندے ہیں۔کوئی بات نہیں، وہ چلتا رہتا ہے۔تھوڑا بہت چلو اُوپر نیچے بھی ہوتا رہتا ہے۔ Man to man بھی فرق پڑے گا۔لیکن یہ ہے کہ جس کا تعلق شیخ کے ساتھ صحیح رہتا ہے، ان کو صحیح فیض ملتا ہے اور آگے چلتا رہتا ہے۔جذب جو ہے اس کی ضرورت رہتی ہے۔سارا کچھ اسی سے آگے بڑھتا ہے۔

سوال پوچھا گیا کہ بابا جان! طلب کو بڑھانے کے لئے کیا کرتے ہیں؟

فرمانے لگے: نہیں یہ Inherit ہوتی ہے۔وہ علامہ بھی کہتا ہے کہ وہ لڑکپن سے میرا مزاج عاشقانہ تھا۔اندر ہی ہوتا ہے یہ پیار ان کے لیکن یہ پتا نہیں ہوتا کہ یہ کس لئے ہے؟ خوب Left right ہوتا رہتا ہے۔وہ جیسے کہتا ہے کہ

فدا کرتا رہا دل کو حسینوں کی اداؤں پر
مگر دیکھی نہ اس آئینے میں اپنی ادا تو نے

مختصر سی سوچ ہے کہ سب سے زیادہ حسین تو اس کائنات میں، میں خود ہی ہوں۔ہیرا جو ہے وہ میں ہی ہوں۔اپنے آپ کو نہیں دیکھا کہ میں کیا ہوں؟ آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ میں کیا ہوں؟ کس لئے آیا ہوں؟ سب سے بہترین تو میں ہی ہوں۔یہ جو ارد گرد کی دنیا ہے میں اس کی غلامی کیوں اختیار کروں؟

او حریم و در طوافش کائنات

وہ خود جو ہے وہ حرم ہے اور کائنات اس کے گرد طواف کر رہی ہے۔

اللہ کہتا ہے کہ میرے سوا جو کچھ پیدا ہوا ہے یہ سب تمہارے لئے ہے۔ان کا مرکز یا سینٹر جو ہے وہ انسان ہے۔

او حریم و در طوافش کائنات

وہ حریم ہے اور حرم ہے، اور کائنات اس کے گرد طواف کرتی ہے۔تو وہ اپنا مقام یاد رکھے کہ میں ہی ہوں۔ مجھے اللہ نے اپنے لئے بنایا ہے اور اس سب مخلوق کو میرے لئے بنایا ہے۔وہ طلب جو ہے یہ Inherit ہوتی ہے۔بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ نہ کھانے میں لطف آئے، نہ جاگنے میں، نہ سونے میں، نہ بھوک لگے، نہ پیاس لگے، ایسے کوئی بندہ ملے جو ملائے۔یہ کس میں تھا؟ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ تو آٹھ دس سال ڈھونڈتے رہے۔کیا کچھ کیا۔ہم تو ایسے ہی بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلے گئے۔انہوں نے قابو کر لیا۔یہ ان کی مہربانی ہے۔یہ عنایت ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے ہمیں سینے سے لگا لیا بس۔

(نشاط کالونی لاہور بروز جمعرات قبل از روانگی برائے سالانہ دورہ 2012ء حلقہ جات ضلع ملتان)

# محفل 84

اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔وہ کہتا ہے کہ

**وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ**(1)۔

میں تمہاری شہ رگ سے بھی قریب تر ہوں۔

نبی پاک ﷺ کی جو حدیث جبرائیل علیہ السلام ہے جسے حدیث احسان بھی کہتے ہیں اس میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام انسانی صورت میں آئے۔آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہما کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔آکے سلام کیا اور نبی پاک ﷺ کے زانوں سے زانوں ملا کے بیٹھ گئے۔پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ اللہ پہ، اس کے فرشتوں پہ، یوم آخرت پہ، اور اس کے رسولوں پہ یقین رکھنا، یہ ایمان ہے۔(جبرائیل علیہ السلام نے) فرمایا:

**صَدَقْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔**

آپ ﷺ نے صحیح فرمایا۔صحابہ کہتے ہیں کہ یہ عجیب سوال کرنے والا ہے کہ خود سوال کرتا ہے، حضور ﷺ جواب دیتے ہیں تو وہ تصدیق کرتا ہے کہ آپ ﷺ نے ٹھیک جواب دیا ہے۔پھر پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے کہا کہ اسلام یہ ہے کہ نماز، روزہ، حج، زکوۃ کی پابندی کرنا، یہ

---

(1) سورۃ ق 50: آیت 16۔

اسلام ہے۔ پھر فرمایا:

**صَدَقْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ۔**

اللہ کے رسول ﷺ آپ نے سچ فرمایا ہے۔ پھر پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ

**فَاعْبُدُوا رَبَّکَ اِنَّکَ تَرَاہ۔**

اللہ کی بندگی یا عبادت میں زندگی اس طرح گزار کہ گویا تو خدا کو دیکھ رہا ہے۔ خدا تیرے سامنے ہے۔ اگر تو اسے نہیں دیکھ سکتا، نہیں دکھائی دیتا، وہ تو دیکھ ہی رہا ہے۔ پہلی بات جو فرمائی وہ یہی تھی کہ گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو۔

اب ظاہر ہے کہ ایسا مرتبہ انسان کا ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی حضوری کا احساس اور یقین ایسے پختہ ہو جائے کہ اللہ دیکھ رہا ہے پھر بندہ غلط کام کوئی کر ہی نہیں سکتا۔ دنیا میں بھی دیکھ لیں کہ کوئی فیکٹری میں ملازمت کرتا ہے تو فیکٹری کا مالک جو ہے دورے پہ نکلا ہے، جو بندہ جہاں جہاں بھی کام کر رہا ہے، وہ بڑے دھیان سے لگ جائے گا کہ کام کرے، کہیں وہ پیچھے نہ رہ جائے کہ وہ کہے کہ ایسے کیسے کر رہے ہو؟ وہ ایسے کام کا مظاہرہ کرے گا کہ وہ مالک کا ہو جائے۔ تم بھی ایسے ہو جاؤ کہ گویا خدا کو دیکھ رہے ہو۔ ایسی بندگی ہو کہ جیسے میں خود خدا کو دیکھ رہا ہوں، اسے 'احسان' کہتے ہیں۔

اسی احسان کے مرتبے کو حاصل کرنے کے لئے یہ سارے ذکر اذکار اور یہ ساری مشقیں کی جاتی ہیں کہ آہستہ آہستہ مرتبہ احسان حاصل ہو جائے۔ وہ تو ہے ہی مگر ہمارا آئینہ جو ہے وہ اس کو دیکھ نہیں پاتا۔ دنیا کی محبت میں، اس کے عشق میں، ہماری خطاؤں اور گناہوں کی وجہ سے وہ آئینہ جو ہے وہ دھندلا جاتا ہے، صاف نہیں رہتا، اس میں وہ دکھائی نہیں دیتا۔ یہ صاف ہو جائے تو پھر وہ ۔۔۔

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی، دیکھ لی

اس آئینہ کو صاف رکھنا بہت ضروری ہے۔ یہ صاف ہو تو وہ دکھائی دے گا۔ یہ عکس باہر سے تو ہر چیز کا آجاتا ہے۔ آئینہ ہو تو باہر والی دیوار کے ساتھ جو کچھ بھی لگا ہے، یہ جو پڑا ہے، کار کھڑی ہے، یہ سب تب بھی آ رہی ہیں، آگے جو دیوار ہے وہ شفاف نہیں ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی میں لکھا ہے کہ

چینیوں اور رومیوں کے بڑے بڑے آرٹسٹ بادشاہ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم بہت اچھی تصویریں بناتے ہیں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ تمہارا امتحان لیا جائے گا۔ ایک بڑا ہال تھا۔ اس میں انہوں نے کہا کہ درمیان میں پردہ کرا دیا جائے۔ چینی اُدھر کام کریں گے اور ہم اس دیوار پہ کام کریں گے۔ آمنے سامنے آرٹ ہم بنائیں گے۔ رنگ بھریں گے، تصویریں بنائیں گے، پھول بنائیں گے، پھر آپ بعد میں دیکھئے گا کہ کس کی تصویر اچھی ہے۔ ایک طرف چینیوں نے پوری دیوار اچھے اچھے پھول، رنگ اور بہترین جانور بنا کر بھر دی۔ دوسرے جو تھے وہ یہ کام کرتے رہے کہ اس دیوار کو پالش کرتے رہے اور اس کو پالش کر کے آئینہ بنا دیا۔ ایک دن، دو دن یا جتنا بھی کام تھا انہوں نے یہ کیا اور کہا کہ ہمارا کام پورا ہو گیا ہے۔ دوسروں نے بھی کہا کہ ہمارا کام پورا ہو گیا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ ٹھیک ہے یہ پردہ درمیان سے ہٹا دیا جائے، ہم دیکھیں گے کہ کون سی تصویر خوبصورت ہے؟ ایک طرف تصویریں بنی ہوئی تھیں وہ بھی خوبصورت تھیں، جب یہ تصویریں آئینے کے اندر دکھائی دیتی تھیں تو وہ اس سے بھی زیادہ خوبصورت لگتی تھیں۔ انہوں نے کوئی کام نہیں کیا، صرف دیوار کو آئینہ بنا دیا۔

مطلب یہ ہے کہ یہ بھی ایک طریقہ ہے، تعلیم ہے کہ آپ دل کو صاف کر

لیں۔ یہ آئینہ بن جائے تو اس میں سارا کچھ ہی دکھائی دینے لگے گا۔ دل آئینہ بن جائے تو سارے حقائق اس کے اندر آ جائیں گے۔ قبلہ انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک مرید نیا نیا آیا تھا تو اس کو خط میں ہدایات لکھیں۔ یہ خط ہمارے پاس ہے۔ اس کو لکھا کہ دیکھو جلدی نہ کرو۔ آہستہ آہستہ چلو۔ جلدی سے خرابی پیدا ہوتی ہے۔ آہستہ آہستہ Speed سے چلو۔ نتائج جو ہیں اس سے اچھے نکلتے ہیں۔ ہر بھائی جو بیعت ہوتا ہے میں اسے کہتا ہوں کہ تمہارا اخلاق جو ہے وہ سب سے اچھا ہونا چاہئے۔ زبان جو ہے وہ شائستہ ہو۔ جملے جو ہیں وہ شستہ ہوں۔ نرم مزاجی اور بردباری ہو۔ یہ اپنے اندر پیدا کرو۔ اگر اللہ کا قرب اور محبت چاہئے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے لکھا کہ اگر کسی مہمان کو اپنے گھر بلانا ہو، کوئی رشتہ داری کرنی ہے تو کہتے ہیں کہ دیکھو جو انہوں نے رشتہ دیکھنے آنا ہے، مکان کی، گھر کی ذرا صفائی کر لیں۔ جھاڑو دیتے ہیں، گند ہٹاتے ہیں، لکڑیاں پڑی ہیں تو ان کو ہٹا دیتے ہیں کہ ٹھیک ہو جائے۔ جھاڑو سے مٹی ہٹاتے ہیں۔ چونا کراتے ہیں پھر پردے لگواتے ہیں۔ گلدستے اور یہ اور وہ کہ ہمارے مہمان آرہے ہیں۔ پھر انہیں دعوت دیتے ہیں کہ آئیں جی آپ ہمارے گھر فلاں دن۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے لکھا کہ یہ دل جو ہے یہ اللہ کا گھر ہے۔ جیسے میاں محمد بخش نے کہا ہے کہ

مسجد ڈھا دے، مندر ڈھا دے
ڈھا دے جو کج ڈھیندا
اک بندے دا دل نہ ڈھانویں
رب دِلاں دے وچ رہندا

یہ دل جو ہے یہ اللہ کا گھر ہے۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کو بھی سجاؤ جیسے مٹی، گند ہٹا کے مکان کی صفائی کرتے ہیں، اس طرح پہلے اس دل کا گند نکالو۔ فرمایا: دل کا گند جو ہے وہ غیبت، غصہ، غرور، اور تکبر یہ سب دل کا گند ہوتا ہے۔ اس کو نکالو۔ میں بڑا ہوں، میرا بڑا خاندان ہے، تجھے پتا نہیں، ہم فلاں اور ہم فلاں ۔ اللہ کے عاجز بندے بن جاؤ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا کہ مجھے اللہ کا بندہ اور رسول کہنا۔ دوسری قوموں نے اپنے انبیاء کو ان کی شان سے بڑھا کے کہا کہ یہ خدا کا بیٹا ہے، فرمایا کہ میرے لئے ایسا نہ کرنا۔ میں اللہ کا رسول اور اس کا بندہ ہوں اور مجھے یہی کہنا۔ میرے لئے یہی کہنا کہ

**عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُه۔**

ہمارا رسول جو ہے وہ اللہ کا عبد ہے اور رسول ہے۔ فرمایا کہ میری شان میں ویسی کوئی بات نہ کہنا۔

اللہ کے عاجز بندے بن کے رہو۔ عاجزی وانکساری اختیار کرو۔ اس دل میں سے یہ گند جو ہے پہلے یہ نکالو پھر اس گھر کو اللہ تعالیٰ کی نمازوں سے، اس کے ذکر سے اس کی سفیدی کرو۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ دل کی صفائی کے لئے ذکر ہے۔ ہر چیز کو صاف کرنے کے لئے کوئی مصالحہ، کوئی صابن، کوئی کیمیکل بنا ہوتا ہے۔ یہ مشینیں جو ہیں یہ کام کرتی ہیں جیسے کپڑے دھوتے ہیں، ایسے ہی جب ذکر کرو گے تو اس دل میں جو زنگ اور میل جم جاتی ہے، یہ صاف ہو جائے گی۔ بالکل آئینہ بن جائے گا۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے لکھا: پھر اس دل کو عبادت اور ذکر سے پالش کرو۔ صفائی کرو، اس کے بعد اس کو Decorate کرو۔ فرمایا کہ اخلاقِ حسنہ کے پھولوں سے اس کو سجاؤ۔ اللہ کی یہ

پیاری پیاری صفات جو ہیں، رسول اللہ ﷺ اس کا نمونہ تھے۔حضور ﷺ فرماتے ہیں:

**تَخَلَّقُوا بِاَخلَاقِ اللّٰہِ**

اپنے اندر اللہ جیسی عادتیں پیدا کرو۔

جیسے وہ رحیم وکریم ہے،تم بھی رحیم وکریم بن جاؤ۔وہ پردہ پوش ہے،تم بھی پردہ پوش بن جاؤ۔وہ سب کو دینے والا ہے،تم بھی دینے والے بن جاؤ۔اگر ہماری روش اس کے خلاف ہوگی کہ وہ دینے والا ہے اور ہم چھیننے والے بن جائیں، چھِٹے لے آئے، گنے توڑ لائے، پیسے مار لئے، پھر تو ہماری دوستی نہیں ہوسکتی۔وہ پردہ پوش ہے اور ہم ظاہر کرنے والے بنیں کہ کسی کی کوئی بات معلوم ہو تو ہم آگے بتائیں کہ اس نے یہ کر دیا، اس نے وہ کر دیا۔جسے وہ اپنی مخلوق پہ رحم کرنے والا ہے،تم بھی رحم کرنے والے بن جاؤ۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو چھوٹوں پہ شفقت نہیں کرتا، بڑوں کی عزت نہیں کرتا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔وہ میرا اُمت کا بندہ نہیں ہے۔ہر ایک سے محبت کرنے والا ہو، فرمایا کہ تم بھی یہ پیدا کرو۔وہ تمام صفات جو رسول اللہ ﷺ میں ہیں، ان کو تم بھی اپناؤ۔اگر تمہیں اللہ کا قرب چاہئے تو اخلاق حسنہ کے پھولوں سے اس دل کو سجاؤ۔باباجی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے لکھا کہ ان میں محبت اور صداقت کے پھول سب سے اچھے ہیں۔محبت اور صداقت سے اس گھر کو سجاؤ۔فرمایا کہ پھر دیکھو کیسے نہیں آتے اللہ میاں۔اس دل کو اس قابل بناؤ تو سہی۔بناؤ گے تو وہ ضرور آئے گا۔

یہی کوشش کرنی ہوتی ہے کہ اللہ کا ذکر کریں، اپنے آپ کو پاک کریں۔نبی پاک ﷺ نے مثال بھی دی: صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے پوچھا کہ ایک

آدمی کے گھر کے سامنے نہر بہہ رہی ہو، وہ اس میں دن میں پانچ بار نہائے تو کیا اس کے جسم پہ میل کچیل رہ سکتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں رہ سکتی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہی حال نماز کا ہے۔ نماز جو ہے اللہ کی رحمت کی نہر ہے۔ جو آپ کے دروازے کے سامنے بہہ رہی ہے۔ آپ کو اس میں دن میں پانچ بار نہانے کا موقعہ ہے۔ جو بھی نماز پڑھتے ہیں، یہ چھوٹی چھوٹی غلطیاں، خطائیں جو ہم سے بغیر ارادے کے ہوتی رہتی ہیں، وہ ساتھ کے ساتھ دھلتی چلی جاتی ہیں، انسان پاک ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ تم ایسا کرو گے تو بدن صاف ہو جائے گا۔ اس کی مٹی، گناہوں کے میل جو ہیں یہ دُھل جائے گے۔ تم نماز پڑھو گے تو یہ سب صاف ہو جائے گا۔ اللہ کا ذکر کرو گے تو یہ میل کچیل جو جمی ہے، پرانے گناہ ہیں تو یہ صاف ہو جاتے ہیں۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان گناہ کرتا ہے تو ایک کالا نقطہ دل پہ پڑ جاتا ہے۔ پھر اور کرتا ہے تو ایک اور نقطہ پڑ جاتا ہے۔ مسلسل ہی گناہ کی زندگی بسر کرے گا تو آہستہ آہستہ دل کالا ہو جائے گا۔ اس کے اوپر ایک سیاہ Cover چڑھ جائے گا۔ لالٹین کی چمنی بھی جب کالی ہو جاتی ہے تو اس میں سے روشنی باہر نہیں آتی، اس کو صاف کریں گے تو تب ہی روشنی آئے گی۔ ایسے دل میں نور بھی داخل نہیں ہو گا۔ اللہ کہتا ہے کہ ہم ان کے دلوں پہ مہر کر دیتے ہیں۔

خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (1)۔

نور اندر داخل ہو ہی نہیں سکتا۔ اس دل کو صاف کرتے رہیں گے تو وہ چمکدار رہے گا۔ بتی کی طرح چمکتا ہوا۔ روشنی اس کے اندر جائے گی۔ فرمایا کہ ذکر کرو تا کہ وہ

(1) سورۃ البقرہ 2: آیت 7۔

صاف ہو جائے۔ یہ سیاہی جو ہے یہ دھل جائے ساری۔ قرآن کریم میں یہ سارا سلیبس دیا ہوا ہے۔ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ میرے دین میں، اسلام میں، دنیا کو چھوڑ کر باہر کہیں جنگلوں میں جا کے بیٹھنا، اس کی اجازت نہیں ہے۔ رہبانیت اسلام میں منع ہے۔ دنیا کے اندر رہتے ہوئے، دنیا کے سارے حقوق ادا کرتے ہوئے، حقوق اللہ اور حقوق العباد بھی پورے کرتے ہوئے اللہ کی محبت کا راستہ طے کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خود بھی ایسے کیا اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی یہی کیا۔ آپ ﷺ نے جنگیں لڑیں، یہ آپ ﷺ کے ساتھ رہے، حکومتیں کیں۔ اس سے بڑی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ دنیا کی حکمرانیاں سنبھالیں، کئی کئی شادیاں کیں۔ ایک نہیں، چار چار، پانچ پانچ، دس دس شادیاں کیں۔ بچے ایسا نہیں کہ بچے دو ہی اچھے۔ ان کے بچے بھی بہت سے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چالیس بال بچے تھے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ بعد میں بڑی شادیاں کیں، چالیس بچے تھے۔ سب کے گھربار بھی تھے، شادیاں بھی کیں، بال بچے بھی تھے لیکن ولایت کے میدان میں وہی سردار تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نقشبندیہ سلسلہ چلتا ہے۔ باقی جتنے سلسلے ہیں وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے آتے ہیں۔ ولایت میں بھی وہ سب کے سردار تھے لیکن دنیا کو چھوڑ کے نہیں بھاگے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا طریقہ یہی ہے۔ اسی میں رہتے ہوئے کام کرو، دل میں بڑی قوت پیدا ہوتی ہے۔ جب رکاوٹ ہوگی تو قوت بھی اسی لحاظ سے پیدا ہوتی ہے۔ ثواب بھی اسی حساب سے ہوتا ہے۔ جتنا کام مشکل ہوگا، اتنا ہی اس کا اجر زیادہ ملتا ہے۔ آسان کام ہے تو اس کا اجر بھی کم ہے۔ یہ مشکل کام ہے۔ دنیا میں رہتے ہوئے اللہ اللہ کرنا، تمام حقوق ادا کرنا، قدم قدم پہ رکاوٹیں ہیں، انسان اللہ کی

محبت میں یہ طے کرتا ہے۔ رکاوٹیں ہیں، نماز میں بھی ہیں، اس کو بھی نہیں چھوڑنا چاہئے۔ حلال رزق کمانے میں بھی رکاوٹیں ہیں، اس کو بھی نہیں چھوڑنا۔ رزق حلال میں بھی جو مشکل آتی ہے، بندہ اسے خدا کی محبت میں Face کرتا ہے۔

یہ آسان سا سلیبس بنایا کہ نہ راتوں کو جاگنا ہے، نہ چلے کاٹنے ہیں۔ ہمارے مرشد (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے جب یہ سلسلہ بنایا تو انہوں نے کہا کہ ایسا بنایا جائے کہ ہر آدمی جو ہے وہ اس سے فائدہ اُٹھا سکے۔ اتنا لمبا وظیفہ ہو تو ساری رات جاگنے والا کون کرے گا؟ صبح سے شام تک تو روٹی کی فکر میں بندہ لگا ہوا ہے۔ کلرک بھی لگا ہوا ہے، فوجی بھی لگا ہوا ہے، دکاندار بھی لگا ہوا ہے، زمیندار بھی لگا ہوا ہے۔ وہ ساری رات کیسے بیٹھ سکتا ہے؟ وہ تو کہتا ہے کہ چارپائی ملے تو سوؤں۔ اس کو فرصت ہی نہیں ہے۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے چھوٹا سا رکھ دیا ہے۔ فرمایا کہ یہ ایک دو تسبیح ہے، بس اتنا ہی کرنا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں کرنا۔ بار بار لکھا ہے کہ یہ زیادہ نہیں کرنا۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مجھے پتا چل گیا ہے کہ یہ کس لئے ہے۔ یہ جوش وخروش پیدا کرنے کے لئے ہے۔ اصل ذکر وہ ہے جو آپ چلتے پھرتے کام کاج کے دوران، کاشتکاری کے دوران، سانس کے ساتھ ہر وقت ذکر کرتے ہیں۔ وہ جو اللہ نے سورۃ الحشر (1) میں کہا ہے:

**وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ**

اہل ایمان کو کہا گیا ہے کہ ایسے نہ ہو جانا ان لوگوں کی طرح جو اللہ کو بھول گئے۔ اہل ایمان کو کہا ہے کہ تم ایسے نہ ہو جانا۔

---

(1) سورۃ الحشر 59: آیت 19۔

**فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ۔**

وہ اللہ کو بھول گئے، اللہ نے ان کو اپنا آپ بھلا دیا۔ ان کو یاد نہیں رہا۔ ہم کیا ہیں؟ دنیا میں کس لئے آئے ہیں؟ کہاں جانا ہے؟ کہا: ہم نے ان کو اپنا نفس بھلا دیا۔ ان کو ہوش ہی نہیں رہی۔ ان کو منزل کا تعین نہیں رہا کہ یہاں ہم کس لئے آئے ہیں۔

**أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔**

وہ فاسق ہیں۔ خدا کو ہمیشہ یاد رکھو۔

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ**(1)۔

اے اہل ایمان! ایسا نہ ہو کہ تمہارے مال اور اولاد کی محبت تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل کر دے۔

دنیا میں آدمی اپنے مال اور اولاد کے لئے ساری جدو جہد کرتا رہا۔ اس کو اکٹھا کرتا ہے۔ اپنی بھلائی کے لئے کہ یہ میرے کام آئے گی۔ یہ میرے بچوں کے کام آئے گی۔ ان کے لئے پیسا اکٹھا کرتا ہے۔ تو اللہ نے کہا کہ ایسا نہ ہو۔ تمہارے مال اور اولاد کی محبت تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دے۔

**وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ**(1)۔

جس نے ایسا کیا وہ خسارہ پانے والوں میں ہوگا۔ ان کی خاطر اس نے اللہ کو بھلا دیا۔ اس کو ہمیشہ یاد رکھو۔ اس کو Priority (ترجیح) دو۔ اس سے پریم کرو۔ اگر یاد کرتے رہو گے تو اس کی عنایات کا سایہ آپ پہ رہے گا۔ خدا کہتا ہے کہ جب بندہ مجھے ایک دفعہ یاد کرتا ہے، میں دس دفعہ اسے یاد کرتا ہوں۔ بندہ ایک قدم میری طرف

---

(1) سورۃ المنافقون 63: آیت 9۔

چلتا ہے، میں دس قدم اس کی طرف چلتا ہوں۔لیکن وہ پہلا قدم آپ نے ہی اٹھانا ہے۔اللہ کہتا ہے کہ دس قدم میں اٹھاؤں گا لیکن پہلا قدم تم نے اٹھانا ہے۔اگر پہلا بھی اس نے اُٹھایا تو تمہیں کس چیز کا اجر ملے گا؟ اجر اسی کا ملے گا کہ میرے بندے نے خود فیصلہ کر کے ایک قدم اٹھایا ہے اور میری طرف آیا ہے۔باقی ساری کائنات اور ساری مخلوق جو ہے، یہ اللہ کے قانون میں بندھی ہوئی ہے۔یہ اِدھر اُدھر نہیں ہو سکتی۔چڑیا ہو، بھینس ہو، یا کوئی جانور ہو، جسے صدیوں سے اللہ نے ڈیوٹی دے دی ہے، وہ اس کے اندر ہی بندھی ہوئی ہے۔نہ کسی نے زندگی کا Pattern change کیا ہے، نہ یہ اپنی زندگی میں تبدیلی لائے ہیں۔ویسے دودھ دیتی ہے، ویسے بچے دیتی ہے، ویسے کھانا پینا، آگے بھی یہی رہے گا۔انسان جو ہے یہ:

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن

یہ زندگی کو روز بدلتا رہتا ہے۔نئے نئے مکان، نئی نئی چیزیں، نئی نئی گاڑیاں۔ وہ بدل رہا ہے۔اللہ کے راستے میں جو اللہ نے عقل دی ہے۔بصیرت دی ہے۔رسول اللہ ﷺ کو فرمایا کہ آپ کو داروغہ بنا کے نہیں بھیجا۔آپ کا کام ہے بتانا:

**عَلَیکَ البَلاغ۔**

پہنچا دیں۔یہ کرنا ہے۔اس کے بعد دوبارہ زندگی ہے، جینا ہے۔اچھے اعمال کریں گے تو یہ اجر ملے گا۔برے کریں گے تو یہ سزا ملے گی۔

**فَاِنَّمَا عَلَیکَ الْبَلاَغُ وَعَلَینَا الْحِسَابُ** (1)۔

ہم حساب خود لیں گے۔آپ سے نہیں پوچھا جائے گا کہ یہ لوگ دوسری طرف کیوں گئے؟ یہ ایمان کیوں نہیں لائے؟ وہ ہم پوچھیں گے۔اس کو عقل دی، اس

---

(1) سورۃ الرعد 13: آیت 40۔

کو سمجھ دی۔ اتنی عقل کہ سب سے اعلیٰ مخلوق، فرشتے تھے، انہوں نے سجدہ کیا۔ اس کو تسلیم کیا کہ واقعی اللہ تو نے بڑا اچھا ماڈل بنایا ہے۔ اللہ نے ٹیسٹ بھی کرایا۔ فرشتوں کے سامنے چیزیں پیش کیں، ان سے کہا کہ ان کے نام بتاؤ، وہ نہیں بتا سکے۔ آدم علیہ السلام سے کہا کہ تم بتاؤ۔ آدم علیہ السلام نے سب بتا دیے۔ کہا کہ یہ آدم علیہ السلام ہے۔ کہا کہ کرو سجدہ۔ فرشتوں نے سجدہ کیا کہ واقعی یہ Superior ہے۔ دنیا میں Superior جسے اللہ میاں عقل دے تو پھر وہ نیچے کیسے آ سکتا ہے؟ اس کو Superior اللہ نے ہی بنایا ہے۔

کلاس میں چن کے، بچوں کے Test لے کے جب بچوں کو Select کیا جاتا ہے تو اس میں پتا ہوتا ہے کہ بورڈ میں پہلی پوزیشن جو ہے وہ ہمارے کالج کی ہے، وہ تو لیں گے ہی۔ جب ان کالج والوں نے ٹیسٹ کر کے بندے لئے ہیں تو وہ اتنے اچھے تو ہوں گے ہی کہ پہلی پوزیشن لے سکیں۔ جب اللہ نے Select کیا ہے (اس آدم کو)، اللہ نے اس کو عقل دی، شعور دیا، اشرف المخلوقات بنایا، فرشتوں نے، بہترین مخلوق وہ تھی انہوں نے بھی سجدہ کیا، تو پھر یہ کیسے فیل ہو سکتا ہے؟ اس کا امتحان ہے، فیل ہو گیا تو باہر ہے، ناکام ہو جائیگا۔ اس کو خود اپنی عقل کو استعمال کر کے بصارت استعمال کر کے اس پہ چلنا ہے۔ یہ اس کی زندگی کا ٹیسٹ ہے۔ یہ خلافت ارضی ہے۔

**وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلاَئِفَ الأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِیْ مَا آتَاكُمْ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيْمٌ[1]۔**

(1) سورۃ الانعام 6: آیت 165۔

وہ اللہ جس نے تمہیں زمین کے خلیفے بنائے تاکہ تمہیں آزمائے۔ جو کچھ تمہیں دیا ہے، اس میں تمہارا ٹیسٹ ہو، تم کیا کرتے ہو؟

کہتے ہیں کہ وہ جاگیر اس کے دادا کے پاس تھی تو اس کا ٹیسٹ تھا۔ اُس کا ٹائم گزر گیا، خان صاحب ہیں، شاہ صاحب ہیں، جوئیہ صاحب ہیں، آگے آبادی چل رہی ہے۔ میرے دادا چلے گئے، میرا باپ ان کی جگہ پہ بیٹھ گیا۔ جائیداد، کاروبار، یہ ہر چیز کی اس کو خلافت مل گئی۔ اس کا ٹیسٹ تھا کہ اس نے کیا کیا؟ اب تمہاری باری ہے، ان کا ٹائم ختم ہوا تو کہا: چلے جاؤ۔ آگے والوں سے کہا کہ اب تمہاری باری ہے۔ تم کیا کرتے ہو؟ یہ فرمایا کہ تمہیں خلیفہ بنایا تاکہ جو کچھ تمہیں دیا ہے اس میں تمہارا ٹیسٹ ہو تا کہ دیکھا جائے کہ تم کیا کرتے ہو؟ باری باری یہ حکمرانی ہر انسان کو ملتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ کوئی مالک جو غلام خرید کے لایا ہے، اس کی بکریاں چراتا ہے، اس سے اس کی بکریوں کے بارے میں سوال ہوگا۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں تو غلام ہوں، میری تو جائیداد ہی کوئی نہیں ہے، میں تو آپ ہی نوکر ہوں۔ فرمایا: وہ بکریاں اس کے تحت ہیں۔ جب وہ گھر سے چلتا ہے تو بکریوں کا مالک اصل میں وہی ہوتا ہے۔ وہ صبح انہیں صحیح جگہ لے کے جاتا ہے؟ جس طرف چارہ، پتے، یا ان کی خوراک ہے یا غلط جگہ پہ لے کے جاتا ہے؟ اس سے پوچھا جائے گا۔ جب انہیں پیاس لگتی ہے تو اسے احساس ہوتا ہے کہ اب ان کو پانی کی ضرورت ہے؟ انہیں کسی نالے پہ لے کے جاؤں۔ جب دھوپ لگتی ہے تو اس کو احساس ہوتا ہے کہ وہ انہیں کہیں سایہ دار جگہ پہ لے جائے؟ فرمایا کہ اس کی بکریاں ہی اس کی ملکیت ہیں، جو کچھ اس کے تحت ہے، وہی اس کی ملکیت ہے۔ ہر جگہ دکانوں میں، چوراہوں پہ، اور درختوں پہ لکھا ہوتا ہے:

**كُلُّكُم رَاعِي وَ كُلُّكُم مَسْئُولٌ عَن رَعِيَتِهِ**

تم میں ہر بندہ حکمران ہے اور اس کی حکمرانی کے بارے میں اس سے سوال ہوگا۔

یہ حضور ﷺ کا فرمان ہے۔ ہر بندہ سردار ہے۔ کمزور ہے یا جیسے ہے، کہتا ہے کہ مجھے سردار جی کہو۔ ہر بندہ حکمران ہے۔ ہر ایک سے جو بھی اس کے تحت ہے اس کے بارے میں سوال ہوگا۔ جب تھوڑا ہے، اس سے تھوڑا سوال ہوگا، جو بڑا ہے، اس کے لمبے لمبے پرچے ہوں گے۔ یہ ہمارا ٹیسٹ ہے اور ہمیں ہی اس کا جواب دینا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی ایسے ہی کیا، آگے اُمت کو بھی یہی حکم ہے کہ تمام دنیا تک جیسے میرے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تم تک میرا پیغام پہنچایا، اس کے بعد آگے اُمت نے یہ کام کرنا ہے۔ اُمت کے جو باقی کافر ہیں، جو بھی امت اس وقت ہوگی، جو مسلمان اس وقت ہوں گے، ان کی ڈیوٹی ہے کہ ان تک میرا دین پہنچائیں۔ تمہیں خیر الامت بنایا ہے۔

**كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔**

لوگوں کے لئے تیار کیا ہے آگے میرے دین کو تم نے پہنچانا ہے۔

**تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ** (1)۔

اس دنیا میں نیکی کو پھیلاؤ۔ برائی کو قوت کے ساتھ روکو بھی، وہ تم نے کرنا ہے۔

**وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا** (2)۔

---

(1) سورۃ آل عمران 3: آیت 110۔
(2) سورۃ البقرہ 2: آیت 143۔

رسول ﷺ تم پہ گواہی دیں گے: یا اللہ میں نے تیرا دین ان تک پہنچا دیا۔

حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبے میں پوچھا: میں نے اللہ کا دین تم تک پہنچا دیا ہے؟

سب نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ آپ نے پہنچا دیا ہے۔ آپ ﷺ نے کہا: اللہ! گواہ رہنا، یہ مان رہے ہیں اس بات کو کہ میں نے ان تک پہنچا دیا ہے۔ آگے آپ ﷺ نے کہا کہ میرے بعد تم لڑ نہ پڑنا کہ کہیں گردنیں مارنے لگو یا کافر ہو جاؤ۔ یہ دن، یہ آج کا دن، یہ عرفہ کا دن، یہ مہینہ، یہ جگہ، جیسے یہ حلال ہے، اسی طرح مسلمان کا مال، جان اور آبرو تم پہ حرام ہے۔ اسی طرح کرنا جیسے اب ہے۔ آگے فرمایا:

**وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ** (1)۔

تم پوری انسانیت کی گواہی دو گے، یہ ہے اللہ کا دین، اس کے مطابق زندہ بھی رہو اور اس پیغام کو آگے بھی پہنچاؤ۔ مارنا نہیں ہے۔ پریم کی بات کرنی ہے۔ اللہ نے طریقہ سارا قرآن میں بتایا:

**ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ** (2)۔

اچھی اچھی نصیحتوں سے، پیاری پیاری باتوں سے اللہ کی طرف بلاؤ۔ نہیں

---

(1) سورۃ البقرہ 2: آیت 143۔
(2) سورۃ النحل 16: آیت 125۔

مانتے تو نہ کریں، اللہ کہتا ہے کہ کوئی بات نہیں، چند دن کی بات ہے، میرے پاس آ ہی جائیں گے، میں انہیں بتادوں گا کہ کیا کیا کرتے رہے ہیں۔

**وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ**(1)۔

ہر بندے نے جو کیا ہے وہ اس نے خود ہی اٹھانا ہے۔اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔تم میرے پاس آ جاؤ گے تو میں تمہیں بتادوں گا کہ یہ صحیح تھے، یہ غلط تھے۔ یہ سو فیصد صحیح تھے۔ یہ اسّی فیصد صحیح تھے۔اس چیز پہ لڑنا نہیں ہے۔قوت برداشت ہونی چاہئے۔آخری دنیا میں اسلام کی تبلیغ جو ہے یہ پہنچانی ہے۔ یہ کام ہمیشہ ہی رہے گا۔آپ ﷺ کی اُمت جو ہے وہ قیامت تک کے لئے ہے۔ اب نبی پاک ﷺ کا دور ہے۔قیامت تک کے لئے نبی پاک ﷺ کا دور ہے، ان کا دور ہے تو یہ اُمتِ دعوت آپ ﷺ ہی کی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ آپ ﷺ خاتم النبیین تھے۔ نبی ختم ہو گئے۔نبوت ختم نہیں ہوئی، آپ ﷺ کی نبوت تو جاری ہوگئی۔اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔حضور ﷺ کی نبوت ہی قیامت تک ہے۔اب اسی کتاب کی دائمی حکمرانی قیامت تک ہے۔حضور ﷺ کی نبوت ہی قیامت تک جائے گی۔ یہ نبوت Establish (قائم وجاری) ہوگئی۔یہ ساری نبوت حضور ﷺ ہی کی ہے۔اور کوئی بندہ نبوت کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ بزرگ کہتے ہیں کہ اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے اور اس سے بندہ پوچھ لے کہ تیری نبوت کی کیا نشانیاں ہیں تو کہتے ہیں کہ وہ بندہ کافر ہو جاتا ہے۔ کیوں نشانیاں پوچھے؟ جب پتا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی آ ہی نہیں سکتا تو پھر کیوں کوئی نشانیاں پوچھے؟ کوئی نشانی نہیں ہے۔ بے شک کوئی ہوا میں اڑتا ہے،

---

(1) سورۃ الفاطر 35: آیت 18۔

آگ میں چلے، تو اس کو دیکھو کہ میرے طریقہ پر ہے کہ نہیں؟ اگر میرے طریقہ پر ہے تو یہ اس کی کرامت ہے۔ اگر نہیں ہے تو پھر جوتے مارو، وہ جھوٹا ہے۔ یہ کرنے والا مختصر سلیبس باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا۔ کتابیں بھی لکھ دیں۔ یہ آپ کو پڑھنے کو مل جائیں گی۔

قرآن و سنت کے عین مطابق سارا کیا۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے سسٹم سارا Accurate کر دیا ہے کہ بیعت نہیں ہے۔ پہلے ذکر سیکھیں، اس کا فائدہ آپ کو محسوس ہو کہ ہم نے ذکر کیا ہے، ہمارا اندر واقعی کچھ نہ کچھ ذکر سے جیسے فرمایا ہے صاف ہوتا ہے اور واقعی صاف ہو۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ ایسے ہوگا اور وہ نہ ہو۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ آپ ذکر کریں گے تو دیکھیں گے۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بیعت نہیں کرنا۔ پہلے ذکر سیکھو، کر کے دیکھو، فائدہ ہو تو آپ خود کہیں گے کہ ہاں اس سے بڑا فائدہ ہوا ہے۔ من پاک ہوگیا ہے۔ خیال ہی نیکی کی طرف لگ گیا ہے۔ نماز میں بھی دل لگتا ہے، اچھی لگتی ہے، پیار آتا ہے۔ آپ محسوس کریں کہ برائی سے خود بخود طبیعت ہٹتی چلی جا رہی ہے۔ یہ Done (طے شدہ) ہے۔ جب یہ ہو تو پھر بیعت کرنی ہے۔ ایسے نہیں کرنا۔ کوئی تسبیحیں، منکے نہیں ہیں، ایسے نہیں کرنا، ٹھیک ٹھاک ہے۔

خلافت کے بارے میں بھی باباجی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا کہ خلافت پہ اپنے مریدوں میں سے کسی کو بٹھاؤں گا۔ اپنے رشتہ داروں کو اس گدی پہ نہیں بٹھاؤں گا۔ نہ بیٹے کو، نہ بھائی کو، نہ بھتیجے کو۔ مریدوں میں سے جو اچھا ہوگا اس کو گدی پہ بٹھاؤں گا۔ آگے بھی جو ہوگا وہ بھی ایسے ہی کرے گا۔ اللہ اللہ کرو، پیار کرو، باہمی محبت رکھو۔ ماں باپ، بیوی بچوں کے ساتھ،

سارے انسانوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ عالمگیر محبت۔ یہ باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے 'طریقت تو حیدیہ' میں لکھا ہے۔ یہ چھوٹی سی کتاب ہے جس کے اندر سارا سلیبس لکھا ہے کہ یہ لا الٰہ کا ذکر ہے۔ یہ ایسے کرنا ہے، یہ اللہ اللہ کرنا ہے، یہ ایسے کرنا ہے۔ سب سے محبت کرو، سب سے پیار کرو، کسی کو دکھ، تکلیف، رنج نہ پہنچاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:

مومن وہ ہے جس کے ہاتھ، پاؤں اور زبان سے دوسری مخلوق محفوظ رہے۔

بیعت نامہ میں بھی باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اپنے کسی قول، فعل، یا حرکت سے کسی انسان کو رنج، دکھ یا تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔ یہ بیعت کی شرائط میں سے لکھا ہے۔ ایسے رہنا ہے۔ پیار کرو، محبت کرو۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ تم اگر چاہتے ہو کہ خدا تم سے محبت کرے تو اس کی مخلوق کے ساتھ محبت کرو۔ (ایک حدیث میں) اللہ کہتا ہے کہ

**الخلق کلھم عیال اللّٰہ ۔**

مخلوق میرا کنبہ ہے۔ اس اللہ نے پیدا کیا ہے۔ ماں باپ بھی پیدا کرتے ہیں تو عارضی طور پہ یہ خالق ہیں۔

**أَفَرَأَيْتُم مَّا تُمْنُونَ. أَأَنتُمْ تَخْلُقُونَهُ أَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ**(1)۔

تم پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرتے ہیں۔ اللہ ہی پیدا کرتا ہے۔ اصل خالق وہ ہے۔ یہ اللہ کی مخلوق ہے، یہ اس کا کنبہ ہے۔ جو اس کی خدمت کرتا ہے، جو اس سے

---

(1) سورۃ الواقعہ 56: آیات 59۔58۔

پیار کرتا ہے، میں بھی اسی سے پیار کرتا ہوں ۔باباجی ؒ نے بھی لکھا ہے: تم چاہتے ہو کہ خدا تم سے محبت کرے تو اس کی مخلوق کے ساتھ پیار کرو۔ پیار ہوگا تو خدمت بھی کریں گے۔ چھیننے والے نہیں بنیں گے، دینے والے بنو گے۔آنہ دیا ہے، روپیہ دیا ہے، لینے والی بات نہیں کرنی۔دینے والے بنو، تم اس کی خدمت کرو۔باباجی ؒ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب ؒ) نے ایک جملہ بڑا زبردست لکھا ہے کہ مجنوں جو تھا وہ لیلیٰ کی گلی کے کتے سے بھی پیار کرتا تھا، تم کیسے محبّ ہو، اپنے اللہ کی بہترین مخلوق، اشرف المخلوقات، مسجود ملائکہ، جو اللہ کی ان گنت صفات کا مظہر ہے۔ اس انسان کے اندر اللہ کی صفات موجود ہیں۔اَن گنت صفات ہیں، تم اس سے پیار نہیں کرتے۔اسی پہ آنا پڑتا ہے۔

جتنا کوئی بزرگ اللہ کے نزدیک ہوگا، اتنا ہی انسانوں سے محبت کرے گا۔ انسانوں میں سب سے زیادہ اونچی شان رسول اللہ ﷺ کی ہے، نہ کوئی آپ ﷺ جیسا ہوا ہے، نہ ہو سکے گا، نہ کبھی ہوگا۔آپ ﷺ کو ہی 'رحمۃ للعالمین' کا خطاب ملا۔آپ ﷺ ساری کائنات کے لئے رحمت ہیں۔انسانوں میں اگر کوئی سب سے زیادہ پیار کرتا ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔لوگ آپ ﷺ کو کیا کیا تکلیفیں دیتے تھے۔حضور ﷺ کا اپنا فرمان ہے کہ مجھے سب نبیوں سے زیادہ ستایا گیا، لیکن آپ ﷺ نے نہ تو کبھی کسی گالی نکالنے والے کو کبھی گالی دی، نہ کسی پتھر مارنے والے پر پتھر پھینکا، نہ کبھی بددعا کی۔باباجی ؒ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب ؒ) نے یہ بھی لکھا ہے کہ بددعا کرنا تو کیا، کبھی دل میں بھی خیال نہیں آیا۔خدا کی قسم! اگر ان کے دل میں بھی کسی کے خلاف خیال آجاتا، کبھی بچ نہیں سکتا تھا۔ہم جانتے ہیں کہ حضور ﷺ کے خادموں

سے، چھوٹے چھوٹے فقیر اللہ والے جو ہیں، ان کے دل میں بھی خیال آ جائے تو وہ یہاں سے اٹھ جاتا ہے۔ اگر حضور ﷺ کے دل میں بھی خیال آ جاتا تو کبھی کوئی چیز باقی نہ رہتی۔ لیکن فرمایا کہ یہ حوصلہ صرف رسولوں میں ہوتا ہے۔ بندہ نہیں کر سکتا۔ ہمیشہ یہی دعا ہوتی۔

**اللّٰھم اھدی قومی فاِنھم لا یعلمون**

اے اللہ! انہیں ہدایت دے، یہ جاننے والے نہیں ہیں۔ ان کو سب سے زیادہ پیار کرنے والا میں ہی ہوں۔ ان کا سب سے بڑا حامی میں ہی ہوں۔ جو سمجھتے ہیں گالی کو، وہ گالی نہیں دے سکتے۔ جو سمجھتے ہیں وہ کسی بندے کو پتھر نہیں مار سکتے۔ جو سمجھتے ہیں وہ کسی کو تکلیف نہیں پہنچا سکتے۔ اتنی بڑی بات ہے۔ شیطان نے بندے کو نہیں مانا، مارا گیا۔ اللہ کو تو وہ اب بھی مانتا ہے۔ قرآن میں آتا ہے کہ وہ (شیطان) بدر میں آیا۔ جب فرشتے اترے تو انہیں دیکھا اور اس نے کہا:

**وَقَالَ إِنِّیْ بَرِیْءٌ مِّنکُمْ إِنِّیَ أَرَی مَا لاَ تَرَوْنَ إِنِّیَ أَخَافُ اللّهَ وَاللّهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ**[1]

میں تو وہ دیکھ رہا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آ رہا، میں گیا۔ میں تو ڈرتا ہوں خدا سے۔ اس (شیطان) نے انسان کو نہیں مانا، اس کی قدر و قیمت نہیں جانی، اس کو سجدہ نہیں کیا۔ اللہ اس پہ لانا چاہتا ہے کہ تم اس (انسان) کی عزت کرو۔ میں نے ایک خطبہ میں بھی لکھا اور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی لکھا کہ گناہ سے نفرت ہونی چاہئے، گنہگار سے نہیں۔ گناہ سے نفرت کرو، گنہگار سے نہیں۔ اس پہ تو رحم آنا چاہئے کہ یہ بہترین مخلوق اللہ کی، اسے اللہ نے پیدا کیا،

(1) سورۃ الانفال 8: آیت 48۔

اشرف المخلوقات بنایا مگر یہ اپنی کج فہمی کی وجہ سے اس راہ پہ چل پڑا ہے جو اللہ کی راہ نہیں ہے۔آپ کو تو ہمدردی ہونی چاہئے۔رونا آنا چاہئے کہ یہ بندہ اتنا اچھا ہے اور اس راہ پہ چل پڑا ہے۔اس کے لئے دعا کرو۔اس کے لئے ہمت بھی لڑاؤ۔اس کے قلب میں خدا کی محبت بیدار ہو جائے ،وہ کرو۔علامہ کہتا ہے:

تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے
کھویا گیا ہے تیرا جذبِ قلندرانہ

وہ بات جو تمہارے دل کے اندر تھی،تمہاری توجہ سے،تمہارے فیض سے، تمہاری صحبت سے جو اس کے اندر نیکی اور یہ بات جاگ اُٹھے،وہ کوشش کرو۔برائی سے نفرت کرو،برے سے نہیں کرنی۔برے سے ہمدردی کرو۔اسے اس میں لانے کی کوشش کی جائے۔اس کو برا بھلا نہ کہا جائے۔میں نے مثال بھی دی کہ اگر نالی میں سونے کا ٹکڑا یا روپیہ سونے چاندی کا اگر گر جائے تو اسے ہم اٹھا لیتے ہیں۔پتا ہے کہ پیشاب،پاخانہ نالی میں جا رہا ہے۔پتا ہے کہ وہ پلید ہے مگر ہم اسے اٹھا لیتے ہیں کہ دھو لیں گے۔وہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ کا بندہ بھی جو ہے یہ کسی غلطی کی وجہ سے یا کج فہمی سے تھوڑا ٹیڑھا میڑھا ہو کے نالی میں گر ہی پڑا ہے،اس کو بھی اُٹھا لیں۔وہ بھی دھویا جا سکتا ہے۔خدا نے تو کہا ہے کہ آخری دم تک بھی میرا بندہ اگر توبہ کر لے تو میں اس کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہوں۔کبھی بھی توبہ کا دروازہ بند نہیں کروں گا۔جب بھی آ جائے میرا دَر کھلا ہی ہے۔اللہ والے بھی یہ اسی طرح کرتے ہیں کہ جب بھی آ جائے اسے پیار سے ملتے ہیں۔اسی طرح اس کی قدر کرو۔اس کو نکالو،دھولو،صاف کر لو،اصل میں سونا ہی ہے۔یہی آدم ہے،جس کو سجدہ کیا گیا تھا۔جب اس کو راہِ راست مل جائے گی تو ٹھیک ہو جائے گا۔

حضور ﷺ بھی جس قوم میں آئے وہ عرب جو تھے وہ بھی دنیا میں سب سے گرے پڑے، بے نام، جاہل اور اکھڑ قسم کی قوم تھی۔ نبی پاک ﷺ کے لئے اللہ نے وہی قوم Select کر کے رکھی ہوئی تھی کہ یہ آپ ﷺ کو مل جائے گی۔ یہ لوگ ہر بات میں پکے تھے، جب اسلام میں بھی آ گئے تو اس پہ بھی پختہ ہو کے چلے۔ حضور ﷺ نے آ کر ایسا انہیں بنایا کہ آدھی صدی میں آدھی دنیا پہ انہوں نے قبضہ کرلیا۔ بیس، تیس سال میں یورپ کے اندر فرانس تک چلے گئے۔ ایمان تھا، پکے لوگ تھے، جب اس پہ لگ گئے تو لگ گئے۔ انہوں نے خوب کام کیا۔ اللہ نے انہیں ایک قوم میں Convert کر دیا۔ یہ ان پڑھ اور جاہل قوم تھی۔ مولانا حالی رحمۃ اللہ علیہ بھی کہتے ہیں:

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

مرے ہوئے لوگ جو ناچیز تھے وہ لوگوں کو زندگی بانٹنے لگ گئے۔ لوگوں کو قوانین بتائے۔ کیسے مالی معاملات چلائے جاتے ہیں؟ کیسے ملکوں میں خوشحالی لائی جاتی ہے؟ وہ نبی پاک ﷺ کی یونیورسٹی سے اور صفہ سکول سے پڑھ کے نکلے تھے۔ وہ حکمران ادھر سے حضور ﷺ لے کے آئے۔ ایسے تھے کہ جن کا نہ گھر تھا نہ بار تھا۔ کہا کہ ان سے لو۔ وہ ایسے تھے کہ حکمرانی کے نام سے بھاگ جاتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں یہ ہوتا تھا کہ انہوں نے صوبوں کے گورنر چننے ہوتے تھے اور وہ (اہلِ صفہ) سویرے سویرے جلانے کے لئے جنگل سے لکڑیاں چننے نکل جاتے تھے کہ کسی اور کو ہی بھیج دیں، ہم نہیں جاتے۔ ان کو کیا، وہ تو ان حکومتوں کے خواہشمند نہیں تھے۔ وہ تو پیار کی زندگی بسر کرتے تھے۔ حضور ﷺ کی ہمسائیگی

میں رہتے تھے، اُدھر ہی رہنا چاہتے تھے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اُدھر ہی بیٹھے رہتے تھے کہ میں بھی ادھر ہی بیٹھا ہوں، تمہارے درمیان سے ہی بندہ بھیجنا ہے۔مجھ پہ ذمہ داری ڈال کے خود بھاگ رہے ہو۔آپ میں سے ہی گورنر چننا ہے، آپ میں سے ہی کسی کو بھیجنا ہے۔اُنہیں میں سے بھیجتے تھے۔ کہتے تھے کہ تمہیں گورنری کی ضرورت نہیں ہے۔لوگوں کو، اللہ کی مخلوق کو تم جیسے گورنر چاہئیں۔جن میں گورنری کی ہوس نہ ہو، یہ پیسے کی محبت نہ ہو۔مخلوق خدا کو ایسے ہی گورنروں کی ضرورت تھی۔تو ان میں سے ہی بھیج دیتے۔یہ ایسے لوگ تھے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ہی رہتے تھے اور پاک ہو گئے۔ایمان دلوں کے اندر چلا گیا۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس زمانے میں کسی کو گورنر بناتے تھے تو اسے بیس، تیس ہزار درہم و دینار تنخواہ دیتے تھے تا کہ انہیں اِدھر اُدھر دیکھنے کی ضرورت نہ پڑے، لیکن چار شرائط لکھواتے تھے۔تم ترکی گھوڑے پہ سواری نہیں کرو گے۔تم نہیں بیٹھو گے۔لوگ بیٹھیں گے لیکن گورنر صاحب ترکی گھوڑے پہ نہیں بیٹھیں گے۔باریک کپڑا نہیں پہنو گے۔ چھنا ہوا آٹا نہیں کھاؤ گے۔ باقی کھائیں گے، تم نہیں کھاؤ گے۔تمہارے گھر یا بنگلے کے باہر کوئی دربان نہیں ہو گا۔چوبیس گھنٹے در کھلا رہے گا۔ جس کی مرضی آئے۔گورنر صاحب سے ان باتوں پہ انگوٹھا لگوا کے تب بھیجتے تھے۔ حقوق نہیں دیتے تھے۔پہلے جو حقوق ملے ہیں، ان میں سے بھی کچھ سلب کر لیتے تھے کہ عام بندہ بن کے رہنا ہے۔

صفہ کے ہی ایک ایسے گورنر تھے ان کے خلاف شکایت ہو گئی کہ یہ تو آتے ہی نہیں ہیں۔صبح دیر سے ڈیوٹی پر نکلتے ہیں۔جمعہ کے دن تو اور بھی دیر سے آتے ہیں۔ رات کو تو یہ بالکل ہی باہر نہیں آتے۔رات کو نکلتے ہی نہیں ہیں۔ان کو کبھی کبھی دورہ پڑتا

ہے، نماز میں زور زور سے رو پڑتے ہیں۔ یہ شکایتیں آئی ہوئی تھیں۔ CID (Criminal Investigation Department) کا نظام بڑا زبردست تھا، کبھی کسی کی شکایت نہیں آتی تھی۔ گورنر کی شکایت آئی تو بلا لیا کہ آؤ۔ وہ آ گئے۔ مختصر سا سامان تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارا سامان کدھر ہے؟ فرمایا کہ یہ جو میں لے کے آیا ہوں یہی میرا سامان ہے۔ کہا کہ آپ کے خلاف شکایتیں ملی ہیں۔ پوچھا: کیا ہیں؟ فرمایا کہ یہ یہ ہیں۔ کہنے لگے کہ ہاں جی! ساری ٹھیک ہیں۔ میں صبح واقعی دیر سے آتا ہوں۔ گھر میں ہمارا کوئی نوکر نہیں ہے۔ میں اور میری بیوی مل کر ناشتہ تیار کرتے ہیں تو تھوڑی سی دیر ہو جاتی ہے۔ پوچھا: جمعہ کو؟ فرمایا: جمعہ کو کپڑے بھی خود ہی دھوتے ہیں۔ انہیں سوکھنے میں تھوڑی دیر لگتی ہے۔ یہ سوکھ جاتے ہیں تو یہی پہن کر باہر نکلتا ہوں۔ پوچھا: یہ جو پیسے ملتے ہیں اتنے تنخواہ کے تو انہیں کہاں خرچ کرتے ہو؟ کہنے لگے: یہ پیسے بہت زیادہ ہوتے ہیں، ہم نے کیا کرنے ہیں اتنے پیسے۔ تھوڑے سے رکھ لیتے ہیں، باقی مجاہدین کو مدد میں دے دیتے ہیں۔ یہ ہم نہیں رکھتے۔ پوچھا: وہ رات میں کہتے ہیں کہ آپ باہر نہیں آتے۔ اُنہوں نے کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ! میں سمجھتا ہوں کہ سارا دن لوگوں کے معاملے طے کرنے اور حکومت کے کام کرنے میں گزر جاتا ہے اور اللہ کے حقوق ادا کرنے میں کمی کر رہا ہوں۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ کم از کم رات تو اللہ کے دربار میں پیش ہو کر گزاری جائے۔ میں رات کو قیام کرتا ہوں۔ پوچھا: یہ کہتے ہیں کہ مرگی کا دورہ پڑتا ہے۔ کہنے لگے: جی نہیں مجھے دورہ نہیں پڑتا اور نہ ہی مرگی ہے۔ میں مکہ میں تھا جب کفار نے ایک مسلمان کو پکڑا اور نیزے مار مار کے شہید کر دیا تھا، میں بھی ان میں شامل تھا۔ مجھے اس کی موت کا منظر کبھی کبھی یاد آئے تو مجھے خود پہ قابو نہیں رہتا۔ مجھے وہ یاد آتا ہے کہ وہ کیسا دور تھا، اسلام پہ وہ کیسا وقت آیا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اچھا۔ چلو دو چار دن رہ لو اور پھر واپسی کیلئے تیار ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ نہیں مجھے معاف کر دیں۔ اب مجھے بلا ہی لیا ہے تو اب مجھے ادھر ہی رہنے دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو شکایتیں بھی نہیں ملیں گی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں! اس جیسا گورنر کہاں ملتا ہے، اسے ہی واپس بھیجنا ہے۔ وہ ایسے لوگ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بھی ہے کہ تم میں اچھے حکمران وہ ہوں گے جو بھاگیں گے۔ وہ جو کہتے ہیں ناں کہ آپ کا دیرینہ خادم ہوں، وہ نہیں قبول کریں گے۔ وہ کہیں گے کہ نہیں چاہئے ہمیں، وہی تمہارے اچھے حکمران ہوں گے۔ ایسے یہ نفس صحیح ہو جائے اور وہ پیار ہو جائے۔ اللہ کی محبت پیدا ہو جائے۔ جیسے یہ ہے کہ

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

خدا کی محبت جو ہے یہ ایسے ہو کہ سب کچھ بھول بھال جائے۔ وہ خدا سے محبت اور خدا سے پیار وہی سب سے بڑی دولت ہے۔ اس کے سوا وہ کوئی بات نہیں کرتا۔ یہ جو تھوڑی سی بات میں نے عرض کر دی ہے یہ سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی تعلیم ہے۔ یہ تعلیم کی باتیں باباجی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کی کتب میں لکھی ہوئی ہیں۔ یہ (کتب) آپ کو دستیاب ہیں۔ آپ پڑھے لکھے لوگ ہیں، پڑھ سکتے ہیں۔ مختصر سا سلیبس ہے۔ لمبے چوڑے وہ چلے اور ایسا کچھ نہیں ہے۔ کر کے دیکھو۔ ان شاء اللہ اس کا فائدہ خود محسوس ہوگا۔ آپ دیکھ لیجئے۔ اللہ تعالیٰ کرم کر دے، ہمارے دلوں میں اپنے پیار کی شمع روشن کر دے اور ہم اللہ اللہ کرتے اس دنیا سے چلے جائیں۔ آمین۔

(بموقع سالانہ دورہ 2012ء حلقہ توحیدیہ عاشق پور لسوڑی بعد از حلقہ ذکر)

# محفل 85

قرآن پاک پر بڑی تحقیق کی گئی کہ اس میں کوئی اختلاف ڈھونڈا جائے لیکن نہیں ملا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مسودہ جس کو پڑھتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی، اس پر خون کے نشانات ہیں، وہ تاشقند میں اب بھی موجود ہے۔ معاہدہ تاشقند کے وقت جب ایوب خان روس گیا تو روس نے اسے بھی اس کی ایک فوٹو کاپی دی تھی۔ یہ پاکستان میں آئی۔ یہ قومی امانت تھی، اسے گھر میں تو نہیں رکھا جا سکتا تھا۔ ایوب خان فوت ہو گئے تو گوہر ایوب نے بتایا کہ اسے ہم نے نیشنل لائبریری میں رکھوا دیا۔ وہ اپنی تحقیق میں ناکام ہو گئے تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ کہیں کوئی اختلاف نہیں ملا۔ جس کونے میں جہاں مرضی جاؤ۔ یہ اللہ کی شان تھی کہ

**إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ** (1)۔

ہم نے اسے نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

نہ کسی اور کتاب کے بارے میں یہ دعویٰ کیا گیا، نہ وہ باقی رہیں۔ قرآن کے بارے میں کہا اور اللہ نے اس کو باقی بھی رکھا۔ ان صحابہ رضی اللہ عنہما کا یہ احسان ہے کہ انہوں نے یہ انتظام فرما دیا۔ سارے نسخے اِدھر اُدھر کے اکٹھے کر کے لکھ کے، باقی سب مٹا دیئے کہ یہ رہیں گے۔ ماسٹر کاپی۔ صوبوں میں بھی بھجوا دیں اور اپنے پاس بھی

(1) سورۃ الحجر 15: آیت 9۔

رکھیں۔جس نے چیک کرنا ہے،ان کے ساتھ ملاؤ۔اللہ کی مہربانی ہے،بڑا ہی احسان ہے،پوری اُمت تک ہمیشہ کے لئے رہے گا۔انہوں نے اس کو ہر طرح کی تاریخی تبدیلیوں سے بچالیا۔یہ جولکھا ہےاس میں سے جوکریں گے،اس کا فائدہ ہوگا۔جونہیں کریں گےتو نافرمانی تو ہوگی،سو ہوگی لیکن یہ ہے کہ اس کا جواجر ہےاس سے بھی محروم رہ جائیں گے۔اگر قرآن کہتا ہے کہ چلتے پھرتے،اٹھتے بیٹھتے اللہ کا ذکر کرو۔اب یہ ہم نہیں کرتے تو ظاہر ہےاس کا جواجر ہے،اس کا جوثواب ہے،اس کی جو برکات ہیں، ان سےتو محروم ہوں گے۔بیسیوں آیتیں ہیں،کوئی ایک تونہیں ہے۔لکھا ہوا ہے:

**فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَاماً وَقُعُوداً وَعَلٰى جُنُوبِكُمْ**(1)۔

جب نماز ادا کر چکوتو اٹھتے،بیٹھتے،پہلو پہ لیٹے،اللہ کا ذکر کرو۔

سورۃ الجمعہ میں بھی فرمایا:

**فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيراً لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ**(2)۔

جمعہ پڑھا۔ پہلے خود بلایا جمعہ کے لئے بلایا کہ جب جمعہ کی اذان ہوتو کاروبار چھوڑ کےآؤ۔اور کسی نماز کے لئے نہیں کہا۔لیکن جب نماز ادا ہوگئی تو کہا کہ جاؤاب ہوگیا ہے کام۔زمین پہ پھیل جاؤ،اللہ کا فضل تلاش کرو۔لیکن فرمایا کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کروو ہاں بھی تا کہ تم کامیاب ہوجاؤ۔بیسیوں آیات ہیں جن میں یہ حکم ہے کہ اٹھتے بیٹھتے،چلتے پھرتے اللہ کا ذکر کرو۔ذکر اور نماز کوعلیحدہ علیحدہ بتایا گیا ہے۔

---

(1) سورۃ النساء4:آیت 103۔
(2) سورۃ الجمعہ62:آیت 10۔

بعض علماء، بڑے بڑے مفسر بھی اس میں Confuse ہو جاتے ہیں، بلکہ مسلک ہی بنا لیتے ہیں کہ نہیں جی نماز ہی ذکر ہے۔ کہا بھی گیا ہے کہ

**أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِيْ**[1]۔

حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نماز میری یاد کے لئے قائم کرو۔ اور بھی چیزیں ذکر ہیں۔ درود شریف بھی ذکر ہے۔ قرآن کا پڑھنا بھی ذکر ہے۔ اللہ کے نام کا بار بار ذکر کرنا بھی ذکر ہے۔ صرف وہ نہیں ہے۔ قرآن میں سورۃ الاعلیٰ[2] میں آتا ہے:

**قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكّٰى۔ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى۔**

کامیاب ہوا جس نے اللہ کے نام کا ذکر کیا اور نماز پڑھی۔ دونوں علیحدہ علیحدہ بیان کیے بلکہ ذکر پہلے آیا، نماز بعد میں آئی۔ دونوں چیزیں ہوئیں۔ تزکیہ ہو۔

**قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكّٰى۔**

وہ تزکیہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔

**يُزَكِّيْكُمْ**

نورِ نبوت سے دلوں کی سیاہی دور ہو جاتی تھی۔ وہ تزکیہ بھی پہلے ہونا چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، پھر صحابہ رضی اللہ عنہما، پھر تابعین، اور آگے اولیاء کرام اور نیک لوگوں کی صحبت جو ہے یہ اختیار کرو۔ یہ تزکیہ ہو۔ اور پھر آگے فرمایا کہ

**وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ**

اپنے ربّ کے نام کا ذکر کیا۔ یہ نہیں لکھا کہ اپنے ربّ کو یاد کیا۔ ربّ کے نام کا ذکر کیا۔ اس کا مطلب ہے کہ نام کو بار بار پڑھنا ہے، یہی ذکر ہے۔ جو بھی اس کے طریقے ہیں، مرشد جو تعلیم دے، اس کو کرو۔ ہمارے سلسلے میں یہ اسم ذات کا ذکر ہے۔

---

(1) سورۃ طٰہٰ 20: آیت 14۔

(2) سورۃ الاعلیٰ 87: آیات 15۔14۔

اللہ کا نام جو ہے یہ اس کو پکارنا ہے۔اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، ہر سانس کے ساتھ، جو سانس اندر جائے اس کے ساتھ بھی الله، جو سانس باہر آئے اس کے ساتھ بھی الله ۔

مطلب یہ کہ ذکر اور نماز علیحدہ علیحدہ بتایا۔دونوں کو کرنا ہے تب کامیابی ہوگی۔ ادھر جو کئی اہل ذکر لوگ ہیں وہ نماز نہیں پڑھتے۔صوفیاء میں داخل ہیں، ہم اولیاء اللہ ہیں۔ہم ولی اللہ ہیں۔نماز نہیں پڑھتے کہ جی ہماری نماز ہی نماز ہے۔یہ اٹھنا بیٹھنا عوام کے لئے ہے۔ہم تو ہر سانس کے ساتھ اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ان کو شیطان نے اُسی آدھے پہ لگا دیا ہے۔وہ انہوں نے ذکر کو پکڑا، نماز چھوڑ دی۔کئی لوگ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جی یہی ذکر ہے۔حالانکہ اللہ نے کہا ہے تو دونوں ہیں۔وہ اللہ کا ذکر بھی ہے، اور یہ (نماز) بھی ہے۔اللہ کے نام کا ذکر ہے۔وہ کہتے ہیں کہ نماز ہی ذکر ہے۔ہم کہتے ہیں نماز ہی نہیں، نماز بھی ذکر ہے۔نماز ہی نہیں، نماز بھی ذکر ہے۔درود شریف بھی ذکر ہے۔قرآن کا پڑھنا بھی ذکر ہے۔یہ سارے ذکر، ذکر الٰہی میں شامل ہیں۔ان کو مل کے کریں گے تو پھر وہ صحیح بات بنے گی۔جب قرآن میں اتنی بار اس کی تاکید فرمائی گئی ہے کہ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، یہاں تک کہ جنگ کا لکھا ہوا ہے:

**يَـا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ إِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُواْ وَاذْكُرُواْ اللّهَ كَثِيْراً لَّعَلَّكُمْ تُفْلَحُوْنَ** (1)۔

جب جنگ میں کہیں آمنا سامنا دشمن سے ہو جائے تو ثابت قدم رہو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

فلاح اللہ کے ذکر کے ساتھ ہی منسوب کر دی گئی ہے۔وہاں بھی اللہ کا ذکر کرو۔چلتے پھرتے، گولیاں چلاتے بھی، جنگ میں بھی، فائرنگ کرتے بھی اللہ کا نام لے کے چلاؤ۔بیٹھے ہو تو اللہ کا ذکر کرو۔ایسے ہوتا تھا۔ہماری جب 1965ء کی جنگ

(1) سورۃ الانفال 8: آیت 45۔

ہوئی تو بمبار جہاز بھی تھے لیکن وہ کم تھے، اتنی زیادہ تعداد میں نہیں تھے۔ یہ ٹرانسپورٹ والے، سواریوں والے جہاز یہ سی 130 (C-130) آج کل جو امریکن چلتا ہے، یہ جہاز آیا ہوا تھا۔ اس جہاز کے پیچھے وہ دروازہ سامان لوڈنگ کے لئے ہوتا ہے، وہ کھل جاتا ہے۔ اس جہاز کو بمبار بنالیا گیا۔ اس جہاز میں تھوڑے کی بجائے بیسیوں بم آ جاتے تھے۔ لکڑی کی چوکیوں پر یہ بم رکھ کے لے جاتے۔ رات کا ٹائم ہے۔ نہ ان کو دکھائی دیتے تھے کہ کہاں پہ ہیں۔ جدھر مرضی چلے جاتے تھے۔ آگرہ، بٹالہ، بٹھنڈہ، امرتسر، جو مرضی ٹارگٹ پہ پہنچ جاتے تھے۔ RADAR پر پتا تو چل جاتا تھا کہ جہاز آ رہا ہے، مگر اس کو شوٹ کون کرے گا کیونکہ یہ Gunner کو دکھائی نہیں دیتا تھا۔ نہ جہازوں کو دکھائی دیتا تھا۔ ہمارا جو Navigator عملہ ساتھ ہوتا تھا وہ قطار میں کھڑا کر کے نعرۂ تکبیر لگا کے بسم اللہ، اللّٰہ اکبر کہہ کے کا نگ مارتے اور وہ گیا۔ ایسے لڑھکا کے پھینکتے جاتے تھے۔ جس بھی Area (علاق) میں یہ بم جاتے وہ سارا اُڑ کے رہ جاتا تھا۔ یہ مسلمان تھے۔ یہی بات کہ جنگ کے دوران بھی نعرے مارو۔ فائرنگ کرتے بھی، بم پھینکتے بھی، اللہ کا نام لے کے، ذکر کرتے ہوئے، یہی کامیابی ہے۔

مسلمان کے ہر کام میں اللہ کا ذکر ہے۔ اس کا جو فرمایا کہ دُعا جو ہے وہ مومن کا ہتھیار ہے، تو اس کو ساتھ رکھنا ہے۔ اللہ کے نام کو ساتھ رکھنا ہے۔ دنیا کا کام ہو، کھانا کھا رہا ہو، پانی پی رہا ہو، کاشتکاری کر رہا ہو، بتوکل علی اللہ۔ امریکہ کی کرنسی جو ہے اس میں ہر ڈالر پہ اور ہر سکے پہ یہ لکھا ہے:

We trust in God.

بڑا ڈالر کا نوٹ ہے یا چھوٹی آنی، چوانی ہے، سب پہ لکھا ہے:

We trust in God.

اس کا مطلب ہے توکل علی اللہ۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم دہریے ہیں، ہم یہ ہیں اور ہم وہ ہیں لیکن ہر کرنسی پہ یہ لکھا ہے۔

دونوں ہی چاہئیں۔ دونوں ہی ساتھ ساتھ چلنے چاہئیں۔ پھر وہ نماز بھی ٹھیک ہو جاتی ہے۔ یہ جو شکایت ہوتی ہے کہ خیالات آتے ہیں۔ اور یہ دماغ بھاگ جاتا ہے۔ اللہ کی طرف ذہن ٹھہرتا نہیں ہے۔ نماز پڑھتے رہتے ہیں اور دماغ ادھر اُدھر کی سوچتا ہے۔ یہ قبلہ انصاری صاحب ؒ نے بھی لکھا ہے کہ ساری عمر پڑھتے رہو، جب تک 'پاس انفاس' کا ذکر نہیں سیکھو گے، چوبیں گھنٹے اٹھتے بیٹھتے اللہ کا ذکر نہیں کرو گے، یہاں بیٹھے بھی آپ کے ذہن میں وہ اللہ ہی ہو، بس پہ بیٹھتے ہیں تو ذہن میں اللہ ہی گونجتا رہے۔ چھلے کاٹ رہے ہیں، چارہ کاٹ رہے ہیں تب بھی:

ہتھ کار وَل

دل یار وَل

جب تک دل یار میں اٹکے گا نہیں، یہ نماز میں بھی ایسے ہی ہو گا۔ ادھر ہو جائے گی مشق کہ آپ کام کاج کے دوران بھی اللہ کا تصور جو ہے، خیال، اس کو نہیں چھوڑتے تو نماز میں کیسے بھاگ جائے گا۔ فرمایا کہ اس کے بغیر نہیں ہوسکتا۔

ایک دن ٹی وی پہ کوئی ماہرِ نفسیات تھا، وہ Tension اور Anxiety جو ہے، اس کی بات کر رہا تھا کہ یہ دل کی بیماریاں اور سب اس سے ہوتی ہیں۔ آج یہی سارے کہتے ہیں کہ Tension نہ لیں، وہ نہ کریں۔ کیسے نہ لیں؟ Tension تو آتی ہے۔ سوچیں ہیں، کیسے جائیں گی؟ وہ ماہرِ نفسیات کہتا ہے کہ ایک انٹرنیشنل سروے کیا گیا کہ دیکھتے ہیں کون سی قوم ہے جس کے Heart جو ہیں وہ Balance ہیں یا کتنے percent balance ہیں۔ یورپ میں بھی کیا گیا۔ کافی اچھے تھے۔ یورپ

والے بھی بیس سے پچیس فیصد Balance تھے۔ سب سے اچھے امریکن تھے۔ وہ کوئی تیس فیصد کے قریب تھے۔ اس نے کہا کہ افسوس کی بات ہے ہم مسلمان جو اللہ کے کلام کے حامل ہیں، جو ذکر کرتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، اور دعوے کے ساتھ کہتے ہیں:

**أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ**(1)۔

اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔ کہتا ہے کہ ہم سب سے کم ترین لیول پر تھے۔ ہمارا لیول کم تھا۔ صرف پانچ سے چھ فیصد تھا۔ کہنے لگا کہ شرم کی بات ہے۔ اس نے کہا کہ یہ بات ہے، یہ نہیں کہ ہم ذکر نہیں کر رہے۔ اس نے کہا کہ ذکر میں بات کوالٹی کی ہے کہ ہم میں وہ معیار بھی ہے اس کا کہ نہیں ہے۔ پھر انہوں نے خود ہی سنایا کہ میں پشاور گیا ہوا تھا۔ اُدھر عشاء کی نماز ہوئی تو رولا پڑ گیا۔ کچھ آدمی کہیں کہ مولوی صاحب نے تین رکعتیں پڑھائی ہیں، کچھ کہیں کہ نہیں چار پڑھائی ہیں۔ یاد تو کسی کو نہیں ہوتا، پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ کون گن رہا ہوتا ہے؟ ایک حاجی صاحب تھے، ٹوپی پہنی ہوئی، داڑھی والے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں جی مولوی صاحب نے تین ہی پڑھائی ہیں۔ مجھے پکا یقین ہے کہ تین ہی پڑھائی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حاجی صاحب آپ کو کیسے پکا یقین ہے؟ سارے کہہ رہے ہیں کہ میرا خیال ہے تین پڑھائی ہیں، کوئی کہتا ہے کہ لگتا ہے چار ہی پڑھائی ہیں۔ کون گن رہا ہوتا ہے۔ آپ کو کیسے پکا یقین ہے؟ کہتا ہے: خوچہ! ہمارا چار دکان ہے اور ہم ہر رکعت میں ایک دکان کا حساب کرتا ہے۔ ابھی تین دکانوں کا حساب ہوا، نماز ختم ہو گئی۔ ہمیں پکا یقین ہے کہ تین ہی پڑھائی ہیں۔

آپ اندازہ کریں، نماز کا ہمارا یہ حساب ہے۔ نماز میں کھڑے ہیں اور حساب دکان کا ہو رہا ہے۔ جس کے لئے پڑھی جا رہی ہے، جس کے سامنے کھڑے

(1) سورۃ الرعد 13: آیت 28۔

ہیں، جس کے سامنے مکالمے ہو رہے ہیں، عہد باندھے جا رہے ہیں، اس کا خیال نہیں ہے۔ کہنے لگے کہ یہ تو حساب ہے کہ ہمیں پکا یقین ہے کہ نہیں تین ہی پڑھائی ہیں۔بات تو یہ ہے کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ بھی ہے کہ اگر کوئی آدمی دو رکعت ایسی نماز پڑھے کہ تکبیر تحریمہ سے لے کے سلام پھیرنے تک بیچ میں اس کا نفس کوئی بات نہ کرے، سوائے اللہ کے کوئی بات داخل نہ ہو بس، خدا اس کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دے گا۔اسے حضوری والی نماز کہتے ہیں۔اللہ کی حاضری کہ خود بندہ تھا، اس کے ساتھ رہے۔بابا جی رحمۃ اللہ علیہ (خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا جب تک 'پاس انفاس' نہیں کریں گے۔

ایک آدمی کاروبار کے دوران بھی اللہ کا خیال رکھتا ہے، دکان پہ بیٹھا ہے تب بھی اللہ کا خیال رکھتا ہے، گاڑی چلا رہا ہے تب بھی اللہ کا خیال ہے، چارہ کاٹ رہا ہے تب بھی اللہ کا خیال ہے، مشین پہ کتر رہا ہے تب بھی اللہ کا خیال ہے، تو یہ نماز میں کون ہٹا سکتا ہے جب Purely فارغ وقت مل جائے گا تب بھی اللہ کا ہی خیال رہے گا۔

تکبیر تحریمہ اس کو کہتے ہیں ناں کہ حرام کر دینے والی۔تکبیر تو ہے: اللّٰہ اکبر۔نعرۂ تکبیر۔اللّٰہ اکبر۔یہ تکبیر تحریمہ ہے۔اس تکبیر کے پھیرنے سے بہت سی چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔جیسے احرام پہنتے ہیں۔احرام تو ایک لباس ہے۔دوسرے لباس کی طرح ایک لباس ہے مگر یہ اس لئے احرام ہے کہ یہ پہنتے ہیں تو کئی چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔ایسے ہی یہ تکبیر تحریمہ ہے۔اب آپ کوئی بات غیر از نماز نہیں کر سکتے۔نہ کوئی حرکت کر سکتے ہیں، نہ بٹن ٹھیک کر سکتے ہیں، نہ کچھ اور۔اب ہمارے تو کئی بھائی نماز کی نیت کرنے کے بعد ہی سارے کام کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ دونوں ہاتھ اللّٰہ اکبر سے باندھے ہیں ناں۔جس چابی

سے باندھے ہیں اسی سے کھولیں گے۔ پھر اللہ اکبر ہوگی تو یہ کھلیں گے۔ اگر چل پھر رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ باندھے ہی نہیں ہیں۔ باندھے اللّٰہ اکبر سے ہیں تو یہ اللّٰہ اکبر سے ہی کھولیں گے۔ اللہ اکبر ہوگا تو یہ کھل جائیں گے اور رکوع میں چلے جائیں گے۔ وہ جب باندھ دیے ہیں تو ادھر اُدھر کچھ اور نہیں کر سکتے۔ چھینک آ گئی، آپ نے الحمد للّٰہ کہہ دیا تو وہ نماز ٹوٹ گئی۔ حالانکہ اللہ کی حمد ہے۔ نماز میں پڑھ بھی رہے ہیں الحمدللّٰہ۔ لیکن باہر کی بات آپ نے کی تو وہ ٹوٹ جائے گی۔ کوئی خبر آ گئی کہ پاکستان جیت گیا، آپ نے سبحان اللّٰہ کہہ دیا تو گئی نماز۔ کوئی قرآن غلط پڑھ رہا ہے، آپ نے اس کی تصحیح کر دی تو گئی۔ اِدھر اُدھر نہیں چل سکتے۔ کوئی کام ایسا نہیں کر سکتے کہ جس سے یہ پتا چلے کہ بندہ نماز میں نہیں ہے۔ یہ ٹوٹ جاتی ہے۔ یہ خیال جو باہر چلا جائے تو پھر وہ کیسے رہ سکتی ہے؟ جس کو حاضر ہونا چاہئے۔ یہ حضوری والی بات جب تک پاس انفاس نہ کیا جائے، کیسے آسکتی ہے؟ یہ ذکر ہے، اللہ کا حکم ہے کہ یہ کیا جائے۔ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، اس کو یاد رکھے۔ ذہن آپ کے قابو میں آ جائے اور وہ آپ کے حکم پہ آپ کی بات مانے۔ جدھر ٹھہرنا ہے وہ ٹھہرے۔ کیوں بھاگتا ہے؟

ہاتھ خود بخو د ہلیں تو ہم کہتے ہیں جی کہ بیمار ہے۔ بابا جی کی گردن ہلتی ہے، یہ بیمار ہے۔ ہمارے کہنے پہ چلنا چاہئے۔ آپ اس کے ماسٹر ہیں۔ یہ روح یا ذہن جو ہے یہ اس جسم کا ماسٹر ہے۔ اس کے کہنے پہ چلے۔ وہ کہے اِدھر ٹھہرنا ہے نماز میں تو اُدھر ٹھہرے۔ اِدھر اُدھر کیوں بھاگتا ہے؟ اگر بھاگتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کے کنٹرول میں نہیں ہے۔ اس دماغ کو کنٹرول میں رہنا چاہئے جب تک کہ آپ نماز سے باہر نہ آئیں۔ سلام نہ پھیریں۔ سلام تو اس وقت کرتے ہیں جب کہیں گیا ہوا ہو۔ باہر جائے تھوڑی دیر کے لئے ہی باہر جائے اور آئے، سلام کرے تو ٹھیک ہے۔

سلام، یہ اسی لئے ہے کہ وہ دو منٹ تھے یا پانچ منٹ تھے، وہ ذہن اللہ کی حضوری میں تھا۔ آپ سماج سے Cut off تھے۔ اب وہ باہر آیا ہے۔ یہ Right اور Left سلام کہتا ہے۔ اللہ کا پیغام دیتا ہے۔ جب تک وہ ساتھ نہیں چلتا یہ ہو نہیں سکتا۔ اس کو ساتھ چلانے کے لئے اللہ کا ذکر جو ہے وہ کرو، اٹھتے بیٹھتے۔

سورۃ الاعراف کی آخری آیات میں یہ لکھا بھی ہے کہ

**وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعاً وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ۔**

اپنے رب کو نفس میں یا دل میں یاد کرو، عاجزی اور انکساری سے، اور آواز نکالے بغیر۔

**دُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ۔**

اونچی آواز نہیں نکالنی۔ دل میں کرو۔

**بِالْغُدُوِّ وَالآصَالِ۔**

صبح و شام کرو۔

**وَلاَ تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ۔**

ایسا نہ ہو کسی وقت کہ تم خدا کو بھول جاؤ۔ یہ نہیں ہوگا اگر محبت کی بات ہے کہ خدا سے ہی محبت ہے۔

**وَالَّذِينَ آمَنُواْ أَشَدُّ حُبّاً لِّلّهِ**[1]۔

پھر وہ أَشَدُّ والا نہیں بھول سکتا۔ باقی سب کچھ بھول سکتا ہے، اللہ نہیں بھول سکتا۔ اس کے ذکر میں رہو گے تو نمازیں بھی ان شاء اللہ تعالیٰ حضوری والی صحیح ہو جائیں گی۔

(بموقع سالانہ دورہ 2012ء حلقہ توحیدیہ عاشق پور لسوڑی)

(1) سورۃ البقرہ 1: آیت 165۔

# محفل 86

27 جنوری 2013ء بروز اتوار مرکز تعمیر ملت گوجرانوالہ میں قرب و جوار سے مریدین سلسلہ ملنے کیلئے آئے۔اس مرتبہ کی یہ ماہانہ ملاقات 12 ربیع الاول کی نسبت سے میلاد النبی ﷺ اور بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ خواجہ عبدالحکیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے یوم وصال (23 جنوری 1977ء) کے حوالے سے خاص دعوتی رنگ کی حامل تھی۔نعت رسول مقبول ﷺ کے بعد احمد رضا خان صاحب حاضرین سے مخاطب ہوئے،ان کے بعد آپ مخاطب ہوئے:

**اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالِمِین۔ والسلام علیٰ سیدنا و مولانا محمد خاتم النبیین و رحمۃ للعالمین۔**

**السلام علینا و علیٰ عباد اللّٰہ الصالحین۔**

برخوردار(احمد رضا خان) نے (سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر) بڑی اچھی بات کی ہے۔جو کہنی چاہیے تھی،جو کرنی چاہیے تھی،وہ یہی ہے۔ٹی وی پہ بھی کوئی عالم بیٹھا ہوتو پوچھ لیتے ہیں،سوال جواب کرتے ہیں تو ایک عالم نے جواب دیا کہ پہلے حضور ﷺ کے زمانے میں تو یہ عید میلاد النبی ﷺ نہیں مناتے تھے۔نہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے دور میں،اور اس کے بعد کئی سال تک نہیں منایا گیا۔یہ چیزیں بعد میں پیدا ہوئیں۔ساتھ میں اس نے یہ کہا کہ یہ باتیں پہلے

نہیں ہوئیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہمیں یہ کرنی ہی نہیں چاہئیں۔ ہمیں یہ بات نہیں کرنی چاہئے۔ نہیں ہوئیں، ان کی اپنی ایک سوچ تھی، ان کی اپنی ایک تربیت تھی۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہم جو ہیں اور ہماری جو زندگی ہے اور ہمارا جو Daily routine ہے، وہ نبی پاک ﷺ کا ہی عطا کردہ ہے۔ ہم جو بات کرتے ہیں وہ حضور ﷺ کی بتائی باتیں ہیں۔ یورپ میں لوگ مذاق اڑاتے ہیں کہ مصر میں جاؤ تو عورتیں ملیں گی وہ کہیں گی کہ **الحمد للہ** آج ٹماٹر آئے ہوئے ہیں۔ وہ اس **الحمد للہ** کو مذاق سمجھتے ہیں کہ مصری عورتیں اس کو بھی عبادت سمجھتی ہیں کہ ٹماٹر آئے ہوئے ہیں تو یہ کہتے ہیں **الحمد للہ**۔ اسی طرح کہتے ہیں کہ اللہ کا شکر ہے، آج تو دھوپ نکلی ہوئی ہے۔ یہ باتیں ہمیں حضور ﷺ نے سکھائی ہیں کہ ایسی بات کرنی چاہیے جس میں اللہ کی ثنا ہو۔ ہمارے اٹھنے بیٹھنے میں اللہ کی ثنا ہو۔ ملاقات میں **السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ**۔ ہمیں باتیں بھی حضور ﷺ نے سکھائی ہیں۔ وہ اس کو مذاق سمجھتے ہیں کہ یہ کیسے لوگ ہیں؟ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ آپس میں اللہ کی بات کرتے رہتے ہیں۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ دو چار مومن بیٹھے ہوئے ہوں اور ان میں اللہ کا ذکر نہ ہو تو وہ محفل اللہ کی حفاظت سے باہر ہو جاتی ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ کے بندے بیٹھے ہوں اور اللہ کو یاد نہ کریں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ اس کو ضرور یاد کرتے ہیں۔

اسی طرح (ٹی وی پر بیٹھے ہوئے) اُس بزرگ نے کہا کہ یہ نہیں ہے کہ پہلے نہیں ہوا تو اب ہم نہ کریں۔ کریں لیکن کسی طریقے سے کریں۔ با مقصد کریں۔ (ہمیں معلوم ہو کہ) یہ کس لئے ہم کر رہے ہیں؟ کیا میلاد منانے سے واقعی ہمارے

اندر وہ جوش وجذبہ پیدا ہوا؟ کیا ہماری اصلاح ہوئی؟ یا اورلوگ جو ہیں وہ اچھے ہو گئے؟ یا اخلاقی لحاظ سے ملک کی حالت اچھی ہوگئی؟ اگر یہ ہو رہا ہے تو ضرور کریں۔ بڑی اچھی بات ہے۔اگر نہیں ہو رہی اور یہ ایک میلہ بن گیا ہے، یا ایک تماشا بن گیا ہے تو اس کا فائدہ نہیں ہوا۔

جہاں تک میلاد کا تعلق ہے تو اس سے بڑا واقعہ، اس سے نیک واقعہ، اس سے اچھا واقعہ انسانی تاریخ میں نہیں ہوا۔ جو بات حضور ﷺ کی آمد سے ہوئی اس سے بڑا واقعہ انسانیت کے لئے کبھی نہیں ہوا، نہ ہوسکتا ہے۔، اتنا بڑا عظیم واقعہ ،اتنا بابرکت ، اتنا مقدس کہ اس سے بڑا واقعہ نہیں ہوسکتا، نہ ہوا ہے کہ جب حضور ﷺ کی تشریف آوری ہوئی۔ یہ جو میلاد کی بات ہے، زندگی کو یہاں حیات ارضی سے نہ سمجھیں کہ ہم یہاں فلاں تاریخ کو کسی گاؤں میں پیدا ہوئے، یہ زندگی نہیں ہے۔انسان کی داستان وسیع ہے۔وہ پیچھے بھی ہے اور آگے بھی ہے۔یہ درمیان والا چھوٹا سا حصہ ہے، زندگی والا جو ہے۔قرآن کے لحاظ سے، دین کے لحاظ سے (یہ انسان کی داستان) پیچھے سے شروع ہے۔ جب اللہ کی فرشتوں سے Meeting ہوئی کہ میں زمین پہ خلیفہ پیدا کرنے لگا ہوں۔اس نے پیدا کیا پھر کیا کچھ ہوا اور آگے بھی پھر یہ ہے کہ مرنے کے بعد دوسری زندگی شروع ہو جاتی ہے۔علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہا کہ وہ:

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی، صبح دوام زندگی

جو غافل لوگ ہیں، جو عالم ہیں، جو صرف علم ہی جانتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ جب مر گیا تو زندگی ختم ہوگئی۔اس (علامہ اقبال) نے کہا کہ یہ تو بیوقوفی والی بات

ہے۔یہ تو زندگی کی شام ہے،ایک نئی زندگی کا آغاز ہے جیسے آپ کے سامنے روز ہوتا ہے۔آپ روز سوتے ہیں کہ رات ہوگئی، دن ختم ہو گیا، اگلے دن نئی صبح کا آغاز ہوتا ہے۔اسلام کا تو دن بھی شام کے وقت Change ہوتا ہے۔چاند چڑھ آیا ہے تو کہتے ہیں کہ مبارک ہو جی رمضان کا مہینہ شروع ہو گیا ہے۔یہ رات کو، شام کو شروع ہوتا ہے۔مدینہ شریف میں مسجد میں Clock جو ہے، اسی ٹائم سے لگا ہوا ہے۔شام سے۔اب (مغرب کے وقت سے) نئی تاریخ شروع ہوگئی ہے۔دن کو نہیں شروع ہوگی۔گوروں کی (نئی تاریخ) رات کو بارہ بجے ہوتی ہے، اس (مدینہ منورہ والے) Clock پہ شام کو ہوتی ہے۔شام سے نئی تاریخ شروع ہوگئی۔ ہماری تو تاریخ بھی شام سے شروع ہوتی ہے۔ یہ نیا دن ہے۔تو ہر روز ہم مرتے ہیں اور ہر روز جیتے ہیں۔ہر شام کے بعد صبح ہے۔اس زندگی کی شام کے بعد بھی صبح ہے۔وہ جو کہتے ہیں کہ موت کہ بہن ہے نیند۔ کیسے بہن ہے؟ جیسی وہ (موت) ہو گی، ویسی یہ (نیند) ہے۔روز سوتے ہیں، صبح اٹھتے ہیں، نیا دن چڑھ جاتا ہے۔فرمایا: یہ تو روز ہوتا ہے، یہ روز ہوتا رہے گا، ایسے آتے رہیں گے، اس (زندگی) کا یہ خاتمہ نہیں ہے۔(زندگی) پیچھے سے چلی ہے۔انسان کو کہاں پیدا کیا، اس کو کدھر بھیجا پھر اس زندگی میں یہ تمہارے لئے آزمائش ہے۔

جہاں تک عید میلاد کا تعلق ہے، وہ وہاں بھی ہوا۔اب بات ہو رہی ہے عید میلاد کی۔ یہ حضور ﷺ کی آمد کا ذکر، حضور ﷺ کی شان بیان ہو رہی ہے، اس میں حضور کا مرتبہ بتایا جا رہا ہے، یہ تو وہاں بھی ہوا۔قرآن میں لکھا ہوا ہے، اسے میثاق النبیین ٹھہرایا گیا۔ایک میثاق عام انسانوں سے اللہ نے کیا۔وہ بنیاد ہے۔ سب سے پہلی بنیاد: اللہ۔بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہا کہ یہ جو نمازیں اور روزے ہیں،

اسلام کا اصل مقصود یہ نہیں ہیں۔سب سے بنیادی چیز باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ عقائد ہیں۔عقیدہ ہے۔تیرہ (13) سال مکہ میں یہی کوشش ہوتی ہے۔عقیدہ درست کرو۔اللہ کو مانو۔اللہ سب دنیا کا مالک ہے۔وہ ہے جس نے پیدا کیا۔وہی ہے جو تمہیں دیتا ہے، وہی ہے جو تمہیں مار ڈالتا ہے۔وہی رزق دیتا ہے۔وہی رزق بڑھاتا۔وہی کم کرتا ہے۔سب کچھ اسی کی مرضی سے ہے۔اس (عقیدے) کو ٹھیک کرنے پہ تیرہ سال لگے۔نمازیں ہجرت ہونے والی تھی تو تب فرض ہوئیں جب معراج پہ گئے۔روزے ہجرت کے بعد دوسری سن ہجری میں شامل ہوئے۔جہاد بھی بعد میں فرض ہوا۔حج بھی بعد میں فرض ہوا۔مکے میں تیرہ سال صرف پہلا عقیدہ ٹھیک ہوتا رہا۔اللہ کو مانو۔اس کے بارے میں درست جان لو کہ اللہ کیا ہے؟ یہ اللہ کی معرفت ہے جس کیلئے انسان کو پیدا کیا۔

**وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ**(1)۔

بزرگوں نے لکھا ہے کہ **لیعبدون** کا مطلب ہے **لیعرفون** ۔اس کو جان لیں،اس کی معرفت حاصل کرلیں، یہ عبادت نہیں ہے۔عبادت تو نمازیں پانچ وقت پڑھو تو دو گھنٹے لگ جائیں گے، باقی چوبیں گھنٹوں میں سے جو ہیں وہ کہاں جائیں گے؟ انسان اللہ کی معرفت حاصل کرے، جان لے کہ اللہ کیا ہے؟ اس کو جان لینے میں اس کی کامیابی ہے کہ اس زندگی کے دوران کہاں تک جان پاتا ہے۔(ایک) وہ (عہدِ الست) ہے۔دوسرا وہاں پہ بھی ایک میثاق انبیاء سے لیا گیا۔سارے انبیاء کو اکٹھا کیا۔اللہ تعالیٰ نے خود محفل Preside کی۔امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہا:

خدا خود میر مجلس بود اندر لا مکاں خسرو
محمد صلی اللہ علیہ وسلم شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

---

(1) سورۃ الذاریات 51: آیت 56۔

وہاں لا مکاں میں ایک Meeting ہوئی جہاں خدا خود میر مجلس تھا۔شمعِ محفل رسول اللہ ﷺ تھے۔ وہ (Meeting) اللہ نے خود Preside کی ہوئی تھی۔تمام انبیاء تھے۔جنہوں نے انبیاء ہونا تھا وہ تو روزِ ازل سے Marked ہیں کہ یہ انبیاء کی روحیں ہیں۔اللہ نے ان سب انبیاء کا اجلاس بلایا جن میں سب سے Junior جو تھے، سب سے آخر میں آنے والے، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔انہوں نے سب سے بعد میں آنا تھا۔اللہ نے کہا کہ میں تم سب سے عہد لینا چاہتا ہوں کہ میں تمہیں سب کو اپنے اپنے ٹائم پر بھیجوں گا۔تمہیں کتابیں دوں گا۔ جب میں تمہیں کتابیں دے چکوں اور تم دنیا میں آ چکو تو پھر میرا رسول ﷺ آئے گا۔

اب یہ جو مولوی عام طور پہ بات کرتے ہیں کہ نہیں جی۔ ہر نبی جو تھا وہ اپنی اُمت کو کہہ گیا تھا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی آ جائے تو تم نے میری نبوت کو چھوڑ دینا ہے اور اس کا کلمہ پڑھنا ہے۔قرآن نے ایسا نہیں کہا۔قرآن میں سارے پیغمبروں کو کہا گیا ہے کہ جب میں تم سب کو کتابیں دے چکوں، تب میرا رسول آئے گا۔تمہارا کام ساروں کا پورا ہو چکا ہوگا۔یہ الفاظ ہیں، تب میرا رسول آئے گا۔

**مصدقاً لما معکم۔**

وہ تمہاری تصدیق کرے گا کہ جو کچھ میں نے تمہیں دیا ہے، جو کتابیں دیں، وہ تصدیق کرے گا کہ صحیح کتاب تھی، صحیح دین تھا، اور اللہ کا سچا رسول تھا۔وہ تصدیق کرنے والا آئے گا۔میٹرک کا پرچہ میٹرک پاس تو نہیں دیکھ سکتا اور نہ اس کی تصدیق کر سکتا ہے، یہ کام اچھی Qualification والا ہی کر سکتا ہے۔جو کچھ آپ نے بیان دیا اس کو Certify (تصدیق) کوئی Higher qualification کا کرتا ہے تو وہ آئے گا پھر۔

**مصدق لما معکم۔**

جو کچھ تمہیں دیا ہے اس کی وہ تصدیق کرے گا۔ وہ آئے گا آخر میں۔ اس کا مطلب ہے کہ بعد میں آئے گا۔ یہ نہیں کہا کہ جس کے ٹائم پر آئے وہی ایمان لائے گا۔ تم سب نے اس پر ایمان لانا ہے۔

**یؤ مِنُوْن بہٖ۔**

تم سب نے اس پر ایمان لانا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ بعد میں آئے گا۔ ایمان بھی لانا ہے اور اس کی مدد بھی کرنی ہے۔ تم سب نے اس پر ایمان بھی لانا ہے، تم سب نے اس کی مدد بھی کرنی ہے۔ یہ میثاق سارے انبیاء سے ہو رہا ہے۔ وہ تمہاری تصدیق کرے گا اور اسکی امت بھی سارے نبیوں کی تصدیق کرے گی ورنہ مسلمان نہیں کہلائے گی۔

مسلمان آپ ہی کہلاتے ہیں۔ مومن آپ ہی کہلاتے ہیں کیونکہ اگر ہم سارے انبیاء پر ایمان نہیں لائے تو ہم مسلمان نہیں ہیں۔ ہم ساری کتابوں پر ایمان نہیں لائے تو ہم مسلمان نہیں ہیں۔

**اٰمَنْتُ بِاللہِ وَ مَلٰئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ۔**

ساری کتابوں پہ ایمان ضروری ہے تب ہم مسلمان ہیں۔ ہر پیغمبر کی نبوت پہ ایمان لائیں گے تب ہم مسلمان ہیں۔ ہم نے سب کی تصدیق کرنی ہے، سارے پیغمبر اللہ کے سچے نبی تھے، ان پر اترنے والی ساری کتابیں ساری سچی تھیں۔ اپنے اپنے وقت پہ جیسے جیسے انسانیت ترقی کرتی گئی ویسے ویسے وہ پڑھاتے رہے۔ وہ بڑے اچھے استاد تھے، اللہ کے مقرب تھے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ دوسری جماعت والے کو تیسری کی کتاب لا کے دے دی جائے۔ دوسری جماعت والے کی کتاب اس کی عقل

کے مطابق ہوگی۔دوسری جماعت والے کی عقل اسی کتاب کوقبول کرے گی جواس کی عقل کے مطابق ہولکھی ہوگی۔جوں جوں انسانیت ترقی کرتی جائے گی، سیانی ہوتی جائے گی،اور بالغ ہوجائے گی تو پھرآخری پیغمبرآ جائے گا۔پھرآخری قانون آجائے گا۔آخری رسول آجائے گا،آخری امت آجائے گی۔

محفل میلا دوہاں ہورہی ہےاورحضور ﷺ کی شان بتائی جارہی ہے کہ وہ یہ ہیں۔یہ تمہاری سب کی نبوتوں کی تصدیق کریں گے۔آبعد میں رہے ہیں اور تصدیق حضرت آدم علیہ السلام سے لے کے،حضرت نوح علیہ السلام سے لے کے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کی نبوتوں اورکتابوں کی کررہے ہیں کہ سب سچ تھا،سب حق تھا،اللہ کی طرف سے ہی تھا۔

**تنزل من الله۔**

سارے سچے نبی تھے۔ہرایک کی عزت کرنی ہے۔ہرایک کانام عزت سے لینا ہے۔ان کی کتابوں کی بھی عزت کرنی ہے۔نام لیتے ہوئے مسلم عزت سے عیسیٰ علیہ السلام ہی کہے گا۔وہ Christ ہی کہیں گے جوعیسائی ہیں یاعیسیٰ ہی کہیں گے، جبکہ ہم عیسیٰ علیہ السلام ہی کہیں گے۔ہم مریم علیہا السلام ہی کہیں گے۔ہرمسلمان ان کے نام کے ساتھ سلام کہے گا۔وہ نبی کی ماں تھیں،ہم تو یہ نام احترام سے لیں گے۔

ویانا کا رہنےوالاصحافی یوسف اسد جوبعد میں مسلمان ہوگیا۔وہ Middle east میں مسلمانوں میں نوکری کرتا رہا،اللہ نے اس کا سینہ کھول دیااوروہ مسلمان ہو گیا۔کہتا ہے کہ ایک دفعہ میں مڈل ایسٹ میں ایک گاڑی میں سفرکررہا تھا۔میرے ساتھ عیسائی،یہودی،اوربدوسارے اکٹھے سفرکررہے تھے۔وہ باتیں کررہے تھے کہ مسلمان شادی کے معاملے میں ڈنڈی مارتے ہیں۔کہتے ہیں کہ قرآن میں آیا ہے کہ

مسلمان مرد عیسائی، یہودی، یا اہل کتاب کی عورت سے شادی کرسکتا ہے خواہ وہ عیسائی رہے یا یہودی رہے لیکن نکاح کرسکتا ہے۔ یہ اپنے مذہب پر ہے اور وہ اپنے مذہب پر ہے۔ لیکن مسلمان عورتوں کو اجازت نہیں دیتے کہ عیسائی یا یہودی مرد سے شادی کر لے۔ اپنے واسطے کہتے ہیں کہ کرلو مگر عورتوں کو اجازت نہیں دیتے، یہ ڈنڈی مارتے ہیں۔ سارے اپنے اپنے جواز دے رہے تھے۔ کوئی کہتا ہے کہ جو بچے ہیں وہ مرد کی Favour میں ہوتے ہیں، وہ مسلمان ہی ہوں گے، آبادی بڑھے گی، اور وہ عورت بھی شاید مسلمان ہی ہوجائے۔ سب اپنے اپنے جواز دے رہے تھے مگر کوئی حتمی بات بن نہیں پا رہی تھی۔

ایک بدو منہ پہ رومال لیے لیٹا تھا، وہ یہ باتیں سن کے اٹھ بیٹھا۔ وہ کہتا ہے کہ میں تمہیں بتاتا ہوں جو مسئلہ تم کر رہے ہو وہ یہ نہیں ہے کہ بندہ غالب ہوتا ہے، اولاد مسلمان ہوجائے گی یا بیوی مسلمان ہوجائے گی، یہ بات نہیں ہے، نہ یہ مذہب کا مسئلہ ہے۔ یہ معاشرت کا مسئلہ ہے۔ پوچھا گیا کہ وہ کیا؟ اس نے کہا کہ معاشرت کا مسئلہ یہ ہے کہ مسلمان جو ہے وہ عیسائی عورت سے شادی کرے گا تو وہ مانتا ہے کہ یہ ایک سچے نبی کی امتی ہے۔ یہ اُس کا عقیدہ ہے کہ یہ ایک سچے نبی کی امتی ہے۔ یہ اگر Bible لے کر آتی ہے تو وہ مانتا ہے کہ یہ اللہ کی کتاب ہے۔ اس سے کبھی وہ گستاخی نہیں کرے گا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اپنی بیوی کو وہ ہر اتوار کو Church چھوڑنے جائے اور لے کے بھی آئے کیونکہ وہ مانتا ہے کہ وہ سچا نبی تھا، یہ ایک سچے نبی کی اُمتی ہے۔ وہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا۔ وہ کرسکتا ہے۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام کہے گا۔ وہ مریم علیہا السلام ہی کہے گا۔ اُس کی کتاب کو اگر یہ قرآن کو چومتا ہے تو اس کو بھی چوم کے رکھے گا کہ یہ Bible ہے۔ تم عیسائی اور یہودی تو ہمارے نبی ﷺ کو ہی

نہیں مانتے تو اس عورت کے ساتھ کیسا سلوک کرو گے؟ اس لئے تم اچھا سلوک کر نہیں سکتے اس لئے وہ تمہارے ساتھ رہ نہیں سکتی۔ اس لئے یہ معاشرت کا مسئلہ ہے، یہ دین کا مسئلہ نہیں ہے۔ اس (یوسف اسد) نے کہا کہ میں نے کافی تفاسیر پڑھیں، آپ نے بھی کافی تفسیریں پڑھی ہوں گی مگر یہ مسئلہ کہیں نہیں پڑھا، آپ نے بھی نہیں پڑھا ہو گا، جو ایک بدو نے بتایا۔ (وہ کہتا ہے کہ) اس کے جواب سے میں حیران رہ گیا۔ آپ نے بھی اسلامی کتب اور تفاسیر پڑھی ہیں، کہیں یہ مسئلہ نظر نہیں آتا جیسے بدو نے بیان کیا۔

وہاں پہ یہ میلاد ہو رہی ہے کہ میرا پیغمبر شان والا آئے گا۔ وہ (حضور ﷺ ساتھ بیٹھے ہیں) انہوں نے آنا ہے، دیکھ لو، ان کو پہچان لو، وہ ساتھ سامنے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے آنا ہے۔ یہ تمہاری سب کی نبوتوں کی تصدیق کرے گا۔ تم نے ایمان لانا ہے اور ان کی مدد کرنی ہے۔ ایمان تو کہتے ہیں کہ وہ جب معراج ہوا تو سارے نبی بیت المقدس میں جمع ہوئے اور حضور ﷺ نے امامت کرائی اور تمام انبیاء نے آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ نبی پہ ایمان کیا؟ ایمان تو لانا ہوتا ہے آخرت پہ، اللہ ہے، دوزخ اور جنت یہ سب، یہ تو سارے انبیاء کا ایمان تھا۔ اس کا کیا مطلب کہ جب حضور ﷺ آئیں تو تم نے ان پہ ایمان لانا ہے۔

ایمان کا مطلب ہے کہ جو وہ کہیں تم اس کی تصدیق کرو کہ یہ سچ کہتا ہے۔ جو یہ کہہ رہا ہے ٹھیک کہتا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ جنت ہے تو ہے، یہ کہتا ہے کہ دوزخ ہے تو ہے، یہ ماننا ہے۔ اسے کہتے ہیں کہ یقین کرلو، جو یقین کرلیتے ہیں اسے کہتے ہیں:

**امنوا۔**

تم نے اس پہ ایمان لانا ہے۔تمہارا ایمان یہاں تک تھا کہ وہ آخری پیغمبر آرہا ہے۔جب وہ

**الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی۔**

کی بات کرے گا تو تم نے اس کو ماننا ہے کہ یہ جو کہہ رہا ہے، سچ ہے۔تمہارے پاس مڈل کا سلیبس تھا،کسی کے پاس میٹرک کا، یہ سب سے آخری کتاب کا استاد آئے گا،انبیاء کا سردار آئے گا،وہ جو بات بتائے گا باقی سب پیچھے رہ جائے گا۔اس نے آکے بتانا ہے۔

**یعلم ما لم تکون لا تعلمون۔**

وہ تمہیں وہ بتائے گا جو تم نہیں جانتے۔یہ ساروں کو خطاب کر کے بتایا جارہا ہے۔وہ اور باتیں بتائے گا جو تمہاری پوری انسانیت کے علم میں ابھی تک نہیں آئیں۔وہ بتائے گا۔اس پہ تم نے ایمان لانا ہے۔وہ تمہیں آکر وہ کچھ پڑھائے گا جو تمام انبیاء کے علم میں نہیں ہیں۔وہ عالم آئے گا،وہ پڑھائے گا جس نے پڑھانا ہے۔

**انک لعلی خلق عظیم۔**

اور کسی پیغمبر کو تو نہیں فرمایا اللہ نے کہ تم خلق عظیم پر فائز ہو۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ

**انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔**

میں اخلاق کی تکمیل کیلئے مبعوث کیا گیا ہوں۔

مجھے بھیجا ہی اس لئے گیا ہے کہ اس اخلاق حسنہ کی تکمیل ہو جائے۔میں وہاں پہنچ گیا ہوں اور میرے پیچھے پیچھے میری امت بھی پہنچ جائے گی۔مجھے بھیجا ہی اس لئے گیا ہے۔جو پیغمبر خود ابھی خلق عظیم پہ نہیں ہے وہ امت کو خلق عظیم کی تعلیم کیسے

دے گا؟ خلق عظیم وہ کیسے پڑھائے گا جو خلق عظیم پر ہے نہیں؟ خلق عظیم انہوں نے پڑھانا ہے جو

**انک لعلی خلق عظیم۔**

وہ خلق عظیم کی بات کرے گا۔اس کی امت پھر وہی پیغام پھیلائے گی۔اس کی امت سے وہ ہیرے پیدا ہوں گے جو اپنے نبی پاک ﷺ کی Recognition کریں گے۔اس کی امت میں پیدا ہوں گے وہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جو بتی کو پھونک مار دے گا کہ اس میں جو تیل جل رہا ہے وہ بیت المال سے ہے اور اب پرائیویٹ بات چل رہی ہے۔یہ دیا صرف سرکاری کام کیلئے جل سکتا ہے۔بے شک ایک بندہ پیدا ہوا مگر اسی کی امت میں پیدا ہوا۔جس کا پیغمبر خلق عظیم پہ تھا۔دیے میں کتنا تیل جل جاتا ہے؟ لیکن اندر وہ بات ہے۔اندر والی بات تھی،اندر وہ پیدا ہو گئی کہ نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے بیٹے کے گلے میں وہ ہار دیکھا تو کہا کہ یہ ہار کہاں سے لیا ہے؟ (بیٹے نے) کہا کہ بیت المال سے اس (خازن) نے مجھے دیا ہے۔(پوچھا) کیوں؟ (جواب ملا کہ) عید کا دن ہے۔(آپ نے پوچھا کہ) سب کو دیا ہے؟ (بیٹے نے جواب دیا کہ) نہیں۔(حضرت علی رضی اللہ عنہ نے) کہا کہ اتار دو۔یہ اتار لو میرے بچے کے گلے سے۔میرے بچے کو کیوں دیا ہے؟ سب کو دو تو اس کو دو ورنہ اس کو بھی نہ دو۔لے جاؤ اتار کے۔وہ اسی (امت) میں سے پیدا ہوتے ہیں۔عالمگیر جیسا مطلق العنان بادشاہ ہندوستان میں اس صدی میں پیدا ہوا وہ ٹوپیاں سی کے اپنی روزی کماتا ہے۔اس دور کا مطلق العنان بادشاہ جسے کوئی پوچھتا نہیں ہے،وہ قرآن لکھ کے،ٹوپیاں سی کے اپنی روٹی کھاتا ہے۔یہ کس نے پیدا کیے؟

اس فیض نے جو

**انک لعلیٰ خلق عظیم۔**

نے پیدا کیا۔وہ آئے تو یہ باتیں مسلمانوں میں پیدا ہوئیں ۔بات کردار کی ہورہی ہے۔افراد نہیں،کردار کی بات ہورہی ہے۔

بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پہلی چیز جو ہے وہ عقائد ہیں وہ ٹھیک ہونے چاہئیں اور آخری چیز جو ہے وہ اخلاق ۔یہ نمازیں، روزے اس کو ٹھیک کرنے کیلئے ہیں۔ہم متقی ہو جائیں،ہم میں تقویٰ آجائے،ہم میں نماز آجائے تو یہ

**ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء و المنکر۔**

فحش اور بے حیائی سے روکتی ہے ۔یہ کہ خدا سے پکی دوستی کرے، روز وہ سجدے کرے گا،روز وہ باتیں کرے گا کہ

**ایاک نعبد و ایاک نستعین۔**

پکی یاری خدا سے ہو جائے گی۔عورت شادی کرتی ہے تو اس وقت بتیس روپے حق مہر ہوتا تھا۔بتیس روپے دے کر بندہ یہ کہتا تھا کہ میرے سوا یہ کسی کو دیکھے نہیں۔یہ دیکھے تو کہتے ہیں کہ بے حیا ہے۔بے غیرت ہے۔ ہے ناں؟ بتیس روپے میں۔وہ جو پکا خالق ہے،اسے چھوڑ کے جو اس طرح یاری لگائے تو پھر؟ اس کی (بات) کہاں جائے گی؟

**ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء و المنکر۔**

یہ فحشا نہیں ہے؟ یہ فحشاء ہے،سب سے بڑی فحشا جو خدا کے در کو چھوڑ کر کسی اور کے در کو دیکھتا ہے۔

غلام فریدا میں دوزخ سڑساں
جے یار ولوں مکھ موڑاں

وہ جو مکھ موڑے گا، سیدھی دوزخ ہے۔ شرک یہی ہے کہ اس سے منہ ہٹا کے کسی دوسری طرف دیکھے۔ اس کو وہ نہیں چھوڑ سکتا۔ اندر بات جو پیدا ہوتی ہے یہ بات اس کی ہے۔ یہ اللہ کے ایمان سے، اللہ کے ذکر سے، اللہ کی محبت سے، اور یہ محبت اہل محبت کے پاس بیٹھنے سے ملتی ہے۔ یہ جو بات کر رہے تھے۔ ان کے پاس بیٹھنے سے ہی محبت ملے گی جو اللہ والے ہوں گے۔

ہمارا ایک بھائی جسے بیعت ہوئے سال ڈیڑھ سال ہوا ہے، بچہ ہے، طالبعلم ہے۔ وہ ATM سے رات کے وقت پیسے نکلوانے گیا۔ اسے وہاں پندرہ اٹھارہ ہزار روپے ملے۔ رات کا ٹائم ہے۔ اس نے اٹھا لئے۔ آج کل کے بچے تو اپنی ماؤں اور بہنوں کے پرس تک پیسے کی خاطر چھین لیتے ہیں۔ اس بچے کو پندرہ بیس ہزار روپیہ مل گیا۔ اس نے مجھے ٹیلی فون کیا کہ باباجی! ایک مسئلہ بن گیا ہے۔ دیکھو! اسے پیسے ملے ہیں۔ اس کے لئے مسئلہ بن گیا ہے۔ (پوچھا) کیا مسئلہ بن گیا ہے بیٹا؟ کہتا ہے: مجھے ایسے ایسے پیسے ملے ہیں، ان کا کیا کروں؟ پولیس کو دے دوں؟ بنک کو دے دوں؟ مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ کیا کروں؟ میں تو یہ واپس کرنا چاہتا ہوں کہ کس کے ہیں۔ میں نے اسے کہا کہ نہ تو پولیس کو دے اور نہ ہی بنک کو دے۔ تم دو چار مساجد میں اعلان کرا دو کہ مجھے فلاں تاریخ کو فلاں بنک کے پاس کچھ پیسے ملے ہیں، جس کے ہوں وہ مجھ سے رابطہ کر لے۔ اللہ نے کیا، اس کی Effort تھی، اس کے دل کی بات دیکھیں، دو چار روپے نہیں، پندرہ بیس ہزار روپے تھے، یہ طالبعلم تھا، بچہ تھا، یونیورسٹی میں پڑھتا تھا۔ بیعت ہوئے بھی اسے سال ڈیڑھ ہوا تھا لیکن اللہ کے ذکر نے، اور اس تعلق نے

اس میں یہ بات پیدا کی ۔اس دور میں پیدا کر دی۔پیسوں کا مالک مل گیا، ساتھ والے شہر کا تھا۔پندرہ میل دور اسے اطلاع مل گئی کہ فلاں جگہ اعلان ہوا ہے ۔وہ آ گیا، اس نے دو چار ہزار روپے دینے کی کوشش کی مگر اس نے کہا کہ نہیں ، میں نے نہیں لینے ۔اس نے کہا کہ میں نے لینے ہوتے تو سارے رکھ لیتا ۔یہ وہ بات ہے جو اللہ کے ذکر سے، اللہ کی بات سے اور اس تعلق سے پیدا ہوتی ہے جو اس میں پیدا ہوئی ۔

اسی ضمن میں ایک اور بات یاد آئی ۔ ہمارا ایک بھتیجا ہے جس کی حافظ آباد میں شادی ہوئی ہے ۔نئی رشتہ داری ہے جہاں شادی ہوئی ہے ۔اس کی ساس فوت ہو گئیں ۔لوگ گئے وہاں ہم نہیں جا سکے ۔انہوں نے آ کر بتایا کہ ان کے پڑوس میں کچھ لوگ رہتے تھے جن سے ان کی کوئی رشتہ داری بھی نہیں تھی، محلے داری میں آنا جانا تھا ۔ان کی بیوی فوت ہو گئی جس کی چار بیٹیاں اور تین بیٹے تھے۔ سارے چھوٹے چھوٹے تھے ۔اس نے کہا کہ چلو کوئی بات نہیں، یہ پڑوسی بچے ہیں، کوئی بات نہیں چلو میں ان کے سر پہ ہاتھ رکھتی ہوں ۔اس کے اپنے بھی کوئی آٹھ دس بچے تھے ۔اس نے جناب ان بچوں کو پالا، ان کی دیکھ بھال، تعلیم سب کچھ اس نے کیا۔اس (خاتون نے )اوپر ہاتھ رکھا۔گھر کے باہر سے آنے جانے میں کچھ مشکل ہوتی تھی، اس نے دونوں گھروں کے درمیان سے دیوار توڑ کے راستہ بنایا۔ان سارے بچوں کی شادیاں کرائیں ۔ جب وہ ان سارے بچوں کی شادیوں تک سے فارغ ہو گئی تو اب اس نے دیوار بند کرائی ۔اس کے اپنے بچے اور ان سب بچوں کی پرورش اس نے کی ۔اب وہ فوت ہوئی تو وہ ساری اس کی پڑوسی بیٹیاں بھی آئی ہوئی تھیں ۔اُنہوں نے کہا کہ آج ہماری ماں مری ہے ۔یہ اس زمانے میں بھی ہے کہ کوئی رشتہ داری نہیں ہے، محض اللہ کی خاطر اس نے اتنی بڑی قربانی دی ۔اتنے سال ۔تو اچھے لوگ ہیں لیکن ان کو اخباروں کی

ضرورت نہیں ہے کہ ہمارا نام اخباروں میں آئے۔ان کے نام ان اخباروں میں لکھے جاتے ہیں جہاں اللہ کے پیاروں کے نام لکھے جاتے ہیں۔وہ بات ہے کردار کی۔

میں پروفیسر عبدالغنی فاروق کی کتاب 'ہمیں خدا کیونکر ملا' پڑھ رہا تھا۔اس میں غیر مسلم عورتوں کے واقعات ہیں جو مسلمان ہوئیں۔اس میں ایک کرسچن لڑکی کا واقعہ بھی ہے۔اس نے کہا کہ میں پڑھتی رہی پھر میں چرچ کی معلّمہ بن گئی۔میں بچوں کو پڑھاتی رہی۔میں بچوں کو کہا کرتی تھی کہ تمہیں اتنا اچھا عیسائی ہونا چاہیے کہ کوئی بندہ اگر تم سے آٹھ منٹ بات کرے تو اسے پتہ چل جائے کہ تم واقعی سچے عیسائی ہو۔تمہاری گفتگو کے اندر سے رنگ نکلنا چاہیے۔رنگ پھوٹنا چاہئے۔تمہیں دین سے ایسی محبت ہونی چاہیے کہ تمہارا پتا چلنا چاہیے کہ تمہارا یہ عقیدہ ہے۔اب تو وہ مسلمان ہوگئی۔اب وہ کہتی ہے کہ اب مجھے پتا چلا کہ وہ بات کیا تھی؟اب مجھے حقیقت کا پتا چل گیا ہے۔

علامہ رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ اسلام اور کفار کے درمیان سب سے بڑی رکاوٹ اسلام قبول کرنے میں مسلمانوں کا وجود ہے۔تمہارا وجود ہے۔اگر تم ٹھیک ہو جاؤ تو سارا کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ہم ٹھیک نہیں ہوتے۔ہمارا کردار وہ نہیں ہے۔اگر ہمارا کردار ٹھیک ہو جائے۔ان کتابوں میں لکھا ہے کہ ہم ان مسلمانوں کو دیکھ کے مسلمان نہیں ہوئے۔ہم نے قرآن کو پڑھا، ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پڑھی، اس لئے مسلمان ہوئے۔ہم مسلمانوں کو دیکھ کے مسلمان نہیں ہوئے۔ہماری زندگی ایسی ہونی چاہیے۔ہم مثال بنیں لیکن وہ بن نہیں پائے۔بن نہیں سکے۔

کہتے ہیں کہ چواین لائی (Chou En-Lai)، وہ ہمارا دوست تھا اور دوستی والی باتیں بھی کرتا تھا۔مسلمانوں میں سے کوئی دورے پہ اس کے پاس گیا ہوا تھا، اس نے پوچھا کہ پاکستانیوں کیلئے کوئی پیغام؟ اس نے کہا کہ میرا پاکستانیوں کو یہ

پیغام ہے کہ اسلام اور یہ ایک جیسے ہو جائیں۔تم اور اسلام ایک جیسے ہو جاؤ، دنیا میں انقلاب آ جائے گا۔کتاب کچھ کہتی ہے،تم اور کچھ کرتے ہو۔ایک ہو جاؤ۔ماؤزے تنگ نے بھی کہا کہ یہ قرآن ہے جس سے ہم نے سب کچھ لیا ہے۔آپ کی اجارہ داری تو نہیں ہے کہ یہ آپ کیلئے اتری ہے۔اچھی بات ہر کوئی لے سکتا ہے۔اچھی باتیں ہر کوئی سیکھ سکتا ہے۔اس نے کہا کہ سب کچھ اس (قرآن) سے لیا ہے۔اچھی باتیں ہر کوئی سیکھ سکتا ہے۔مسلمانوں نے کیسے ترقی کی تھی؟ان کے پاس کیا خوبی تھی؟ کیسے بنے؟ ہر کوئی سیکھ سکتا ہے۔ یہ اللہ کا کلام ہے، جو لیتے گئے وہ کامیاب ہوتے گئے۔یہ ہے کہ اس پہ چلنے کی بات ہے۔یہ کیا جائے،اس پہ عمل کریں اور آگے چلیں، پھر بات ہے۔(اطلاع آئی کہ کھانا تیار ہے تو فرمایا) چلیں جی دعا کر لیں۔(درود شریف اور عربی دعاؤں کے بعد اردو دعا تھی کہ)یا اللہ! ایمان ہمارے دلوں کے اندر داخل فرما دے۔ہمیں اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی سچی محبت عطا فرما۔یا اللہ! ہمیں دنیا میں اور آخرت میں اپنے نیک اور مقربین میں شامل فرما۔ہمارے گھروں میں خیر و برکت اور رحمتوں کا نزول فرما۔ہمیں قرونِ اولیٰ جیسے مسلمانوں کا سا ایمان اور قوتِ عمل عطا فرما۔یا اللہ! پاکستان کو اپنی حفاظت میں لے لے۔اس کے جو دشمن ہیں ان کے ارادوں کو ناکام فرما۔پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلام کا قلعہ بنا دے۔سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی تعلیم کو فروغ عطا فرما۔ اور یا اللہ! ہمیں قبلہ عبدالحکیم انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سچی تعلیم پر خود عمل کرنے اور اپنے دوسرے بھائیوں کی اصلاح کی توفیق عطا فرما۔جو بھائی تشریف لائے ہیں ان کا آنا جانا قبول و منظور فرما۔ان سب کی دینی، دنیاوی، روحانی پریشانیاں دور فرما۔سب کے گھروں میں خیر و برکت عطا فرما۔(عربی اختتامیہ دعا و آمین یا رب العالمین۔)

# محفل 87

باباجی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے پاس آنے والے تھے تو حاجی امین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ حقہ لے لو۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ آتے ہیں تو وہ حقہ پیتے ہیں۔ ہم نے لے لیا۔ حاجی امین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں بتایا کہ باباجی رحمۃ اللہ علیہ میرے پاس آئے تو میں بازار سے جا کے بڑا اعلیٰ قسم کا کڑوا تمباکو لے آیا۔ جو حقہ پیتے ہیں وہ کڑوا تمباکو ہی پسند کرتے ہیں، دور دور سے وہ یہ منگواتے ہیں۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ آئے تو میں نے یہ بھر کے دیا۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلا ہی کش لگایا تو کھانسی لگ گئی۔ کہتے ہیں: اوئے حرام زادے! مجھے مارنا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ باباجی! یہ سب سے اچھا تمباکو لایا ہوں۔ کہنے لگے: میں نے تمہیں کب کہا تھا کہ سب سے اچھا لاؤ۔ ہلکا سا لاؤ، جو دھواں دیتا ہو۔ وہ کہتے ہیں: میں گیا اور سب سے ہلکا تمباکو جو تھا، وہ لے آ کے دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں یہ صحیح ہے۔ راولپنڈی بھی آئے تو کہا کہ بس وہ لے آؤ جو دھواں دیتا ہو، کوئی کڑوا نہیں۔

آہستہ آہستہ پھر سگریٹ پر لگ گئے، حقہ چھوڑ دیا۔ ایک سگریٹ تھا Woodbine۔ نیا نیا چلا تھا۔ بڑا اچھا سگریٹ تھا، کوالٹی بڑی اعلیٰ تھی، کڑوا نہیں تھا بس درمیانہ سا ہی تھا۔ پہلے کسی زمانے میں ہوتا تھا۔ ہم نے تو نہیں دیکھا،

باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شروع کیا۔ پھر ایک سگریٹ قینچی چلا کرتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ پنڈی باباجی رحمۃ اللہ علیہ آئے تو سگریٹ قینچی ساتھ ساتھ چلتا تھا۔ بھائیوں نے بھی پیار میں سگریٹ قینچی شروع کر دیا۔ پوچھا جاتا کہ کون سا برانڈ ہے؟ تو کہتے قبلہ برانڈ ہے۔ قینچی برانڈ کا نام قبلہ برانڈ چلتا تھا۔

حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جلالی بزرگ تھے۔ کہتے: جب میری بیعت کی باری آتی، کوئی نہ کوئی شکایت ہو جاتی کہ حاجی صاحب بڑی گالیاں دیتے ہیں، لڑائیاں لڑتے ہیں۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ کہتے: دفع ہو جاؤ، نکل جاؤ باہر۔ پچھلی پارٹی آتی، وہ بیعت ہو رہے ہیں، ہمیں ساتھ نہیں لگنے دیتے تھے۔ چار سال بعد حاجی صاحب کو بیعت کیا لیکن حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شکوہ اب بھی چلتا تھا۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی کہتے تھے کہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سمجھائیں۔ یہ نہیں دیکھتے کہ کون ہے سامنے؟ میں نے کہا: یہ تو حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پرانی شکایت تھی، اب بھی چلتی ہے تو کوئی بات نہیں۔ جب حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی، مسجد میں ختم تھا تو میں بھی گیا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ تھوڑا سا بیان کر دیں۔ میں نے یہ کہا تو وہ مولوی صاحب جو خطیب تھے تو وہ کہنے لگے کہ میت کو نہلانا ہمارے حصے میں آتا ہے، ہم نہلاتے رہے ہیں لیکن جتنا حسن حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر دیکھا، کبھی کسی پر نہیں دیکھا۔ میں مجبور ہو گیا، تین دفعہ ان کا منہ چوما۔ اتنا حسن تھا، اتنی خوبصورتی تھی۔ پتا ہی نہیں لگتا تھا کہ بندہ مرا پڑا ہے۔ کئی لوگوں نے کہا کہ باباجی کو میک اپ کیا ہے؟ اتنا سرخ وسفید چہرہ تھا۔ میں نے کہا کہ یہ علامہ والی بات ہے کہ

نشان مرد مؤمن با تو گویم
چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

میں تجھے مومن کی نشانی بتاتا ہوں کہ جب اسے موت آئے تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ رہتی ہے۔ پیار کی بات یہ ہوتی ہے۔ پیار کی بات اور اللہ کے نام کی اتنی برکات ہوتی ہیں۔

ہمارے ایک ملتان کے بھائی تھے وہ کم ہی حلقہ پر آتے تھے، ان کی شکایت ہی رہتی تھی کہ حلقہ پر نہیں آتے۔ ایک دفعہ یہاں بھی آئے۔ ان کے آموں کے باغ ہیں، وہ آم لائے یہاں دوستوں اور ہمیں بھی دے گئے۔ وہ فوت ہو گئے تو بعد میں ان کے کسی رشتہ دار نے کیس کر دیا کہ اسے قتل کیا گیا تھا، اس کی موت Natural نہیں تھی۔ تین چار ماہ کے بعد یا شاید اس سے بھی کچھ زیادہ وقت گزرا تھا تو قبر کشائی کی گئی۔ ہمارے بھائی بھی سارے گئے تو کہنے لگے کہ یقین کریں ان کا جسم ایسے تھا جیسے ابھی دفن ہوئے ہیں۔ ہم انہیں نکمے بھائیوں میں شمار کرتے تھے۔ وہاں ان کا یہ حال تھا۔ حلقہ میں کم آتے لیکن خط و کتابت اور حال احوال وہ کرتے رہتے تھے۔ دنیا ساری حیران رہ گئی کہ جیسے یہ کوئی بہت بڑا بزرگ ہو۔ اتنا وقت گزر گیا تھا لیکن سب کچھ ویسے تر و تازہ تھا۔ یہ اللہ کے نام کی برکت ہے:

**سبحانک اللھم و بحمدک و تبارک اسمک۔**

تیرا نام ہی برکت والا ہے۔ جس اللہ کو ساری مخلوق جانتی ہے، اس کے نام کو بھی جانتی ہے کہ یہ اس اللہ کا نام ہے۔

ایک بھائی نے سوال کیا کہ یہ جو امانت کے طور پر دفن کرتے ہیں اس کے

بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ اس پر فرمایا:

ویسے کہتے ہیں کہ یہ امانت کے طور پر دفن کرنے والا طریقہ صحیح نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ شرعی طور پر درست نہیں ہے۔ جسے اپنی موت آ جائے تو انہیں بس دفن کر دو۔ اس پر جناب محمد یعقوب خان صاحب تو حیدی نے جناب ملک بخشیش الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تدفین کی بات کی کہ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے بارے میں باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا کہ انہیں امانت کے طور پر دفن کر دو ان کے عزیز آئیں گے وہ انہیں لے جائیں گے۔ اس پر آپ نے فرمایا: جہاں تک میرا خیال ہے یہ جائز نہیں ہے کیونکہ اسلام اس کو پسند نہیں کرتا۔ دفن کرنے کا کہا ہے کہ جب کوئی فوت ہو تو اسے جلدی دفن کیا جائے، روح کو چین نہیں آتا جب تک جسم کو دفن نہیں کیا جاتا، وہ بے چین رہتی ہے۔ اس لئے حکم ہے، تین امور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے کہ ان میں جلدی کرو۔ ایک تو نماز کا ٹائم آ جائے تو فرمایا کہ اس میں جلدی کرو۔ یہ نہیں کہ میں ابھی پڑھتا ہوں، یہ ہے اور وہ ہے اور ٹائم گزر جاتا ہے، سستی چھا جاتی ہے۔ دوسرا امر دہ جو ہے اس کے دفن کرنے میں جلدی کرو، زیادہ دیر نہیں کرو۔ تیسرا یہ کہ بیٹی جوان ہو جائے تو اس کی شادی میں جلدی کرو۔ یہ تین امور فرمائے کہ ان میں جلدی کرو۔

اب یہ ہے کہ کوئی فوت ہو جاتا ہے تو رکھ دیتے ہیں کہ فلاں سعودیہ سے آ رہا ہے، فلاں انگلینڈ سے آ رہا ہے، اس کو رکھنا ہے کہ وہ آئے گا۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ اس کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ کہتے: منہ کیا دیکھنا ہے؟ مرے ہوئے بندے کا منہ اچھا ہو جاتا ہے کہ دیکھنا ہے، زندہ ہے تو دیکھو۔ اب کیا ہے کہ اس کا منہ دیکھنا ہے۔ انتظار نہیں کرنا

چاہیے، کہتے تھے کہ اسے جلدی دفن کرو۔ایک بات ۔دوسری یہ کہ جگہ کا کوئی تعین ایسا نہیں ہے۔اب یہ جنگ احد والے شہداء سارے اُدھر ہی دفن ہو گئے ۔شہر اس کے پاس ہی تھا، محاذ اس شہر کے بالکل پاس ہی تھا لیکن وہاں سے کسی بھی شہید کو وہاں سے واپس نہیں لائے۔

ایک بھائی نے کہا شاید حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو واپس لائے تھے، اس پر دوسرے ایک بھائی نے کہا کہ وہ بھی وہیں دفن ہیں ۔اس بات پر آپ نے فرمایا: ایک صحابی کا لکھا ہوا ہے کہ جب ان کو لایا جانے لگا تو وہ جو گھوڑا تھا یا سواری تھی اس کے پاؤں اُدھر ہی دھنس گئے، پھر انہیں وہیں دفن کیا گیا۔

ایک بھائی نے بتایا کہ یہ جو صحابی تھے، انہوں نے کہا تھا کہ مجھے ادھر ہی دفن کرنا، ان کے گھر والے واپس لے جانا چاہتے تھے لیکن گھوڑا نہیں جاتا تھا، وہ واپس ہی جاتا تھا تو پھر انہیں وہ نہیں لے گئے اور اُدھر ہی دفن کیا گیا۔اس کی وجہ یہ سامنے آئی تھی کہ جب یہ نکلنے لگے تھے تو انہوں نے دعا کی تھی کہ میں واپس نہ آؤں ۔اس پر آپ نے فرمایا:

وہ تو یہ سمجھتے ہی نہیں تھے کہ میں ادھر دفن ہوا ہوں یا اُدھر دفن ہوا ہوں ۔اس کو وہ کچھ سمجھتے ہی نہیں تھے۔موت کا ان کے ذہن میں اور ہی Concept تھا۔

کشادِ درِ دل سمجھتے ہیں اس کو
ہلاکت نہیں موت ان کی نظر میں
دلِ مردِ مومن میں پھر زندہ کر دے
وہ بجلی کہ تھی نعرۂ لا تــــــــذر میں

وہ موت کو ایسے نہیں سمجھتے تھے، وہ تو اسے Transfer ہی سمجھتے تھے کہ دوسری دنیا میں اپنے اللہ میاں کے ہاں چلے گئے۔ وہ اسے لے کے نہیں چلتے تھے۔ بدر والے بدر میں دفن کر دیئے۔ کفار جو تھے، انہیں بھی حضور اقدس ﷺ نے کنویں میں ڈلوا دیا۔ کفار کی بھی Dead bodies کا احترام ہے۔ یہ نہیں کیا کہ یہ ایسے ہی پڑے رہیں۔ ان کو بھی کنویں میں ڈلوا دیا کہ یہ ایسے ہی خراب نہ ہوتے رہیں۔

وہ لے کے نہیں چلتے تھے۔ کیا آپ نے ان کی پرستش کرنی ہے؟ ان کو اب یہاں دفن کیا جائے، امانت کے طور پر دفن ہیں کہ پھر انہیں وہاں لے جایا جائے۔ بس ہوگیا۔ اب بھی عرب ہماری طرح لمبا نہیں کرتے۔ کوئی فوت ہوگیا تو مختصر سا کر کے وہ آن ڈیوٹی ہو گئے۔ فوتگی پہ وہ اتنا لمبا لمبا نہیں کرتے۔

ہمارے بھائی ایک بشیر تھے، عرب تھے۔ اللہ انہیں غریق رحمت کرے۔ وہ ایک جہاز میں کریش کر گئے تھے۔ ان کے ساتھ کافی پیار رہا۔ حلقے سے وہ پہلے ہی متعارف تھے۔ یہ مرتضٰی صاحب، ایئر کموڈر اعجاز الدین صاحب جو تھے انہوں نے ان کے ساتھ ٹریننگ کی تھی۔ ہمارے ساتھ بھی ان کا پیار ہوگیا۔ وہ دوسرے بیس پر تھے، اتوار کو یا جمعہ کو آتے، بچوں کو چھوڑتے اور گاڑی پر مجھے کہتے کہ آؤ چلو شہر چلیں، وہاں رات کو بیٹھ کے گپیں لگائیں گے۔ رات ان کے ہاں رہتے، دن کو چھٹی ہوتی، کہیں جانا ہوتا۔ مرنا جینا ادھر ہوتا تو میں ان سے پوچھتا تھا کہ کیا کرتے ہیں۔ وہ کہتے کہ بس جا کے کہیں گے: **واللہ غالب** ۔بس۔ فاتحہ وغیرہ اور یہ دعا نہیں کرتے۔ **واللہ غالب** ۔ **واللہ غالب** ۔ جیسے ہمارے ہاں اہل حدیث کہتے ہیں کہ بس اللہ کا حکم۔

# محفل 88

ایک بھائی نے کسی کا شکوہ کیا تو اس پر فرمایا: اللہ میاں اس کے دل میں نرمی ڈالے۔ اچھا انسان بن جائے۔ مذہب تو اسی لئے ہے کہ ہم سب اچھے انسان بن جائیں۔ اسی کا گلہ کرتے ہوئے بھائی نے کہا کہ وہ کہتا ہے کہ چار شادیاں جائز ہیں۔ اس پر فرمایا: چار شادیاں جائز ہیں لیکن یہ Order تو نہیں دیا گیا کہ ضرور کرنا ہے۔ یتیم بچیوں کے بارے میں ذکر ہے کہ تم انصاف کرو، ان کا مال ویسے خرچ نہ کرو، یہ کرو اور وہ کرو اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو ان یتیم بچیوں سے شادی کر لو۔ اس میں لکھا ہوا ہے۔ ایسے نہیں ہے کہ دو دو، تین تین اور چار چار شادیاں کر لو۔ اس میں لکھا ہوا ہے۔

وہ Warrior (جنگجو) قوم تھی۔ ایک ایک سال میں اسی اسی اور پچاسی پچاسی معرکے نبی پاک ﷺ کے ہوتے رہے۔ جہاں بھی جاتے تو ظاہر ہے کہ شہادت بھی ہوتی تھی، لوگ فوت بھی ہوتے تھے تو پیچھے یتیم بچے بچیاں اور بیوہ عورتیں ہوتی تھیں۔ یہ بات اب یورپ کو بھی سمجھ تو آ گئی ہے کہ بیوہ کی شادی کرنا۔ اگر ضرورت پڑ جائے تو دو دو، تین تین اور چار چار شادیوں کی اجازت تو ہونی چاہئے، بجائے اس کے کہ معاشرے میں گندگی پھیلے، شادیوں کی اجازت تو

ہونی چاہئے۔

اس میں لکھا ہوا ہے کہ دو دو، تین تین اور چار چار کر سکتے ہو۔ بجائے اس کے کہ ان کا مال کہاں اور کیسے علیحدہ رکھیں۔ اللہ سے ڈرنے والے لوگ تھے کہ ان کا پیسہ کہیں ادھر نہ آ جائے۔ کہیں ہم اس میں پکڑے نہ جائیں۔ اللہ نے کہا کہ ان سے شادی کر لو لیکن کہا کہ انصاف رکھنا۔ اگر انصاف نہیں کر سکتے تو پھر ایک پر ٹھہرو۔ اللہ نے یہ کہا ہے کہ تم جتنا چاہو انصاف نہیں کر سکتے۔ ترازو والا انصاف تم نہیں کر سکتے، تم نہیں کر سکو گے لیکن یہ ہے کہ کہیں ایک کی طرف لڑھک ہی جائے اور دوسری ہوا میں معلق رہے کہ اسے کوئی پوچھتا نہ ہو۔ یہ بھی نہ کرنا۔

سائیں توکل شاہ انبالوی نقشبدیہ سلسلہ کے بڑے مشہور بزرگ گزرے ہیں، پاکستان بننے سے پہلے تھے۔ ان کا تذکرہ ملتا ہے۔ زیادہ پڑھے لکھے نہیں تھے لیکن پیار میں بڑے آگے تھے۔ ساری دنیا ان کے پاس آتی تھی۔ ہندو بھی، سکھ بھی، اور دوسرے سب آتے، دعائیں کراتے۔ انہوں نے بھی دو شادیاں کی ہوئی تھیں۔ ایک بیوی کے گھر میں گئے تو لاٹھی نہیں لی ہوئی تھی، یاد آ گئی تو پھر واپس گئے کہ اس کے ہاں لاٹھی لے کے گئے تھے تو اس کے ہاں بھی لاٹھی لے کے جانا ہے۔ سبزی منگائی، مولیاں ہیں تو دو ایک کے پاس بھیجی ہیں تو دو ہی دوسری کے پاس بھیجنی ہیں۔ ایک بیوی کے گھر گئے سرمہ ڈالا ہوا تھا، دوسری کے گھر گئے، سرمہ نہیں ڈالا ہوا تھا تو پھر واپس گئے کہ اس کے گھر بھی سرمہ ڈال کے جاؤں۔ اتنی باریکی میں کون جاتا ہے؟ کوئی خاص خاص لوگ ہوتے ہیں جو اتنا انصاف کرتے ہیں۔ وہاں بھی لکھا ہے کہ اگر نہیں کر سکتے تو ایک پر ہی رہو۔ ناانصافی سے یہ اچھا ہے کہ نہ ہی کرو۔

اُدھر نا انصافی سے بچایا ہے کہ شادی کرو، اِدھر نا انصافی سے بچایا کہ پھر ایک ہی کرو۔ حکم نہیں ہے کہ ضرور ہی کرو۔ جیسے یہ عرف روٗساء کرتے ہیں کہ شادی کی اور طلاق دے دی کہ اِدھر ہی رہو، جانا نہیں ہے۔ یہ کہ وظیفہ ملے گا، ایک اور کرلی۔ یہ نہیں ہے کہ اس کو ذریعہ بنالیا جائے کہ ایسے کرسکتے ہیں۔ اجازت ملی ہے، اجازت بہت اچھی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سوسائٹی میں ایک اچھا انتظام رکھا ہے کہ شادی کرلو۔

ایک مریم تھی جو امریکن یہودی تھی جو مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں پڑھنے سے مسلمان ہوگئی اور پھر وہ اِدھر ہی پاکستان آگئی۔ مولانا نے اسے اپنے گھر میں ہی رکھا، بچیوں کے ساتھ اسے رکھا کہ اسے اسلامی تعلیم سے آگاہ کرو۔ ایک ڈاکٹر یوسف صاحب تھے پھر ان سے اس مریم کی شادی ہوئی۔ ڈاکٹر یوسف صاحب کی یہ دوسری شادی تھی۔ اس نے خود کی اور کہا کہ میں بہت خوش ہوں، دوسری شادی میں میرا بڑا اچھا نباہ ہورہا ہے۔ مطلب وہ جو اس کے خلاف لکھتے تھے، اس نے یہاں آ کے دوسری شادی کی۔ اس نے کہا کہ یہ ٹھیک ہے کہ بجائے اس کے کہ میں خراب ہوں، یہ بہت اچھا ہے۔ اس نے کتابیں بھی لکھیں:

Western Civilization Condemned by Itself.

اس نے ایسی بڑی اچھی کتابیں لکھیں۔

چار چار شادیاں جو ہیں ان کی اجازت ہے کہ کرسکتے ہیں لیکن یہ تو نہیں ہے کہ ضرور ہی کرنی ہیں۔ آج کل تو ایک سے نباہ نہیں ہوتا، خرچے ہی پورے نہیں ہورہے، چار کیا کرنی ہیں۔ وہاں تو ایک مشن تھا جس میں مرد کم ہوجاتے تھے تو

شادی کی اجازت دے دی اور حل پیش کر دیا۔ حقوق العباد جو ہیں یہ بہت ضروری ہیں۔ سارے ہی علماء کہتے ہیں کہ یہ نہیں بخشے جائیں گے جب تک کوئی بندہ خود نہ معاف کرے۔ اللہ اپنے تو بخش دے گا کہ چلو کوتاہی ہو گئی، نماز نہیں پڑھ سکے لیکن یہ جو ہے یہ معاف نہیں ہوں گے جب تک وہ بندہ معاف نہیں کرے گا۔ یہ زیادہ ضروری ہے، اس سے زیادہ بچنا چاہئے کہ جس کی معافی نہیں ہے۔ اس کا زیادہ خیال رکھنا چاہئے۔

یہاں تو عورتیں اب ذرا آزاد ہو رہی ہیں، کچھ تنگ بھی کر رہی ہیں لیکن بے چاری کا برا ہی حال ہے۔ اب کچھ کمانے لگ گئی ہیں تو وہ بھی اکڑ جاتی ہیں۔ ڈرامے بھی سارے اسی موضوع پر بن رہے ہیں۔ ان کی اچھی خاصی تربیت کر رہے ہیں۔ جو پڑھی لکھی ہیں، پیسہ کماتی ہیں، وہ اب نہیں گانٹھتیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو بہت سے حقوق دیئے ہوئے ہیں، ہم وہ بھی نہیں دیتے۔ اسلام نے ہی ان کو عزت و آبرو دی ہے۔ وہ تو ایک جنس کی طرح بازاروں اور منڈیوں میں بکتی تھی۔ ان کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ حقوق دیئے۔

ایک جگہ لکھا ہے کہ ایک بدو نے اپنی بیٹی کی شادی اپنے بھتیجے سے طے کر دی کہ اس کے ساتھ ہو گی۔ یہ معاملہ حضور اقدس ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرا باپ میری شادی اپنے بھتیجے کے ساتھ کرنا چاہتا ہے۔ میں اسے بالکل پسند نہیں کرتی۔ باپ کو بلا کیا اور فیصلہ اس بچی کے حق میں ہوا۔ یہ الگ بات ہے کہ اس نے اپنی والد کو اجازت دے دی کہ جہاں چاہے شادی کر دے لیکن ایک بیٹی کے حقوق تو وضع ہو گئے۔



زیرِ نظر کتاب جناب محمد صدیق ڈار توحیدی ؒ کی وعظ و نصیحت کی محافل کے مجموعہ کی دوسری اور آخری جلد ہے جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ و جانشین جناب محمد یعقوب خان توحیدی مدظلہٗ نے مرتب کر کے شائع کیا۔ یہ محافل مختلف مواقع پر انتہائی دوستانہ ماحول میں ہونے والی گفتگو ہیں جو جناب محمد صدیق ڈار توحیدی ؒ کی ایک اعلیٰ ظرف، روشن خیال اور وسیع النظر شخصیت کی عکاس ہیں۔ بہترین طرزِ استدلال اور مطالعہ و مشاہدہ کی گہرائی میں شیریں گفتگو نہ صرف مریدین سلسلہ کی قلبی و روحانی تسلی و تشفی کا سامان ہیں بلکہ عوام الناس کے لئے عمل کی تحریک سموئے ایک بہترین علمی خزانہ ہیں۔ یہ کتاب ایک تاریخی علمی، فکری اور روحانی ورثہ ہے جس کے صفحات توحیدیہ افکار و نظریات کا مجموعہ ہیں جو قارئین میں ہر قسم کی گروہی، مسلکی، فرقہ ورانہ یا دیگر منافرت سے پاک ایک منفرد سوچ کو فروغ دیتے ہیں۔

مصنف کتاب جناب محمد صدیق ڈار توحیدی ؒ سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے تیسرے شیخ (26 اپریل 1991ء تا 7 جولائی 2013ء) تھے۔ سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے لئے آپ ؒ نے بیش بہا خدمات سرانجام دیں۔ آپ ؒ کی تصانیف مقصود حیات (2009ء) اور انسانی زندگی کی روحانی تعبیر (2016ء) علم و تحقیق کا انمول خزانہ ہیں۔ آپ ؒ کی تدوین و مرتب کردہ کتاب فرمودات فقیر (2010ء) توحیدیہ رنگ و تاریخی ورثہ کا نادر نسخہ ہے۔ علاوہ ازیں آپ ؒ کی گراں قدر خدمات کے طویل سلسلہ میں سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی تعلیمات کو بانی سلسلہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری ؒ کی سوچ و فکر پر قائم کرنا، توحیدیہ تعلیمات کی اشاعت اور فروغ کے لئے مرکز تعمیر ملت کا قیام، اور توحیدیہ تعلیمات کے ترجمان مجلہ ماہنامہ فلاح آدمیت کا اجراء خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

مرکز تعمیر ملت، وحید کالونی کوٹ شاہاں ڈاکخانہ سیکنڈری بورڈ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ
0303-0466321- 0344-9000042